تقویۃ الایمان کا منفرد انداز سے رد

# تجلیاتِ غفوریہ

ترجمہ

# احقاق الحق


حضرت علامہ میاں نصیر الدین احمد عرف میاں صاحب
قصہ خوانی، پشاور

مترجم

میاں ظاہر شاہ قادری

ایم۔اے اسلامیات، مولوی فاضل، منشی فاضل، تنظیم المدارس، فاضل درسِ نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

# پیش لفظ

## از- میاں ظاہر شاہ قادری مترجم کتاب ھذا ,رین سوات

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام کی ترویج اور تشہیر میں جو زیادہ حصہ لیا ہے وہ صوفیاء کرام ہیں۔ انہوں نے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی روشنیوں سے منور کردیا۔ ہندو ملک میں سب سے پہلے حضرت پیر سید علی ہجویری آئے اور انہوں نے ہندوپاک میں اسلام پھیلایا۔ کئی غیر مسلم سکھ' ہندو' بدھ مذہب کے پیروکار حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے بعد ہندوپاک میں خواجہ خواجگان حضرت معین اجمیری چشتی تشریف لائے اور ہندوستان کے کونے کونے تک اسلام کو پھیلایا اسی طرح صوبہ سرحد کے روحانی پیشوا قادریت کے مشعل حضرت مولانا عبدالغفور صاحب المعروف سوات صاحب نے انگریزوں کے خلاف جھنڈا بلند کیا تھا اور اپنے تمام خلفاء مریدین کو انگریزوں کے خلاف جہاد پر سرگرم عمل کیا۔ آپ کے خلیفہ حضرت نجم الدین صاحب المعروف ہڈے صاحب نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور پھر ان کے خلیفہ حاجی صاحب ترنگزی نے تو انگریزوں کے خلاف سخت جہاد کیا تھا ابھی تک انگریزوں کے خلاف لوگوں میں حاجی صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ سکھوں کے خلاف ایک تحریک سید احمد بریلوی کو بھی اس وقت عروج پر تھی۔ آپ نے بمعہ اپنے مریدین کے اس کا ساتھ دیا لیکن جب آپ کو سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے اعتقادات کے متعلق معلومات حاصل ہوئی تو اپنے دو خلفاء کو اسماعیل دہلوی کی کتاب تقوۃ الایمان کے رد کے متعلق ارشاد فرمایا ان دو خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں (ا) مولانا مرید محی الدین نوشہروی اور (۲) پشاور کے نادر روزگار مولانا میاں نصیر احمد عرف میاں

صاحب قصہ خوانی، بعض تذکرہ نگار حضرات کو یہ علم نہیں کہ آپ اس تحریک سے الگ ہوئے تھے۔ ان تذکروں میں سے ایک احوال العارفین ہے۔ یہ کتاب حافظ غلام فرید صاحب نے لکھی ہے اور اس کے سرورق پر لکھا ہے۔ "تذکرہ قادریہ مجددیہ غفوریہ" اس میں حافظ غلام فرید لکھتے ہیں۔ "گوشہ نشینی کے زمانہ میں حضرت سید احمد شہید بریلوی ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء بغرض جہاد تشریف لائے تھے۔ غالباً" جمادی الاول ۱۲۴۲ھ دسمبر ۱۸۲۶ء میں آپ حضرت شہید رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ شامل رہے (احوال العارفین ۱۰۱) ایسے دوسرے تذکرہ نگار بھی ہیں جن کو سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی سے آپ کا کنارہ کش ہونا معلوم نہیں اور اگر ہے بھی تو اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا تھا کہ وہ تمام کے تمام سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے مداح ہیں۔ اس حقیقت کو حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی نے تذکرہ اکابر اہل سنت میں ظاہر کیا ہے آپ اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں "جب سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی جماعت کے ساتھ پشاور کا رخ کیا تو حضرت اخوند صاحب نے سکھوں کو پشاور سے نکالنے اور مسلمانوں کو ان کے جبر و استبداد سے نجات دلانے کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ پشاور فتح ہونے کے بعد مذکورہ جماعت نے اپنے عقائد و اعمال کو عملی طور پر نافذ کرنا شروع کیا جہاں تک غیر شرعی رسوم اور منکرات کے انسداد کا تعلق تھا وہاں تک حضرت اخوند پیش پیش رہے کیونکہ یہ تو آپ کا مشن تھا جسے آپ پہلے سے جاری کئے ہوئے تھے لیکن جب عقائد کا معاملہ آیا تو نہ صرف آپ مذکورہ جماعت سے الگ ہوگئے بلکہ ان کے ایسے عقائد کی بھی کھلم کھلا مخالفت کی جو مسلک اہل سنت کے خلاف تھے اور آپ کے ایماء پر آپ کے خلفاء افاضل نے ان کے عقائد کے رد میں مستقل کتابیں لکھیں۔ ان میں مولانا مرید محی الدین نوشہروی اور پشاور کے نادر روزگار فاضل مولانا نصیر احمد المعروف بہ میاں صاحب قصہ خوانی قدس سرہما کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔" (تذکرہ اکابر اہل سنت ۲۴۶ مکتبہ قادریہ لاہور)

اب ہم نے تو مولانا مرید محی الدین نوشہرہ کی تالیف نہیں دیکھی لیکن حضرت العلامہ میاں نصیر احمد صاحب کی کتاب احقاق الحق جو تقویۃ الایمان کے رد میں لکھی تھی وہ آپ کے سامنے ہے اس کتاب کو عوام

کے فائدے کیلئے ترجمہ کر کے پیش خدمت کیا جاتا ہے اور وہ شبہ بھی نہ رہا جو حضرت اخوند صاحب کے متعلق پیدا ہوا تھا۔ حضرت العلامہ مولانا میاں نصیر الدین صاحب پشاور کے نامور علما میں سے تھے آپ کے والد کا نام صوفی غلام محمد نوشاہی تھا۔ پشاور کے معروف محدث مولانا گل فقیر احمد صاحب آپ کے صاحبزادہ تھے۔ محدث مولانا گل فقیر احمد صاحب' حضرت العلامہ پیر طریقت مشعل راہ قادریت مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی کے استاد تھے۔ حضرت گل فقیر احمد صاحب کے دو صاحبزادے ہیں ایک کا نام مولانا محمد بشیر گل احمد صاحب جو کہ محمد علی جوہر روڈ قصہ خوانی مسجد کے خطیب ہیں اور دوسرے صاحبزادے کا نام مولانا ڈپٹی غلام احمد صاحب ہیں۔ دونوں اچھے نیک عقیدہ علماء ہیں۔ فقیر نے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے میاں نصیر الدین صاحب نے یہ کتاب ۱۲۸۱ء میں لکھی تھی اور جمعرات کے دن رجب کے مہینہ میں اختتام پذیر ہوا اور فقیر نے ۱۹۸۹ء میں ترجمہ کیا اور بروز جمعہ نو بج کر دس منٹ ۱۲ر اپریل میں اختتام کو پہنچایا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

میاں ظاہر شاہ قادری

مدین سوات

تمام تعریفیں رب کے لئے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے اور نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے، تمام اچھی صفتوں سے متصف ہے اور وہ رحم کے مستحقین پر رحم کرنے والا ہے اور یہ وہی ذات ہے کہ ہم اس کی عبادت نہایت عاجزی سے کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس سے ہم شرع متن پر استقامت طلب کرتے ہیں۔ درود و سلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم النبین ہیں جو تمام رسولوں اور ملائیک سے افضل ہیں اور آپ کے آل و اصحاب پر بھی درود ہو جو سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور تمام مجتہدین اور ہمارے تمام اسلاف پر بھی ہو۔ حمد و صلوۃ کے بعد بندہ گناہ گار نصیر احمد ساکن قصہ خوانی عرض پرواز ہے کہ اس دنیا میں مفاسد اور فتنے برپا ہو گئے ہیں اس وجہ سے کہ اسلامی حکمران نہیں ہے اور کافر لوگ مسلط ہو گئے ہیں اور علماء کرام بھی ست ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ چھلکے اور مغز کا فرق نہیں رہا اور لوگ باطل و حق و ثواب میں تمیز نہیں کرتے اور یہ ان کی ہلاکت ہے۔ بے شک کہ فرقہ وہابیہ کے اسلامی فرقوں پر ان کی سرکشی اور فاسد عقائد ظاہر ہو گئے ہیں اور ان کے خراب عقائد لوگوں پر بھی ظاہر ہو گئے ہیں۔ اگر لوگوں کو پند نصیحت نہ ہو جائے تو وہ تمام شکوک میں گر جائیں گے تو علماء پر لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف اور برائیوں سے بچنے کا حکم زبان پر جاری کریں یہاں تک کہ وہ ان کو گناہوں سے نجات دلائے اور حق سے روگردانی سے باز رکھے۔ تفسیر احمدی میں اس کے لئے شرائط لکھی ہیں کہ وہ اس کی قدرت میں ہو اور یہ بھی بتایا گیا کہ وہ فساد اور فتنے کا سبب نہ بنے اور نہ زیادہ گناہوں کا سبب بنے جیسا کہ مواقف میں بھی تصریح کی ہے اور اس پر حضور صلی اللہ عنہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے اے لوگو اگر اس کی طاقت نہ ہو کہ وہ منع کرائے پس شاید اس وجہ سے انہوں نے کہا ہے کہ حکم ہاتھ کا یہ امراء کی طرف اشارہ ہے اور زبان سے منع کرنا یہ علماء کی طرف اشارہ ہے اور دل سے برا جاننا یہ عوام کیلئے ہے۔ پس جان لو اس سے کہ زبان سے حکم کرنا یہ علماء پر لازم ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ معروف وہی ہے جو قرآن و حدیث کے مواقف ہو اور منکر وہ ہے جو قرآن و حدیث کے مخالف ہو یا معروف نیکیاں ہیں اور منکر گناہ ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہ فرض ہے جس میں شبہ نہ ہو

جو آیات اور احادیث سے ثابت ہو اور اس پر اجماع منعقد ہو گئی ہو اور اس معاملہ میں یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے واذ اخذ اللہ مثاق الذین کہتے ہیں کہ وہ اس بات پر دلیل ہے کہ علماء پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو حق بیان کریں اور ان کو سمجھائے اور ان سے کچھ نہ چھپائیں۔ فاسد غرض کے لئے کہ ظلمت ان پر آسان ہو یہ ان کے نفوس کو خوش کرنے کے لئے یا کسی دنیاوی فائدہ کے لئے یا ضرر کے دفعہ کرنے کے لئے یا علم پر بخل کے سبب سے حدیث شریف میں ہے۔ جس نے اپنے اہل سے علم کو چھپایا تو اس کو آگ کی لگام ڈالی جائے گی اس پر تفسیر مدارک نے بھی تصریح کی ہے اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ جاہل لوگوں کا مواخذہ اس وقت تک نہیں ہے کہ وہ سیکھے یہاں تک کہ پکڑے وہ جو اہل علم ان کو سکھائے۔ تفسیر بنیادی میں بھی اس کی تصریح ہو چکی ہے اور تفسیر کشاف اور امام زاہدی نے اس کے متعلق اور آثار بھی ذکر کئے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ علماء پر تعلیم واجب ہے اور ان پڑھ پر اس پر عمل کرنا جو اپنے مقتضا سے تقاضا کریں۔ تحفتہ الفقہاء اور فتاوی سراجیہ میں ہے کہ امر بالمعروف واجب جب وہ یہ جان لے کہ یہ سننے والے ہیں تو اس کے لئے امر بالمعروف جائز ہے اگرچہ اس کو اس کے کہنے پر اس کو تکلیف بھی پہنچ جائے۔ تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب بدعت ظاہر ہو جائے میری امت میں اور میرے صحابہ کو گالیاں دیں پس عالم اپنے علم کو ظاہر کریں جس نے یہ نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائیک اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا بعض حصہ تفسیر احمدی وغیرہ میں بھی مذکور ہے کہ امر بالمعروف زبان اور ہاتھ سے علماء اور امر پر لازم ہے پس اس وجہ سے جس کو پیش آیا وہ بدعت کا مٹانے والا سنت پر عمل کرنے والا علامہ محقق اور یگانا روزگار مدقق حامی الفضلاء برہان العلماء بدنی گندگی سے پاک قطب عالم قدوۃ العارفین سید الکاشفین سلطان المرشدین شمس عالم الغیب والشہود اس کی ذات و صفات سے بغیر عناد گر کے کوئی انکار کرنے والا نہیں ہے۔ ابو البرکات صاحب سوات رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے پس میں نے اپنے نفس سے مشورہ کیا کہ میں ایک مختصر رسالہ لکھوں اور اس میں فرقہ نجدیہ (وہابیہ) کی منشاء ظاہر کروں اور ان کے عقائد فاسدہ کے جوابات کے ساتھ جو معتبر کتابوں سے مستنبط ہو لکھوں کہ عوام و خواص اس کو مطالعہ کریں اور ان کے عقائد سے دور رہیں اور ان کے ساتھ اور ان کے تابع داری کرنے والے کے ساتھ خلط ہونا چھوڑ دیں۔

پس میں نے اس رسالہ کے اختتام پر اس کتاب کا نام احقاق الحق رکھا اور یہ میں نے حضرت مخدوم مذکورہ کی خدمت میں پیش کیا میرے استاد جرالطمطام مصدالافاضل مفخرالاماثل حجتہ الخلف رئیس المحققین امام المدققین فخراہل زمان مولانا مفتی محمد احسن کے مطالعہ کے بعد (حضرت مخدوم کی خدمت پیش ہوا) یااللہ ہمیں حق دکھا اور اس کی تابع دار ہمارے نصیب فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنا ہمارے نصیب فرما۔

## بحث اول

جاننا چاہئے کہ فرقہ وہابیہ منسوب ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف جیسا کہ ردالمختار شرح درمختار میں ہی وہ لکھتے ہیں جیسے کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار جو نجد سے نکلے اور حرم شریف پر غلبہ حاصل کیا اپنے آپ کو حنبلی مذہب والے کہتے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہیں وہ مشرک ہیں۔ اس پر وہ اہل سنت کے قتل کو مباح سمجھتے تھے اور ان کے علماء کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور ان کی شوکت کو توڑ ڈالا ان کے شہروں کو خراب کیا۔ مسلمانوں کے لشکر ان پر غالب آ گئے۔ ۱۲۳۳ھ میں۔ پھر ان کا مذہب ہندوستان میں پھیل گیا۔ بعض نے ان کے حق میں رسالے لکھے کہ مسلمانوں کے عقائد خراب ہو جائے بعض رسائل میں سے ایک رسالہ تقویۃ الایمان ہے۔ جیسا کہ بعض رسالوں میں آیا ہے کہ ہمارے ملک میں اس زمانہ میں ایک قوم ہے جو تفریق کرتے ہیں کلمہ اسلام میں اور اہل سنت وجماعت کی مخالفت کرتے ہیں اور اصول اور فروع میں اور اپنے آپ کو موحدین کہتے ہیں اور جو ان کے سوا ہیں یعنی متقدین اور متاخرین وہ تمام مشرک ہیں ان میں سے ایک اس بیان کی بنیاد ہے جس نے اس کے حق میں ایک کتاب لکھی۔ اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔

ان کے مبتدعات میں سے بعض یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض افعال کو تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں اور اسی کو عبادت کہا جاتا ہے جیسا کہ سجدہ اور رکوع و قیام اور ہاتھوں کو سینہ پر رکھنا اور اس کے نام پر مال کو خرچ کرنا اور دور سے سفر کا ارادہ کرنا اور اس پر غلاف ڈالنا اور اللہ سے اسی جگہ میں سوال کرنا

پتھروں کو چومنا اور چراغوں کو روشن کرنا مجاوری کرنا اور اس کے کنویں کے پانی سے تبرک رخصتی کے وقت الٹا پاؤں چلنا اور اردگرد کا ادب کرنا وغیرہ میں جس نے نبی کے لئے یہ بتایا ولی کے لئے یا خبیث اور جنات کے لئے یا کسی صادق و کاذب کی قبر کے لئے یا کسی کے معتکف کے لئے یا کسی مکان کے لئے یا کنویں یا تابوت کے لئے ان اقسام میں سے کیا یا ان کے لئے سجدہ کریں یا رکوع کریں اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائے یا اس کی طرف دور سے سفر کریں یا اسی جگہ چراغ کو روشن کریں یا غلاف اور چادر وہاں ڈالے یا ان کے نام پر ایک جھنڈا گاڑ دیں یا ان کی قبر کو چومے یا ان کا خزہ ہلادیں یا اس پر خیمہ گاڑ دیں یا رخصتی کے وقت الٹے پاؤں چلے یا ان کے چوکھٹ کو چومے یہاں وہاں مجاور بنے یا اس کے اردگرد کو معظم جانے ان جیسے افعال کریں تو وہ مشرک ہو جاتا ہے ان کا سمجھنا برابر ہے کیونکہ یہ چیزیں ان کی ذلت (یعنی بتوں) کی تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں یا اللہ تعالیٰ ان کی تعظیم سے راضی ہوتے ہیں اور ان کی تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے مشکلات حل کر دیتے ہیں ہر طریقہ سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ یہ تلخیص کیا گیا اور ترجمہ عربی میں دیا گیا اور یہ ایک قطرہ تقویۃ الایمان کے طوفان میں سے ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ جو تقویت الایمان میں ذکر کیا گیا یا اس میں جو بیہودہ باتیں لکھی ہیں یہ سنی عقیدہ کے مخالف ہیں اور طریقہ شیعہ بخدیہ کے موافق ہیں جو عبدالوہاب بخدی نے ایجاد کی ہیں اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے نجد کے حق میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اس سے شیطان کی سینگ نکلے گی اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے اور یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لئے ہے اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے محمد بن عبدالوہاب کے علاوہ دوسرے کے لئے نہیں فرمایا اور اس سلسلہ میں اس نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام کتاب التوحید ہے اور تقویۃ الایمان کتاب التوحید کی تقلید اور تائید ہے گویا کہ وہ اجمال کی تفصیل ہے اور گمراہی کی تکمیل ہے اور علماء حرمین شریفین اور اس کے بدعات اور اختراعات کے رد متفق ہیں۔

## بحث دوم

اور ان میں سے ایک اور کتاب تصنیف کیا گیا ہے جس کا نام اربعین مسائل ہیں اس میں کہا ہے کہ امداد

طلب کرنا اہل قبور سے جس طریقہ سے بھی ہو جائز نہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق نے مشکواۃ شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ امداد طلب کرنا نبی کے علاوہ بہت سے فقہا نے انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ زیارت مردوں کے لئے دعا اور ان کے لئے اللہ تعالٰی سے ان کے گناہوں کی معافی کی درخواست کرنا اور ان کو دعا اور تلاوت قرآن پاک سے نفع پہنچانا ہے۔ اس عبارت سے یہ فائدہ نکلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مستثناء ہیں ممانعت کے حکم سے امداد قبور سے طلب کرنا' اس وجہ سے کہ انبیاء علیہم السلام ابدی حیات برزخ میں ان کے لئے ثابت ہے اور شہدا کے علاوہ دوسروں کے لئے ثبوت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حیات برزخی دنیا کی حیات کے مثل نہیں ہو سکتے اور دنیا کی حیات کے احکام اسی جگہ تبدیل ہو جاتے ہیں تو اسی وجہ سے استثناء بھی صحیح نہیں ہے۔ ہمیں حق یہ ہے کہ فقہا کا انکار عام ہیں کہ امداد طلب کرنا خواہ انبیا علیہم السلام سے ہو یا دوسروں سے جیسا کہ عبارت کتب فقہا سے واضح ہو جاتا ہے جو جواب میں وارد ہے اور جو صاحب مجمع البحار میں کہا ہے کہ جس نے زیارۃ قبور انبیاء کا قصد کیا اور ان کے دربار میں دعا مانگے اپنے حاجتوں میں پس یہ جائز نہیں۔ مسلمانوں کے علما میں سے کسی نے جائز نہیں رکھا کیونکہ عبادت اور اپنی حاجتوں میں امداد طلب کرنا یہ اللہ تعالٰی کا اکیلا حق ہے۔ امام بغوی نے معالم التنزیل میں کہا ہے وہ کہتا ہے کہ استعانت یہ عبادت کا ایک قسم ہے اور عبادت فرمانبرداری ہے۔ تذلل اور عاجزی کے ساتھ پس بندہ ذلت و تابع داری سے مسمی ہوا اور کہا جاتا ہے عبادت کرنے کا راستہ یعنی تذلل سے تابع دار ہونا۔

حدیث شریف میں ہے ان عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے پیچھے تھا پس آپ نے فرمایا کہ اے غلام کہ اللہ سے حفاظت مانگو اللہ تعالٰی تمہیں حفاظت دے گا۔ اللہ سے حفاظت مانگو اللہ کی حفاظت تم پاؤ گے۔ اپنے مرتبہ کے مطابق اور جب اللہ سے تم سوال کرتے ہو پس تم اللہ سے سوال کرو۔ جان لو کہ امت اگر اس پر جمع ہو جائے کہ تمہیں کسی چیز کا فائدہ دیں وہ ہرگز تمہیں فائدہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ چیز سے جو اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے مقرر کیا ہو اگر تمام امت اس پر جمع ہو جائے کہ تمہیں ضرر پہنچائے کسی چیز کا وہ مگر اس چیز سے جو تمہارے لئے مقرر ہو چکا ہو۔ قلموں کو اٹھائے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ اس روایت کو امام احمد نے اور ترمذی نے نقل کیا

ہے اسی طرح مشکوٰۃ میں بھی ہے یہ اربعین کی عبارت تھا جو نقل ہوا اور یہاں میں نے ترجمہ کرایا بعض رسائل کا۔

## بحث سوم

ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کو جہل اور عجز اور کذب اور تمام نقائص اور عیوب و قبائح اور فواحش سے متصف کیا ہے اور ان کے ہفوات میں سے یہ ہے کہ انسان جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہ ہو تو انسان کی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ جاتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد نبی کا امکان بھی ہو سکتا ہے اور خاتم النبیین کے ساتھ عام مسلمانوں کے برابر جائز ہے زیادہ ثواب میں اور رب الارباب کے قرب میں اور یہاں تک لکھا گیا ہے کہ خاتم النبیین سے قرب اور کثرت ثواب میں کسی کا افضل ہونا جائز ہے ایسا بیان بعض رسالوں میں ہے۔

جیسا کہ خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں کہا ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ۔ اب کسی نے جدید نہیں نکالا بلکہ قدما میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ یک روزی میں اسماعیل دہلوی نے بھی ایسا کہا ہے۔ ایسا بیان جہد المقل میں بھی ہے حالانکہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے چونکہ کذب عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب لگانا یہ کفر صریح ہے۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ بندہ بندہ ہے اور خالق خالق۔ بندوں کے اعمال خالق پر قیاس کرانا جہل عظیم ہے۔" (میاں ظاہر شاہ قادری)

## چوتھا بحث

بعض نے انبیاء کی توہین کی ہے اور شیخین کو برا بھلا بھی کہا ہے اور لواطت کو بچوں کے ساتھ مباح ٹھہرایا اور اللہ تعالیٰ کا آنا کسی مکان میں اور جبرائیل علیہ السلام کا اترنا اس پر اور حضرت جبریل علیہ السلام کا ہتک کرنا اور سہو و بھول جانا کی نسبت اسی کی طرف کرنا قرآن مقدس کی آیات میں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر عالم کی خلقت اچھا ہے تو نبوت اس پر جاری ہو سکتا ہے اور قرآن مقدس کو پلید چیز سے

لکھنا۔

## بحث پانچواں

مردوں کے لئے دعا کرنا زندوں کا اور خیرات کرنا مردوں کے لئے انہوں نے ناجائز کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مسالک اربعہ میں حصر نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ انکار کرنا اسی قرآن سے یہ کفر نہیں۔ اگر شرک کے بغیر ہو تو کفر اس پر واجب نہیں۔

## بحث چھٹا

بعض نے اللہ تعالیٰ کے لئے مثالوں کو ثابت کیا ہے مثل کے بغیر اور شیئاللہ کے قول کے ناجائز ہونا بھی کہا ہے اور خبر واحد پر عمل کرنا نہیں چاہیے۔ ہم ان کے ان اعتقادیات سے پناہ مانگتے ہیں اور ان سے دور رہنے کا سوال کرتے ہیں یہ ان کے فاسد عقائد تھے پس اب میں ان چھ الجات کے جوابات شروع کرتا ہوں پس ہم (اہلسنت) کہتے ہیں۔

## جواب بحث اول کا

سرکش نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض افعال تعظیم کو اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان افعال کو کفر ٹھرانا اور شرک کے مدار سمجھنا اور ایمان کا ختم ہونا یہ اہل سنت و جماعت سے نکلنا ہے اور اس سے الگ ہونا ہے بلکہ یہ گمراہی کی طرف بڑھنا ہے ساتھ اس کے کہ اس سرکش نے ایسی چیزوں کو جمع کیا ہیں کہ بعض ان میں سے حرام ہیں اور بعض ان میں سے مکروہ ہیں اور بعض مباح اور بعض مستحب اور بعض ان میں سے ایسی چیزیں ہیں جو اماموں کے درمیان اباحت میں اختلاف ہو یا کراہت میں تو اس نے تمام کو کفر اور شرک ٹھہرایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے افعال مذکور تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء اور تہمت ہے۔ اور جب افترا اور عظمت اس کے لئے کفر کا سبب ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جس نے کہا کہ اللہ علیم ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور اس نے وہ

کام نہیں کیا ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر کذب ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا و من اظلم ممن افترٰی علے اللہ کذبا۔ کون زیادہ ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افترا باندھے۔ بس اس سے یہ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بھی کفر ہے اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں یہ بھی کہا ہے کہ اہل کلام اور فقہ و حدیث کے ایک گروہ میں سے یہ اعمال میں نہیں کہتے لیکن بدعتی اعتقادیات میں وہ تمام کفر کہتے ہیں اگرچہ اس کا کہنا والا تاویل کیوں نہ کریں اور اس میں مجتہد خطا کار وغیرہ کا فرق نہیں کرتے اور ہر مبتدع (جو اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولے) پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہ قول مذہب خوارج و معتزلہ کے بہت قریب ہے پس اہل بدعت کے عیوب میں سے یہ ہے کہ ان میں سے بعض بعض کو کافر کہتے ہیں اور اگر اہل سنت و جماعت میں یہ کہے کہ یہ کفر نہیں صرف خطاء کار ہیں تو ہاں جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کو چیز کو واقع ہونے سے قبل پتہ نہیں تھا پس وہ کافر ہے اگرچہ اس کہنے والے کو اہل بدعت میں شمار کریں اور اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے اور اس کا مکان ہے اور اسی پر زمانہ گزرتا ہے وغیرہ پس وہ کافر ہے اور اس کے لئے ایمان کی حقیقت ثابت نہیں ہوتی اور جو یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون جس نے اللہ تعالیٰ نے نازل کرنے پر حکم نہیں کیا پس وہ لوگ کافر ہیں۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے یہ اس بات پر محمل ہے کہ وہ اس قتل کو حلال جانے یا اس کو پتہ ہو کہ یہ مسلمان ہے (اور اس کو مسلمان کے سبب اس کو قتل کیا جائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کہے۔ اے کافر پس وہ لفظ واپس ہوتا ہے ان دونوں میں سے ایک کی طرف جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ یہ اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ جب اس کا اعتقاد رکھا اور ان کا مراد ان کی اہانت نہ ہو یا مراد اس پر کفران نعمت ہو وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے جس نے اللہ کے بغیر قسم کھایا پس وہ کافر ہوا بخاری و مسلم نے ان الفاظ سے یہ حدیث نقل کی ہے پس اس کا معنی کفر دون کفر ہے جیسا ان دو کتابوں کے علاوہ روایت کیا گیا ہے فقد اشرک ای شرکا خفیا پس اس نے شرک کیا ای شرک خفی یا اس بات پر یہ حمل کیا جاتا ہے کہ اس سے تعظیم الوھیت کا بغیر اللہ تعالیٰ کے قسم سے کیا جائے یا اس سے حکم یمین کو حلال جانے۔ اشباہ میں ہے۔

اہل قبلہ میں سے کوئی کافر نہیں ہے مگر تب کافر ہوتا ہے کہ انکار کرے جو اس میں داخل ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ جو ہمارے اصناف ہے اپنی کتب فتاویٰ میں ذکر کیے ہیں الفاظ کفر سے واپس ہوتے ہیں اس طرف اور بعض کا اس پر اختلاف ہے لیکن اس میں جو ہو اس کے خلاف فتویٰ نہیں دیا جاتا اس میں یہ بھی ہے جو کفر ہے اس میں نیت شرط کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا یہ قول کہ کفر کو برا جاننے والے اگر مجبوری پر کلمہ کفر بھی کہے تو ان کا کفر صحیح نہیں ہے اور جو قول ان کا کہ جب کوئی کفر کا کلمہ مسخرہ کے طور پر کہے وہ کافر ہوتا ہے کہ اس بات پر اعتبار کیا جاتا ہے کہ اس کا عین کفر ہے جیسا کہ علم اوصول میں محل کے بحث ذکر ہوا ہے۔

پس جان لو کہ کفر کا مدار قول اور فعل ہے اعتقاد کے ساتھ نہ اکیلا قول و فعل اور جو سجدہ ہے اگر یہ عبادت کی وجہ سے کی جائے تو کفر ہے اور اگر تعظیم کے لئے کی جائے پھر وہ شرک اور کفر نہیں ہے جیسا کہ اوصولی اور فروغ میں اس کی تصریح ہو چکی ہے نہ کہ جو اس سرکش نے اس کے کرنے والے پر شرک کا اطلاق کیا ہے۔

ملائک کا سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور یعقوب علیہ السلام کا سجدہ کرنا یوسف علیہ السلام کو۔ پس ان کی شریعت میں سجدہ تعظیم جائز تھا پھر ہمارے شریعت اسلامیہ میں منسوخ اور حرام ہوا صحیح مذہب پر اگر کفر و شرک ہوتا تو کسی دین میں بھی یہ مباح نہ ہوتا اور نہ کسی زمانہ میں پس جب وہ سجدہ جو افعال تعظیم کے لئے خاص ہے بس وہ اگر عبارتی سجدہ نہ ہو تو وہ سجدہ کرنا کفر نہیں ہے پس ان افعال کے کرنے میں کیا وبال ہو گا جو اس کرشس (اسماعیل دہلوی) نے کفر کا اطلاق اس کے کرنے والے پر کیا ہے۔ وہ اپنی اس کتاب میں ملائک کرام کا سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کو کیا عذر و پیش کرے گا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کرتے تھے وہ کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکتے میں اصل بات شرک میں ہے نہ کہ حرمت و اباحت میں ہے۔ جیسا کہ بعض وسائل میں لکھا ہے تذکرۃ الابرار والاشرار میں لکھا ہے کہ اگر بادشاہ کے لئے سجدہ تعظیمی کیا جائے تو وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ وہ گناہ گار ہو جاتا ہے

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے جس نے ان کے لئے سجدہ کیا اور اس سے مراد اس کی

تعظیم کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا جاتا ہے اس سے وہ کافر ہوا اور اگر اس سے اس کا مراد سلام (ملاقات) ہو تو بعض علمائے یہی مختار کیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں (مولف) اور یہ بات زیادہ ظاہر ہے اور جو زمین کو چومنا ہے تو یہ سجدہ کو قریب ہے مگر اگر اس نے ماتھا یا رخسار زمین پر رکھا ہو تو یہ زیادہ برا اور قبیح ہے زمین کے چومنے سے مولف کہتا ہے کہ ماتھے کا رکھنا رخسار کے رکھنے سے زیادہ قبیح ہے پس چاہئے کہ ماتھے کے سوا کافر نہیں ہوتا کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس قول سے کہ وہ کافر نہیں ہوتا مگر ماتھے کے زمین پر رکھنے سے۔" معلوم ہوتا ہے کہ رکوع پر کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اگر کسی کی تعظیم کے لئے کی جائے پس بعض رسالوں میں اس طرح جواب دیا ہے۔ رکوع کے متعلق تحفہ شرح منہاج میں اس قول و سجود منم اوشی کے تحت کہا ہے کہ سجدہ کرنے سے دوسری چیز خارج ہو گئی جیسا کہ رکوع ہو گئی کیونکہ ایسی صورت تو مخلوق میں واقع نجلاف سجدہ کے لوگوں میں کسی کو سجدہ کرنے کی عادت نہیں ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں فرق ثابت ہے۔ بخلاف اس بات کی کہ اگر کسی نے مخلوق کی تعظیم کا ارادہ رکوع سے کیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی کہا جاتا ہے تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور قیام نہ نماز کے ساتھ خاص ہے اور نہ کسی دوسری عبادت میں جیسا کہ تفسیر کبیر میں تصریح ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ السلام جنت البقیع کو آئے اور کافی دیر تک کھڑا رہا پھر آپ نے تین بار ہاتھ اٹھایا۔ امام نوری نے اس حدیث کی تشریح میں کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اور بار بار دعا کرنا اور اس میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کھڑے ہو کر دعا مانگنا مقبرہ میں بیٹھے ہو کر مدعا مانگنے سے زیادہ کامل ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام قاضی عیاضی روایت کر کے لکھتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی قبر مبارک کو آیا پس وہ کھڑا ہوا اور ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ گمان کیا گیا کہ اس نے نماز شروع کی ہے اور جو ہاتھ رکھنا ہے تو یہ نماز کے واجبات اور ارکان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسا سنت ہے کہ اموں کے درمیان بھی مختلف فیہ ہے کم نہیں دکھتے مالکی مسلک والے ہاتھوں کو چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی قبر مبارک کے ساتھ کھڑا ہو کر زیارت کے وقت قبر پر ہاتھ رکھنا آداب مذکورہ میں سے ہیں جو کہ فقہ شریف میں نقل ہیں امام کرمانی نے کہا ہے کہ دائیں والا ہاتھ بائیں پر رکھا جاتا ہے

جیسا کہ نماز میں رکھا جاتا ہے فتاوی ہدیہ میں ذکر ہے اور قاضی خان نے مناسک میں کہا ہے کہ جب زیارت کرنے والا حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کھڑے ہو جائے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف منہ کر کے دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑے ہو ایسا بیان حیات القلوب میں بھی ہے۔ اور فقہ شریف نہیں کی کتب میں مناسک کے بیان مذکور ہے اور مندرجہ ذیل حدیث ہے قیام کے منع کرنے میں پیش کرنا اس دعوہ پر صحیح نہیں ہے کہ حضور الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اس پر خوش ہو کہ اس کے لئے لوگ کھڑے ہو جاتے تو وہ اپنے لئے ٹھکانہ آگ میں تلاش کریں۔ تو عاقل کی شان یہ نہیں کہ اس حدیث سے منع قیام پر استدلال کرے کیونکہ وعید اس کے لئے ہے جو اس فعل پر خوش ہو جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اور عام شراح نے اس پر تصریح کی ہے کہ یہاں منع کرنا تکبر کی وجہ سے ہے۔

دور سے حضور علیہ السلام کی زیارت کے لئے سفر کرنا حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے تیزی دیا ہے اور اس کا اجر بھی بیان کیا ہے۔ یعنی بہت بڑا اجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کے لئے آیا اس کا کوئی میری زیارت کے سوا کوئی اور کام نہ ہو تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرونگا۔ اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں سیر بحث کی ہے اور حدیث لاتشد الرحال پورا نہیں ہے کیونکہ منع مسجد کی طرف سوا ان تین مساجد کے (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) ہے پہلی بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی تصریح موجود ہے جیسا کہ مسند امام احمد میں ابی سعید الخدری سے روایت ہے اور کون سی تشریح حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی تشریح سے افضل ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جمہور محدثین اور فقہا اور نصوص اس بات پر ہے جو ذکر کی گئی امام نووی مسلم شریف کی شرح میں کہ کوئی فضیلت نہیں ہے مسجد کی طرف جانا بغیر اس کے مناوی نے شرح جامع الصغیر میں فرمایا ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ کوئی سفر نہیں کر سکتا نماز کے لئے کسی دوسری مسجد کی طرف کہ اس میں نماز پڑھے سوا ان تین مسجدوں کی اور یہ بات نہیں کہ وہ ہرگز سفر نہیں کر سکتا مگر اس کے لئے اور منتھی المقال میں اس کی تائید حدیث لاتشد الرحال کے ذکر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مطابقت ترجمہ باب صحیح البخاری اور مناسبت یہ حدیث مابعد کے ساتھ یہ ہے کہ یہ دونوں اونچی آواز سے

آواز اس پر دیتی ہے کہ مستثنیٰ منہ مساجد ہے اس لئے کہ باب نماز کی فضیلت مکہ و مدینہ میں رکھا گیا ہے پس مقصود پہلی حدیث میں یعنی لاتشد الرحال فضیلت نماز ہے ان تین مساجد میں دوسری مساجدوں کی نسبت اس لئے ہے کہ ترجمتہ الباب کے ساتھ مطابقت ہو اور اس بیان و غرض کے لئے مابعد حدیث یہ ہے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوا مسجد حرام کے۔ پس مطابق ترجمہ باب کے ساتھ ہے اور پہلی حدیث کی تفسیر ہوئی اور یہ نص نصریح ہے کہ یہ تین مساجد تمام مسجدوں سے افضل ہیں اور ان میں ثواب کی دوچندی اور نماز کی ادا کرنا کیونکہ مستثنیٰ منہ الاالمسجد الحرام بخاری کی شراح نے اتفاق سے نقل کیا ہے کہ اس سے مساجد مراد ہیں یعنی اس کے سوا مسجدوں میں سوا مسجد حرام کے کوئی دوسری جگہ نہیں چنانچہ حدیث میمونہ تصریح مستثنیٰ منہ ہے لفظ مساجد کے مسلم اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے اس نے میمونہ سے وہ کہتی ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے سنا کہ نماز بہتر ہے ہزار نمازوں سے اس کے سوا مساجد میں سوا کعبہ شریف کی مسجد اسی طرح حدیث عبداللہ بن زبیر میں ہے امام احمد اور بزار وطبرانی و ابن حیان نے اپنی صحیح میں بروایت عطا بن ابی ریحا وہ عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز ہزار نمازوں سے بہتر ہے دوسری مساجد کے علاوہ سوا مسجد حرام کے اور جاننا چاہئے منع کرنا سفر کا مساجد کی طرف بغیر ان تینوں مساجد کے فقط نماز کے ارادہ سے ہے۔ اور حدیث کی مدعا یہ ہے کہ شد حال کسی مسجد کی طرف خواہ مسجد قبا یا مسجد خیف کیوں نہ ہو نماز کے ارادہ سے سوای ان تین مساجد کے ممنوع ہے اس لئے کہ نص ان تیف مساجد کے حق میں وارد ہے۔ اور قیاس کے ۔لئے اس میں دخل نہیں ہے اگر کوئی سفر کرے کسی مسجد کی طرف سوا ان مساجد کے اس اعتبار سے کہ اس مسجد کے پڑوس میں انبیاء و اولیاء ہوں۔ اور نماز وہاں بہتر ہے دوسری مساجد سے تو یہ سفر کرنا منع میں داخل ہے اگر سفر کرنا اس ارادہ اور قصد سے نہ ہو بلکہ اس سفر سے اس کا مطلب مسجد کو دیکھنا اور اسکے عجائب و غرائب کو ملاحظہ کرنا یا کسی عالم دین سے سیکھنے کے لئے یا کسی بزرگ کی زیارت کرنا جب کہ وہ مسجد میں رہتا ہو تو یہ سفر کرنا منع نہیں ہے اور اسی طرح شدحال صرف قبور اولیاء و صلحا کے لئے اپنے حال پر باقی ہے یعنی مباح نہ حرام ہے اور نہ مکروہ اور وہ

ہرگز اس منع میں داخلین اور علم نحو کی رو سے یہ حدیث قبور کے شدحال کے لئے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔

تفسیر القاری شرح صحیح بخاری فارسی مولف شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی میں ہے۔ قولہ علیہ السلام لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی شدحال نہیں کرنا چاہئے سوا تین مساجد کے یعنی سفر نہ کریں اس ارادہ سے کہ وہاں کسی کی طرف یا وہاں کی شرف کی وجہ سے کہ اس کے لئے ذاتی فضیلت ہو اور نماز پڑھنا اسی جگہ افضل جانتا ہو دوسری جگہ کے نسبکت مگران تین مساجد کی طرف اور اس سے کسب کے لئے یا بزرگوں کی زیارت کے لئے خواہ وہ مرد ہو یا زندہ اور تجارت کے لئے سفر کرنا اس حدیث سے خارج ہوا۔ اور سوا ان صورتوں میں کہ تبرک و دریافت مکان اس نسبت سے بلکہ ان چیزوں کے ملنے کے لئے جو وہاں ہو۔

شیخ ابو محمد الجونی نے فرمایا جو ہمارے اصحاب سے ہے کہ سفر کرنا تین مساجد کے علاوہ جیسا کہ بزرگوں کی قبور کی زیارت کرنا اور اچھی جگہوں کا دیکھنا وغیرہ تو یہ حرام ہے اور قاضی عیاضی کا اشارہ بھی اس طرف ہے تو صحیح ہمارے (حنفیہ) اصحاب کا یہ ہے جو کہ امام حرمین نے مختار مانا ہے اور محققین نے بھی یہی اختیار کیا ہے کہ نہ وہ حرام ہے اور نہ مکروہ انہوں نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ فضیلت نامہ ان تین مساجد کے ساتھ خاص ہے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ بعض علما نے یہ استدلال کیا ہے اس حدیث پر کہ زیارت کرنا قبور صلحاء و علما کے منع پر لیکن مجھے جو معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایسا نہیں ہے بلکہ زیارت پر حضور علیہ السلام کا حکم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے زیارت قبور سے منع کیا تھا اس کی زیارت کیا کرو حدیث مساجد کے حق میں وارد ہے اور اس کا قبور معنی نہیں ہے کہ مساجد تین مساجد کے بعد متماثل ہے اور کوئی شہر نہیں ہے جس میں مسجد نہ ہو تو کوئی معنی نہیں رکھتا کہ دوسری مسجد کو جائے۔ اور جو بزرگوں کے قبور ہیں پس وہ برابر نہیں بلکہ زیارت کی برکت ان کے درجات کے اندازہ پر ہے اللہ کے نزدیک۔ ہاں اگر وہ ایسی جگہ ہو جہاں مسجد نہ ہو تو وہ وہاں سفر کریں جہاں مسجد ہو اور بالکلیہ وہ وہاں سے منتقل ہو جائے اگر وہ چاہے۔ پھر اس پر افسوس ہے اس کہنے والے پر کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی قبور کی طرف سفر کرنا منع کرتے ہیں جیسا کہ ابراہیم و موسیٰ و یحییٰ

وغیرھم علیھم الصلواۃ والسلام کی پس منع اس سے ثابت نہیں ہو سکتا حالات کا بھی جائزہ لیا جائے گا پس جب یہ جائز ہوا تو اولیاء و علماء و صلحا کی قبور بھی اس منع پر ہے پس یہ بعید نہیں کہ یہ ہو جانے کی غرض سے جیسا کہ علما کی زیارت ان کی زندگی میں ان سے مقاصد کے لئے جانا جائز ہے پس واضح ہوا کہ سفر کے لئے منع برائے زیارت قبور اس حدیث سے تمسک غایت درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ نہ یہ حکم قیاس کی وجہ سے ہے کہ استنباط اس حدیث سے کرنا جو ذکر ہوا کیونکہ علت حکم اصل اور فرع میں مشترک نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ علت حکم ضع شدر حال حدیث نبویہ میں ارادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت ہے حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک۔ اور وہ زیارت قبور میں موجود نہیں ہے کہ مقصود اس سے صرف دعاء و استغفار ہے اور نہ منع مستفاد حدیث میں شامل ہے۔ ہر طرف سفر کرنے کو ہر علت پر اس حدیث سے استدلال کرنے والا بھی اس قائل نہیں ہے کہ یہ عام ہے۔ کہ سفر کرنا ہر مکان اور ہر مقصود کے لئے منع ہو پھر جہاد و ہجرت اسلامی ملک کی طرف اور علم دین کا سیکھنا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور علماء و صلحاء بھائیوں کی طرف سفر کرنا اور سفر کرنا تفکر و تدبر وضائع خدا و مخلوقات کے اعتبار و عجائب ملکوت و مبتدعات حسنہ جو کہ جائز ہو وہ کتاب اللہ کی بہت سی آیات سے ثابت ہے جیسا کہ سیروافی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین وغیرہ درست نہ ہو گا اور یہ بہت بڑا جہل ہے۔ قبور اولیاء و صلحا کی طرف سفر کرنے کی حرمت یا کراہت کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔ پس خالی نہیں ہے کہ یہ فعل یا واجب ہو گا یا مستحب یا مباح، ظاہر اس سے یہ ہے کہ یہ مستحب ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ عام قبور کی زیارت کا اور کسی اشخاص کی قبور کو مقید نہیں کیا کسی اوقات کو اور نہ قریب یا بعید مقابر کو اور ارصول کا عام قاعدہ ہے کہ المطلق یجری علی اطلاقہ یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا پس ان کی زیارت کا کرو۔ اور استحباب اس حکم سے یہ ہے کہ صیغہ امر خطر کے بعد ضرور ہے کہ جانب فعل اس میں راجح ہے جانب ترک و مستحب کہ دونوں جانب اباحت میں برابر ہے مثل طلب رزق و کسب معیشت جمعہ کے بعد۔ اگر کوئی کہے کہ سفر کرنا برائے شکار و طلب رزق معصیت و شرک کی پوشیدگی اس میں نہیں ہے بخلاف سفر کرنا قبور کی طرف تو میں کہتا ہوں کہ میرا مقصود

زیارت قبور سے زیارت کرنا ہے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت وارد ہے۔ یعنی اموات کے لئے دعا کرنا اور ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کو دعا و تلاوت قرآن سے نفع پہنچانا۔ معاملہ قبور کے جو خلاف شرع ہو چنانچہ سفر سے ممنوع ہے تو وہ بغیر سفر کے بھی ممنوع ہے اور عوام کا فعل اعتبار کے درجے سے ساقط ہے۔ اور نفع زیارت کرنے والوں کے لئے قبور اولیاء و صلحاء سے ثابت ہے۔

اور فیوض اور فتوح ارواح مقدسہ حاصل ہونے میں انکار باقی نہیں ہے۔ جو میں نے کہا کہ سفر کرنا مباح ہے عام مومنین کی قبور کے لئے اور سفر کرنا مستحب ہے زیارت قبور اولیاء و صلحایا اہل قبور کے حق کو ادا کرنے کے ل ئے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میت کے لئے مانوس ترین حالت وہ وقت ہے کہ اس کے دوستوں میں سے اس کی قبر کی زیارت کریں اور اس معاملہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ اور سفر کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ واجبوں کے قریب ہے۔ شفا قاضی عیاضی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کی طرف سفر کرنا واجب ہے۔ یہاں وجوب سے مراد استحباب کی وجوب ہے چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک سے فیض حاصل کرنا بنیاد سے اعظم قربات اور بہترین عبادات سے اور یہ اعلیٰ درجات کو پہنچنے والے کا ذریعہ ہے۔ اور جو احادیث بنویہ اس کے حق میں وارد ہے تو اس کا اہل مدینہ سے خصوصیت نہیں یا مدینہ کے قریب کے۔ شیخ احمد قسطلانی نے فرمایا جو اس کے علاوہ اعتقاد رکھے تو اس نے اسلام کی رسی کو اپنے گلے سے نکالا اور اللہ اور اس کے رسول و علماء کے اجماع سے خلاف کیا اور بعض علماء نے وجوب کے قریب کہا ہے اور بعض نے واجب کہا ہے اور جمہور حنفیہ کے نزد بہترین مستحبات میں شمار کیا کہ یہ مستحبات ان کے نزد وجوب کے قریب ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت بہترین مستحبات میں سے ہے۔ مناسب فارسی و شرح المختار میں ہے کہ یہ وجوب کے قریب ہے اس شخص کے لئے جو مالدار ہو اور اسی کتاب میں ہے کہ حج اگر فرض ہو تو بہتر یہ ہے کہ حج پر شروع کی جائے پھر زیارت کریں اور اگر حج نفلی ہو تو اس کے لئے اختیار ہے۔ در مختار میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کرنا مستحب ہے بلکہ بعض نے کہا ہے کہ یہ واجب ہے اس کے لئے جو طاقت رکھتا ہے اور شروع کریں حج پر اگر فرض ہو اور اس کے لئے اختیار ہے

اگرچہ نفلی ہو۔ تمطاری شریف میں ہے کہ یہ واجبات کے قریب ہے۔

مناسک طرابلسی میں ہے کہ یہ واجب کو قریب ہے اس کے لئے جو طاقت رکھتا ہو۔

اگر فرضی حج ہو تو شروع کریں کیونکہ حج فرض ہے اور زیارت مستحب ہے اور اگر مدینہ سے حج شریف شروع کیا تو اسد کے لئے جائز ہے کہ زیارت پہلے کریں ابن جوزی جو کہ فن حدیث میں نقاد مشہور ہے اس نے الوفا میں خود ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میرے مرنے کے بعد یہ اس طرح ہے جیسا کہ جس نے میری زندگی میں زیارت کی اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ دار قطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو میری زیارت کے لئے آیا اس کی حاجت میری زیارت کے سوا کوئی اور نہ ہو تو اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔

## اثار سلف صالحین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت مبارکہ کے لئے سفر اختیار کرنا مشہور کتب معتبرہ دیگر میں مذکور ہے۔ یہاں تک عبارت ہے منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال بعض عبارات کو بقدر حاجت چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ عین العلم میں ہے۔

مدینہ منورہ کو اسی حال میں جائے کہ زیادہ درود شریف پڑھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی زیارت کرلے اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار و تمام قبروں کی زیارت کرے اور ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور وہاں کے کنوؤں سے تبرک حاصل کرنا اور وہاں خرچ کرنا اس میں گمان شک بھی نہیں کر سکتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و انبیاء اولیاء کی زیارت کے لئے سفر کرنا مندرجہ بالا ثبوت کے بعد۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مال کے خرچ کرنے سے زیارت کی طرف جانا ہو سکتا ہے۔ اور مہیا کرنا توشہ و سواری کا جو سفر کے ساتھ تعلق رکھتا ہو پس ثابت ہوا کہ اس میں مال خرچ کرنا اور تبرک حاصل کرنا مدینہ کے کنوؤں سے حاصل کرنے کا جواز ثابت ہوا تو یہ بات ختم ہو گی جو اس گمراہ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

خاص کئے ہیں ---- اور جو اس کا کرنے والا ہے غیراللہ کے لئے اس کی تکفیر کرنا اور یہ کہنے والا اس معاملہ میں ابن تیمیہ کا تابع ہے کہ اس نے دلیری کی اور یہ دعویٰ کیا کہ سفر کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی طرف حرام ہے اور اس میں نمازوں کا قصر بھی نہیں ہے اور سفر کرنے والا گناہ گار ہے اور اس میں اس نے بہت لمبا بحث کیا ہے کہ سننے والا بھی برداشت نہیں کرتا اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے اور اس کا برا کلام اس پر واپس ہوا یہاں تک اس نے تجاوز کیا جناب اقدس سے اس کے ہر کمال جو اس کے ساتھ خاص تھے اور اس بات کی بھی کوشش کی کہ جو عظمت و کمال کے منافی تھا وہ ثابت کیا جیسا کہ منتہی المتال میں ہے اور جو چراغ جلانا ہے قبور پر تو اس کی منع کی انتہا یہ ہے کہ وہ حرام ہو اور بہت سے فقہا نے نقل کئے ہیں کہ جو حاجت کے لے نہ ہو تو وہ حرام ہے اور جو حاجت کے لئے ہو تو وہ حرام نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کسی طرح خاص کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے ہے اور اگر دوسروں کے لئے کیا تو کفر و شرک ہے اور جو مجاور ہونا ہے تو ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مجاوری کرنا مکہ کی کرامت میں اختلاف ہے اور نہ کراہت میں پس اس نے ذکر کیا ہے کہ بعض شوافع اس پر ہے کہ مختار یہ ہے کہ یہ مستحب ہے اس وقت کہ اس کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ حرام میں واقع نہ ہو جائے۔ اور یہ قول (عام) ابی یوسف و امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ و امام مالک کراہت کے قول پر گئے ہیں۔ اور مدینہ منورہ کی مجاوری کرنا تو اس کی فضیلت صحیح احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور صحابہ کے عمل و تابعین و مسلمانوں کے اماموں سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی صبر نہ کرے میری امت میں مدینہ کے ٹھکانے اور سختی میں مگر میں اس کا قیامت کے دن شفیع ہونگا۔ امام مسلم نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ پس وہ امر جس میں اماموں کا اختلاف ہے مکہ معظمہ کی عظمت میں اور وہ ثابت ہے مدینہ منورہ کے لئے احادیث صحیحہ سے جو خصائص مکہ مشرفہ کے حق نقل ہیں۔ عین العلم میں ہے اور مدینہ میں یعنی مستحب ہے اسی طرح یعنی مقیم ہونا اس میں ساتھ آداب کو ملحوظ بھی رکھے تو اس کے تکلیف پر صبر کے متعلق وارد ہے اور اگر اس میں مرجائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی شفعت فرمائے گے اور قیامت کے دن اس پر گواہی دیں گے۔ ملا علی قاری نے کہا کہ زیارت کرنے وال مکرم بزرگوں میں شمار ہے پس وارد ہے کہ

اس کے تکالیف اور سختی پر صبر کرنے والے کے لئے حضور علیہ السلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہونگا حضرت ابوھریرہ وابن عمر وابی سعید رضی اللہ عنہم سے مسلم شریف میں مروی ہے کہ جس کی طاقت ہو کہ وہ مدینہ پاک میں یہاں مریں پس وہ اس میں مریں کیونکہ اس میں کوئی نہیں مرتا بلکہ میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔ ترمذی وابن ماجہ میں ابن عمر سے روایت ہے اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

احیاء العلوم شریف میں ہے اگر اس کا رہنا مدینہ میں ممکن ہو ساتھ اس کے کہ وہ خدمت کے مراعت کو بجالائے تو اس رہنے والے کے لئے بڑا فضل ہے کہ وہ تکالیف اور سختی پر صبر کریں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کے لئے قیامت کے دن شفیع ہونگا تو مدینہ پاک کی مجاوری کے ثبوت میں کوئی شک نہیں۔ پس یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور دوسرے کے لئے یہی افعال بجالانا شرک ہے اور اس میں نبی اور ولی وخبیث وجنات اور سچے کی قبر وجھوٹے کی یہ تمام برابر ہے تو یہ اللہ تعالیٰ پر تہمت باندھنا ہے اور بے ادبی ہے۔ اور ادب کرنا گرد ونواح کا تو پس وہ احادیث کی کتابوں میں حرم مکہ کا باب نقل ہے یہ بات بہت کم ہوگی کہ اس نے حرم مدینہ کا باب نقل نہیں کیا ہو۔

اور صحیحین میں اس باب کے متعلق بہت سے احادیث ہیں اور صحابہ کرام وائمہ مذاہب سے بھی بہت کچھ مروی ہے۔ اگرچہ ان کا اختلاف احکام کے ترتیب میں ہے لیکن وہ ان کی تعظیم واکرام میں شک نہیں کرتے ہیں جیسا کہ تم نے اس سے قبل جانا جو میں نے عین العلم سے نقل کیا اور اس کی شرح ملا علی قاری کے۔ منتہی المقال میں ہے کہ مدینہ منورہ کی زمین تعظیم کی زیادہ حقدار ہے۔ جو عظمت اس زمین کو شامل ہے اور اس سے مشرف ہے (یعنی محمدؐ اور حضور علیہ السلوۃ والسلام کی مسجد آخری مساجد میں سے ہے اس سبب سے بھی جو شرف مسجد کی وجہ سے بھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ اصلوتہ والسلام نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتما المساجد ہے تو مسجدوں سے زیادہ حقدار آپ کی مسجد ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف سفر کی جائے جب آپ کی مسجد کے لئیے سفر کرنا مطلوب ہے تو آپ کے لئے سفر کرنا بدرجہ اولیٰ مطلوب ہے اور اس کو شرک ٹھرانا حضور علیہ اصلوۃ والسلام کی مخالفت اور صحبہ کرام وتابعین ومجتھدین وتمام مسلمانوں کی تکفیر ہے۔

اب اس کے تمام پر لکڑی کھڑا کرنا یعنی جھنڈے گاڑنا قبر پر لگائے لکڑی کو ہلانا یا اس کی چادر اپنے آپ پر ڈالنا تو اس کے متعلق ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں اور اس کا کرنا اللہ کے سوا کے لئے تو یہ شرک ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ پر افترا ہے نہ اس کے جواز پر کلام ہے اور نہ عدم جواز پر اور نہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہونے میں کچھ ذکر ہے۔

خیمہ کے متعلق اتنا عرض ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر خیمہ لگایا تھا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگایا تھا اور محمد بن حنیفہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ لگایا تھا۔ اور فاطمہ بنت حسین نے اپنے شوہر حسن ابن حسن کی قبر پر خیمہ لگایا تھا جو عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں مذکور ہے۔

قبر کے چومنے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے بعض مکروہ کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے۔ احیاء العلوم شریف میں ہے کہ کوشش کریں کہ مسجد میں پہلے نماز پڑھے اس سے پہلے کہ اس میں زیادتی کریں پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر مبارک کو آجائے تو اس کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو جائے اور پس ایسا ہوگا کہ قبلہ کی طرف پشت ہوگی اور قبر کی دیوار کی طرف منہ کرکے چار گز کے فاصلہ پر ستون سے جو قبر کی کونہ میں ہے اور قندیل سر کی طرف ہو جائے۔

اور یہ سنت طریقہ نہیں ہے کہ دیواروں کو چھوئے اور نہ کہ قبر کو چومے بلکہ دور کھڑا ہونا احترام کے زیادہ لائق ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ تقبیل صرف سنت نہیں ہے کراہت تو چھوڑ بات اس کے سنت اور نہ سنت میں ہے کہ اس کا کرنا سنت میں داخل نہیں ہے۔ اور قبر سے پیچھے جلنا رخصتی کے وقت اس کو ایک جماعت نے مکروہ جانا ہے جیسا کہ امام نووی نے ایضاح میں ذکر کیا ہے۔ اور دوسروں نے جائز مانا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ مشائخ کرام نے اس کو مستحن سمجھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ تعظیم کس طرح اپنے لئے مخصوص کیا۔

اور دعا کرنا اللہ تعالیٰ سے زیارت کے وقت اپنے لئے اور مردہ کے لئے تو یہ طریقہ مسنونہ ہے۔ صحیح طریقہ سے جو کہ روزمرہ سے چلا آرہا ہے۔ منتھی المقال میں ہے ابن ہمام نے فتح القدیر میں آداب

زیارت نبی کے باب میں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حاجات مانگے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو وسیلہ بنائیے اور بڑے مسائل واہم میں سے یہ ہے کہ اچھے خاتمہ اور مغفرت کے لئے دعا مانگے پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو شفاعت کا سوال پیش کریں پس یہ کہے کہ یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی دربار وسیلہ ٹھراتا ہوں کہ میں آپ کے دین وسنت پر مسلمان مرو۔ فتاویٰ ہندیہ میں اور جس نے سلام کہا وہ سلام بھی پیش کریں اور یہ کہے کہ السلام علیک یا رسول اللہ من فلاں بن فلاں یارسول اللہ آپ پر فلان بن فلان کی طرف سے سلام ہو کہ وہ آپ کا سفارش پیش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف آپ اس کی سفارش فرمایں اور تمام مسلمانوں کے لئے۔ پھر یہ بھی ہے پھر آدھے گز کے فاصلہ پر واپس ہوجائے پھر یہ کہے کہ اے حضور علیہا لصلوۃ والسلام کے پاس آرام فرمانے والے اور آپ کے ساتھ دینے والے ہم آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کو بھی وسیلہ پیش کرتے ہیں حضور علیہ الہا لصلوۃ والسلام کے لئے کہ وہ ہمارے لئے سفارش فرماویں۔ اور ہمارے رب سے ہمارے لئے سوال فرما کہ وہ ہمارے کوشش کو قبول فرمائے۔

مواہب شریف میں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت ابی صاع سمان وہ مالک دار سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ لوگوں پر قحط آیا پس ایک آدمی حضور علیہا لصلوۃ والسلام کی قبر مبارک کو آیا پس کہا اس نے کہا یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے پانی مانگو کیونکہ وہ ہلاک ہوگئے پس خواب میں اس آدمی کو کہا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اس کو کہوں کہ لوگوں کے ساتھ استقی کرو پس یہ سیراب ہوجائنگے۔ اس میں ہے کہ زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ زیادہ دعا مانگے یا عجزی اور فریادو سفارش اور وسیلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیش کریں۔ اس میں تمام استغاثہ وسیلہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجاہت ذکر ہیں۔

جیساکہ اس نے تبصرہ کی تحقیق میں ذکر کیا ہے اور مصباح الظلام میں ذکر ہے کہ ہر حال میں وسیلہ جائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائش بری س قبل وبعد آپ کی حیات مبارکہ میں اور وفات پانے کے بعد برزخ میں اور قیامت کے دن یہ مختصر ذکر ہوا اور ہمارے لئے یہ کافی ہے لمبا ہونے کے در سے اتنا کافی ہے ایسا بعض رسالوں میں بھی ذکر ہے۔ اور بعض متبدعات بدعتی کے جو تقیوتہ

الایمان میں ہے کہ اکثر لوگ انبیاء کرام اولیاء کرام وائمہ کرام و شہداء اور ملا ئکہ وجنات تکلیف کے وقت ندا کرتے ہیں یہ شرک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مسلمان کی ندا سوا جنات کے وامداد طلب کرنے کے سوا نہیں اور یہ جائز ہے جیسا کہ حصن حصین میں ہے کہ اگر کسی سے کوئی جانور گم ہوجائے پس وہ ندا کریں کہ میرے امداد کروائے اللہ کے بندو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کریں۔ اور اگر ارادہ امداد کا ہو پس یہ کہے کہ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو اور اس پر تجربہ ہو چکا ہے اور اس میں یہ بھی ہے اگر کسی کی ضرورت ہو پس وہ اچھی طرح وضو کریں اور دو رکعت نماز پڑھے پھر دعا مانگے اے اللہ میں تم سے سوال کرتا ہو اور آپ کی نبی کی وجاہت آپ کو پیش کرتا ہوں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی وجاہت اپنے رب کو اپنے اس حاجت میں پیش کرتا ہوں کہ وہ میرا حاجت پورا کریں یا اللہ حضور کی سفارش قبول فرما۔ اس سے یہ معلوم ہو کہ وہ شفاعت کرنے والے ہیں تو اس ندا کرنے والے کی ندا سے استعانت کی بدا کا جواز ثابت ہوا۔ فاضل قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے۔ بعض دلائل شفاعت کی ثبوت پر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنے خاص لوگوں کے لئے اور مومنوں کے لئے گناہوں کی معافی مانگو۔ واستغفر لذنبک وللمومنین (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد گرامی ہے فماتنفعھم شفاعتہ الشافعین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہو مومنوں کو فائدہ دیتا ہے اسی طرح ملائک کرام کی شفاعت بھی فائدہ دیتا ہے یہ ارشاد گرامی ہے یوم تقوم الروح والملائکتہ صفالا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا۔ (النباء) جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہونگے کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمان اذن دے اور وہ ٹھیک بات کرے۔ اسی طرح علماء اور اولیاء شہداء وفقراء اور بچے اور جو صبر کرنے والے ہوں تکلیفوں پر کی شفاعت کی اثبات ہے۔ ہاں خبات پر استعانت جائز نہیں تو یہ بھی جائز نہیں کہ امداد کے لئے ا وکو ندا کی جائے۔ ملا علی قاری نے فرمایا کہ خبات پر استعانت جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت اس سبب سے فرمائی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وانہ کان رجال منالانس یعوذون برجال منالجن فزادوھم رھقا (الجن) اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی پس انھوں نے بڑھادیا جنوں کے غرور کو۔ کہتے ہیں کہ جاہلیت میں کہ جب وہ

سرزمین کسی وادی میں اترتے تو وہ کہتے کہ میں اس وادی کے سردار پر پناہ مانگتا ہوں کہ قوم کے بے وقوفوں کے شر سے تو وہ امن کے ساتھ رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہوجاتا تو انہوں نے زیادہ کی یعنی انسانوں نے جنات سے پناہ مانگنے میں غرور سرکشی و تکبرو شر کو۔ اور یہ اس لئے کہ وہ کہتے کہ ہم نے جن اور انسان کو بند کیا پس جن اپنے نفس میں تکبر کرتا اور ان کا کفر زیادہ ہوجاتا جب انسان ان کے ساتھ یہ معاملہ کرتا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویوم یحشرھم جمیعا یا مشر الجن قد استکثر تم من الانس وقال اولیاء ھم من الانس ربنا استمتع بعضل ببعض (الانعام آیت ۱۲۸) اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب کو (اور فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! بہت گمراہ کیا تم نے انسانوں کو اور کہیں گے ان کے دوست انسانوں میں سے اے ہمارے رب! فائدہ اٹھایا ہم نے ایک دوسرے سے۔

پس انسانوں کی مدد طلب کرنا جنات سے اپنے حاجات کو پورا کرنے میں یہ اوامر میں سے اور اجنار مغیبات کی چیزوں میں سے۔ جنات کا امداد طلب کرنا انسانوں سے یہ خاص ان کی تعظیم کی بات تھی (کیونکہ جنات انسانوں سے ڈرتے کہ جب انسانوں نے جنات سے مدد طلب کرنا شروع کی تو جنات کا غرور زیادہ ہوگیا۔) اور انسان کے لئے عاجز ہونا تھا۔

جب ہم تقیوۃ الیمان کے اخترعات کے جوابات سے فارغ ہوئے یہ وہی تقویۃ الیماں ہے جس کو تخریب الایمان کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد ہم اربعین مسائل کے جواب شروع کرتے ہیں۔

مؤلف اربعین مسائل لکھتے ہیں "اعسانت اور استمداد اہل قبور سے جس طریقہ سے بھی ہو جائز نہیں۔ بعض رسائل میں ہے کہ علماء اہل سنت کہتے ہیں کہ اس کلام میں تلیس کے کئی اقسام ہیں اور تدلیس کے کئی اقسام بھی اس میں ہیں کہ شیخ کی عبارت سے دعویٰ ثابت کرنا اور اس کے کلام کے ایک حصہ پر اکتفا کرنا حالانکہ شیخ نے اس کتاب میں استمداد ثابت کی ہے۔ اور منکر کی قباحت ذکر کیا ہے اور اس نے کلام کو لمبا کیا ہے اور ان کی ناک کو گرد آلود کیا ہے جو انھوں نے زیارت قبور میں مختصر بحث کیا ہے اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب الجہاد کے باب الاسراء میں فیصلح کیا ہے اور اس میں کہا ہے۔

واماالاستمداد باهل القبور قدانكره بعض الفقهاء فان كان الانكار من جهتہ انہ الاسماع لهم ولاعلم ولا شعور باكزائر واحوالہ فقد ثبت بطلانہ وان كان بسبب انہ لاقدرتہ لهم ولاعلم ولاشعور بالزائر واحوالہ فقد ثبت بطلانہ۔

امداد طلب کرنا اہل قبور سے پس بعض فقہاء (المعتزلہ) نے انکار کیا ہے ان کا انکار اس جہت سے ہے کہ نہ وہ سنتے ہیں اور نہ ان کے لئے علم وشعور ہے زیارت کرنے والے کے ساتھ اور اس کے حال سے تو اس کا بطلان ثابت ہے اگر اس سبب سے کہے کہ ان کے لئے قدرت نہیں اور نہ علم وشعور ہے کہ زیارت کرنے والے کے ساتھ اور اس کے حال سے تو اس کا بطلان بھی ثابت ہے۔

اور وہ اس جگہ تصرف نہیں کر سکتے قیامت تک بلکہ وہ بند ہیں اور وہ اس میں مشغول ہیں جو ان کے نفسوں پر تکلیف ہو وہ اس کے سوا نہیں دیکھتے تو یہی بات ہم کلی طور سے متقین کے لئے نہیں دیکھتے جو اولیاء کرام ہیں یہ ممکن ہے کہ ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب برزخ میں اور مرتبہ وقدرت شفاعت پر ودعاء زیارت کرنے اور متوسیلین والے کی طلب حاجات حاصل ہو جیسا کہ قیامت کے دن ان کو حاصل ہیں۔

اور جو دلیل نفی (کے ول لاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ) پس بیضاوی شریف نے تفسیر کے ہے اس قول تعالیٰ کے والمدبرات امرا ای بصفات النفوس الفاضلتہ حالہ المفارقتہ فانها تنزع من الابدان غرقا ای ظاهرا شدید' من اغراق الفازع فی لنفوس فتنشط الی عالم الملكوت وتسبح فيه الی خطائر القدس فيصيوبشرفها وقوتهامن المدبرات "قسم ہے اس پر جو کام کے تدبیر کرنے والے ہیں یعنی نفوس فاضلہ کی صفات پر جو بدن سے جدا ہوتی ہیں کیونکہ یہ روح بدنوں سے نکلتے ہے ظاہراسنوت جو نفوس میں ڈالے جاتے ہیں تو وہ عالم ملکوت کی طرف چلتی ہے اور اس میں وہ تسبیح کہتی ہیں اللہ تعالیٰ سے جو حصہ ملتا ہے تو وہ اس سے مشرف ہوتی ہیں اور کاموں کے تدبیر کی طاقت سے"۔ پس میں نہیں جانتا کہ استمداد اور امداد سے کیا مراد ہے جو انکار کرنے والا انکار کرتا ہے اور جو ہم جانتے ہیں کہ دعا مانگنے والا 'اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج اللہ سے دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا جو وہ محتاج ہوتا ہے وہ مانگتا ہے۔ اور اس مکرم وقوب بندہ کے وسیلہ سے جو اللہ کے ہاں اس کا رتبہ ہے اور وہ

کہتا ہے اے اللہ کے بندہ! اور اے اللہ کے ولی میری لئے شفاعت فرما اور اپنے رب سے میرے لئے دعا مانگ اور اس سے سوال کر کہ جو سوال ہے وہ میری حاجت پورا کردیں سوال جس سے کیا جائے اور جس سے امید رکھی جائے وہ اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ اس کے درمیان وسیلہ ہے اور اللہ کے سوا کوئی قادر اور فاعل نہیں ہے اور اولیاء کرام فنا ہونے والے اور ہلاک ہونے والے ہیں اپنے کام وقدرت وشوکت میں ان کے لئے (رکو میت میں) نہ قدرت اور تصرف اب ہیں اور نہ اس وقت جب زندہ تھے دنیا میں کیونکہ ان کی صفات "فنا اور ہلاک" ہیں پس یہ نہیں مگر شرک ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے مخلوق کی طرف متوجہ ہونا جیسا کہ منکر نے گمان کیا ہے کہ وہ توسل اور دعاء کے طلب کرنے صالحین سے اللہ تعالیٰ کے بندے اور اولیاء سے ان کے زندگی میں اس طرح منع نہیں ہے کیونکہ یہ مستحب ہے اور دین میں جائز ہے اور اگر اس نے گمان کیا کہ یہ معزول ہو گئے ہیں اور ان سے وہ حالت وکرامت لیا گیا جو ان کے لئے زندگی میں تھا تو اس پر ان کے لئے کونسی دلیل ہے یا وہ اس پر وہ مشغول ہیں جو ان کو پیش کیا جائے آفات سے مرنے کے بعد پس یہ کلی نہیں اور اس کی دوام واستمرار پر کوئی دلیل نہیں قیامت تک اس کے لئے یہ مسئلہ کلیہ نہیں ہے اور اور استمداد کا فائدہ عام ہے بلکہ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کھینچنے والے ہو عالم قدس کو اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستھلک ہے اس وجہ سے کہ اس کے لئے کوئی شعور نہیں ہے اور عالم دنیا کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں تصرف وتدبیر کرنا جیسا کہ مخبروں مشائخ لوگوں کے احوال کے اختلاف سے پایا جاتا ہے۔ اور مطلق نفی کرنا اور کلی طور پر اس سے انکار کرنا اس پر کوئی ہرگز دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلائل قائم ہیں ہاں اگر زیارت کرنے ولاے اس بات کے معتقد ہو کہ اہل قبور تصرف کرتے ہیں (الوھیت کی طرح) اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ قدرت رکھنے والے ہیں جیسا کہ عوام غافل اور جاھل معتقد ہوتے ہیں یا اس کے علاوہ دوسرے حرکات کرتے ہو قبور کو چومنا اور اس کو سجدہ کرنا اور اس کی طرف نماز پڑھنا اور وہ افعال جس سے منع ثابت ہو تو اس سے عوام کو منع کیا جائے اور ان کو ڈرایا جائے اور عوام کا فعل معتبر ہرگز نہیں پس وہ بحث سے خارج ہے۔

اور یہ ہرگز نہ ہو سکتا کہ شریعت کے عالم میں سے یا جو احکام دین کو جانتا ہو اور وہ اس کا معتقد ہو اور ایسا کام کرے۔ اور جو مکاشفین مشائخ سے منقول ہیں ان کی ارواح کاملہ سے استمداد اور ان سے فائدہ

حاصل کرنا تو حصر مذکور سے خارج ہے ان کی کتب میں اور ان میں وہ مشہور ہیں اس کوئی حاجت نہیں کہ ہم اسی کو ذکر کریں اور شاید منکر متعصب کو ان کی کلمات نفع نہ دیں ہم اللہ تعالیٰ سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں ہاں احادیث میں مروی ہے کہ مردوں پر سلام کہنا اور ان کے لئے استغفار مانگنا اور قرآن شریف پڑھنا لیکن اس میں استمداد منع نہیں ہیں پس زیارت اور امداد دونوں زیارت کرنے والے کے حال پر منحصر ہے پھر جاننا چاہیے کہ خلاف انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہے کیونکہ وہ حقیقی دیناوی زندگی کی طرح زندہ ہیں علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ پس ہم اپنے کلام کو لمبا کیا اس مقام پر منکرین کی ناک گرد آلود ہو کہ ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا کہ اولیاء کرام کی استمداد سے انکار کرتا ہے وہی اولیاء کرام جو اس دار فانی سے دار باقی کو منتقل ہو گئے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں لیکن یہ فرقہ والے لوگ نہیں جانتے اور جو ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ان کو مشرکین کہتے ہیں جیسا کہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ وہی بات کہتے ہیں جس پر ان کو علم بھی نہیں یہ انکل پر ہیں۔ یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوے رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت تھی جو نقل کی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مؤلف مسائل اربعین نے دوسری کتاب لکھی ہے اس کا نام مائتہ مسائل رکھا ہے اور اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسروں کی بابت اس نے فقہاء کی عبارات نقل کی ہے۔ تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو اس نے مائتہ مسائل میں کہا ہے وہ حق نہیں اگرچہ مائتہ مسائل میں حکایت وخبر مذکور ہے تو اخبار کے نسخ کو چھوڑا ہوا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس شیخ کے کلام سے استناد کیا ہے اور اس نقل کے بعد اس نے اس کے سند کے تردید اور ملاوٹ کیا ہے جو شیخ کے خلاف ہے اس بحث میں۔ یعنی بے شک مبتدع انبیاء علیہم السلام سے استمداد کے منع پر استدلال کرتا ہے کہ ان کی حیات برزخ میں ہے اور وہ دنیاوی حیات کے مثل نہیں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم اسلام کو دنیوی حقیقی حیات حاصل ہے اور اس پر اتفاق ہے۔ شرح مسند میں تفسیر کی ہے آپ نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم اسلام حیات حسی دنیاوی سے موصوف ہیں پس آپ کی حیات شہدا کی حیات سے زیادہ ہے کیونکہ ان کی حیات معنوی اخروی ہے اور اس مسئلہ میں علماء امت کا کسی کا اختلاف نہیں۔

## چوتھا بحث

صاحب اربعین مسائل کا استدلال مجمع البحار سے ہے پس اس میں مغائر ہے محل نزاع میں کیونکہ اسمداد اور استعانت جس میں کلام ہے جس کے متعلق امبتدع (یعنی صاحب اربعین مسائل) نے مائتہ مسائل میں کہا ہے کہ اگر کوئی کہے یا رسول اللہ یا ولی اللہ میری شفاعت کیجئے اور اپنے رب سے دعا کیجئے اور اللہ سے سوال کیجئے کہ وہ میرا سوال پورا کریں اور ظاہر یہ صاحب مجمع البحار نے اس کا منع نہیں کیا ہے کیونکہ وہ ممکن نہیں اللہ سے پس میرے لئے اللہ کے لئے حق ہے کہ اس سے مانگو۔ اور وہ جو صاحب مجمع البحار نے منع کیا ہے ایسا تو شیخ محقق نے بھی منع کیا ہے اس قول پر کہ ہاں اگر زیارت کرنے والے اعتقاد کریں (ان کے الوہت کا) آخر تک بھی یہی بات ہے اور جو مجمع البحار میں ہے یہ قول کہ جس نے نیک آدمی کے قرب میں مسجد بنائی یا مقبرہ میں نماز پڑھی اور اس کا اسے اس کے روح کے ظاہر کا ارادہ ہو یا عبادت کا اثر اس کو پہنچتا ہو کہ اس کی توجہ کے لئے اس قسم کے اور تعظیم اس کا ہو پس اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جو شیخ کے کلام کو دیکھے تو ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جو ہم نے ذکر کیا یہ صاحب اربعین کی تلبیس ہے جو عبارت لغوی سے وہ مطلب لیتا ہے اور حدیث ابن عباسؓ سے تکمیل الایمان میں ہے کہ استعانت اور استداد میں بعض فقہا کا اختلا ہے وہ کہتے ہیں کہ انبیا علیھم الاسلام کے علاوہ دوسروں کی قبور کی زیارت برائے عبرت اور موت کو یاد کرنے کے لئے ہے یا ان کو نفع پہنچانا اور ان کے لئے استغفار مانگنے کے لئے ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی فعل سے ثابت ہے وہ تبع کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتا یہ احادیث صحت کو پہنچی ہوئی ہیں اور مشائخ صوفیہ کہتے ہیں کہ تصرف بعض اولیاء کو عالم برزخ میں قائم اور باقی ہے اور ان کی ارواح مقدس کو وسیلہ اور ان سے اسمداد ثابتے اور موثر بھی ہے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس سے زندگی میں تبرک اور وسیلہ کیا جاتا ہے مرنے کے بعد بھی کر سکتا ہے اور یہ بات دلیل کے موافق ہے کیونکہ روح کا باقی ہونا مرنے کے بعد احادیث و اجماع علماء سے ثابت ہے اور متصرف زندگی میں اور مرنے کے بعد روح ہے نہ کہ بدن اور

متصرف حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور ولایت فنا فی اللہ عبارت ہے اور اس سے باقی ہونا بھی ہے اور یہ نسبت مرنے کے بعد بہت کامل اور پورا ہوتا ہے اور ارباب کشف و تحقیق روح کے مقابل زیارت کرنے والا ہوتا ہے اور یہ موجب لمحات کی شعاع و انوار و اسرار ہوتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے اور طالبوں کو ارشاد کرتے ہیں۔ اور منکروں کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ مشائخ میں سے ایک نے کہا ہے کہ میں نے چار اولیاء کرام کو دیکھے کہ وہ زندگی کی طرح اپنی قبور میں تصرف کرتے ہیں یا اس سے زیادہ ان میں سے شیخ معروف کرخی اور شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں اور دو دوسرے اولیاء کرام ہیں۔ منتہی المقال میں ہے کہ نفع زیارت کرنے والے کو اولیاء کرام و صلحا کی قبور سے ثابت ہے اور زیادہ فیوض کا حصول ارواح مقدسہ سے اس میں انکار کی کوئی جگہ نہیں اور صوفیاء کرام کے نزد بمنزلہ مشاہدات و محسوسات پائیں اور اس میں آثار عجیبہ اور بہت سی منافع دیکھے ہیں اور قبور سے نفع اور مقدس مقبرہ کو زیارت کرنے میں راز یہ ہے کہ نفس کے لئے دو قسم علاقہ بدن کے ساتھ حاصل ہے ایک صورت شخصیہ کی جہت سے جو بدن کے ساتھ مخصوص ہے اور مدت سے یہ تعلق خواہ مخواہ ختم ہوتا ہے اور دوسری قسم مادہ محفوظہ کی جہت سے اس آدمی کا ہر صورت میں ہو خواہ بدن سے ہو یا مٹی سے یہ علاقہ مدت سے باطل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تعلق باقی ہے پس نفس بدن سے جدا ہونے کے متوجہ و متوقع مادہ بدنیہ کے ہوتا ہے اور مقدمہ جو مشہور ہے کہ اس نے سفر کیا ہے کہ وہ اپنے گھر و منزل کو یاد کرتا ہے پس ہر وقت مومن کی نفس مورد اشرافات کا آئینہ اور فیوضات ربانیہ ہو جاتا ہے پس نفس زیارت کرنے والے بلکہ ہر وقت تمام توجہ سے زیارت قبر میں حاضر ہوتا ہے اور یہ حضور مرقد اور محبت وہ خواہ مخواہ جانتا ہے نفس زیارت کرنیوالے پر تو ہو جاتا ہے اور اپنے استعداد سے وہ فائدہ حاصل کرتا ہے اور متکلمین نے دوسرے دلائل عقلیہ سے اس کو ثابت کیا ہے امام فخرالدین رازی کہتا ہے جس وقت زیارت کرنے والا قبور کے قریب جاتا ہے اس کی نفس کو حاصل ہوتا ہے تعلق خاص قبر کے ساتھ چنانچہ نفس صاحب قبر کو بھی تعلق اس کے نفس کے ساتھ ہو جاتا ہے پس ان دو اسباب سے تعلق حاصل ہوتا ہے مقابلہ معنوی اور علاقہ خاص اگر جس کی زیارت کی جائے اس کی نفس قوی ہو تو نفس زیارت کرنے والا مستفیض ہو جاتا ہے اور علامہ تفتازانی

نے کہا ہے کہ زیارت قبور کرنے والے کو نفع حاصل ہوتا ہے کہ نفس منارق کو اس کی طرف تعلق ہوتا ہے بدن کے ساتھ اور اس قبر کے ساتھ جس میں وہ دفن ہو چکا ہو پس جس وقت زیارت کرنے والا اس قبر کے ساتھ جس میں وہ دفن ہو چکا ہو پس جس وقت زیارت کرنے والا اس قبر کی طرف متوجہ ہوتا ہے نفس میت کی طرف پس ان دو نفسوں کے درمیان ملاقات اور اضافات حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

جب ہم صاحب اربعین مسائل کی جوابات سے فارغ ہوئے تو ہم شروع کرتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کو عجز اور جہل سے متصف کہا ہے۔

اس کا یہ قول کہ ممکنات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عجز اور جہل کی صفت سے موصوف ہونا پس یہ قول اس کا باطل ہے اور کفر ہے اس پر جمہور علماء اسلام نے تصریح کی ہے کہ اعتقادیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے نقص کی صفات سے اور یہ عقیدہ تمام مخلوقات پر فرض ہے اور یہ محال ہے کہ اس پر اجماع ہے اور جس نے اس میں وہم اور اطلاق کیا ہے نقص کا تو اس کی گمراہی ہے اور علم کے بعد اس پر اطلاق کرنا اقتضاء النقص کے یہ اس کی اہانت اور کفر ہے بالاتفاق۔ امام ابن ہمام نے مسائرہ میں کہا ہے کہ صفات نقص محال ہے جیسا کہ جہل ہو یا جھوٹ اور شرح ابن ابی شریف میں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے بھی پاک ہے کہ اس میں کمال نہ ہو۔ کیونکہ ہر وہ صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جن میں کمال ہے اور اس میں اشعریہ کو بھی خلاف نہیں ہے کہ ہر وہ وصف جو بندوں کے حق میں نقصان ہے پس اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے اور جھوٹ یہ نقص کا وصف ہے بندوں کے حق میں۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے کہا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی وصف کی جو اس کے شان کے لائق نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم کا مسخرہ کیا یا اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کسی امر کے یا اس کے وعدہ کے وہ منکر ہوا یا وعید کے وہ کافر ہو جاتا ہے تکمیل الایمان میں ہے حاصل جملہ یہ ہے کہ ہر جو جنس بقا و کمال سے ہو اس کے لئے ثابت ہے اور جو نشان نقص و زوال کا ہو اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ بالجملہ دعویٰ امکان انصاف عزوجل جھوٹ وغیرہ سے تو یہ دین کی بنیاد کو منہدم کرنے والا

ہے اور مسلمانوں کی اجماع کو پھاڑنے والا ہے۔ اور اللہ تعالٰی کی ہتک کرنے والا ہے اس طرح اس کا یہ قول کہ اللہ تعالٰی کے لئے جھوٹ اس کی قدرت سے ہے۔ شرح عقائد جلالیہ میں ہے کہ جھوٹ نقص ہے تو وہ ممکنات سے نہیں تو قدرت کو وہ شامل نہیں ہو سکتا اور استدلال اس سے کہ انسان کی قدرت زیادہ ہوتی ہے قدرت الیہ پر تو یہ انتہائی بغاوت اور گمراہی ہے کیونکہ قدرت ربانی مخلوق ممکنات پر اس کی قدرت ہے اور انسانی اعمال کسب پر قدرت رکھتا ہے تو ان دونوں باتوں میں بہت بعد ہے تو اس میں زیادت اور نقصان کہاں سے آیا۔

اور اس استدلال میں گمراہی اور طغیانی کی اقسام میں سے ہے جس کو اللہ تعالٰی نے عقل اور ایمان کا حصہ دیا ہو اس پر یہ بات ثابت ہے اور جو عام قدرت اس نے ذکر کیا ہے اور اسپر وہ گمراہ مغرور ہے اور یہ ایک ذریعہ گمراہی کا ہے ہم اس کو ذکر کرتے ہیں۔ اس میں انہوں نے کہا ہے شاید اللہ تعالٰی اس کو ہدایت دے دے اور اس کے تعابع کرنے والے کو۔

ازھری نے شرح جوھرہ میں کہا ہے جان لو اگر محالات اور واجبات پر عدم تعلق قدرت ہو بے شک وہ ان دو کے عدم قابلیت ان کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہے نہ کہ ہر قسم کے تو یہ لازم نہیں کہ عدم تعلق سے قصور ہو اور جو ابن حزم سے نقل ہے اس نے ملل والنحل میں کہا ہے کہ اللہ تعالٰی اس پر قادر ہے کہ وہ ولد کو پکڑے اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو وہ عاجز ہوگا یہ اس کا وہم ہے کیونکہ قصور اس وقت ہوتا ہے کہ اگر عجز کسی گوشہ قدرت سے آجائے کہ شئی کا جو اس کے ساتھ تعلق ہو۔ اور جو عدم تعلق ہو کسی شئی کا تو یہ خارج از بحث ہے جنس مقدور سے تو البتہ عدم تعلق سے قصور نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تعلق قصور کی طرف لے جاتا ہے البتہ اس کے نہ کرنے میں پھر قصور آتا ہے۔ اور جب علامہ شبراعلی سے کسی نے پوچھا اس آدمی کے متعلق کہ وہ یہ کہے کہ اللہ تعالٰی قادر نہیں کہ اس کو اپنے ملک سے نکالے کیا وہ اس پر کافر ہوتا ہے یا نہ؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس قول سے وہ کافر نہیں ہوا کیونکہ اپنے ملک سے نکالنا یہ تقضا کرتا ہے کہ اس کو اپنے ملک سے نکالے اس کی طرف جو اللہ تعالٰی کا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو تو وہ محال ہے اور قدرت محال کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ کنزالفوائد میں ہے کہ واجب

کو نکالنا اور محال تو ان دونوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یعنی قدرت اور ارادہ ان دو کے ساتھ کیونکہ یہ دو اثر کرنے والی صفات ہیں اور بعض اس سے یہ ہے کہ اثر کا وجود عدم کے بعد تو وہ عام کو ہرگز قبول نہیں کرتا جیسا کہ واجب ہے نہیں ہے اثر ان دونوں کے لئے کیونکہ لازم نہ ہو جائے حاصل کی تحصیل ہونا اور وہ جو وجود کو قبول نہیں کرتا جیسا کہ محال میں اثر ممکن نہیں اگر اس کو ممکن مانا جائے تو حقیقت کہ الٹا کرنا پھر جائز ہوگا۔ اور ان میں سے ہر ایک محال ہیں۔ پس اسی جگہ عدم تعلق ان دونوں سے ہرگز قصور نہیں ہوتا بلکہ قصور تعلق میں ہے جب کہ اس پر لازم ہوتا ہے تعلق سے پس اسی جگہ جائز ہے کہ ان کی نفسوں سے عدم تعلق اور ذات عالیہ سے اعدام اور الوہیت کا اثبات تو حوادث کو قبول نہیں کرتا اور سلب کرنا ان صفات کا جو وہ مستحق ہو پس کون سا قصور اور فساد ہے اور بڑا نقص اس سے اور یہ تقدیر بڑے تخلیط کی طرف راجع ہے اور جسم کے خرابی کے باقی نہیں رہتا عقل اور نہ نقل نہ ایمان اور نہ کفر اور بعض بدبخت مبتدعین میں سے قصداً" یہ کہتے ہیں اور تصریح کرتے ہیں اس کی نقیض پر اور بالجملہ کسی سے پوشیدہ نہیں اس پر جس کو کتب عقائد کے ساتھ معلومات ہو کہ اہل سنت اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور وہ صفات جس سے عجز لازم ہو وہ محال ہے۔ اہل سنت نے اس شخص کے کفر کی تصریح کی ہے جس نے عجز سے اللہ تعالیٰ کو موصوف مانا جیسا کہ کنز میں لکھا ہے۔ اور وہ استدلال کرتے ہیں کہ وہ عقائد رکھنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہو اور جو نقص ہو وہ محال ہے۔ اور جو اس کا یہ قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ہو سکتا ہے پس امام ابو فضل تورپشتی نے اپنی کتاب معتمد فی المعتقد میں تصریح کی ہے کہ یہ کفر ہے کہ جس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ہو سکتا ہے۔ اور ایمان کی فضیلت بیان کی کہ حضور خاتم النبیین اور معنی ختم نبوت کی تحقیق کی ہے اور اس بحث کو لمبا کیا ہے۔ علامہ نابلسی نے کہا کہ ان کا مذہب فاسد ہے۔ بیان کا احتیاج نہیں کیونکہ عینی شہادت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی دوسرے نبی کا ہونا جائز کی طرف راجع ہے۔ اور یہ قرآن مقدس کی تکذیب کو مستلزم ہے۔ اور قرآن کی نص ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اور آخر المرسلین ہیں اور احادیث نبویہ میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی

نہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر باقی ہے اور یہ ان مسائل میں سے ہے کہ ہم نے فلاسفہ کو اسی سبب سے کافر کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (ایسے فلاسفروں پر) ایسی دوسرے رسالوں میں بھی ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے میں کہتا ہوں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جو ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ اللہ کا قول ہے اذا خذ اللہ المیثاق الا یتہ ہمارے نبی صلی اللہ کی فضیلت کی تصریح ہے اس قول میں کیونکہ مضمون اس پر دلال ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور شریعت دوں گا۔ اس شرط طر کہ اگر آپ کے بعد آخر زمانہ میں آپ کے پاس نبی آجائے جس پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جو تمہارے کتابوں کی تصدیق ہے جو کتاب و حکمت ہے تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اگر وہ تمہارے زمانہ میں ظاہر ہو جائے۔ خاتم النبیین وہ نبی ہوتا ہے جو سب سے آخر ہو وہ سلسلہ اس پر ختم ہو یا اس پر ختم ہو جائے عاصم کی قراۃ پر زبر ہے۔ اگر اس کا بالغ لڑکا ہوتا کہ یہ مرتبہ اس کا ہو سکتا کہ وہ نبی ہوتا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم کے حق میں کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا اور اس سے نزول عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی قدح نہیں آسکتا۔

کیونکہ جب وہ آجائے تو حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے دہن پر ہو گا تو خاتم النبیین کا مراد یہ ہے کہ وہ آخر نبی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

جان تو کون مستحق ہے کہ اس پر نبوۃ ختم ہو اور اس کی شان کیسی چاہی (بیضاوی) کو ایکن رسول اللہ و خاتم النبیین پس نہیں ہو سکتا اس کے لئے کسی ادی کا بیٹا اس کے بعد کہ وہ نبی ہو اور دوسری قراۃ میں تا کا زبر ہے جیسا کہ ختم کرنے کا الہ کہ اس پر ختم ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس پر کہ اس کے بعد نبی نہیں ہے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے۔ اس کی شریعت پر حکم کرے گا (جلالین)

و خاتم النبیین اللہ تعالیٰ نے نے اس پر انبیاء ختم کئے ہیں اس سے قبل نہیں ہو گتا آپ کے بعد (ابن عباس) تفسیر احمدی میں ہے و خاتم النبیین کے تحت یعنی آپ کے بعد کوئی نبی ہر گز مبعوث نہیں

فرمائے گا اور جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور وہ آپ کا خلیفہ ہوگا اور وہ اپنے شریعت پر حکم نہیں کریں گے اور اگر آپ سے قبل نبی ہو اور اگر آپ کے بالغ لڑکا ہوتا تو وہ سب سے پہلے نبوت کا مستحق تھا جیسا کہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے ابراہیمؑ کی وفات کے وقت فرمایا اگر وہ زندہ ہوتا تو نبی ہوتا یا آیت مذکورہ کی تفسیر ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی علیہ الصلواۃ والسلام پر نبوت ختم کی ہے (تفسیر احمدی) اور وہی بات جو کہی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہے یہ خلق اور ایجاد الٰہی کے اعتبار سے ہے اس معنی پر کہ اللہ تعالیٰ پید کرنے اور نبوۃ کی ایجاد میں پورا ہے اور تمام انبیا علیہم اسلام کی نبی علیہ السلام پر خاتم النبین میں یہ نہیں کہ قدرت کے لئے اعتبار اسی معنی پر کہ قدرت الیہ کے لئے باقی نہیں کہ کسی کو نبی بنائے اور کسی کو نبی بنانے سے وہ عاجز ہے بلکہ نبی بنانے میں یہ ممکنات سے ہے کہ وہ قدرت رکھنے والا ہے اور منع ہے اس پر قیاس کرنا ایجاد پر اور یہ تمسک کیا جاتا ہے جو تفسیر مظہری میں ہے ولکن رسول اللہ خاتم النبیین یہاں تک کہ اس کے بعد نبی نہیں ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر میں سلسلہ نبوت ختم نہ کرتا تو آپ کا بیٹا نبی بناتا۔ عطا سے روایت ہے وہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب حکم دیا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہے تو آپ کو لڑکا (بالغ) نہیں دیا۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیمؑ کے متعلق جس وقت وہ فوت ہوگیا اگر وہ زندہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا اس میں کوئی قدح نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول آپ کے بعد کیونکہ جب وہ اترے تو وہ آپ کی شریعت پر ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ اسلام سے قبل نبی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا ہے جو نبی پہلے تھے وہ باقی ہیں تو یہ ختم نبوت کو منافی نہیں ہے اس لئے پہلی حدیث سے جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو معلق رکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا نبی ہوتا تو اس سے سلسلہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوتا اور تیسری حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حیات پر موقوف کیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ موت اور حیات یہ دونوں ممکنات

سے ہے اور ختم وعدم ختم یہ مختارات سے ہے اور فعل اختیاری اور امر اختیاری کے ساتھ موقوف کرنا یہ ممکنات سے ہے اور یہ ممتنع بالذات نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ منافی نہیں اختیار کے لئے یہ جو کہا گیا تو یہ جمہور کے خلاف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کو جائز ماننا تو یہ قرآن مقدس کی تکذیب کو مستلزم ہے اور اجماع امت کی تکذیب کو اس کلام کے بقا پر اور خاتم النبیین اپنے حال پر جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس سے قبل تفصیل کے ساتھ اس کو سمجھو۔

اس (گمراہ) کا یہ قول کہ عام مسلمانوں کے ساتھ حضور علیہ التحیہ والثنا برابر ہے علامہ خفاجی رحمتہ اللہ علیہ شرح شفاء میں لکھتے ہیں کہ جس نے ادب کو چھوڑ دیا جو پوشیدہ نہیں، حاشا کہ جو مسلمان بھی ہو یا مسلمانی کا ذوق بھی ہو اور وہ اس بات پر راضی ہو کیونکہ یہی بات کفر ہے۔ ملا علی قاری قاضی عیاض کے اس قول کہ وہ خصوصیات جو مخلوق میں حضور علیہ السلام سے قبل کسی میں نہیں تھیں کے تحت لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے وجود مبارک کے مثل ہونا بعد میں بھی محال یعنی ناممکن ہے اور جو جواز کے قائل ہے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس کے متعلق شرح طریقہ محمدیہ میں ہے کہ جو بعض کرامیہ سے نقل ہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے یہ کفر و گمراہی ہے۔

کنزالفوائد میں ہے کہ ولی نبی کی طرح اپنے درجہ ولایت میں ہے اور ولی کو نبی پر فضیلت نہیں دی جاتی۔ جیسا کہ کرامیہ فرقہ نے کہا یا کہ بعض بے دین صوفیا میں سے کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے اور برے خاتمہ سے امن میں ہوتا ہے۔ اور وحی سے مکرم ہوتا ہے اور ملائک کے دیکھنے سے، احکام کی تبلیغ میں مامور ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو ارشاد میں صاف کمالات سے متصف ہونے کے بعد جو ولی سے اس سے متصف نہیں ہوتا یہ اس دریا کا ایک قطرہ ہوتا ہے اور یہ تمام صوفیاء کرام اور اہلسنت کا ہے یہاں تک ان کے اکابر نے کہا ہے کہ ایک نبی تمام اولیاء سے اللہ کے نزدیک افضل ہوتا ہے اور جس نے ولی کو نبی پر فضیلت دی تو اس کے لئے ڈر ہے کہ وہ لھو لعب میں کافر ہوا ہے۔ علامہ نابلسی نے مطالب میں لکھا ہے کہ جو ہر مکلف پر فرض ہے انبیاء و رسل کے متعلق مخلوق کے انتہائے کمال کی صفات سے وہ متصف ہوتے ہیں اور یہی معرفت ہے۔ اخلاق رزائل و نقائص ان کے لئے محال ہے۔ وہ بشری اخلاق جس میں

نہ کمال ہو اور نہ نقص ہو وہ ان کے لئے ماننا جائز ہے۔ اس کی تفصیل بیان کی جائے گی۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عقیدہ رکھا جائے کہ انبیاء علیھم السلام تمام مخلوقات سے صفات کمالیہ سے ممتاز ہیں ان کے درجات کے ترتیب سے اور ایسا عقیدہ رکھے کہ مخلوقات میں کسی میں کوئی نقص ہو اور وہ نقص ان کے حق میں جائز رکھے۔ جیسا کہ بعض رسائل میں یہ بات لکھی ہے ملا علی قادری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم من حیثیت نبی ہے انبیاء میں سے اور یہ تمام کفر سے معصوم ہیں۔ ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ایمان کے آخری درجہ پر دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اور جو انبیاء علیھم السلام کے علاوہ اولیاء اور علما و اصفیاء ہیں تو ہم ان کو ایمان پر مرنے کا حتماً" فیصلہ نہیں کرسکتے اگرچہ ان سے خوارق عادات وان کی حالات کمالات سے اور قسما قسم طاعات سرزد ہو جائے کیونکہ ان کے کام لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ پس اس وجہ سے عشرہ مبشرہ یا ان جیسے حالات کے بدلنے پر خوف زدہ تھے اور برے انجام سے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ولی بھی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ انبیاء علیھم السلام خاتمہ کے ڈر سے امن اور گناہوں سے وہ معصوم ہوتے ہیں ان کی عزت وحی سے کی جاتی ہے یہاں تک کہ خواب اور ملائیک کے دیکھنے میں بھی ان کی عزت کی جاتی ہے وہ احکام کی تبلیغ میں اور لوگوں کو ارشاد پہنچانے پر مامور ہوتے ہیں تو وہ اولیاء کرام کے کمالات سے بھی وہ اعلیٰ درجوں پر متصف ہوتے ہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے عام مومنوں سے مساوات نہیں ہے اور جو مساوات کا قابل ہو تو وہ بہت بڑا گمراہ (کافر) ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے "حق بات یہ ہے کہ اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صغیرہ نہ اور نہ کبیرہ گناہ کے مرتکب تھے ایک وقت کے لئے بھی وحی سے قبل یا بعد جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ اکبر میں ذکر کیا ہے۔ تو قائل کو یہ بات کہاں ثقلین سے آئی کہ وہ دوسرے لوگوں کے قریب یا برابر ہے۔ یا اس سے افضل ہے۔ پس اس کو جاننا چاہئے اور صراط مستقیم پر قائم رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی عصمت کے متعلق وہی بات حق ہے جس کو امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہ وہ

ہر گز صغیرہ اور نہ کبیرہ کے مرتکب تھے اور جو اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ عفا اللہ عنک لم اذنت لھم الا یۃ یا اللہ تعالیٰ کا یہ قول ماکان لنبی ان یکون اسریٰ الا یۃ تو یہ ترک اولیٰ پر محمول ہے مقام اعلیٰ کے نسبت۔ شرح فقہ اکبر کی عبارت ختم ہوئی۔

جب ہم اس فرقہ کی جوابات سے فارغ ہوئے تو ہم اب اس شخص کی عقائد کی جوابات شروع کرتے ہیں۔ جو حضور علیہ الصلواۃ والسلام اور شیخین کو برا بھلا کہنے کا اعتقاد رکھتا ہو۔

## چوتھا بحث

گستاخی کے متعلق انتباہ میں ہے کہ وہ کافر ہے اس کی توبہ دنیا و آخرت کے لئے مقبول ہے وہ کافر ہے حضور علیہ الصلواۃ والسلام اور تمام انبیاء میں سے جس کی بھی گستاخی کی جائے یا شیخین کو برا بھلا کہنا یا مسخرہ سے اگرچہ عورت ہو تو وہ زندیق ہے جب اس نے توبہ نہیں کی ہو توبہ سے پہلے ہو۔ درمختار میں ہے کہ ہر مسلمان جب بھی وہ مرتد ہوا تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر اگر ایک جماعت بار بار مرتد ہوئی اور کافر جو کسی نبی میں سے ایک نبی کی گستاخی کریں۔ تو وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی مطلق توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی تو توبہ تو قبول کی جائے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور دوسرا بندہ کا حق ہے تو بندہ کا حق توبہ سے زائل نہیں کیا جاتا۔ پس جس نے اس کے عذاب اور کفر میں شک کیا وہ کافر ہوا۔ اور یہ تمام بیان الدور کے جزیہ کے باب میں نقل کیا گیا ہے اور یہی حکم ہے کہ جس نے بغض بھی رکھا دل میں کسی نبی سے مولف نے اپنی کتاب میں استہزا اور استخفاف کو دونوں اکٹھے کئے ہیں کہ یہ اس کے حق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ وہ کافر ہے جو شیخین پر تیرا بازی یا گستاخی کرے کہ ان میں سے کسی کی بحر میں جوہرہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے شیخین کی گستاخی کی اور یا ان میں سے کسی پر طعن کیا تو وہ کافر ہوا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔ اور دبوسی و ابواللیث نے بھی یہی کہا ہے اور فتویٰ کے لحاظ مختار ہے۔ اور اس پر اشباہ والا نے جزم کیا ہے اور مصنف نے اس کا اقرار کرکے کہا ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں کی جاسکتی اور وہ وہی شخصیت ہے کہ اس سے مدد فتوں

اور قضاء میں مدد لی جاتی ہے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی وجہ سے لیکن النہر میں جو لکھا ہے تو اس کا وجود جوھرہ میں نہیں ہے اور اس کے بعض نسخوں کے حاشیہ میں پایا جاتا ہے ساتھ اس بات کی کہ ماقبل سے اس کا کوئی ربط نہیں ہے پس میں کہتا ہوں کہ ہمارے لئے وہ کافی ہے جو ذکر کیا گیا۔ پس اس سے عبرت پکڑنا چاہئے۔ تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے کہ حضرت امام المتکلمین امام ابو منصور ماتریدی نے گستاخ رسول کو مارنے کا حکم دیا ہے اور قتل کرنے میں تامل جائز نہیں جانتے تھے تاکہ فساد کا مادہ نکل جائے جیسا کہ یہ اس کا قول ہے کہ جس نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی یا اس میں عیب نکالا یا اس کی اہانت کی یا دین میں یا اس کی ذات یا کسی ذاتی صفات میں سے ایک صفت کی اور وہ گستاخ امت میں سے ہو یا اہل کتاب میں سے ہو وغیرہ جیسا کہ ذمی یا حربی ہو اور وہ گستاخی واہانت اور عیب اسی سے قصداً" سرزد ہوا ہو یا سہواً" ہو۔ یا غفلت اور ہزل سے سرزد ہوا ہو تو وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہوا اگر اس نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور متاخرین کے نزد شریعت کی حکم سے یہی ہے اور اکثر متعقدین کا یہ فیصلہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور بادشاہ یا اس کا نائب یا قاضی یا قاضی کے نائب کو چاہئے کہ اس کو قتل کردیں اور اس طرح حکم والیان حکومت اور افسروں کے لئے بھی ہے۔ اگر کسی نے رعایت اس کے قتل میں کی اور وہ اس کے قتل پر قدرت رکھتے تھے تو وہ بھی اس گستاخی پر راضے ہوئے جو اس سے صادر ہوئی تھی تو یہ ان کا کفر ہے اور کفر پر راضی ہونے سے انسان کافر ہوتا ہے۔ اور یہی حکم خلفاء راشدین کی شان میں گستاخی کا ہے۔ خصوصاً" شیخین کا یا ان دونوں میں سے ایک کا تو علی الاطلاق اس کی توبہ قبول نہیں کی جاسکتی۔ اور حموی نے دینی شرح الاشباہ میں اور در مختار و تذکرہ میں ذکر کیا ہے۔

اگر کسی نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام یا شیخین کے حق میں گستاخی کی یا ان میں سے کسی ایک کی گستاخی کی وہ کافر ہوا اور علی الاطلاق اس کی توبہ قابل قبول نہیں۔ حمودی نے شرح اشباہ میں اںکافر بسب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذیل میں لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر کلام تو یہ ہے کہ گستاخ انبیاء کی توبہ قابل قبول نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ مخالف اس بات کی ہے جو شرح کنز میں ہے اس میں یہ تصریح ہے کہ توبہ قبول ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ بعض فضلا نے فرمایا ہے وہ جو ذکر کیا ہے

مصنف نے کہ اس کی توبہ قبول نہیں تو یہ یاد کیا جاتا ہے بعض مالکی بھائیوں سے جیسا کہ نقل کیا ہے قاضی عیاض وغیرہ سے جو ہمارا طریقہ ہے تو اس میں نہیں ہے۔ تو اس زمانے کے لوگوں نے اس پر انکار کیا جیسا کہ برہمتوشی اور سیخ امین الدین بن عبدالعال ہو گئے اور یہ قول س کا کہ شیخین کی گستاخی کے متعلق کہ جس نے شیخین کے حق میں گستاخی کی اس کی توبہ قبول نہیں بحر میں جوھرہ سے نقل ہے لیکن عام نسخوں میں نہیں پایا گیا اور یہ بھی حکایت ہے کہ علامہ عمر ابن نجیم سے اس کے بھائی نے یہ نقل کیا ہے کہ اس نے فتویٰ دیا تھا اس پر جب اس سے نقل طلب کیا گیا تو اس نے نہیں پایا سوا جوھرہ کے اور یہ واقعہ کسی آدمی کے جلانے کے بعد ہوا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ عام نسخوں میں جوھرہ میں اس کا ثبوت ہو جائے تو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ظاہر ہو جائے جو ہم نے پہلے ذکر کیا کہ توبہ اس کی قبول ہے جو گستاخی کریں انبیا کی اور مالکی و حنابلہ کے اس سے خلاف ہے جب بات ایسی ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتا اس قول کے لئے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہو شیخین کے حق میں گستاخی کریں بطریق اولیٰ سے۔ بلکہ کسی آئمہ اعلام سے یہ ثابت نہیں۔ حموی کی عبارت ختم ہوئی۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے امام اعظم کے اس قول کہ ہم زائل نہیں کر سکتے ایمان کا نام یعنی ہم ساقط نہیں کر سکتے مسلمان سے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو ایمان کا وصف جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ایمان سے نکلتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس کا منزلہ جو ہے وہ کفر و ایمان کے درمیان میں ہے اور اس بات میں ان کا یہ بھی اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ جہنم میں ہوں گے۔ اور جو امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اس نے جہم ابن صفوان سے کہا کہ اے کافر نکلو تو یہ تشبیہ پر محمول ہے۔ پھر امام صاحب کلام کی تشریح یہ ہے کہ وہ گناہ گاروں کی تکفیر نہیں کرتے جو اہل قبلہ سے ہو خواہ وہ اہل بدعت سے کیوں نہ ہو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ شیخین کی گستاخی کرنے والوں کو کافر نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ ابو شکور رسالمی نے تمہید میں اس کی تصریح کی ہے۔ تو وہی بات عدم ثبوت پر مبنی ہے کیونکہ مسلمان کو برا بھلا کہنا والا فاسق ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ثابت ہے یہاں شیخین وغیرہما بھی اس حکم میں برابر ہیں۔ شیخین کے قتل کرنے والے اہل سنت کے نزدیک وہ مسلمان سے نہیں نکلتے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا

چاہئے کہ گستاخی قتل سے گناہ میں کم ہے ہاں اگر گستاخی یا قتل کو حلال سمجھے تو وہ خواہ مخواہ کافر ہے۔ تو حاصل کلام یہ ہے کہ فسق اور عصیان سے ایمان زائل نہیں ہو سکتا کہ وہ کافر ہو جائے۔ اس میں کوئی واسطہ نہیں اور اسی طرح بدعت سے ایمان نہیں جاتا جیسا کہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور افعال کا خالق مخلوق ٹھہراتے ہیں اور معاد میں اللہ تعالیٰ کا لکھنے کو جائز مانتے ہیں تو یہ تاویل پر مبنی ہے اگرچہ فساد کی وجہ سے ہو سوا جسمیت کے قائل کے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم کا انکار جزئیات کے تو وہ ان دونوں سے بالا جماع کافر ہوتے ہیں اس میں کسی کا جھگڑا نہیں۔

شرح العقائد میں ہے "کہ صحابہ کو برا بھلا کہنا اور ان پر طعن لگانا اگر ادلتہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو گالی دینا اگر ایسا نہیں تو بدعت اور فسق ہے اور یہ تصریح اس بات کی ایک نشانی ہے کہ برا بھلا کہنا شیخین کو کفر نہیں ہے عام علماء کے نزدیک۔

علامہ شامی نے درمختار کے قول کے تحت لکھتے ہیں مطلق خواہ خود توبہ کر کے پیش آئے یا اس پر گواہ گواہی دیں (بحرالرائق)

کیونکہ اس میں بندے کا حق ہے اور بندے کا حق ساقط نہیں ہوتا جس وقت (حد کے لئے) اس سے مطالبہ کیا جائے جیسا کہ گالیوں کا حد ہوا تو خواہ مخواہ دلیل ضروری ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرنی والی ہے کہ حاکم کیلئے یہی مطالبہ ہے اور وہ ثابت نہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سے لوگوں کو معاف کیا ہے۔ جنہوں نے آپ کو تکلیف اور گالیاں دیں۔ جیسا کہ ابی سفیان وغیرہ نے اسلام سے قبل یہی حرکت کی تھی۔ اور یہ تمام الدرر میں نقل ہے اور اس نے بزازیہ سے نقل کیا ہے۔

ابن سحنون مالکی سے کہا ہے کہ اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضورؐ کی گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس کا حکم اس کو قتل کرنا ہے اور جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے مولف کہتا ہے یہی عبادت شفاء قاضی عیاض میں لکھی ہے۔ اور بزازی نے اس سے نقل کیا ہے اور اس کے فہم میں خلاف واقع ہوئی کیونکہ مراد اس سے توبہ سے پہلے ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو بہت سے آئمہ

مجتہدین کی تکفیر لازم ہوگی جو توبہ کے قبول کے قائل ہیں اور جو کہتے ہیں کہ اس کو قتل کیا جائے تو قتل کرنا بھی اس سے ساقط ہو جائے گا۔ اگر اس نے توبہ کی تو وہ کہتے ہیں کہ آخرت میں اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی تصریح ہو گئی ہے اور ہم نے دوبارہ آگے لکھا۔ پس جان لو کہ مراد اس سے قطعی یہی بات ہے جو ہم نے کہی۔ صاحب در مختار کے قول کے ذیل میں لکھا ہے کہ شفاء کے آخر میں تصریح ہے پس یہ اس کے فتاویٰ میں اس کا استدراک ہے اور شفاء کی عبارت اس طرح ہے۔

ابوبکر بن منذر نے فرمایا ہے کہ عوام اور اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی اس کو قتل کیا جائے۔ اور جس نے یہی بات کی ان میں سے مالک بن انس ولیث' احمد اسحاق ہیں اور یہی مذہب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ اور وہ قول ابوبکر رضی اللہ کا بھی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ایسا قول امام ابو حنیفہ" کا بھی ہے اور آپ کے اصحاب کے بھی امام ثوری و اہل کوفہ کے واوزاعی کے مسلمانی کے متعلق ہے لیکن یہی حضرات کہتے ہیں کہ یہ مرتد ہونا ہے اور ولید بن مسلم جو مالک سے نقل کیا ہے اور طبرانی کی روایت بھی ان کی طرح ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب سے ایسا مروی ہے کہ جو گستاخی کریں یا آپ سے بیزار ہو جائیں یا آپ پر جھوٹ باندھے۔ پھر در مختار اور ابزازیہ نے صاحب سیف الملوک کی اس قول میں تابعداری کی ہے۔ جو بزازیہ نے کہا ہے کہ اس کو حداً قتل کیا جائے اور اس کے لئے ہرگز توبہ نہیں ہے قدرت کے بعد ہو یا اس پر گواہ گواہی دیں یا وہ تائب ہو جائے اس سے قبل اس کا حکم زندیق کا ہے تو یہ اس کے لئے حد ہے تو یہ توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتی اور اس میں کسی کا خلاف متصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا تعلق بندے کے حق کے ساتھ ہے یہاں تک لکھا ہے کہ اس مسئلہ کے دلائل اہم کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں پہچانو گے۔ اس کلام میں انتہائی تعجب معلوم ہوتا ہے وہ کس طرح کہتا ہے کہ اس میں کسی کا خلاف بھی متصور نہیں ہو سکتا۔ اسی قول کے بعد یہ ظاہر ہے کہ اس میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے اور ان سے نقل کرنے والے بھی سچے ہیں جیسا کہ ہم نے آپ سے سنا۔ اور یہ مسئلہ کتاب الصارم المسلول میں اچھے انداز سے نقل ہے اور وہ ابن تیمتہ جنلی کی ہے یہ اس بات پر

دال ہے کہ جو ہم نے نقل کیا ہے اس سے زیادہ فصیح نہیں ہے بلکہ تصریح اس سے ہے کہ مذہب حنیفہ و شافعیہ کا یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہے کئی جگہوں میں اور امام سبکی نے شفا اسقام میں اس پر تصریح کی ہے اور قاضی عیاض نے شفاء السقام میں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بزازیہ کی لمبی لمبی عبادات شفاء سے ماخوذ ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ بزازی سے اس مسئلہ پر زیادہ سہو ہوا ہے اور اس نے کسی ایسے آدمی سے کوئی قول نقل نہیں کیا جو ہمارے مذہب کا ہو بلکہ اس کو سند مانا ہے جو شفاء میں یا اصارم میں ہے اگر وہ مراجعت کرتے تو وہ دیکھتے جو اس کے فہم کے خلاف اس مسئلہ کے نقل میں تھا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ تو یہ سہو عام متاخرین کے وقوع کا بھی بنا کیونکہ انہوں نے اس کے نقل پر اعتماد کیا اور اس میں وہ اس کے مقلد ہو گئے۔ اور کسی حنفی سے کسی کتاب میں یہ مسئلہ مروی نہیں ہے بلکہ یہ بزازی کے قول کے خلاف ہے۔ اس کا یہ قول کہ نتف و معین الاحکام و شرح الصحاوی و حاوی الزاھدی وغیرھا میں تصریح ہے کہ ان کا حکم مرتد کا ہے اور لفظ النتف میں یہ ہے کہ جس نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی گستاخی کی تو وہ مرتد ہوا۔ اور اس کا حکم حکم مرتد ہے اور اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے امام ابو یوسف کی کتاب کتاب الخراج میں دیکھا کہ اس میں لکھا تھا کہ اگر ایک آدمی نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی یا اس پر جھوٹ باندھا یا آپ پر عیب لگایا یا آپ کی تنقیص کی پس وہ کافر ہوا اور اس کی عورت کو طلاق ہو گئی اگر اس نے توبہ کی فبہا ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور یہی حکم عورت کا ہے مگر امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ عورت کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اس عورت پر جبر کیا جائے کہ وہ اسلام لے آئے۔ اور یہی بات شیخ رملی نے بحر کے حاشیہ میں بھی نقل کی ہے اور مذہب کی کتب میں یہ بات مذکور ہے کہ وہ مرتد ہے اور ایسی عورت کا حکم مرتد کا ہے پھر اس نے النتف و معین الحکام۔ کی عبارت نقل کی ہے کہ اس نے فتویٰ خلاف (یعنی صوات صاحب) خلاف دیا جو فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ اور میں نے شیخ الشائخہ کا خط دیکھا جس جو اس معاملہ میں تھا اور تعجب ہے کہ مصنف نے شیخ الاسلام یعنی ابن عبد العال کا کلام سنا اور یہ نقول کو دیکھا تو یہ متن اس سے کس طرح چھپ گیا۔ اور میں نے اپنے بعض مشائخ سے ایک رسالہ سنا جس کا حاصل یہ تھا

کہ اسلام کے بعد اس کو قتل نہ کیا جائے۔ اور یہ ہمارا مذہب ہے۔ ہمارے شیخ نے لکھا کہ یہاں ایک نسخہ ہے کہ مقتبس کلام شفاء وابن جمرہ شرح مختصر البخاری کے اس حدیث کے ذیل میں کہ حج فرض ہوتا ہے جب کہ اس نے پایا۔

بے شک مذہب ابی حنیفہ اور شافعی کا یہ ہے کہ اس کا حکم مرتد ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے جیسا کہ اس نے یہاں النسف وغیرہ سے نقل کیا ہے پس جب یہ حکم حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی گستاخی کے متعلق ہے تو خلفاء راشدین کے گستاخ کا حکم بطریق اولی یہی ہے' اور یہ تحریر کہ آگیا کہ ہمارا مذہب مذہب شافعی کی طرح ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور امام مالک وغیرہ سے ضعیف روایت یہ ہے کہ اس کا قتل حتمی ہے کیونکہ اس قول کے ناقلین مذہب والوں کے علاوہ ہیں اور وہ مجهول ہیں ان کے لکھنے والوں کی متعلق بھی پتہ نہیں ہے تو احکام کے بصیرت پر ہوجا اور ہر مستغرب سے دھوکہ مت کھا اور صحیح کو جان لو۔ واللہ اعلم اور حموی نے حاشیہ اشباہ میں کہا ہے جو کہ وہ بعض علماء سے نقل کرتا ہے کہ صاحب اشباہ نے جو ذکر کیا ہے کہ اس کا توبہ قبول نہیں ہے تو اس پر اس کے زمانہ کے علماء نے اس پر انکار کیا کہ وہ بعض اصحاب مالک کے قول کا تحفظ کرتا ہے جیسا کہ امام قاضی عیاض نے نقل کیا ہے۔ اور جو ہمارے مزہب میں ہے تو وہ ایسا نہیں ہے اور یہ بات بھی ذکر کی کتاب نورالعین کے آخر میں کہ علامہ التحریر الشہیر حسام جلی نے بزازی کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے اسی کتاب کے آخر میں لکھا ہے کہ بالجملہ ہم نے حنفیہ کی کتب میں تلاش کیا تو ہم نے توبہ کے قبول نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں پائی بغیر بزازیہ کے پس تم نے اس کے باطل ہونے اور اس کے غلط منشا ہونا رسالہ کے ابتدا میں معلوم کیا اور شارح محقق مفتی ابوسعود سے ذکر کرے گا کہ تصریح اس بات پر ہے کہ امام اعظم کا مذہب اس پر ہے کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا جب کہ وہ توبہ نکالے اس کے تعزیر پر اکتفا کیا جائے گا۔ پس یہ تصریح اس بات کی ہے کہ جو بات منقول ہے اور وہ بزازی سے پہلے ہے اور جس نے اس کا اتباع کیا تو وہ مستند نہیں اور نہ وہ مستند ہے جس نے اس کی اتباع کی حنفی مذہب کی کتب میں سے اور یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے فہم میں خطا ہوا ہے جو نقل کیا اور اس کے فہم کے خلاف ہم نے تصریح کی جو

اس سے قبل گزرے ہیں۔ اگر تمہیں اس کا زیادہ شوق ہو تو وہ ہماری کتاب تنبیہہ الولاۃ والحکام کی طرف رجوع کرو۔

اس کا یہ قول کہ اس سے توبہ کی قبولیت ظاہر ہے۔ توبہ کی قبولیت سے مراد دنیا میں اس کو قتل کرنے سے توبہ قبول ہوتا ہے اور جو آخرت کی بات ہے تو وہ بہت بڑی جگہ ہے اور اس کی تصریح میں نے امام یوسف کی کتاب الخراج سے کی ہے اگر اس نے توبہ کی ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا پھر صاحب در مختار کا قول ذکر کیا گیا موافق وہ ہے جو گزر گیا کہ اس کے ساتھ وہ کام کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے پکڑنے سے قبل اس نے توبہ نکالی اور بزازیہ کا قول پکڑنے کے بعد ہے اور تم خبردار ہو کہ یہ موافقت ممکن نہیں ہے اس پر ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ اس کا حکم مرتد کا ہے اور زندیق کا نہیں ہے اور کسی نے اس تفصیل کا فرق نہیں کیا ہے کیونکہ بزازی اور اس کے متبعین کہتے ہیں کہ ہرگز اس کے لئے توبہ نہیں ہے اور اس میں قدرت اور گواہی اور توبہ تمام برابر ہیں جیسا کہ مالکی اور ضابلہ کا مذہب ہے۔ پس جان لو کہ یہ دو مختلف قول ہیں بلکہ یہ دو مذہب ایک دوسرے کے خلاف ہے کہ زندیق کا توبہ قبول نہیں پکڑنے کے بعد وہ جو زندیقیت پر مشہور ہو اور زندقہ کی طرف دعوت دینے والا ہو جیسا کہ آجائے گا اور جس سے ایک کلمہ گستاخی کا غصہ سے نکلا تو وہ زندیق نہیں ہو سکتا اس معنی سے اور یہ ہمارا مراد ہے اور حموی نے یہاں عوم کفر ذکر کیا ہے اس شخص کے متعلق جس نے کسی نبی یا شیخین کی گستاخی کی اور اس نے توبہ کیا۔ لیکن یہ کہنا چاہئے کہ اس کا قائل کافر ہے اور توبہ کے متعلق اختلاف ہے اگر اس نے اسلام لایا۔ جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا۔ پس حاصل یہ ہوا کہ شک اور شبہ نہیں ہے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے گستاخ کا اور اسی کا قتل مباح ہے اور یہ بات چار اماموں سے منقول ہے۔ اور خلاف اس بات میں ہے کہ اگر اس نے اسلام لا کر توبہ کی تو اس کی توبہ کو قبول کیا جائے گا ہمارے نزدیک۔ اور شوافع کے نزدیک بھی مشہور ہے اور مالکی و ضابطہ کے نزدیک اس کا توبہ قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کا قتل کرنا اس کا حد ہے۔

اس بات کو دوبارہ جاننا چاہیئے کہ تکفیر کا دروازہ بڑا ہے اور اس میں محنت اور فتنہ ہے اور اس میں

اختراق و مخالفت زیادہ ہیں اور اس میں مختلف خواہشات اور رائے شامل ہوتے ہیں اور دلائل متعارض ہوتے ہیں اور وسائل کے تناقض ہوتے ہیں۔ پس لوگ اہل پر تکفیر کے مقالات فاسدہ اور عقائد کاسدہ جو حق کے مخالف ہو وہی حق جو اللہ نے رسول کو حق کی طرف بھیجا ہو۔ دونوں طرف اور جنس کے اختلاف عمل تکفیر اھل کبائر عملی کی پس ایک طائفہ کہت ہے کہ ہم کسی کے تکفیر نہیں کرتے جو اہل قبلہ میں سے ہو تو یہ عام نفی ہے ساتھ اس بات کے کہ ان کو علم ہیں کہ ان میں سے منافقین ہیں اور وہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور کتاب و سنت و اجماع امت کے جاننے والے ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض سے ظہور بھی ہوا ہے جب انہوں نے قدرت پائی اور وہ شہادتین سے امداد بھی کرتے ہیں۔ پس اس میں خلاف نہیں کہ مسلمانوں کے درمیان کسی آدمی سے واجبات کے افکار متواتر ظاہر ہو جاتے اس سے توبہ قبول کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو بہتر ہے ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا اور وہ کافر، مرتد ہوگا اور نفاق و مرتد ہونا یہ بدعات و فجور کے گمان سے ہو سکتا ہے جیسا کہ کتاب السنہ کے وسط میں ذکر ہوا ہے اور اس کا سند محمد بن سرین سے ہے آپ نے فرمایا کو اہل ہوا تیزی سے مرتد ہوتے ہیں اور وہ یہی آیت کریمہ ان کے حق میں نزول کا خیال کرتے تھے۔ واذا رایت الزین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ الایہ' اور بہت سے آئمہ نے منع کیا ہے کہ اس بات کے اطلاق کا کہ ہم گناہ سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے اور ہم ہر گناہ میں ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ جیسا کہ خوارج کرتے ہیں اور نفی عام اور نفی عموم کا فرق کیا کہ یہ تناقض ہے خوارج کی اس قول کا کہ وہ ہر گناہ کے کرنے والے کے تکفیر کرتے ہیں۔ یہ حاجت کے موافق علامہ علی قاسری کا کلام تھا جو شرح فقہ اکبر میں نقل کیا ہے اور اس کا یہ قول کہ لواطت کرنے کو جو مباح جانے اس کی تکفیر جائز ہے پس تفسیر احمدی میں ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد اہل او اصول کے ہو جو اس کی قیاس سے استنباط میں سے ہو کہ عورتوں کے ساتھ لواطت حرام ہیں جو اس میں خاص روافض مختلف ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو حق پر تصور کرتے ہیں اس قرینہ پر کہ مقیس، مقیس علیہ کے درمیان مناسبت ہو ان دونوں کے ماہیت میں نہ لواطت مردوں کے ساتھ اس کے حرمت میں تمام متفق ہیں بلکہ ماشاء اللہ یہ یہی مقصود دیکھتے ہیں اس کے

اثبات کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ جب کہ کتاب و سنت سے یہی بات ثابت ہو کہ دوسروں کے وصول میں متصرف کرنا جیسا کہ زنا ہوا بلاشبہ حرام ہے اور اس پر تعزیر واجب ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔ ان دونوں کے نزدیک اور امام شافعی کے زنا کا حد ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر۔ درمختار میں ہے کہ عورت کے ساتھ لواطت کا حلال جاننے والا کافر ہے اور یہی بات کئی فقہانے کی ہے اور اسی دبر سے لواطت کرنا جمہور کے نزدیک حرام نہیں۔ ای حلیلہ کے دبر میں اور جو لڑکے کے ساتھ بدفعلی کے متعلق تکفیر میں خلاف ہے۔ طحاوی و شرح فقہ اکبر علی قاری کی۔ جواہر میں ہے جو حرام اتفاقی کی حرمت سے انکار کرے یا اس میں شک کریں تو حکم برابر ہے جیسا کہ شراب و زنا و لواطت و سود ہوا اور اگر کسی نے گمان کیا کہ صغائر و کبائر حلال ہیں تو وہ کافر ہوا اپنے باطل گمان سے۔ درمختار اور بحر میں ہے کہ اس کی حرمت زنا سے بھی زیادہ ہے کہ اس کا حرام ہونا عقلاً" و شرعاً" دونوں ہیں۔ اور زنا طبیعت کے خلاف اتنا نہیں اور اس کی حرمت نکاح یا لونڈی کی خرید سے زائل ہو جاتی ہے بخلاف اس کے اور جو حد نہیں اس کے نزدیک تو یہ خفت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اس سے بھی سخت ہے۔ مجتبیٰ میں ہے کہ جمہور کے نزدیک اس کا حلال جاننے والا کافر ہے اور اس کی حرمت کے زائل ہونے کا دوسرا وجہ بھی ہے اور یہ ہے کہ لواطت لڑکے کے ساتھ میں یہ بات نہیں۔ بخلاف لواطت عورت کے ساتھ کیونکہ اس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے اور لونڈی خریدی جاسکتی ہے اگر کسی نے کہا کہ اباحت حلال جاننے سے کم درجہ میں ہے اور کفر لواطت کے حلال جاننے میں ہے نہ کہ اباحت میں تو یہ کہتا ہو کہ حلال ہونا مباح ہونے کے متقاضی ہے تو اس کا قول اس کا قول ہوا۔ مولانا شمس الدین صاحب نے جامع رموز نے اپنی شرح میں لکھا ہے اور وہ مولانا لطف اللہ کے بیان کا خلاصہ ہے کہ مباح حرام کے تضاد ہے جیسا کہ صحاح میں ذکر ہے اور اباحت حرام کی ضد ہے جیسا کہ کشف وغیرہ میں ہے۔ مضمرات میں ہے کہ حل اباحت کے متضمن میں ہے اس لئے کہ یہ اس سے اوپر ہے تو ضرورۃ یہ اس متضمن ہوا ہے اس لئے کہ یہ اس سے اوپر ہے تو ضرورۃ یہ متضمن ہوا نھایہ میں ہے کہ اباحت کراحت کا تضاد ہے پس اس کو جاننا چاہیے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا کفر صریح ہے کیونکہ یہ دیکھنا کہ دنیا آنکھوں سے اور مکان ثابت کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ امت اس بات کی قائل ہے کہ دنیا میں ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس میں کسی کا جھگڑا نہیں سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور شرح عقیدہ طحاوی میں ہے پھر یہ کہنے والا اگر تاویل قبول کیا جائے تو بجا ہے اور اگر ارادہ کرنے والا ہو اور اپنے منقول سے رجوع کرنے والا نہ ہو تو اس کی تعزیر واجب ہے۔ اور اس کی شہرت کرنا چاہئے کہ حاکم شرعی اس کو دیکھ لے اور جو کہا گیا اسی کا تقضا کیا جائے گا کہ خالی نہ ہوگا کہ وہ مکلفا" دعویٰ کریں اپنے بیان میں یا وہ اس سے پاک ہے اسی تمام صفات سے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ پس ہو جاتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر افتریٰ کیا اور وہ بڑے گناہ کبیرہ میں سے ہے بلکہ بعض علماء نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام پر جھوٹ باندھنا بھی کفر میں شامل کیا ہے۔

کون زیادہ ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے کا مدعی ہو یا جہت وہیت کا مقابلہ سے یا مسافت کے ثبوت کا۔ ایسی مثالیں جو بیان کی گئی اس کا کہنے والا خواہ کافر ہو جاتا ہے اور یہ اجمال ہے عقائد منظومہ کے صاحبوں کا۔ اور جس نے کہا کہ وہ دنیا میں دیکھا جاسکتا ہے تو یہ زندیق ہے تو اس نے کتاب و سنت کی مخالفت کی اور شریعت سے وہ پھسل گیا۔ اور وہ دور چلا گیا اس سے جو ہمارے اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کو قیامت کے دیکھا جائے گا اور ایک جماعت سے یہ اجماع نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اولیاء کے لئے بھی حاصل نہیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اہل سنت و جماعت کی امت سے اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا آنکھوں سے عقلا" دنیا و آخرت میں جائز ہے اور واقع ہے اور عقبیٰ میں نقل و سننے سے ثابت ہے اور اس پر اختلاف ہے کہ دنیا میں اس کا دیکھنا شرعا" جائز ہے تو اکثر نے ثابت کیا اور دوسروں نے اس کا نفی کیا ہے۔ اور جو دنیا میں اس کو ثابت کرتا ہے تو حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو معراج شریف میں خاص کرتے ہیں اور خلف و سلف میں خلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ علیہ والسلام نے دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا نہ کہ سر کے آنکھوں سے جیسا کہ شرح العقائد وغیرہ میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے آنکھوں سے دیکھا ہے اگر اس کا یہ

دیکھنا خواب میں ہو تو اس کے جواز میں خلاف ہے اور علماء مشہور کے ہاں خواب میں دیکھنا بصری حساسیت نہیں رکھتا بلکہ مثالی تصورات اور مثالی خیالات سے دیکھنا ہے۔ بیداری کا ہو تو پھر مخاف کو ہٹایا جائے گا تو مراد اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی انوار کا دیکھنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے مصنوعات کے آثار کو دیکھنا ہوگا۔

تو یہ بالکل جائز ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں جیسا کہ بعض صوفیاء کرام سے مروی ہے کہ میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے دیکھا ہے اور بعد میں دیکھا ہے یا اس چیز میں یا اس کے ساتھ۔ اور اگر کسی نے بغیر تاویل کے اپنے اس قول کو بیان کیا تو وہ فاسد اعتقاد میں ہے اور خراب گمان میں ہے تو وہ کھلے گمراہی میں ہے اور اس کے دلیل پر اس پر طعن ہے اور وہ سیدھے راہ سے دور ہے اور صاحب تعرف نے کہا ہے اور یہ ایسی کتاب ہے کے تصور میں ایسی کتاب کسی نے بھی نہیں لکھی ہے۔ کہ مشائخ تمام اس پر متفق ہیں کہ وہ گمراہ ہے اور جھوٹا ہے جس نے ایسا دعویٰ کیا اور اس مسئلہ پر انہوں نے کتابیں اور رسائل لکھے ہیں ان میں ابو سعید خراز اور جنید اس پر تصریح کی ہے کہ جس نے یہ کہا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور فتاویٰ برہنہ میں ہے کہ دوسرے قسم حرام ہے کہ اس کے کرنے کے کافر ہو جاتے ہیں زیادہ ہیں اور بعض ان میں سے کتب معجزہ میں جمع کیے ہیں جیسا کہ ذخیرہ و ظہیری اور خلاصہ و سراجی و عمادی و مضمرات و نصاب و تحفہ و تیسیر کہ ہر ایک نے ان اقسام اپنے آپ کو بچائے۔ پہلا قسم ان میں سے اللہ تعالیٰ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے والا یا خلق و امر کو یا بعض اس سے منسوب کرلیں اس کے ساتھ شریک کریں یا عورت کو یا اصل یا نفع کو یا مکان یا چیز نالائق کو یا جو مخلوق کے ساتھ خاص ہو جیسا کہ کھانا یا سونگھنا ہو یا بیدار ہونا و سو جانا' آنا' جانا' اٹھنا' بیٹھنا بقدر حاجت تفسیر کواشی میں مذکور ہے۔ کہ اعتقاد رکھنے والا اپنے آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیکھنا بغیر حضور علیہ السلام کے یہ غیر تسلیم شدہ ہے کتاب انوار فقہ شافعی کہتا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس عادی آنکھوں سے دنیا میں دیکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ کلام کرتا ہوں تو اس کا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور عقیدہ منظومہ میں ہے۔ جس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے تو وہ

زندیق اور سرکش ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور تمام رسولوں کا اس نے خلاف کیا اور شرع شریف سے وہ بے طرف و دور ہو گیا اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو دیکھے گا اور اس کا چہرہ کالا ہو گا۔ ہم اس سے عافیت کا سوال کرتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ خدا کو اس نے دیکھا اور بعض کہے کہ ائمہ دین سے بلکہ خلفاء سے بھی آگے نکلا مرتبہ میں ہم اس کفر صریح سے پناہ مانگتے ہیں اور جس کا یہ قول "نبوت سے" تو یہ کفر صریح ہے اور تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے۔ عقیدہ ابو معین نسفی میں ہے کہ جو دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اگر کوئی دوسرا اس کا معتقد ہو جائے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور جو کوئی ان امور میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اشباہ میں ہے اگر کوئی یہ نہ جانے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر الانبیاء ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ اس کا جاننا ضروریات دین سے ہے۔ اور حموی نے اس قول کے تحت لکھا ہے کہ کفریات کے باب میں ضروریات سے جہل ہونا عذر میں داخل نہیں۔ بخلاف اس کے علاوہ کیونکہ وہ عذر ہے مفتی بہ سے جیسا کہ گزر چکا۔ تفسیر احمدی میں اس قول اللہ تعالیٰ کے وما کان محمد ابا احد من رجا لکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین تحت لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ ختم نبوت ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہے اور کچھ سطور آگے لکھتا ہے کہ مقصود اس کا یہ پہچانا جاتا ہے کہ نبوت ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علی وسلم پر ختم ہو چکی ہے کیونکہ خاتم تاء کے زبر سے عاصم کے نزدیک اور تاء کے زیر سے اس کے علاوہ ہے۔ پہلا معنی یہ ہے کہ ختام جس سے دروازہ بند کیا جاتا ہے اور یہاں اطلاق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ انبیاء آپ پر ختم ہو چکے ہیں اور یہ کام ختم ہوا۔ اور قراۃ ابن مسعود اس کی تائید کرتا ہے۔ لکن نبینا یعنی ہمارے نبی پاک پر انبیاء کا اختتام ہوا یا معنی آخر ہے تو مدعی ثابت ہوا اور یہ پہلی رائے صاحب کشاف کی بھی ہے اور آخری رائے امام زاہد کی ہے اور آخری بات ہر توجیہ سے معنی آخر ہے اس لئے تو صاحب مدارک نے تفسیر کی ہے قراۃ عام کا آخر سے اور صاحب بیضاوی نے دونوں قراتین بھی آخر سے تفسیر کیا ہے۔

تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے "کہ ان کی توجہ شیخان کی طرف جاہل اور زہاد غافل اور متبہ عان

ست اور گمراہ پیران سے امور غیبہ کا پوچھنا اور ان پر گمان رکھنا (یعنی علم غیب ذاتی) یہ بات بھی کفر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے جیسا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فلا یظہر علی غیبہ احد الامن ارتضیٰ من رسول بلکہ اطلاع بر غیب (ذاتی) نہیں تھا مگر وحی سے یعنی جبرائیل علیہ السلام کے نزول سے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے بعد وحی کا نزول کسی پر روا نہیں ہے جو روا رکھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم پیغمبران آیا ہے جبرائیل علیہ السلام کی وحی منقطع ہو چکی ہے اور قرآن مجید سے انکار کرنا کفر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئی نبوت کفر ہے۔"

تکمیل الایمان میں ہے "پیغمبروں میں سے اول پیغمبر آدم علیہ السلام اور ان میں سے آخر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین جب مقصود بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کا کامل ہونا اور مکارم اخلاق کا کامل ہونا تھا اس کے حصول کے بعد یہ مقصد درجہ اتم واکمل سے اس احتیاج دوسرے نبی کو نہیں رہ چکا ہے اور باوجود علماء و خلفا کے کہ وہ حاملان دین اور حافظان ملت آپ کے ہی کافی تھے۔ عاقل پر مخفی نہیں کہ ان روایات کے مفہوم سے صریح ہے کہ نبوت حضور علیہ الصلواۃ والسلام پر ختم ہو چکی ہے اور وحی منقطع ہو چکی ہے پس نبوت و رسالت اور جبرائیل علیہ السلام کے نزول وحی سے کا دعوئی کرنے والا یا نبوت کا دروازہ کسی پر کھلنا یہ کفر صریح ہے اور اس کا یہ قول کہ جبرائیل علیہ السلام کے اہانت کرنا یہ بھی صریح کفر ہے کیونکہ ملائیک کی تعظیم واجب ہے اور جس کی تعظیم واجب ہے اس کی تخفیف کرنا کفر ہے۔ تفسیر بیضاوی میں اللہ تعالیٰ کے اس قول من کانا عدوا" للہ وملا یکتہ ورسلہ وجبریل و میکال فان اللہ عدو للکافرین کے تحت لکھا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عداوت اللہ تعالیٰ کی مخالفت عناد سے یا مقربین کے ساتھ عداوت کرنا ہے کلام کی ابتداء آپ کے ذکر سے ہے یہ آپ کی شان کے تفخیم کے لئے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ حقدار ہیں کہ وہ ان کو راضی کریں اور ملائیک ذکر میں زیادہ ہیں اس کی فضیلت سے گویا کہ یہ دوسرے جنس سے ہیں اور تنبیہہ اس پر ہے کہ ایک کے ساتھ یا

تمام کے ساتھ دشمنی رکھنا برابر ہے کفر میں۔ اور یہ عداوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور جس نے ایک کے ساتھ دشمنی رکھی گویا اس نے تمام کے ساتھ دشمنی رکھی پس ان کے ساتھ محبت اور عداوت حقیقت میں ایک ہے اور اس میں دونوں برابر (تضاد میں) ہیں اور ظاہر کے وضع مضمر کی جگہ پر اس پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے ان کی کفر کی وجہ سے اور ملائیک و انبیاء کے ساتھ عداوت کفر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ان کے ساتھ عداوت کفر ہے پس یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کی تعظیم عین ایمان ہے۔ ملا علی قاری کی شرح حقہ اکبر میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ملائیک کرام افضل ہیں پس ان کے خواص انبیاء کے بعد افضل ہیں اولیاء و علماء سے۔ اور ان میں سے افضل حضرت جرائیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور طبرانی نے اس کو نقل کیا ہے اور عام ملائیک عام مومنوں سے افضل ہیں کیونکہ یہ معصوم نہیں ہیں اور ملائیک معصوم ہیں۔ اور اس سے سمجھنا چاہئے کہ جس کی تعظیم کی جاتی ہے ان کی اہانت کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر) فتاویٰ کے اختتام میں ہے کہ جس نے اہانت کی قرآن کی یا مسجد کی وغیرہ جس کی تعظیم شرع میں ہے پس اہانت یہ کفر ہے۔

آیات قرآینہ میں آپ کی طرف بھول جانے کا معتقد بھی کافر ہے کیونکہ یہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف گناہ کبیرہ کو منسوب کرنا کہا کہ مستلزم ہے اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام اعلان نبوت سے قبل و بعد اس سے بری ہیں اور اس میں حضور علیہ السلام کی شان کی تنقیص ہے اور یہ کفر ہے تکمیل الایمان میں ہے کہ کبیرہ وہ ہے کہ اس گناہ کو دلیل یقین سے معلوم ہو اور اس کی خصوصی پر وعید بھی وارد ہو چنانچہ ناحق خون بہانا اور زنا کرنا اور لواطت کرنا اور نیک پاک عورت کی طرف زنا کو منسوب کرنا اور گالیاں دینا اور کافروں کے ساتھ جہاد کرنے سے بھاگ جانا جب کہ وہ دوچند مسلمانوں کے نہ ہو۔ سحر کرنا اور مال یتیم ناحق کھانا اور والدین کو ناحق تکلیف دینا اور حرم مکہ میں ارتکاب گناہ کرنا و شراب و نشہ آور چیز کھانا اور سور کا گوشت کھانا اور جھوٹ کی گواہی دینا اور رمضان میں بے عذر دن کے وقت کھانا اور نماز کا نہ پڑھنا اور نماز کو بے وقت پڑھنا اور زکواۃ کا مال نہ دینا اور جھوٹ سے قسم کھانا اور صلہ رحمی کو کاٹ دینا اور پیمانہ و وزن میں خیانت کرنا اور مسلمانوں کے ساتھ ناحق لڑائی کرنا اور صحابہ کرام کو

برا بھلا کہنا اور رشوۃ کا مال کھانا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کرنا جب اس کی قدرت رکھتا ہو۔ اور قرآن مقدس کو سیکھنے کے بعد بھول جانا اور جاندار کو آگ میں جلانا ال تذکرۃ الابرار والا شرار میں ہے اس کے بعد میں یہ تقریر کرتا ہو اور یہ کہتا ہوں کہ جب تم اپنے آپ صفات باری تعالیٰ کہو گے یہ تمام تمہارا کفر ہے اور یہ اتنا بڑا کفر ہے کہ یہ کام بے وقوف جالوں کا ہے ایک دفعہ ایک بے وقوف نے کہا۔ اس نے اپنے آپ کو ذات خدا جانے کا دعویٰ کیا اور صفات سے بھی آگے نکلا اگر اس نے دلیل نقلی رکھنا بیان کی۔ ان کا دلیل عقلی یہ ہے ان اللہ مع کل شی محیط اور عقلی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دریا ہے تمام چیزوں کو گھرا ہوا ہے میں نے کہا کہ یہ جماعت جو شک کرنے والا ہے کہ تمام قرآن دو لاکھ تیرہ ہزار اور تیس ہزار تیس حروف ہیں اور اس طرح عدد حروف تہجی اور جملہ عدد کلمات کی تقریر و تحریر میں آیا ہے جب ایک حرف ان میں سے کم جملہ بنایا اور کلمہ علیٰ کو کلمہ مع میں تبدیل کیا وہ کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کلمہ علی تین حرف ہیں اور کلمہ مع دو حروف اور یہاں ان اللہ علی کل شی محیط وارد ہے نہ کہ مع تو اس بے وقوف نے کہا کہ ہمارا ہر اسی جگہ گیا ہے کہ یہی جگہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھولا دیا ہے اور غلطی کھائی کہ کلمہ مع کو کلمہ علیٰ تحریر کیا ہے اور مجھے اس سے یاد آیا ہے۔ نعوذ باللہ من ا لکفرا لصریح میں نے یہ کہا کہ یہ بے وقوف کی جماعت ہے اور یہ طائفہ احمقوں کا ہے کہ تمہاری یہ تحقیق تمہارا اور ہر تمہارا کفر کے حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ دلیل نقلی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سنقرئک فلا تنسی اللہ تعالیٰ نے نسان کی نفی فرمائی اور قرآن سے انکار کرنا کفر ہے۔

نقل ہے کہ جو کوئی ہے کہ فلان فرشتہ سے غلطی ہو گئی ہے یا عزرائیل غلط ہوا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ فرشتگان پیغمبران خدا اور پیغمبروں سے غلط ہونا نہیں آیا پس جو کوئی نبی کی طرف غلطی کی نسبت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ارشاد الطالبین میں نقل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ مجھے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے آگاہ کرو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے گناہوں سے آگاہ کیا پس گناہ سے بدتر گناہ میں نے نہیں دیکھا جو ایک آیت کلام اللہ یاد ہو اور وہ بھلا دے۔ ابشاہ میں ہے کہ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچا ہونے میں شک کرے یا گستاخی کریں یا تنقیص کریں اور آپس کی

شان گھٹائیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔ حمادیہ میں ہے جس نے بعض انبیاء کی تعظیم نہیں کی یا نہیں میں کسی چیز کی عیب لگائی یا حضور علیہ الصلوات والسلام کی سنتوں میں سے کسی سنت پر راضی نہ تھے۔ پس وہ کافر ہوا۔ اور جو یہ قول ہے کہ مسلمان عورت مرتدہ ہو جاتی ہے تو یہ بھی کفر ہے' شرح فقہ اکبر میں ہے کہ محیط و فتاویٰ صغریٰ میں اس طرح ہے جس نے کسی دوسرے کو کفر کے کلمہ کی تلقین کی یا اس پر بات کی تو تلقین کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اگرچہ کھیل اور ہنسانے کی وجہ سے کیوں نہ ہو اور اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مرتدہ ہو جا۔ یا اس پر فتویٰ دیا تو حکم کرنے والا اور مفتی دونوں کافر ہو جاتے ہیں اور عورت کافر ہوئی یا نہ تو میں نے کہا کہ اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ وہ مرتد ہو جائے تو یہی حکم اس کے لئے ہے تو اس فعل سے زیادہ قبیح کون سا کام ہے کہ بعض علما دین امراء کی خدمت میں ہوتے ہیں اور وہ چیزوں میں حیلے جانتے ہیں جب کوئی حسین عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو اور وہ طلاق نہ دیں تو اس عورت کو حکم دیتے ہیں کہ مرتد ہو جا کہ نکاح کے لئے یہ ایک حیلہ بن جائے اس کی اسلام کے بعد یا وہ کفر میں باقی رہ جائے تو وہ قیدی کے حکم میں ٹھہراتے ہیں کہ یہ اس کی مملوکہ ہے کہ اس کے ساتھ جماع پر قادر ہو جائے چار بیبیوں کے علاوہ اور اس میں' میں نے کہا کہ صحیح جمہور کا قول ہے کہ جس نے مرتد ہونے کی تلقین سکھائی اور فساد کا مرتکب ہوا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کافر ہوا۔ اس کی نیت کے انقلاب کی وجہ سے اس کے ارادہ سے اس پر واجب ہو تو مدار قصد سے ہے اور اس کے ارادہ سے اس پر جزم ہوا تو فائدہ یہ ہوا کہ جو اس تعلیم ارتداد کا ارادہ کریں تو اعتقاد کی وجہ سے وہ کافر ہوا اور اللہ تعالیٰ فساد سے محبت نہیں رکھتا۔ اسی کتاب میں ہے۔ اور اگر ایک آدمی نے حکم دیا کسی آدمی کو کہ وہ اللہ پر کفر کریں یا کفر پر حکم دینے کا ارادہ کیا تو یہ کفر پر رضامندی ہے اور کفر پر رضا ہونا کفر ہے اپنے آپ پر کفر کرنا یا دوسرے کے کفر پر راضی ہونا یا دونوں پر برابر ہیں۔

معترض کا یہ قول کہ منی پر قرآن پاک لکھنا تو یہ کفر ہے اس میں قرآن مقدس کی تخفیف کو متلزم ہے اور یہ گندگی میں ڈالنا ہے اور یہ دونوں کفر ہیں۔

پہلے کے متعلق ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں اور ابن ہمام نے کہا ہے کہ بالجملہ کہ ایمان کی

تحقیق کے ساتھ ضم کیا یہ امور کی اثبات ہے اس میں خلل ہونا ایمان میں خلل ہونا ہے۔ اتفاقاً" جیسا کہ بت کو سجدہ کرنا اور یا نبی کو شہید کرنا یا نبی کی تخفیف کرنا یا قرآن کی یا کعبہ کی۔

دوسرے کے متعلق یہ ہے کہ منی اس جنس سے ہے جو دیکھا جاتا ہے اور اس کا جسہ ہوتا ہے جیسا کہ چلپی میں ہے یہ قول جسہ کے متعلق وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد اس کا جسہ ہونا باقی رہ جائے موزہ کے ظاہر پر اگر اس کا جسہ اپنا ہو جیسا کہ متعارف جنس اور منی، گھوڑے گدھوں کا فضلہ وغیرہ ہوا یا اس کے علاوہ جیسا کہ بول و شراب ہوا۔

کو قرآن مقدس کو اس پر لکھنا گندگی میں ڈالنے کو مستلزم ہے اور یہ کفر ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں کہ گناہ میں سے یہ اہم گناہ ہے کہ شارع نے تکذیب کی نشانی نہیں ٹھرائی ہو اور اس کا علم ادلہ شرعیہ سے ہو جیسا کہ تب کو سجدہ کرنا یا قرآن مقدس کو گندگی میں ڈالنا یا تلفظ کفر سے وغیرہ جو دلائل سے ثابت ہو تو یہ کفر ہے۔

معترض کا یہ قول کہ زندوں کی دعا و صدقہ مردوں کو نہیں پہنچتا یہ مسلک اہل سنت سے نکلنا ہے اور اعتزال میں داخل ہونا ہے اور ان آیات سے انکار ہے جو دعاء سے نفع پہنچنے کا ہے اور ان دونوں کے متعلق احادیث نبویہ میں نفع کے متعلق وارد ہیں۔ علامہ قاری نے کہا ہے بعض ان میں سے یہ ہیں کہ زندہ کی دعا و صدقہ مردوں کے لئے نفع مند ہے ہر حال میں معتزلہ کا اس میں خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ قضا بدل نہیں ہوسکتی اور ہر نفس اپنے کسب سے رہن شدہ ہے آدمی کو اپنے عمل کا بدلہ ملتا ہے نہ کہ غیر کا، میں جواب دیتا ہوں کہ قضاء کی تبدیلی نہ ہونا مردوں کی طرف وہ زندہ کی دعاء سے نفع مند ہونے کی منافی نہیں کیونکہ یہ نفع دعاء سے ہے تو جائز ہے کہ قضاء میں ہو اور توفیق زندوں کی ان کے لئے جائز ہے کہ وہ ہو ان کے کسب سے جو عمل کیا ہو دنیا میں تو اس کے جزائر کا مثل ہوا اور اخرہ میں اس کا بدلہ ہوا۔ اور بہت سی احادیث صحیہ میں مردوں کے لئے دعا منقول ہیں خصوصاً" نماز جنازہ میں اور یہ تو ارشد سلف کا ہیں اور خلف کا بھی اس پر اجماع ہے اگر مردوں کے لئے نفع نہ ہو تو یہ عبث ہوا بلکہ قرآن میں بہت سی آیات اس کے حق میں وارد ہیں اور مردوں کے لئے دعاؤں میں متضمن ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول

ھوا رب ار حمھما کما ربیانی صغیرا یا یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ھوا ربنا اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا ولمومنین والمومنات یا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان وغیرہ۔

سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ اس نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک سعد کی ماں وفات ہو چکی ہے کون سا صدقہ اس کے لئے افضل ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا پانی، تو اس نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ ابوداؤد و نسائی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

منع کرنے والے کا تمسک اس قول تعالیٰ سے ہے وان لیس للانسان الا ماسعی انسان کے لئے وہ ہے جو وہ کوشش کریں۔

اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام کا یہ قول ہے جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل کٹ جاتا ہے جواب یہ ہے کہ آیت مبارکہ ہمارے حجت ہے کیونکہ اپنے عمل کا ثواب پہنچانا دوسروں کے لئے ایصال ثواب تو یہ اس کی کوشش ہوگی جو اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے تو یہ مردے کی کوشش نہیں ہے کہ وہ ثواب زندہ کو پہنچائے تو آیت مبارکہ ہمارے لئے حجت ہے نہ کہ ہم پر۔

اور جو حدیث شریف ہے تو وہ عمل کے منقطع کے متعلق ہے اور ہم اس پر بھی کلام کریں گے۔
کلام تو غیر کے ثواب کا مردہ کی طرف پہنچانے کا اور ثواب کا پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ مردہ اللہ کے بغیر نہیں سنتا اور قریب ہونا و بعید ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں برابر ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو میں قبول کرلوں گا اور اس مین اس معتزلہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ دعا میں تاثیر نہیں ہے کہ وہ قضا میں تغیر لائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دعا بلاؤں کو رد کرتا ہے جب کہ قضا کے موافق ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قضاء معلق میں تغیر آسکتا ہے بخلاف قضا مبرم کا اور جو دعا ہے تو وہ عبادت کا مغز ہے اس میں برابر ہے خواہ قضا کے مطابق ہو یا نہ۔ زیادہ ایسا ہو سکتا ہے کہ بلاؤں کی تخفیف ہوتی ہے اور اس میں یہ بھی ہے۔

شارح عقیدہ طحاوی نے کہا ہے اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کو نفع پہنچتا ہے زندوں کی

کوشش سے۔ اس میں دو امر ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مردہ کی زندگی میں اس کی طرف نسبت نہ ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ مسلمانوں کی دعا و استغفار اس کے لئے یا صدق یا حج اس میں اختلاف ہے کہ حج کا ثواب پہنچتا ہے یا نہ۔

معترض کا یہ قول کہ انحصار چار مذاہب پر نہیں ہے۔

تو یہ قول بھی گمراہی کا ہے اور اجماع سے انکار ہے کیونکہ اجماع چار مذاہب کے انحصار پر ہے اور اس میں ختم نبوت بھی داخ ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اس پر بھی کہ اجتھاد منقطع ہو چکا ہے۔ تو وہ اپنی طرف سے شریعت کی تجدید نہیں کر سکتے۔

عقیدہ ختم نبوت حضور علیہ الصلواۃ والسلام پر کے متعلق جب کہ تم نے پہلے سے جان لیا ہے اور اجتھاد کے منقطع ہونے اور انحصار چار مسالک پر ہم ذکر کریں گے پس اس کو سن لو۔

در مختار میں ہے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ مجتھد مطلق انہوں نے نہیں پایا۔۔ اور جو مفید ہے تو اس کے سات مرتبے مشہور ہیں اور جو ہم ہیں ہم ان کی اتباع کریں گے جس کو ترجیح دیا گیا ہو اور صحیح مانا گیا ہو۔ جیسا کہ ان کی زندگی میں فتوے دیئے گئے تھے۔

طحاوی میں ہے پہلا طبقہ مجتھدین فی الشرع کا ہے جیسا کہ مسالک اربعہ ہو گئے یا ان جیسے اور جنہوں نے قواعد کی بنیاد رکھی ہو اور ادلہ اربعہ سے فروع کے احکام کو پہچان چکے ہوں وہ غیر مقلد ہیں۔

دوسرا طبقہ مجتھدین فی المذاہب کا ہے۔ جیسا کہ امام یوسف و امام محمد ہو گئے کہ وہ احکام اس قواعد کی بنیاد سے نکالتے جس کی بنیاد امام ابو حنیفہ نے رکھا ہو۔ اگرچہ بعض جگہوں میں آپ سے اختلاف بھی کیا ہو۔ اس سبب سے مخالفوں سے یہ ممتاز ہیں جیسا کہ امام شافعیؒ ہو گئے۔ تیسرا طبقہ مجتھدین فی المسائل ہو گئے وہ جس کے متعلق صاحب مذہب سے کوئی روایت منقول نہ ہو۔ جیسا کہ امام طحاوی اور خصاف و امام کرخی و حلوانی و سرخسی و بزدوی و قاضی خان وغیرہ ہو گئے۔

یہی حضرات نہ اصول میں مخالفت کرتے ہیں اور نہ فروع میں لیکن احکام مسائل میں استنباط کرتے ہیں اس میں جس میں کوئی نص ان سے نہ ہو قاعدہ کے مطابق چوتھا طبقہ مقلدین سے اصحاب التخریج ہیں

جیسا کہ امام رازی ہو گئے یا نہ جیسے یہی حضرت ہرگز اجتہاد پر قادر نہیں لیکن وہ احاطہ کرسکتے ہیں اوصول میں ماخذ کے ضبط سے اور وہ عمل کے تفصیل کی قدرت رکھتے ہیں اس مجمل کے جس کے دو وجوہات ہو اور حکم مبہم کے جو دو امروں کا احتمال رکھتا ہو اور وہ امام سے یا اس کے اصحاب سے منقول ہو۔

پانچواں طبقہ اصحاب الرجیح مقلدین سے جیسا کہ ابی حسن قدوری یا صاحب ہرایہ ہو گئے۔ ان کی شان یہ ہے کہ بعض روایات کی تفصیل دوسری روایات سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ زیادہ صحیح ہیں یا یہ بہتر ہے۔ چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہے جو قوی اور اقوی و ضعیف و ظاہر الراویہ و ظاہر المذہب میں تمیز کرنے پر قدرت رکھتے ہوں جیسے کہ اصحاب متون متاخرین ہوں گے جیسے صاحب کنز و مختار' وقایہ' مجمع ہو گئے ان کی شان یہ ہیں کہ وہ اپنی کتب میں اقوال مردودہ نقل نہیں کرتے۔

ساتواں طبقہ ان مقلدین کا ہے وہ قدرت نہیں رکھتے جو ہم نے ذکر کیا ہے اور فرق نہیں کرسکتے کمزور و چرب کے۔ اگر تمام کو مجتہدین مقید بنائے جیسا کہ کسی پر بھی چھپی ہوئی بات نہیں جب کہ ساتواں طبقہ مقلد ہے اور وہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھ سکتے اور چھٹا بھی اس طرح مقلدین کا ہے۔

طریقہ محمدیہ میں ہے جب کہ اجتہاد ختم ہوا بہت طویل زمانے سے تو مقلدین کے لئے معرفت کا رارستہ مجتہد کے مذہب پر منحصر ہوا جو ان سے معتبر کتاب میں منقول ہو اور وہ علماء کے درمیان شقہ میں سے ہو ان حضرات کے نزدیک جو مطالعہ کی طاقت رکھتے ہوں اور اس سے مسائل نکال سکتے ہیں۔ اور اس کے عدل اور علم و عمل مشہور پس جائز نہیں اقتدا ہر کتاب سے یا ہر قول سے جو کوئی عالم پیش کریں۔

اور جو چار مذاہب پر انحصار ہے۔ اس کے متعلق تفسیر احمدی میں اس قول کے ذیل میں وداؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث لکھتے ہیں کہ اجماع اس پر واقع ہے کہ اتباع ان چار کی جائز ہے پس اتباع جائز نہیں۔ امام ابی یوسف و محمد افرد شمس الائمہ جب کہ ان کا قول ان چار کے مخالف ہو۔ اور اس مجتہد کی اتباع بھی جائز نہیں جو ان کا مخالف ہو۔ نور الانوار میں بحث اجماع کے لکھتے ہیں جب ان کے اقوال مختلف ہو تو اجماع اس پر ہو کہ مذاہب اربعہ کے سوا پر تقلید باطل اور میرے نزدیک یہ ہے کہ منشا یہ ہے کہ انحصار ان چار مسالک پر ہے۔ اور پانچویں مسلک جو نیا بنا ہو اس کی اتباع جائز نہیں باطل ہے۔

اشباہ میں ہے پانچواں یہ ہے کہ اس پر قضا نہیں کی جاتی جب کہ اس میں قضا مخالف اجماع کے ہو۔

اس کے حاشیہ میں ہے یہ ظاہر ہے کہ جو روایت ائمہ اربعہ کے خلاف ہو تو وہ اجماع کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس میں غیر کا حلاف ہو۔ پس تحریر میں تصریح کیا گیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ جو مذہب مذاہب اربعہ کے مخالف ہو اس پر عمل جائز نہیں۔ مذاہب کے انضباط و انتشار کے لئے اور اس لئے کہ مذاہب اربعہ کی اتباع کی جاتی ہے فرائض الاسلام میں ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں گے کہ آج دن ان چار مذاہب سے نکلنا جائز نہیں اور اس نکلنے کے ممانعت پر اجماع منعقد کی گئی ہے۔ طحطاوی شرح در مختار میں ہے کہ مراد اللہ کی رسی سے جماعت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ولا تفرقوا سے منسلک ہے اور مراد جماعت سے اہل علم کے نزدیک اہل فقہ و علم ہیں۔

اور جو کوئی ایک بالشت اس سے جدا ہوا وہ گمراہی میں واقع ہوا اور اللہ تعالیٰ کی امداد سے نکل گیا اور جہنم میں داخ ہوا کیونکہ اہل فقہ و علم والے یہی لوگ ہدایت پالینے والے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنت پر عمل کرنے والے ہیں اور اسی طرح خلفاء راشدین کے سنت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور جو جمہور اہل فقہ و علم و سواد اعظم سے جدا ہوا پس وہ الگ ہوا اسی آگ میں جس میں وہ داخل ہوتا ہے اے مسلمانوں کے گروہ آپ فرقہ ناجیہ کی تابع داری کرو جس کا نام اہل سنت و جماعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و حفاظت و توفیق ان کے موافقت میں ہے اور ان کے مخالفت میں رسوائی و ناراضگی اور مشقت ہے اور یہی طائفہ ناجیہ میں یہ چار مذاہب والے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ہیں اور جو اس زمانہ میں ان چار مذاہب سے خارج ہو تو وہ مبتدع ہے و جہنمی ہے۔

اگر تم نے یہ کہا تمہیں کسی چیز نے واقف کیا کہ تم صراط مستقیم پر ہو اور ہر ایک اس فرقہ کا وہ اس صراط مستقیم کا مدعی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ دعویٰ نہیں یہ آپ کا وہم قاصر ہے اور یہ قول آپ کا گمان ہے بلکہ یہ بڑے بڑے علماء و اکابر سے منقول ہیں یہی صفت اور علماء اہل حدیث سے جنہوں نے احادیث نبویہ جمع کئے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امور کو اور آپ کے احوال و افعال و حرکات و سکنات کو اور صحابہ

کرام کے احوال کو و مہاجرین و انصار کے حالات کو کہ انہوں نے احسان سے تابع داری کی جیسا کہ امام بخاری و مسلم وغیرہ یہ ان ثقہ مشہور محدثین میں سے ہیں جن کے صحت پر مشرق و مغرب والے متفق ہیں جو انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلواۃ والسلام و صحابہ کرام کے امور سے نقل کئے ہیں پھر نقل کے بعد اس کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ان کے ہدایت پر ہو اور ان کے نقش قدم پر ہو اور اوصول و فروع میں ان کے اخلاق پر ہوں پس حکم کرتے ہیں کہ یہ ان میں سے ہے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہو اور یہ جانتا ہو کہ کون صراط مستقیم پر ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہو کہ کون وہ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے اور بائیں ہاتھ میں (مختصر) اور اس قول کو نہیں دیکھا جاتا کہ حصر کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور اس میں کتابوں سے نقل کافی نہیں ہے اور نہ امت تصحیح اور ترجیح سے کیونکہ اجماع قوی دلیل ہے اور زمانہ کی اجماع قوی دلیل ہے جیسا کہ صاحب مسلم نے لکھا ہے کہ اجماع حجت ہے اور یہ صحابہ کے ساتھ خاص نہیں ہے اس میں اہل ظواہر خلاف ہیں۔

ہمارے لئے سماعی دلائل ہیں اور وہ حاضرین سے خاص نہیں ہیں کیونکہ مومنوں کا راستہ اور امت کا ہر زمانہ کے ساتھ راجع ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کتب مذکورہ میں بیانگ دہل سے یہ پکار رہا ہے کہ انحصار ان چار مذاہب پر ہے اور جو مخالفین سے منقول ہیں۔ یسوطیؒ و صاحب میزان سے کہ مذاہب نو ہیں مذہب ابی حنیفہ و مالک و شافعی و احمد و نخعی و محمد بن حسن و سفیان ثوری بن عمر بن ادمو مکحول و اوزاعی رحمھم اللہ تعالیٰ کے یہاں کہ صاحب میزان نے امام جعفر صادق و داؤد طائی وغیرہ بارہ آدمیوں تک شمار کئے ہیں۔ تو مخالف کہتے ہیں کہ اجماع کس طرح چار پر منحصر ہیں تو یہ قول مخدوش و مردود ہے کئی وجوہات سے۔

پہلا وجہ یہ ہے کہ اس نے محمد بن حسن کو اس میں شمار کیا ہے ائمہ کے اربعہ کے ساتھ حالانکہ وہ ان مجتہدین فی المذاہب سے ہیں جو دوسرے طبقہ میں ساتواں طبقات کے ہے اور یہ طحاوی میں تحریر ہے۔ اور یہاں ہم وہ ذکر کریں گے کہ یہ مذاہب اربعہ کی طرح شرح میں مجتہدین کے طبقہ میں سے نہیں ہے وہی طبقہ جو ساتوں میں پہلا طبقہ ہے اور ہمارا کلام مجتہدین فی الشرع کے متعلق ہے طحاوی میں ہے کہ

پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا ہے جیسا کہ صاحب مذاہب الاربعہ ہوئے یا ان جیسا کہ انہوں نے قواعد کی بنیاد رکھی اور احکام فروع ادلہ اربعہ سے نکالے اور یہ غیر مقلدین دوسرے طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہے جیسا کہ امام ابی یوسف و امام محمد ہوگئے کہ وہ ان دلائل سے احکام نکالتے ہیں جس کی بنیاد امام اعظم ابو حنیفہؒ نے رکھی ہے اگرچہ بعض نے اس میں خلاف کیا ہو اور اس پر وہ ممتاز ہیں مخالف سے جیسا کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ہوئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ داؤد طائی کو صاحب میزان نے منقول میں داخل کیا ہے اور وہ اس کے مذہب اور شاگردوں میں سے ہے تو وہ جدا مذہب کا صاحب نہیں ہو سکتا جیسا کہ درمختار میں اس کے تصریح موجود ہے اور امام استاذ ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں فرمایا ہے اور مذہب و طریقہ میں وہ مقدم ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے استاذ اباعلی دقاق سے سنا ہے وہ فرماتے کہ میں نے یہ طریقہ ابی القاسم فیروز آبادی سے لیا ہے۔ اور ابوالقاسم نے فرمایا کہ میں نے یہ طریقہ شبلی سے لیا ہے اور اس نے سری سقطی سے لیا ہے اور اس نے معروف کرخی سے اور اس نے داؤد طائی سے لیا ہے۔ اور اس نے علم و طریقہ امام اعظم ابی حنیفہ سے لیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ انحصار مذاہب اربعہ پر اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے معتبر کتابوں سے نقل کیا ہے پس اس کے خلاف قول والا مذہب اہل سنت سے خارج ہے اور وہ اعتزال میں داخل ہے۔
اگر کوئی کہے کہ اس کی مراد سلف ہیں کہ ان کا مذہب دوسروں سے الگ ہو اور ان کے تابع دار باقی نہ رہ گئے ہوں اور نہ کتابیں جو تدوین ہو چکی ہو۔ پس اجماع ان چار مذاہب پر منعقد ہوا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے مذاہب کی تقلید مقلد پر جائز نہیں ہے سوا ان چار مذاہب کے اور ان چار کے علاوہ مجتہدین کی تقلید کیا ہے جیسا کہ تم نے پہچانا تفسیر احمدی اور طحاوی کے بیان سے کہ اجماع ان چار مذاہب کے انحصار پر ہے ان کے علاوہ جو ان چار اماموں کا مخالف ہو تو ان کی تقلید مقلد کے لئے اور ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ پس اس جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ سلف امور اضافت سے ہے اور یہ صحیح ہے کہ اطلاق کرے اس پر جو اس سے پہلے اس کو دیکھے اور تائید ہے جو ہم نے کہا وہ جو صاحب جامع الرموز نے کہا

ہے تو یہ اس میں بعد نہیں ہے کہ ذسلف شامل ہو مجتہدین میں تمام جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے کہ سلف شرع میں وہ ہے جس کے دین میں اس کے مذہب کی تقلید کی جاتی ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور صاحبہ و تابعین پس یہ تمام سلف ہیں جیسا کہ کنایہ میں نقل ہے۔ اصل میں سلف مصدر ہے یعنی گزر چکے ہوں اور کسی آدمی کا باپ گزر چکا ہو پس تمام اسلاف میں داخل ہیں مراد سلف سے علما کرام کا طبقہ ہے یعنی ائمہ اربعہ پس ہر جماعت جو پہلے گزر چکی ہو وہ سلف ہیں اور اس کے بعد وہ خلف ہیں پس ظاہر ہوا کہ اجماع مرکب اس پر منعقد ہوا کہ مزکور مذاہب اربعہ پر حصر ہوا۔ تلویح میں ہے یہ لغت میں ارادے کو کہا جاتا ہے فلاں نے اس پر ارادہ کیا ہے اور اتفاق بھی ہے پس کہا جاتا ہے کہ قوم نے اس پر اتفاق کیا۔ اور اصطلاح میں مجتہدین کے اتفاق کو کہا جاتا ہے جو حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی امت سے ہو ہر زمانہ میں حکم شرعی پر۔ پس مراد اتفاق علما سے یہ ہے کہ اعتقاد ' قول ' فعل تمام اس میں مشترک ہیں اور مجتہدین کا قید اس لئے لگایا گیا کہ عوام کی اتفاق کی کوئی اعتبار نہیں اور اس میں لام استغراق کے لئے ہے اس میں بعض مجتہدین زمانہ کی اتفاق سے احتراز کیا گیا ہے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سے بھی احتراز کیا کہ دوسرے سابقہ شریعتوں کے مجتہدین کے اتفاق کی اجماع مراد نہیں اور ہر زمانہ کے مجتہدین کا معنی یہ ہے کہ زمانہ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور احتراز کا فائدہ یہ ہے کہ اس پر یہ رد ہے جس نے یہ قید ترک کیا کہ اجماع منعقد لازم نہیں آتا آخر زمانہ تک اور تمام مجتہدین کی اتفاق اس کے علاوہ نہیں ہے اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جس نے ترک کیا اس نے وضاحت تک کیا۔ لیکن تصریح کی نسبت تعریفات پر ہے۔ چلپی میں ہے کہ دونوں معانوں میں فرق یہ ہے کہ اجماع پہلے معنی پر ایک سے متصور ہو سکتا ہے اور دوسرے معنی پر کہ متصور نہیں ہو سکتا۔ مگر کئی سے اس کی حاشیہ میں ہے دوسرا معنی اصطلاح میں زیادہ صحیح ہے حسامی میں ہے لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کس سے اجماع منعقد ہو سکتا ہے پس بعض نے کہا کہ اجماع صرف صحابہ کی ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اجماع صرف اہل مدینہ کی ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اجماع حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی اولاد پر منعقد ہو سکتی ہے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اجماع علماء ہر زمانہ کے اجتہاد و اہل عدالت کے قائم ہو سکتا ہے اور علماء کی

قلت کے لئے کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ ان کی زیادہ ہونے کی۔ اور نہ اس میں یہ شرط ہے کہ وہ مرنے تک اس پر قائم رہے اور نہ خواہشات والے کی مخالفت جس کی نسبت ہو یعنی خواہشات کی طرف ہو جائے اور نہ ان کی مخالفت جن کی اس باب میں کوئی رائے نہ ہو مگر جو رائی سے بے پرواہ ہو مسلم الثبوت میں ہے۔ لوگوں کو ہمیشہ تک اس پر معمول ہے اور اس پر ان کی اتفاق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کا ہمیشہ معمول چار مسالک پر عمل کرنا ہے اور اس طائفہ کے لئے کوئی اعتبار نہیں ہو ان چار کے مخالف ہو۔ اور جو منہ کی شرح میں ہے کہ مجتہدین کی تقلید جائز ہے ان کے ذکر اور جو ان کے عقائد میں مشابہ ہو کیونکہ تمام مذاہب حق ہیں تو یہ قول معتمد کتب کا مخالف ہے اور جامع الرموز میں ہے جس نے بے شمار مسالک میں حق ٹھہرایا جیسا کہ معتزلہ ہو گئے تو عام آدمی کے لئے اختیار ثابت ہے کہ ہر اس مذہب کو اختیار کریں جو اس کی خواہش کے مطابق ہو اور جس نے ایک مسلک کو ٹھہرایا جیسا کہ ہمارے ذعلماء ہوئے تو عامی کے لئے ایک امام ٹھہرایا جائے گا جیسا کہ کشف میں ہے پس اگر کسی نے ہر مذہب سے جو اس میں مباح ہو اختیار کیا تو وہ پورا فاسق ہو جاتا ہے جیسا کہ شرح طحاوی فقیہ ابن مسعود میں ہے تو اس کی اعتقاد حق و صواب ہے جیسا کہ جواہر میں نقل ہے پس قائل مذکور کے جواز کے تقلید والا اہل سنت و معتزلہ کے اقوال میں فرق نہیں کر سکے ہوں گے۔ اس وجہ سے وہ حیص بیص میں واقع ہو جاتا ہے اور جو مسلم الثبوت میں نقل ہے کہ واجب نہیں مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا ہے تو حکم اس کے لئے ہے اور کسی پر واجب نہیں کہ کوئی کسی آئمہ کے مذہب پر ہو تو یہ وارد نہیں حصر مزکور پر کیونکہ تقلید اجماع کے رو سے واجب ہے پس یہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہو اور اس مین کوئی شک نہیں کہ سلف کا اس پر اجماع ہے کہ انحصار ان چار مسالک پر ہے جیسا کہ دوبارہ تم نے اس کو پہچانا اشباہ وغیرہ سے پس ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کریں اگر ایسا نہ ہو تو حکم تلفیق سے ہے اور وہ اجماع سے باطل ہے۔

در مختار میں ہے کہ حکم اور فتویٰ مرجوع قول پر جہل ہے اور اجماع کو پھاڑنا ہے اور حکم ملفق اجماع سے باطل ہے اور عمل کے بعد تقلید سے رجوع کرنا باطل ہے اور یہ بات مذہب میں مختار ہے اور

قاضی مجتہد کے لئے اس میں خلاف ہے۔

اور جو مقلد ہے تو اس کا قضا مذہب کے خلاف ہرگز نافذ نہیں جیسا کہ قنیہ میں ہے اور تفسیر احمدی میں ہے جب اس کے لئے تابعداری لازم ہوئی تو اس پر واجب ہے کہ اس مذہب کو لازم رکھے اور دوسرے مذہب کی طرف نہ جائے کیونکہ انتقال اس پر دال ہے کہ اس کو پہلے والے مذہب میں بطلان ظاہر ہوا حالانکہ ہر مزہب والے چار مذاہب کی حقیقت میں کہتے جاتے ہیں اور جس نے انکار کیا وہ اس کے خلاف واقع ہوا۔ اور جو عبد العلی کا قول شرح المسلم میں ہے تو یہ اس کے خطاؤں میں سے ہے وہ کہتے ہیں کہ دلائل کو انہوں نے نہیں پیش کئے ہیں۔ اس کا یہ قول قابل قبول نہیں کیونکہ اجماع دلیل قطعی ہے تو کس طرح کہتا ہے کہ انہوں نے دلائل نہیں پیش کئے تو یہ اس کے ہوس پر اطلاق کرتا ہے اور اجماع کے خلاف پر جو انہوں نے دلائل پیش کئے ہیں یہ ان کی بے ادبی ہے۔ تفسیر احمدی میں ومن یشا قق الرسول کے ذیل لکھا ہے۔ یعنی ان کے راستہ کے علاوہ دوسرے راستے کی تابعداری حرام ہے تو ان کے راستے کی تابعداری واجب ہے کیونکہ ان کے راستے کی تابعداری کو ترک کرنا جنہوں نے اس راستے کو پہچانا اور دوسرے راستے کی تابعداری کی وہ اس آیت میں داخل ہے۔ یہ اس کے الفاظ تھے پس جان لو! کہ مومنوں کے راستے کی تابعداری واجب ہے اور اسی کو اجماع سے تعبیر کیا گیا۔

پس اجماع حجت قاطعہ ہوا اس سے انکار کرنے والا ایسا کافر ہے جس طرح قرآن و احادیث متواترہ سے انکار کرنے والا تو یہ خبر مشہور یا خبر واحد سے مقدم ہوا جب کہ ہم کو ہر زمانہ سے منتقل ہوا اس کے نقل کرنے میں اور جب کہ ہم کو افراد سے منتقل ہوا خبر واحد کی طرح اور لابدی ہے اجماع سے آگے دعوت دینے سے اور وہ کبھی خبر واحد سے ہوتا ہے یا قیاس سے یعنی ضروری ہے کہ ثابت ہو جائے حکم پہلے خبر واحد یا قیاس سے پھر اس پر امت کی اجماع ہو اور عزیمت وہ ہے کہ ہر ایک کہے کہ ہم نے اس حکم پر اجماع کیا ہے یا ہر ایک نے اس کام کو جائز جانا ہے اور رخصت وہ ہے کہ اس میں بعض نے کلام کیا ہو یا بعض نے کیا ہو اور بعض نے کیا ہو اور جماع کے اہل وہ ہے جو مجتہد ہو خواہشات والا نہ ہو اور نہ اس میں فسق ہو اور کسی نے کہا ہے کہ اجماع بغیر صحابہ کے نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اہل مدینہ

اجماع کے اہل ہیں۔ یہاں ہم نے تحقیق کو ترک کیا طوالت کے ڈر سے کیونکہ یہی تک اس گمراہ مولف کے لئے کافی ہے طوالت اس کو فائدہ نہیں دیتا اگر تم اس پر تورات وانجیل کیوں نہ پڑھے۔

## پانچویں بحث کا جواب

یہ قول کہ قرآن کے بعض سے انکار کرنا کفر نہیں پس یہ کفر ہے جیسا کہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں ہے کہ جس نے تمام قرآن مجید سے یا کسی سورت سے یا آیت مبارکہ سے انکار قرآن کا انکار کرنا ہے پس میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے ایک کلمہ سے بھی انکار کیا تو بھی کفر ہے یا قراۃ متواترہ سے یا گمان کیا کہ یہ کلام اللہ سے نہیں ہے۔ یہ قول کفر کا ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ جو قرآن مقدس میں لکھا ہوا ہے یہ کلام اللہ سے عبارت ہے یا حکایت ہے کلام اللہ کا۔ پس اس نے کتاب و سنت و سلف امت کے خلاف کیا۔

## چھٹے بحث کا جواب

اللہ تعالیٰ کے لئے مثال کو ثابت کرنا جس کی مثل کوئی چیز نہیں وہ سب سے پہلے اس سے دلیل لاتے ہیں اللہ نور السماوات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کی نور کی مثال ایسی ہے جس طرح طاق ہے اور اس میں چراغ ہے یا قول اللہ تعالیٰ کا وللہ مثل الاعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لئے اعلیٰ مثال ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے لیس کمثلہ شیئی وھوالسمیع البصیر اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تو یہ گمراہی اور زندقہ ہے کیونکہ اس نے مثل و مثال کو ایک جانا اس لئے اس نے اثبات میں استدلال کیا مثال سے جو دونوں آیتوں میں واقع اور ذکر ہیں۔ حالانکہ مثل مرادف ہے مثل کا پس کس طرح مثل کی نفی کرتا ہے اور مثال کو ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآں میں مثالوں کو بیان کرنا اللہ کے لئے منع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے فلا تضربو اللہ الامثال بیضاوی اس کے تحت لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مثال کو ٹھہراؤ کہ اس سے تم شرک کرتے ہو یا اللہ

تعالیٰ پر قیاس کرتے ہو کیونکہ مثل کا بیان کرنا حال سے تشبیہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے اس قول فلا تجعلو اللہ مثلاً" کے تحت لکھا ہے مثلھم کمثل الذی استوقد نارا مثل اصل میں نظیر کے معنی میں ہے۔ کہا جاتا ہے مثل و مثیل و مثل کشبہ و شبیہ و شبہ پر کہا جاتا ہے کہ تمام مثالوں اپنے مورد پر بیان کئے جاتے ہیں۔ اور بیان نہیں کیا جاتا مگر جس میں غرابت ہو پس اس لئے تغیر سے اس کی حفاظت ہوئی پھر ہر حال میں یہ استعارہ کے لئے آتا ہے یا صفت کے لئے یا کہانی کے لئے اس کے لئے شان ہے اور اس میں غرابت ہے مثل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔ مثل الجنتہ التی وعدا لمتقون یا قول اللہ تعالیٰ کا وللہ المثل الاعلیٰ۔ اور جو تکمیل الایمان میں زکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مثل نہیں ہے لیکن مثال ہے مثل دیگر کی طرح اور دیگر مثال مساوی تمام صفات میں کہا جاتا ہے اور مثال میں مساوات تمام صفات میں شرط نہیں ہے مثلاً" عقل کو آفتاب تمام صفات میں مثل نہیں ہے اور باوجود اسی آفتاب کو عقل کے مثل لایا جاتا ہے اس کے مناسبت سے چنانچہ محسوسات نور آفتاب سے منکشف ہے اور انکشاف معقولات عقل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ اندازہ مناسبت در مثال میں کفایت کرتا ہے چنانچہ بادشاہ کو تمثیل آفتاب دیتا ہے اور وزیر کو چاند کا۔

اگر کسی نے خواب میں آفتاب کو دیکھا اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہی پائے گا اور اگر چاند کو دیکھا تو وہ وزیر بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کی نور کی مثال مشکوۃ کی طرح ہے اس میں چراغ ہے اور چراغ شیشہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ مصباح وزجاجہ و مشکوۃ و درخت اور تیل کی مثل ہو اور قرآن مجید کو رسی سے تعبیر کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ قرآں مجید کی طرح رسی نہیں ہے بلکہ یہ مثال اس سے ہے اور عالم خواب عالم مثال ہے اور نبی علیہ السلام کا دیکھنا بھی اسی قبیل سے ہے اور ان تمام باتوں کی تحقیق حجتہ الاسلام کے بعض رسائل میں ڈھونڈنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پس مراد مثال سے استعارہ کی طریقہ سے یہ صفت ہے جیسا کہ تم نے دوبارہ بیضاوی کی تقریر سے پہچانا اور یہ تائید دیتا ہے جو ...نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے وللہ المثل الاعظیٰ کے تحت لکھا ہے کہ وہ وجوب ذاتی ہے اور مطلق غنی ہے اور بڑا سخی ہے اور صفات مخلوق سے وہ پاک ہے نہ وہ معنی پر ہے جیسا

کہ بعض نے سمجھا ہے جو ذکر ہو چکا ہے وہ ایسی تشبیہ دیتے ہیں جو موجب کفر ہے اس کا قائل کے لئے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا ہے قونوی کے شرح میں ہے نعیم ابن حماد نے کہا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق کی کسی چیز سے تشبیہ دی پس وہ کافر ہوا۔ اور جو منکر ہو ان صفات سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے لئے خاص کئے ہیں وہ بھی کافر ہوا۔ اسحاق ابن راہویہ نے کہا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف کیا جو مخلوقات میں سے کسی کی ہو ان سے مشابہ کیا پس وہ کافر ہوا اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ بنانے سے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حاصل کلام یہ ہے اور اس مقصد کا لب لباب کہ واجب ممکن کے مشابہ نہیں ہوتے اور نہ ممکن واجب سے مشابہ ہے پس اللہ تعالیٰ کی صفات محدود بھی نہیں اور نہ گنتی میں آسکتی ہے اور نہ تصور میں آسکتی ہے اور نہ اس کا بعض ہے اور نہ ممیز ہے اور نہ مرکب ہے اور نہ متناہی ہے اور ما ئیہ چیز کے مشابہ ہے اور نہ ماہیہ چیزوں کی اور نہ کیفیت ہے رنگ و ذائقہ سے یا خوشبو سے اور نہ گرمی و سردی و خشکی سے وغیرہ جو صفات اجسام کی ہو اور نہ کسی مکان میں متمکن ہے نہ اونچے مکان میں اور نہ نیچے مکان میں اور نہ ان دونوں کے علاوہ اور نہ زمانہ اس پر حاوی ہو سکتا ہے جیسے کہ مشبہ و مجسمہ و حلولیہ نے سمجھے ہیں اور نہ حال ہے اور نہ محل ہے اور نہ اس پر فاضل مذکور کے قول سے رد کیا جاتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ میں ذکر ہوا ہے اس کی تشریح میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وارد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا دوسری روایت میں ہے کہ میں نے ایک نوجوان کی شکل میں دیکھا امام رازی نے تاسیس التقدیس میں فرمایا ہے کہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا جائے مخلوق کی کسی صورت میں کیونکہ خواب یہ خیالات کے تصرفات سے ہیں اور وہ شکلیں خیالی شکلوں سے عالم مثال جدا نہیں ہے کیونکہ حدیث متشابہات سے ہے جیسا کہ فقہ اکبر میں کے قول میں لکھا ہے کہ اس کا ہاتھ ہے و چہرہ و نفس، فخر الاسلام نے کہا ہے کہ ہاتھ اور وجہ کا اثبات حق ہے ہمارے نزدیک لیکن یہ معلوم ہے کہ یہ اس وصف سے متشابہ ہے اور اصل کے باطل کرنا جائز نہیں عجز سے صفات کے پہچاننے میں لیف سے۔ پھر چند سطور کے بعد لکھتا ہے جو احادیث میں وارد ہیں عبارات متشابہات سے جیسا کہ یہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے ایک مٹھی سے جس کو تمام رنگ زمین سے لیا اور مختلف پانی سے اس کو روند ڈالا اور برابر کیا اور اس میں روح ڈالا تو حیوان حساس بنا اگرچہ جماد تھا۔ اس باب میں جو کہا گیا ہے کیونکہ امام رازی کا قول تاسیس التقدیس کا مبنی ہے۔ خیالی تصورات سے اس کے قول سے دفع کیا گیا بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخرت میں تجلیات صوری ہے اور اس سے بہت سی اشکالیں زائل ہو جاتی ہیں۔ پس یہ آواز دیتا ہے اونچی آواز سے کہ شکل سے دنیا میں دیکھنا جمہور کے خلاف تو اس کے قول ے لئے کوئی اعتبار نہیں اور جو ہم نے کہا یہ اس کی تائید ہے جو اس فاضل نے دوسری جگہ اس شرح میں نقل کیا ہے۔ ایک طائفہ تو اس طرح بھی گیا ہے کہ نیند میں جو دیکھنا ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی خیالی و مثالی ہے ان میں سے شیخ ابو منصور ماتریدی ہے اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ اس پر محققین بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور بعض ہمارے اصحاب نے اس کو جائز کہا ہے لیکن بغیر کیفیت و جہت و مقابلہ و خیال و مثال سے اور انہوں نے سلف سے حکایت نقل کر کے تمسک کیا ہے۔

تذکرۃ الابرار میں ہے تمہید میں ہے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صورت نہیں ہے اور جس نے داؤد کے فتح سے پڑھا ہے اور اس نے قصداً" یہ پڑھا تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ مصور مصور کا محتاج ہے تو وہ قدیم نہیں ہو سکتا۔ تو صحیح ہوا جو ہم نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا شکل نہیں اور نہ اس کا مثل ہے اور نہ مشابہ و نظیر یا اور نہ اس کا و شریک ہے اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور جو بعض کا قول شیئاللہ ہے اس سے کفر لازم ہوتا ہے اور وہ تمسک کرتے ہیں جو در مختار میں ہے۔ کسی نے قائل کو کفر سے تعبیر کیا ہے تو وہ اس اطلاق سے نہیں جیسا کہ ردالمختار شرح درمختار میں ہے وہ لکھتے ہیں کہ شاید اس کا وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز طلب کی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے مستغنی ہے اور ہر ایک اس کی طرف فقیر و محتاج ہے پس اس کے عدم تکفیر کو ترجیح دیا جاتا ہے کیونکہ ممکن ہو کہ وہ یہ کہے کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں طلب کرتا ہوں چیز کا اللہ تعالیٰ کے عزت کے واسطے۔ (شرح وہانیہ)

پس میں کہتا ہوں کہ اس عبارت سے دور ہونا ضروری ہے اور اس کا خلاف گزر چکا۔ اس کو حکم دیا جاتا

ہے توبہ و استغفار سے اور نکاح کے تجدید سے لیکن یہ انکار اس وقت ہے جو یہ نہ جانے اگر اس کا ارادہ صحیح ہو تو ظاہر بات ہے کہ پھر کوئی بات نہیں۔

اور جو بعض کا قول ہے کہ خبر واحد پر عمل نہیں کرنا چاہئے تو یہ قول مردود ہے کیونکہ دین کے باب میں یہ معمول ہے قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے اور عیون میں ذکر ہے اگر کسی ایک آدمی نے کسی عورت کے شوہر کے مرنے کی خبر لائی یا اس کے مرتد ہونے کا یا طلاق کا تو اس عورت کے لئے حلال ہے کہ وہ نکاح کریں اگر ایک آدمی نے ان میں سے سنا تو اس کے لئے حلال ہے کہ وہ گواہی کریں کہا کہ بے شک یہ دین کا باب سے ہے تو یہ خبر واحد سے ثابت ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ ضروری ہے کہ مسلمان کے تکفیر سے زبان کو روکا جائے اگر اس میں ایک وجہ سے کفر مانع ہو تو یہ مسلمان سے حسن ظن کے بنا پر تو پھر تم نے اس امور کے مرتکب پر کفر کا حکم لگایا حالانکہ وہ اسلام کے مدعی بھی ہو۔ تفسیر احمدی میں اس قول اللہ تعالیٰ کی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا اس آیت سے مقصد یہ ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مومن سے صرف کلمہ شہادت پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ اس کے دل کی اطلاع میں سے ہے۔ یہ احکام کے اجراء کی نشانی ہے۔ پس دل کی تصدیق ایمان میں رکن اصلی ہے بلکہ بعض کے نزدیک وہ ایمان ہے اور جو منافقین کی مذمت قرآن میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ جانتا ہے انسان سے جو وہ دوسرا نہیں جانتا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی خبر دی جس طرح تھا تو یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ ایمان صرف زبان کا قبول نہیں جب کہ اس کا نفاق اور علامت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ظاہر نہ ہو۔ فاضل علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں ایسے وجوہات ہوں جس سے کفر لازم اجائے اور ایسی وجہ بھی ہو جس سے کفر لازم نہیں آتا ہو پس مفتی کو چاہئے کہ مسلمان پر اچھے گمان کی وجہ سے تکفیر سے باز رہے اگر قائل کی نیت سے ایسا وجہ بھی ہو جس سے تکفیر نہ ہو پس وہ مسلمان ہے اگر اس کی نیت سے تکفیر لازم آجائے تو مفتی کا فتویٰ اس کو فائدہ نہیں دے سکتا اس کو توبہ کے لئے کہا جائے اور اس قول سے رجوع کے لئے اور اس کے بیوی کی نکاح کی تجدید کریں۔ اشباہ میں صغریٰ سے نقل ہے کہ کفر بہت بڑی چیز ہے پس مومن کو کافر نہیں ٹھہرا سکتا۔

جب تک اس سے عدم کفر کی روایت پایا جائے۔ حموی نے کہا ہے عمادیہ میں کلام کے بعد کہا ہے کہ پس جان لو کہ اگر ایک مسئلہ میں کئی وجوہات تکفیر کا ہو اور ایک وجہ ایسا ہو جس سے کفر لازم نہیں آتا ہو پس مفتی اس کے نہ کافر ہونے کی طرف رجحان کریں مسلمان پر اچھے گمان کی وجہ سے پس اگر اس کی نیت اس طرح ہو پس وہ مسلمان ہے اگر اس کی نیت ۔ کفر لازم آتا ہو تو مفتی کا اس کے کفر پر حمل نہ کرنا اس کے لئے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

اس کو توبہ کے لئے کہا جائے اور اس قول سے رجوع و تجدید نکاح کے لئے کہا جائے اسلام کے بعد پس اگر اس نے عادۃ کلمہ شہادت پڑھا اس کے لئے وہ کوئی نفع نہیں دے سکتا جب تک اس قول سے رجوع نہ کرے جو کہا ہو۔ کیونکہ کلمہ شہادت پڑھنا عادت سے کفر زائل نہیں ہوتا اور یہ قول مختار ہے جیسا کہ فتاویٰ ظہریہ میں ہے۔

اس کا یہ قول جہاں بھی روایت پایا جائے کہ وہ کافر نہیں ہو سکتا یعنی اگر وہ روایت ہمارے مذہب کے علاوہ ہو اور دلالت کرنے والی ہو ان شرطوں کے جو تمام کے تمام سے کفر لازم آتے ہو اور اس کی شرح میں بھی ایسا ہی باب البغاۃ میں لکھا ہے اہل مذہب کے کلام میں واقع ہوتا ہے زیادہ تکفیر لیکن کلام فقہا میں نہیں ہے وہ فقہا جو مجتہدین ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی اور کوئی اعتبار نہیں فقہا کے علاوہ اس بات کو ابن ہمام نے نقل کیا ہے اور اس میں باب المرتدین میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے یعنی کسی مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہ دیں اگر اس کلام کا محمل اچھی بھی ہو یا اس کے کفر میں اختلاف ہو اگرچہ ضعیف روایت سے ہو اکثر الفاظ تکفیر کے جو کتب فتاویٰ میں موجود ہیں اس پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ محقق ابن ہمام نے کہا ہے کہ میں نے اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ اس کے متعلق میں کوئی فتویٰ نہیں دوں گا۔ مصنف نے اس کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں کہا گیا ہے یہ وہ لفظ ہے اور فتح میں ہے جس نے کفر کا مرتکب ہوا اس لئے کہ اس نے اہانت کی پس یہ کفر ہے عناد کی وجہ سے وہ الفاظ کو یہ جو کتب فقہا سے پہچانا جاسکتا ہے۔ پس یہ اور جو اس سے قبل ذکر ہوا صریح ہے کہ وہی الفاظ تکفیر جو فتاویٰ میں مشہور ہیں۔ حقیقت میں مرتد ہونے کو لازم ہے۔ بزازیہ میں ہے اور بعض سے حکایت

کیا جاتا ہے جس کے سلف نہ ہو وہ کہتے ہیں کہ جو فتاوی میں ذکر ہے اس سے کافر ہوتا ہے تو یہ ڈرانے کے لئے ہیں نہ کہ حقیقت میں کافر ہو جاتا ہے پس یہ بات باطل ہے۔ حق یہ ہے جو مجتہدین کے نزد صحیح ہو پس وہ حقیقت پر ہے اور جو دوسروں سے ثابت ہو تو مسئلہ تکفیر میں اس پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ یہ عبارت حموی شرح اشباہ کا تھا جو نقل کیا گیا۔ فتاوئ برھنہ میں ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں چند وجوہات موجب تکفیر ہو اور ایک مانع تکفیر ہو پس مفتی اس ایک مانع کی طرف میلان کر کے فتویٰ کفر پر نہ دیں۔ اگر قائل کی نیت ایسا ہو تو یہ بات مسلم ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو مفتی کا فتویٰ فائدہ نہیں دے سکتا اور اس کو توبہ و تجدید نکاح کا حکم دیں اور اگر اس کی نیت کچھ نہ ہو تو مفتی مانع پر فتویٰ حمل کریں لیکن اس کو تجدید و توبہ کا حکم دیں۔ در مختار میں ہے جان لو کہ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ نہ دیں اگر اس کا کلام اچھائی پر حمل ہو سکتا ہو یا اس کے کفر میں خلاف ہو اگرچہ وہ روایت ضعیف کیوں نہ ہو جیسا کہ بحر میں تحریر کیا گیا ہے اور اشباہ میں بھی صغری سے نقل کیا گیا ہے۔ در وغیرہ میں ہے اگر مسئلہ میں چند ایسی وجوہات ہو جس سے کفر لازم آئے اور ایک وجہ ایسی ہو جس سے کفر مانع ہو تو مفتی کو چاہئے کہ وہ مانع والی توجیہ کی طرف میلان کریں اگر اس کی نیت ایسا ہو تو ٹھیک ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو مفتی کا کفر پر حمل کرنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ ردالمختار شرح درمختار میں ہے ظاہر یہی ہے کہ اس پر فتویٰ نہ دیں جس سے وہ قتل کا مستحق ہو اور نہ طلاق زوجہ پر حکم دیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مراد پہلا ہے کیونکہ تاویل اس کے کلام کے یہ ہے کہ مسلمان کے قتل سے اس کو دور لے جاتا ہے اگر اس کا ارادہ وہی تاویل ہو اور یہ معاملہ ظاہر کلام کے منافی نہیں جس میں بندہ کا حق ہو اور وہ بیوی کی طلاق ہے اور اس کی نفس کے مالک ہونا ہے دلیل سے اگر اس نے وضاحت کی کہ اس نے ارادہ کیا کہ وہ مباح بات کریں اور اس کے زبان پر کفری کلمہ بکا خطا سے بغیر ارادہ سے تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا اگرچہ وہ کافر نہ ہو گا جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہو گا۔ پس اس سے سوچنا چاہئے اور اس سے نقل کر کے تحریر کیا ہے اور میں نے اس سے زیادہ تصریح نہیں دیکھی ہے۔ اور بہت جلد شارح ذکر کرے گا اور اگر کفر اتفاق سے ہو تو اس کا عمل اور نکاح باطل ہوتا ہے اور اگر اس میں خلاف ہو تو اس کو استغفار و توبہ و تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم احتیاط سے ہے پھر ان کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مسلمان کو گالی دینے سے انسان کافر نہیں ہوسکتا یعنی اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تاویل کے امکان سے پھر میں نے جامع فصولین میں دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہے کلام کے بعد میں کہتا ہوں کہ جاننا چاہئے کہ جو کسی نے کسی مسلمان کے دین کو گالی دی وہ کافر ہوجاتا ہے۔ لیکن تاویل کا بھی امکان ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد اس کے اخلاق رویہ ہو یا معاملہ قبیحہ ہو نہ کہ حقیقت میں اسلام مراد ہو۔ پس اس جگہ یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوجاتا۔ واللہ علم۔

نورالعین میں قرار کیا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کے فسخ پر حکم نہیں دیا جاسکتا اور اس میں بحث وہ ہے جو ہم نے کہا۔ اور جو نکاح کے تجدید کا حکم ہے تو احتیاط کی وجہ سے اس میں کوئی شک نہیں خصوصاً" رذیل اور بے وقوف لوگوں کے حق میں جو یہ کلمات بکتے ہیں کیونکہ وہ یہ معنی کا خیال بھی ہرگز نہیں کرتے۔ خیر میں سوال کیا گیا ہے کہ اگر کسی حاکم نے کسی آدمی کو کہا کہ تم شرع پر راضی ہو پس اگر اس نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں اور اس کلمہ سے مفتی نے فتویٰ دیا کہ وہ کافر ہوا اور اس کی بیوی طلاق ہوگئی پس کیا اس کا کفر ثابت ہوتا ہے اس پر۔ اس نے جواب دیا کہ عالم کے لئے یہ نہیں چاہئے کہ وہ اہل اسلام کے تکفیر پر سبقت کریں آخر تک یہی بحث۔ بحر میں درج ہے کہ اس نے جواب دیا پہلے اس سے کہ اس کو تعزیر دینا ضروری ہے اور اس کو سزا دینا چاہئے اس کا یہ قول اگرچہ روایت ضعیفہ سے ہو۔ علامہ رملی نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ روایت ہمارے مذہب، کے نہ ہو اور اس پر دلالت کرنے والا ہو کہ وہی شرطیں جس سے اتفاقاً" کفر لازم ہوتا ہے۔

اس کا یہ قول جیسا کہ بحر میں درج ہے اس کی عبارت کو ہم نے پہلے درج کیا اس کے قول سے پہلے اور اس کے صحت کے شرائط سے۔

اس کا یہ قول وجوہات سے ای احتمالات سے جیسا کہ بحر کی عبارت سے گزر چکا تاتارخانیہ سے کہ احتمال کی وجہ سے وہ کافر نہیں ہوتا۔ اس کا یہ قول اگر ایسا نہ ہو یعنی اگر اس کی نیت ایسا نہ ہو جس سے کفر منع ہوجائے کہ اس سے ارادہ کفر کی وجہ ہو مکفر کی۔ یا اس کی نیت کچھ نہ ہو۔ تو مفتی کو تاویل کے

اس کے کلام کا کوئی فائدہ نہیں دیتا وہ اس پر حمل کریں جس سے کفر لازم نہ آئے۔ اگر کسی نے مسلمان کو اس کے دین کی گالی دی اور مفتی نے اخلاق رد پر حمل کیا کہ اس سے اس کا قتل کرانا ہے کی نفی کریں تو یہ تاویل نفع نہیں دے سکتا۔ جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہو مگر اگر اس نے نیت کی ہو۔

ہمیں جاننا چاہئے ان روایات مذکورہ سے مسلمان کے کافر نہ ہونے کا۔ اگر اس کا کلام کو حسن ظن پر حمل کیا جائے تو پھر تم یہ کیوں جسارت کرتے ہو کہ جو ان امور کا کرنے والا ہو اس بات سے وہ کبائر ہو حالانکہ اس سے مومن ایمان سے نہیں نکلتا جیسا کہ کتب عقائد میں اس کی تصریح موجود ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس وقت ہے کہ اس کی بدعت پھیلنے والی نہ ہو اور وہ لوگوں کو دعوت دینے والا نہ ہو اور اگر اس کی بدعت پھیلنے والی ہو اور لوگ اس کے اقتدا کرنے لگتے ہیں تو اس کی تکفیر کرنا جائز ہے۔ اور اس کا قتل کرنا جیسا کہ ردالمختار شرح درمختار میں ہے۔

نورالعین میں تمہید سے نقل کرتے ہیں کہ اہل ہوا سے جب ان کی بدعت ظاہر ہو جائے وہی بدعت جس سے کفر لازم آتا ہے تو ان تمام کا قتل مباح ہے جب کہ وہ رجوع نہ کریں اور توبہ نہ نکالیں اور اسلام نہ لائیں ان تمام کا توبہ قبول ہے سوائے اباحیہ و گالیہ و شیعہ یعنی سبابیہ روافض میں سے قرامطہ و زنادقہ فلافسہ میں سے کسی حال میں ان کا توبہ قبول نہیں کیا جاتا اور توبہ کے بعد اس کو قتل کیا جائے اور توبہ سے قبل کیونکہ وہ صانع کا معتقد نہیں ہے یہاں تک کہ وہ توبہ نکالے اور اس سے رجوع کریں اور بعض نے کہا ہے اگر انہوں نے لینے واظہار سے پہلے توبہ کی تو ان کی توبہ قبول کی جاتی ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر قبول نہیں کی جاتی۔ اور وہ امام ابی حنیفہ کے قول پر قیاس کیا جاتا ہے۔ اور وہ بہت اچھا ہے اور جو وہ بدعت جس سے کفر لازم نہ آجائے تو اس پر تعزیر واجب ہے۔ جس وجہ سے جو ممکن ہو جو اس سے منع کریں کہ وہ جیل کے بغیر نہ ہو ان کا قید کرنا اور مارنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی بغیر تلوار سے منع نہیں کیا جاتا اگر وہ ان کا رئیس ہو یا ان کا مقتدا ہو تو سیاستہ اس کا قتل جائز ہے۔ اور وہ مبتدع جو لوگوں کو۔ دعوت دیں بدعت کی طرف اور اس سے یہ وہم کیا جائے کہ بدعت اس سے پھیل جائے گا اگرچہ اس کے کفر پر حکم نہیں کیا جاتا لیکن بادشاہ کے لئے جائز ہے زجراً" و سیاستہ اس کو قتل کیا جائے کیونکہ

اس کا فساد اعلیٰ و عام ہو گا۔ یہاں تک کہ لوگ دین میں اس سے اثر قبول کر لیں گے۔ اور وہ بدعت جو کفر ہو تو اس کے عام دوستوں کو قتل کیا جائے گا اور اگر کفر نہ ہو تو اس کے سکھانے والے کو قتل کیا جائے گا زجر و منع کرنے کے لئے فتاویٰ برھنہ میں ہے کہ تمہید میں کہا گیا ہے کہ مبتدع کو جس کی بدعت کفر تک پہنچا ہوا ہو اس کا قتل کرنا مباح ہے مگر جب وہ توبہ کرے تو قبول کیا جائے گا۔ یہ اس وقت ہو گا جب کہ اس نے اظہار نہیں کیا ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایسا نہ ہو گا اور امام صاحب کے قول پر قیاس ہے اور اگر بدعت کفر تک نہ پہنچا ہو تو پھر موجب کرنا جائز ہے زجر و سیاست کی وجہ سے۔ تذکرۃ الابرار و الاشرار میں ہے اگر بدعت اس کا کفر ہو تو ان عام کا قتل مباح ہے اور اگر بدعت فسق کا ہو تو ان تمام کو قتل نہ کیا جائے مگر اس کو قتل کیا جائے جو ان کا رئیس اور امام ہو یہ زجر اور منع کے لئے ہے۔ ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے۔ پھر اس میں کوئی جھگڑہ نہیں کہ گناہ میں سے یہ بھی ہے کہ شارع تکذیب وہی کی نشانی ٹھہرائی ہو اور اس کی ماہیت دلائل شرعیہ سے جاننا جیسا کہ بت کو سجدہ ہونا اور قرآن شریف کو گندگی میں ڈالنا اور کفری لفظ کہنا وغیرہ جو دلائل سے ثابت ہو کہ یہ کفر ہے۔ اس عبارت سے وہ اعتراض دفع ہوتا ہے کہ جو کہتا ہے کہ ایمان جو تصدیق اور اقرار سے عبارت ہے پس نہیں ہو سکتا جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کفر کے اشیاء میں سے کسی چیز کا کریں اور یا الفاظ کر کے وہی کفری الفاظ جس سے تکذیب اور شک کی گنجائش نہ ہو۔

تکمیل الایمان میں ہے کہ گناہ اس کے ایمان پر غالب نہیں آیا ہو اور اس کے ایمان کے کاملیت کے لئے ضرر نہ دیں مگر جو اسی گناہ کو حلال جانے یا اس کی اہانت کرے یعنی حلال کو حرام جانے یا گناہ کو ہلکا جانے اور یہ خود کفر ہے اور تصدیق کی منافی ہے و لیکن اگر حرا کو حرام جانے اور گناہ کو گناہ کا عقیدہ رکھے اور بشریت و غلبہ شہوت سے پھسل جائے تو وہ کافر نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ تصدیق دل سے منافات نہیں رکھتا اور تصدیق قلبی کہ حقیقت ایمان ہے اور اس نے دل سے ایمان لایا ہے اور مسلمان ہوا ہے لیکن اعضاء سے دل کی فرمان برداری سے نہیں جاتا خصوصاً" اس وقت جو خوف و عذاب سے ڈرنے والا ہو اور مغفرت کا بھی امید رکھتا ہو اور توبہ کی ارادہ بھی رکھتا ہو اور باوجود اس کے اس کو مغرور

نہیں ہونا چاہئے کہ گناہ کی خرابی اس کے دل کی صفائی اور تازگی کو اس طرح لے جائے گی کہ اس کا دل کالا ہو جاتا ہے اور سختی قلب لاتا ہے ایک درجہ کفر کو نزدیک ہو جاتا ہے اور اگر ہمیشہ عادت رکھے تو کفر کے گھاٹی میں واقع ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب گناہ بندہ سے سرزد ہو جائے تو ایک کالا داغ اس کے دل پر پڑ جاتا ہے اگر توبہ کرے تو وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ سیاہی اس کے دل پر پھیل جاتی ہے اور تمام دل پر چھا جاتی ہے۔ اور اگر اس طرح سیاہی اور گناہ متواتر کرے تو گناہ اور برائی اس کو گھیرے لیتی ہے اور سیاہی سے اس کا دل کالا ہو جاتا ہے اور ایمان کے قبول اور حق بات کے سننے کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتا اور قرآن میں ختم یا طبع کے الفاظ کا مفہوم بھی یہی ہے کلا بل ران علی قلوبھم و ختم اللہ علی قلوبھم اشارہ اس طرف ہے۔ پس گناہ اگرچہ مومن کو ایمان سے نہیں نکالتا لیکن خوف ہے کہ اس کو آہستہ آہستہ کفر کی طرف لے جائے گا اور حد پر کھڑا ہونا سلامتی کے لئے ضرور ہے اور وہ تین چیزوں سے زیادہ نہیں ہے۔ نیت لقمہ کہ اس سے بھوک ختم ہوتا ہے و خرقہ کہ اس سے عورت پوشیدہ ہو جاتا ہے اور مکان کہ گرمی و سردی کو اس میں پناہ لیتا ہے اور ضروریات کی حد متوسط کی طرف مباحات لے جاتا ہے اور مباحات میں وسعت شبہات و مکروہات لے آتا ہے اور مکروہات میں واقع ہونے والا محرمات کے مرتکب ہو جاتا ہے اور اسی جگہ دار اسلام کی سرحد تمام ہو جاتا ہے اور اس کے دوسری طرف دار کفر ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے ردالبدع میں آیا ہے کہ بندہ گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا لیکن اس گناہ کو گناہ نہ سمجھنا کفر ہے اور گناہ نہ سمجھنا کہ بندہ جھوٹ بولے یا غیبت کرے اور یا مومن کو آزاد کرے اور دل میں اس کا کوئی خوف و پشیمان ہونے میں ترس نہ کرے اور بہت سے لوگوں سے ایمان چلا جاتا ہے اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ کبیرہ کو کبیرہ نہ جاننا اور اس کی تحقیر کفر ہے پس جس نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمان ہو تمام طوائف اسلام میں سے تو اس کو چاہئے کہ تمام گناہوں سے وہ اپنے آپ کو بچائے خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اور گمراہ صوفیوں کے مجلسوں سے وہ احتراز کرے اور ان کے فاسد عقائدوں سے یہاں تک کہ وہ حیصہ' بیصہ میں واقع نہ ہو جائے اور شریعت کے خلاف ہرگز عمل نہ کرے۔ ملا علی قاری نے کہا ہے جس نے کلمہ کفر کہا

اور دوسرا اس پر ہنسا وہ کافر ہوا اور اگر نصیحت کرنے والے نے بات کی اور قوم نے اس کو قبول کیا تو وہ تمام کافر ہو جاتے ہیں۔ یعنی اگر واعظ نے بات کی یا مدرس نے یا منصف نے اور قوم نے اس بات کی اعتقاد رکھی جس پر انہوں نے اطلاع پائی تو وہ کافر ہو گئے اور ان کے لئے کوئی عذر نہیں ہے اس میں ہاں اگر وہ کفر مختلف فیہ ہو اور کسی نے کہا ہے اگر قوم نصیحت کرنے والے کے پاس خاموش تھے اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کفر کے کلمہ کے بعد وہ کافر ہوئے اور یہ محمول ہے کہ وہ یہ جانتا تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے اور اسی میں ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ کفریات کو اچھی طرح جانے اعتقادیات کے جانے سے زیادہ کیونکہ دوسرے میں ایمان اجمالی بھی کافی ہے برخلاف پہلے کے کہ اس میں علم تفصیلی معین کیا جاتا ہے اور ہمارے امام صاحب کے مذہب میں خواہ مخواہ اور اس لئے کہا گیا ہے کہ اسلام میں داخل ہونا آسان ہے اس کے مقاصد کے حصول میں اور احکام پر ثابت ہونا مشکل ہے تمام جہان میں اور اللہ تعالیٰ کا قول اس پر اشارہ کرتا ہے ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقامو الایتہ (ترجمہ) بے شک وہی لوگ جو کہتے ہیں کہ اب ہمارا اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے اور کسی نے کہا ہے کہ استقامت ہزار کرامات سے بہتر ہے۔ ایک طائفہ میں سے یہ بات مروی ہے کہ ان میں سے ایک نے ابی یزید کے ہمسایوں میں سے ایک سے کہا کہ اسلام لاؤ پس اس نے کہا کہ اگر اسلام ابی یزید کی طرح لاؤ تو میں اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے وعدہ سے نکلے اور اگر اسلام تمہارے اسلام کی طرح ہو تو مجھے تمہاری حالت احکام میں تعجب نہیں دیتا۔

پس جان لو کہ اگر تمام فرقوں کے نزدیک مسلمان ہو تو اس پر لازم ہے کہ تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں خواہ وہ اعمال ظاہرہ سے تعلق رکھتا ہو یا اخلاق باطنہ سے پھر اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس کو اقوال و افعال و احوال جو ارتداد میں واقع ہونے کو سے اپنے آپ کو بچائے۔ نعوذ باللہ معاذ اللہ کیونکہ یہ اعمال کو ختم کرتا ہے اور انجام خاتمہ اس پر برا ہوتا ہے اور اگر وہ اس پر قدرت رکھتا ہو اور اس سے ردت صادر ہو جائے تو وہ توبہ کریں اور کلمہ شہادت کی تجدید کریں کہ اس کو سعادت واپس ہو جائے۔ طریقہ محمدیہ میں ہے کہ پس ظاہر ہوا اس سے کہ جو بعض صوفیاء دعویٰ کرتے ہیں ہمارے زمانہ

میں کہ اگر وہ بعض امور شرع کے مخالفت پر اگر ان پر کوئی انکار کریں اور وہ حرمت علم ظاہر میں ہو اور اگر وہ اصحاب علم باطن کے ہو اور وہ اس کے لئے حلال ہو پس یہ قرآن پر عمل کروائے اور اگر ہم پر اس کا اشکال ہو جائے تو ہم اس سے پوچھیں گے اگر قناعت حاصل ہوا تو ٹھیک ہے اگر ایسا نہ ہو تو ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف متوجہ ہوں گے کہ ہم اس سے لیں گے اور اس طرح خلوت میں بھی اور شیخ کی ہمت سے کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملائے کہ ہم پر علوم منکشف ہو جائے پس ہم کتاب و مطالعہ و پڑھنے کی احتیاج نہ ہوں گے۔ استاد پر اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنا علم ظاہر و شرع کے بغیر نہیں اور اگر ہم باطل پر ہو تو ہمیں یہی حالت سینہ اور کرامات عالیہ اور مشاہدات انوار کے اور انبیاء علیہم السلام کے دیکھنا ہمیں کب حاصل ہو گا۔ اور اگر ہم سے مکروہ یا حرام صادر ہو جائے تو ہمیں خواب کے ذریعہ تنبیہہ ہو گا اور ہم اس کے حلال و حرام پہچانیں گے اور اگر ہم نے نہیں کیا جو تم نے کہا تھا کہ یہ حرام ہے اور خواب کے ذریعہ ہمیں منع نہ کیا گیا تو ہم جان گئے کہ یہ حلال ہے۔ اس طرح بکواسات تمام بے دینی اور زندقہ و گمراہی ہے اس لئے کہ اس سے شریعت حنفیہ اور کتاب و سنت بنویہ پر عدم اعتماد ہے اور کتاب و سنت میں بطلان کو جائز مانا (العیاذ باللہ) پس اس شخص جو یہ سنے اس پر لازم ہے کہ اس کے کہنے والے پر انکار کریں اور اس باطل قول پر بغیر شک و تردد و توقف زجر کریں اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ بھی اسی طرح ہے تو اس پر زندقہ کا حکم کیا جاتا ہے۔

جان لو کہ جو طائفہ وہابیہ نجدیہ کے معتقدات ہم نے ذکر کیا تو اس کے کفر پر کوئی شک نہیں جیسا کہ ہم نے معتبر روایات کے ذریعہ ثابت کیا جو معتبر کتب سے تھیں پس جس شخص میں یہ اقوال فاسدہ اور افعال باطلہ پایا جائے خواہ وہ اجتماع یا انفراد کے روایت سے ہو یا عادل گواہوں کے ذریعہ سے ہو۔ پس وہ کافر و زندیق ہے اس سے اجتناب ضروری ہے اور اس کے مجلس سے پس جو اس پر راضی ہوا یا یہ اعتقاد رکھا کہ وہ مسلمان ہے تو وہ بھی اسی طرح کافر ہے جو ہم نے آپ کو مفصل بتایا اور جو اس سے واقف نہ ہو اس کو بتانا ضروری ہے کہ وہ اس پر خبردار ہو جائے اور اس سے بچے اور اس پر رد نہیں کیا جاتا کہ یہ غائب پر حکم ہے اور اسی لئے جائز نہیں کہ یہ مذہب شافعیہ میں ہے ہم کہتے ہیں ہاں کہ میں نے حنفیہ سے

روایت کو پایا ہے تو جواز پایا گیا۔ جیسا کہ ردالمختار میں ہے اور جامع الفصولین میں ہے کہ اس میں مختلف رائیں اور بیان ہیں غائب کے متعلق مسائل پر حکم اور اس پر اور ان سے اصل قوی و ظاہر منقول نہیں کہ فروع پر بنا کیا جائے بغیر اضطراب کے اور بغیر اشکال کے۔ اور میرے نزدیک یہ ظاہر ہے کہ وقائع میں فکر کیا جائے اور احتیاط کیا جائے اور حرج و ضروریات کو ملاحظہ کیجئے۔ تو اس کے اندازہ کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا جواز و فساد کا مثلاً "اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ شہر سے غائب ہوا اور اس کا مکان معلوم نہ ہو سکتا تھا یا پہچانا جا سکتا تھا لیکن وہ حاضر ہونے سے عاجز تھا یا اس کی طرف سفر کریں وہ یا اس کا وکیل بعد کی وجہ سے یا کسی دوسرے مانع کی وجہ سے اور اسی طرح قرض دار غائب ہو اور اس کے پاس نقدیت تھا اپنے شہر میں وغیرہ تو اس میں غائب کے لئے رعایت ہے اور قاضی کا گمان اس پر ہو گا کہ یہ حق ہے اور اس پر تعزیر اور حیلہ نہیں ہے۔ تو چاہئے کہ اس پر حکم کریں اور اس کے لئے کریں اور اسی طرح مفتی کے لئے چاہئے کہ اس کے جواز پر فتویٰ دیں تو یہ حرج اور ضروریات کے دفع کرنے کے لئے ہے اور حقوق کے تحفظ کے لئے ہے کہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس بات کے ساتھ کہ وہ اس میں کوشش کرنے والا ہے اور آئمہ ثلاثہ تین اس طرف گئے ہیں اور اس مین دو روایت ہیں ہمارے اصحاب سے اور چاہئے کہ غائب کی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا جائے اور وہ اس غائب کی رعایت کریں اور اس کے حق میں کمی سے کام نہیں لیں گے اور نور العین میں اس بات کا اقرار کیا گیا ہے میں کہتا ہوں کہ تائید کرتا ہے تو قریب ذکر ہو گا مسخر کے باب میں اور اسی طرح فتح میں باب مفقود میں ہے کہ غائب پر قضا جائز نہیں ہاں اگر قاضی اس میں مصلحت دیکھ لیں تو وہ نافذ کرے گا کیونکہ وہ اس میں کوشش کرنے والا ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر بات ہے کہ اگر قاضی حنفی ہو گا اگرچہ ہمارے زمانہ میں ہو اور جو گزر گیا یہ اس کی منافی نہیں ہے کیونکہ یہ تجویز مصلحت اور ضروریات کے لئے ہے اور خواہرزادہ کا قول اس کے مقابل ہے کیونکہ اس نے فتویٰ جواز قضا غائب پر لگایا ہے۔

اور وہ عین قضا ہے غائب پر۔ بحرالرائق۔ ردالمختار کی عبارت بقدر حاجت ختم ہوا۔ جان لو کہ قاضی سے وہ قاضی مکروہ نہیں ہے جو بادشاہ وقت سے ملنے والا ہو۔ نہ ہو یہاں تک کہ وہ قضا نافذ نہیں کر سکتا

ہاں اگر تمام مسلمان متفق ہو جائیں اور انہوں نے ایک کو چن لیا تو وہ قاضی بنا تو وہ بھی اس طرح قضا نافذ

کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ردالمختار میں ہے اور فتح میں ہے اور اگر بادشاہ نہ ہو اور نہ وہ شخص ہو جس کی مانی

چاہئے جیسا کہ بعض مسلمانوں کی شہر میں ہے اور ان میں کفار غالب ہوں جیسا کہ قرطبہ ہوا تو مسلمانوں پر

واجب ہے کہ ایک پر تمام متفق ہو جائیں اور وہ والی کو بنائے تو وہ قاضی بنائے لیکن وہی جو ان کے

درمیان سے فیصلے دے سکتا ہو اور اسی طرح امام بھی ہو سکتا ہے جو جمع پڑھا سکتا ہو اور یہ وہی خطیب ہو گا

کہ لوگوں کے نفوس اس پر مطمئن ہوں تو وہ یہ کام کرے گا۔ یہ رسالہ جمعرات کے دن رجب کے مہینہ

میں ۱۲۸۱ اختتام پذیر ہوا۔

مہر کاتب

بروز جمع ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء بوقت نو بج کر دس منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وال واصحابہ اجمعین۔

# اطیب البیان

در رد

# تقویۃ الایمان

صدر الافاضل حضرت مولانا السید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ اسلامیہ

۴۰۔ اردو بازار * لاہور

نام کتاب : اطیب البیان

مصنف : صدر الفاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : 280

طابع : پیر بھائی پرنٹر

ناشر : مکتبہ اسلامیہ۔ ۴۰۔ اردو بازار' لاہور۔

کمپوزنگ : اتحاد کمپوزنگ سنٹر' اردو بازار' لاہور






| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
| --- | --- | --- | --- |
| کفار جری کیوں ہوئے | 17 | توحید کے معنے | 33 |
| وہابیوں سے میل جول رکھنے کا نتیجہ | 18 | شرک کی تعریف | 35 |
| وہابی دراصل خارجی ہیں | 18 | شرک وعدم شرک کا بین فرق | 35 |
| وہابیہ کے نزدیک تمام مسلمان مشرک ہیں | 18 | کسی کے کمال کا اعتقاد اگر اس کو مستقل بالذات | 36 |
| پیشوائے وہابیہ کے سر میں ملک گیری کا سودا | 19 | جان کر نہ ہو شرک نہیں | |
| تقویت الایمان کی بدولت فرقہ بندی و جنگ کی | 20 | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرند بنانا مردے زندہ | 38 |
| بنیاد پڑی | | کرنا، بیماروں کو تندرست کرنا | |
| وہابیت کے دو اصول | 21 | شرک اصغر | 39 |
| روافض و خوارج نے بھی گمراہی پھیلانے کیلئے | | مولوی اسمٰعیل کی بحث شرک اکبر میں ہے | 39 |
| یہی اصول تجویز کئے جن پر وہابیہ عامل ہیں | 22 | مسلمانوں پر شرک کا حکم صاحب تقویت الایمان | 40 |
| قرآن شریف میں وہابیت کے اصول کا رد | 24 | کا بہتان ہے | |
| صراط مستقیم کیا ہے | 24 | تقویت الایمان نے کروڑوں مسلمانوں کو بے | 41 |
| تقویت الایمان نے دین کا تمام نظام درہم برہم کر | 24 | دردی سے خارج از اسلام کر دیا | |
| دیا | | صاحب تقویت الایمان کا دعوی خدائی | 41 |
| انبیاء صدیقین و شہداء و صالحین کی راہ صراط | 25 | تقویت الایمان ہی کے حکم سے اس کے ماننے | 41 |
| مستقیم ہے | | والے مشرک | |
| وہابیت کا دوسرا اصول | 26 | بیٹا دینے روزی وسیع کرنے شفا بخشنے میں مومن | 42 |
| تقویت الایمان کا قرآن پاک پر پہلا افترا | 27 | و مشرک کے اعتقاد کا فرق | |
| علم دین کیلئے عالم کی ضرورت سمجھنا | | شاہ عبدالعزیز صاحب اسمعیلی شرک کی زد میں | 42 |
| صاحب تقویت الایمان کے نزدیک کفر ہے | 28 | اولیاء و صلحا کی ارواح سے نفع پانا اور انہیں | 43 |
| تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن | 28 | ایصال ثواب کرنا | |
| دیوبندی کافر | | بزرگوں کو مصیبت کے وقت پکارنا اور ان سے | 43 |
| اسمعیلی اصولوں سے غیر مقلد وغیرہ بے دین پیدا | 31 | توسل | |
| ہوئے | | یہود حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے فتح و | 44 |
| حضرت علی مرتضی نے واعظ بے علم کو مسجد سے | 32 | نصرت طلب کرتے اور پاتے تھے | |
| نکلوا دیا | | نداغیر اللہ کے شرک ہونے کا ابطال | 44 |
| توحید و شرک کا بیان | 33 | قرآن کریم میں غیر اللہ کو ندائیں | 45 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| تقویت الایمان کے حکم سے ہر نمازی مشرک ہے اور شرک عبادت میں داخل ہے | 46 |
| حضور ﷺ مومنین کے پیش نظر ہیں بالخصوص عبادت کی حالت میں | 47 |
| حضور ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں | 47 |
| تقویت الایمان کی رو سے نمازوں میں شرک واجب ہے | 47 |
| صراط مستقیم میں اسمٰعیل کا یہ قول کہ نماز میں حضور کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے | 48 |
| انبیاء کو ندا کرنا شریعت نے عبادت میں داخل کیا ہے | 49 |
| حضور کو ندا اور حضور کے وسیلہ سے بینا ہونے کی دعا | 49 |
| نابینا کا حضور کے وسیلہ سے دعا کرکے بینا ہو جانا یا محمد پکارنا | 50 |
| صحابہ کا حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کو ندا فرمانا مسجد میں داخل ہوتے وقت حضور کو ندا کرکے سلام عرض کرنا | 51 |
| امام صاحب نے قبر انور پر ندا کے ساتھ عرض سلام سنت فرمایا | 51 |
| ثبوت ندا و طلب حاجت میں فقہ کی عبارتیں | 52 |
| حضور پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کیلئے قاصد بھیجنا | 53 |
| روضہ مبارک کے حضور بشکل نماز کھڑا ہو کر صورت مبارکہ کا تصور کرنا | 56 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| حضور کے دربار میں دوسروں کی طرف سے سلام عرض کرنا | 56 |
| دربار اقدس میں ادبا بہیئت نماز حاضر ہونا | 59 |
| مشکل کے وقت مقبولان بارگاہ کو پکارنا حدیث سے ثابت ہے | 60 |
| حدیث شریف سے ندا و طلب مدد کا ثبوت | 62 |
| وہابیہ کی خیانت ظفر جلیل کی عبارت میں قطع و برید | 62 |
| مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کیلئے کتابوں میں تحریف | 63 |
| حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے سلام کا جواب | 64 |
| گمشدہ چیز پانے کے لئے فاتحہ پڑھ کر حضرت سید احمد بن علوان کو ندا کرنا | 67 |
| ہرنی کا حضور کو ندا کرنا | 68 |
| شجر و حجر اور کعبہ معظمہ کا حضور کو ندا کرکے سلام عرض کرنا | 68 |
| مولوی اسمٰعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک | 69 |
| اعرابی کا روضہ پاک پر بہ ندا سلام کرنا اور مژدہ مغفرت پانا | 70 |
| شاہ ولی اللہ صاحب کا حضور کو ندائیں کرنا | 70 |
| حضور سے مدد چاہنا آپ کو واہب اور دافع بلا و مصیبت اور شفیع و حاجت روا جاننا | 71 |
| بانی مدرسہ دیوبند کی ندائیں اور استمداد | 72 |
| یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے وظیفہ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ | 72 |
| تقویت الایمان کے حکم سے اس کے گھر والے بھی مشرک اور خود اسمٰعیل بھی اپنے شرک کے | |





| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| پھندے میں | 73 |
| عبدالنبی علی بخش وغیرہ نام رکھنا | 74 |
| تقویت الایمان سے مولوی اسمٰعیل اور ان کے تمام ماننے والے مشرک | 75 |
| بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع ہونا | 76 |
| اللہ و رسول کا غنی فرمانا | 77 |
| خدا اور رسول کا فضل و عطا | 77 |
| حضرت مسیح علیہ السلام کا بحکم الٰہی اندھوں کو بینا بیماروں کو تندرست مردوں کو زندہ کرنا | 77 |
| ابدال کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے۔ بلائیں ٹلتی ہیں | 78 |
| کائنات کی ہستی حضور کے طفیل سے ہے | 78 |
| تقویت الایمان کے حکم سے شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب مشرک | 79 |
| تمیمہ میں نقل شرط نہیں | 80 |
| لفظ عبد کے معنی اور اس کا اطلاق | 80 |
| امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو حضور کا عبد و خادم کہنا | 81 |
| کسی کے نام کا جانور کرنا | 81 |
| حضرت مسیح کا پرند پیدا کرنا | 84 |
| استعانت بالغیر | 84 |
| اسماعیلی دین میں شاہ صاحب مشرک | 85 |
| حضور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں | 85 |
| تصرف | 86 |
| صاحب تقویت الایمان نے ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا | 87 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| جو آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی صاحب تقویت الایمان نے اس کو مسلمانوں پر ڈھالا | 87 |
| جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرنا خارجیوں کا طریقہ ہے | 87 |
| وہابی خارجی ہیں | 88 |
| اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین اپنے شرک میں خود گرفتار | 89 |
| تقویت الایمان کی قرآن کے معنی میں تحریف | 89 |
| قرآن پاک نے بتوں پر جو حکم دیا تھا وہ تقویت الایمان میں انبیاء و اولیاء پر لگایا | 90 |
| تقویت الایمان کا قرآن پاک پر دوسرا افترا | 91 |
| محبوبان حق کی شفاعت | 92 |
| حضور کو شفاعت کا اذن مل چکا آپ ماذون و موعود ہیں | 92 |
| اسمٰعیل کا یہ قول کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں اللہ تعالیٰ پر افترا اور قرآن پاک پر بہتان ہے | 93 |
| انکار شفاعت کا عقیدہ وہابیہ نے معتزلہ سے لیا | 93 |
| تمام مفسرین کا اجماع کہ آیہ فما تنفعهم کفار کے حق میں ہے | 93 |
| قرآن پاک میں بتوں کے بالذات نافع و ضار ہونے کی نفی ہے | 94 |
| تقویت الایمان میں قرآن پاک پر افتراء اور تحریف کہ بت پرستوں کا حکم مسلمانوں پر لگا دیا | 95 |
| تقویت الایمان کا پیغمبروں پر افتراء اور ایمانیات بالخصوص انبیاء کو ماننے کا انکار | 97 |
| قرآن پاک میں مرسلین و قرآن اور کتب سابقہ | |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| اور ملائکہ و قیامت کو ماننے کا حکم | 97 | صاحب تقویت الایمان کے نزدیک پیغمبر علیہ | 105 |
| تقویت الایمان کے ماننے والے خود اس کے حکم | 98 | السلام کا حکم ماننا شرک ہے | |
| سے مشرک | | ہے کوئی وہابی جو اسمٰعیل دہلوی کو شرک سے بری | 106 |
| قرآن پاک پر تقویت الایمان کا چوتھا افتراء | 98 | ثابت کر سکے | |
| تقویت الایمان کا قرآن کریم پر پانچواں افتراء | 98 | اسمٰعیل دہلوی اپنے حکم سے خود مشرک مسئلہ | 107 |
| تقویت الایمان کی قرآن پاک پر چھٹی تہمت | 99 | نذر و نیاز کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث | |
| تقویت الایمان کا قرآن پاک پر ساتواں بہتان | 100 | دہلوی کا فتوی | |
| اسمٰعیل کے قول سے صدہا آیتوں کا انکار اور بت | 100 | نذر کا ثبوت حدیث شریف سے | 108 |
| پرستی کا شرک نہ ہونا لازم آتا ہے | | نذر کا کسی خاص مقام خانقاہ یا درگاہ یا آستانہ میں | 108 |
| تقویت الایمان کا قرآن پاک پر آٹھواں افتراء | 100 | ادا کرنا اموات کو ثواب پہنچانا | |
| تقویت الایمان کے حکم سے شاہ ولی اللہ صاحب | 101 | مولوی اسمٰعیل کے افترا سے فاتحہ گیارہویں تیجہ | 109 |
| اور مولوی محمد قاسم نانوتوی اور تمام نمازی | | چالیسواں عرس نذر و نیاز جائز ہیں | |
| ابو جہل کے برابر مشرک ہیں | | تقویت الایمان کی عینک سے سارا اسلام شرک | 111 |
| نیاز امامین و فاتحہ | 101 | نظر آئے گا | |
| فاتحہ اور چڑھاوا | 103 | حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا | 111 |
| فاتحہ کا کھانا مالداروں کیلئے بھی جائز ہے | 103 | فتوی | |
| صاحب تقویت الایمان کی صراط مستقیم سے فاتحہ | 104 | اہل قبور سے استمداد اور بت پرستی میں فرق | 115 |
| کا ثبوت | | مدد اور پرستش میں فرق | 115 |
| مولوی اسمٰعیل صراط مستقیم میں نذر و نیاز فاتحہ و | 104 | مدد کی دو صورتیں | 116 |
| عرس جائز بتا کر خود اپنے قول سے ابو جہل کی برابر | | سجدے اور طواف کا حکم | |
| مشرک ہوئے | | بت پرست شفاعت کے معنی نہیں جانتے | 117 |
| صراط مستقیم میں فاتحہ کے لئے نماز کی طرح بیٹھنا | 104 | طواف قبر | |
| اور بزرگوں کے توسل سے حاجت براری چاہنا | | تقویت الایمان میں شرک کے معنی | 119 |
| مولوی اسمٰعیل کا اپنے قول سے بدعتی ہونا | 105 | سجدے کی دو قسمیں اور ان کے احکام | 119 |
| تقویت الایمان کی رو سے مقربان بارگاہ اور باپ | 105 | صاحب تقویت الایمان کے شرک سے سوائے | 121 |
| دادا سب کی نافرمانی کرنا فرض ہے جو نافرمانی نہ | | شیطان کے کوئی بھی نہ بچا | |
| کرے وہ امام الوہابیہ کے نزدیک مشرک ہے | | کسی کے نام کا جانور کرنا | 121 |





| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| کسی کی منت ماننی | 122 | علم عطائی اور غیر سے مکتسب ہے | 137 |
| مشکل کے وقت کسی کو پکارنا | 122 | اسمٰعیلی شرکیات کا دوسرا حصہ اشراک فی التصرف | 137 |
| تقویت الایمان کا شرک وہابیوں کو پٹوائے گا | 122 | مقبولان بارگاہ میں تصرف | 138 |
| ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا | 123 | تقویت الایمان میں کسی کو خدا کی عطا کی ہوئی | 139 |
| وہابیوں کا فرضی خدا علم و قدرت ذاتی نہیں رکھتا | 123 | قدرت سے متصرف سمجھنا بھی شرک بتایا | |
| وہابیوں کے ذمہ کروڑوں شرک | 124 | وہابی ناشکری نہ کرے تو مشرک ہو جائے | 139 |
| ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا | 124 | خلیفہ اللہ کا ساکنان آسمان اور موکلان کواکب پر | 139 |
| سارا عالم حبیب خدا ﷺ کے پیش نظر ہے | 124 | حکمرانی کرنا | |
| حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے میں | 125 | آسمان و زمین میں تصرف کی قدرت | 140 |
| سرایت کئے ہوئے ہے | | تقویت الایمان کے حکم سے شاہ عبدالعزیز | 141 |
| روح پاک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا | 126 | صاحب اور ان کے والد دونوں مشرک | |
| تمام جہان میں باذنہ تعالیٰ حسب مرضی تصرف | | تصرف کے متعلق صاحب تقویت الایمان کے | 141 |
| کرنا وہابیہ کے اقرار سے ثابت | | اعتقاد | |
| تقویت الایمان کے حکم سے دیوبندی مشرک | 127 | وہابیہ تصرف. عطائے الٰہی کو شرک کہتے ہیں | 142 |
| بکرمہ تعالیٰ تمام عالم کا حضور کے تحت تصرف | | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرند بنانا' بیماروں کو | 143 |
| ہونا | | تندرست' مردوں کو باذن اللہ زندہ کرنا | |
| انبیاء علیہم السلام کی جناب میں تقویت الایمان | 127 | تقویت الایمان کے قول سے آیات قرآن | 143 |
| کی گستاخی و بے ادبی | | معجزات انبیاء کا انکار لازم آتا ہے | |
| اللہ تعالیٰ کے نام کا ختم بدعت کیوں نہیں | 132 | انبیاء علیہم السلام کے تصرفات کا بیان قرآن میں | 143 |
| کسی کی صورت کا تصور باندھنا | 132 | ذوالقرنین کے لئے زمین میں تصرف کی قدرت | |
| وہابیہ کا خدا کے لئے صورت تجویز کرنا | 133 | حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کئے | 144 |
| اسمٰعیل کے قول سے شاہ ولی اللہ صاحب اور | 134 | گئے' پرند مطیع بنائے گئے لوہا نرم کیا گیا' زبردست | |
| تمام زمانہ مشرک | | سلطنت عطا ہوئی | |
| اشراک فی العلم کے معنی | 136 | ہوا اور جنات پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا | 145 |
| وہابیہ کے نزدیک غیر خدا کے لئے علم عطائی ماننا | 136 | تصرف و اختیار | |
| بھی شرک | | ملائکہ کا ابر پر تصرف | 147 |
| اسمٰعیل کے قول سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا | | تدابیر عالم میں ملائکہ کا دخل و تصرف | 147 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| تفویت الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی مشرک | 147 |
| اور ان کے ترجمہ قرآن میں شرک | 147 |
| زمین کے خزائن کی کنجیاں حضورؐ کے دست اقدس میں | 148 |
| حضور کو دونوں خزانے سرخ و سفید عطا فرمادیئے گئے | 149 |
| خزائن آخرت کی کنجیاں بھی حضورؐ کو عطا ہوئیں | 149 |
| حضور چاہیں تو سونے کے پہاڑ ساتھ چلیں جنت کے دروازے حضور کے حکم سے کھلیں گے | 149 |
| تمام انبیاء حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے | 150 |
| حضورؐ نے ایک مشت خاک سے لشکر گراں کو ہزیمت دی | 151 |
| حضور نے دست مبارک پھیر کر ٹوٹی پنڈلی جوڑ دی | 151 |
| حضور کا ٹھوکر سے بیمار کو تندرست فرمانا | 153 |
| انگشت مبارک سے پانی کے چشمے | 153 |
| درخت کا خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رسالت کی شہادت دینا | 154 |
| خوشہ خرما کا رسالت کی گواہی دینا | 154 |
| پہاڑوں اور درختوں کا عرض سلام | 155 |
| درندے حضور کے غلاموں کی حفاظت و اطاعت کرتے ہیں | 155 |
| قبر اطہر سے حاجت روائی | 156 |
| حضور کے کمالات کا احاطہ ناممکن ہے | 156 |
| غلامان مصطفیٰ کے تصرف | 157 |
| فقراء امت کی قسم اللہ تعالیٰ پورا کرتا ہے | 157 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| چہل ابدال کی برکت سے ابر و بارش اور اعداء پر فتح و غلبہ اور دفع بلیات | 157 |
| ابدال کی برکت سے روزی کی کشائش فتح و ظفر و دفع بلا | 157 |
| حضرت خلیل علیہ السلام سے شیخ ابو عبداللہ کی ملاقات اور حضرت کی دعا سے دفع قحط | 159 |
| حضرت انبیاء کی حیات اور ان کا ماذون فی التصرف ہونا اور بیک وقت چند مقامات پر ان کی زیارت | 159 |
| تفویت الایمان کا اشراک فی العبادات | 161 |
| بعض کام دو جہتیں رکھتے ہیں اور ہر جہت کا حکم علیحدہ ہوتا ہے | 161 |
| جو کام ایک جہت سے عبادت ہو ضروری نہیں کہ دوسری جہت سے غیر کے لئے کیا جائے تو شرک ہو جائے | 162 |
| افعال نماز بھی اگر بروجہ عبادت نہ ہوں تو غیر کے لئے کرنے سے شرک لازم نہیں آتا | 162 |
| حضرت جبریل حضور کی خدمت میں بہیئت نماز دوزانو بیٹھے | 162 |
| صاحب تفویت الایمان اپنے حکم سے خود مشرک | 163 |
| تفویت الایمان والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ | 163 |
| اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور حضرت آدمؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ اور تمام فرشتے مشرک ہیں معاذ اللہ | 163 |
| کسی کے نام کا روزہ | |
| اسمٰعیل کا اپنے اوپر شرک کا حکم | 164 |





| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| کسی کے گھر کی طرف قصد کرکے سفر کرنا | 164 |
| اسمٰعیل کے حکم سے نجدی مشرک | 165 |
| احادیث سے حضور کی زیارت کے لئے قصد کرکے حاضر ہونے کا بیان | 165 |
| مدینہ شریف کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب وہاں شکار نہ کرنا گھاس نہ کاٹنا | 166 |
| روضہ طاہرہ کعبہ شریف اور عرش سے افضل ہے | 167 |
| قرآن پاک میں اسماعیلی شرک | 168 |
| حضرت امام اعظم کی قبر پر حصول مراد کیلئے دعا | 168 |
| راہ میں کسی کے نام کا ورد کرنا | 169 |
| قبر شریف پر رخسار رکھنا | 169 |
| قبر کا بوسہ | 170 |
| بزرگوں سے نسبت رکھنے والے پانی کو بامید شفا بطریق تبرک لے جانا | 171 |
| بیماروں کو شفا کے لئے جبہ شریف کا پانی | 171 |
| تفویت الایمان کے مضحکہ انگیز شرکیات | 172 |
| وہابی دین میں وہ کام بھی شرک ہے جس سے عبادت الٰہی پر اعانت ہو | 172 |
| ہر وہابی پر جھاڑو سے پھرنا فرض ہے ایسا نہ کرے تو مشرک ہو جائے | 173 |
| اسماعیلی شرکیات کا چوتھا حصہ | 173 |
| تفویت الایمان میں حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے سات مسانی اور کالی کا ذکر | 173 |
| تفویت الایمان نے قرآن پاک کے معنی میں تحریف کی، بتوں کے حق میں جو آیت تھی وہ اہل بیت رسالت پر چسپاں کی | 174 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| تفویت الایمان کی تحریف قرآن پر مولوی اشرف علی کی شہادت | 174 |
| حضرت بی بی صاحبہ کی صحنک اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ | 174 |
| صحنک کا صرف عورتوں کو کھلایا جانا اور توشہ کا حقہ نہ پینے والوں کو | 175 |
| ایصال ثواب کے لئے ذبح اور صدقہ کا میت کے علاقہ داروں کے پاس پہنچانا | 175 |
| بزرگوں کی بددعا اور پھٹکار کا اثر | 176 |
| بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال کا ملنا | 177 |
| صاحب تفویت الایمان کے نزدیک یہ کہنا شرک ہے 'کہ اللہ و رسول چاہے گا تو یہ بات ہو جائیگی' اور اس کا جواب | 178 |
| صاحب تفویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملائے اور اس کا جواب | 179 |
| صاحب تفویت کو شرک گوارا ہے | 179 |
| اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا | 180 |
| اللہ و رسول نے ان کو دیا | 180 |
| اللہ و رسول اپنے فضل سے دے گا | 180 |
| اللہ و رسول کا غنی کرنا | 181 |
| صاحب تفویت الایمان کا قول کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا | 181 |
| اسمٰعیل نے قطبیت و غوثیت دینا حضرت علی مرتضیٰ کے اختیار میں بتایا | 182 |
| اسمٰعیل اولیاء اللہ کا تصرف تام و اختیار کامل مان کر اپنے قول سے خود مشرک ہو گیا | 183 |
| تفویت الایمان والے کے قول سے اس کا بطلان | |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| شہداء کو مدبر الامر میں داخل اور متصرف ماننا | 183 |
| مخلوق کو شہنشاہ کہنا | 183 |
| تفویت والے کا حضور پر افتراء | 183 |
| صاحب تفویت کے قول پر قرآن میں شرک | 184 |
| اسمٰعیل کا غیر خدا کو سارے جہان کا مالک مان کر اپنے قول سے مشرک ہونا | 184 |
| علم غیب | 185 |
| حضور کے لئے تمام زمین کا علم | 185 |
| زمین و آسمان کا علم اور غیب کے دروازے کھل جانا | 186 |
| حضور کے لئے تمام علم جزوی و کلی کا احاطہ | 187 |
| جمیع اشیاء کا علم | 187 |
| غیبی علوم پر اختیار | 188 |
| کسی مخلوق کو ایک ذرہ بھی علم ذاتی نہیں | 189 |
| آیہ وعندہ مفاتح الغیب کا بیان | 190 |
| غیب پر اسمعیلی چیلوں کا اختیار | 190 |
| علم الٰہی کی نسبت اسمٰعیل کی بے ادبی | 190 |
| علم الٰہی کے متعلق تفویت کے کفریات | 198 |
| صاحب تفویت کے نزدیک ہر چیز کی خبر نہ رکھنا شرک ہے | 191 |
| صاحب تفویت کا قرآن کریم پر افتراء | 191 |
| افک صدیقہ سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا ابطال | 191 |
| صاحب تفویت کا حضور پر افتراء | 191 |
| آیہ قل لا یعلم سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب | 191 |
| آیہ عندہ علم الساعہ کا بیان | 192 |
| امور خمسہ کا بیان | 192 |
| پیدا ہونے والوں کی خبریں قرآن کریم میں | 193 |
| استخارہ و کشف | 194 |
| صاحب تفویت الایمان اپنے حکم سے جھوٹا دغاباز | 194 |
| تفویت الایمان کی قرآن شریف میں تحریفیں | 195 |
| اسمٰعیل کا اللہ تعالیٰ اور قرآن شریف پر افتراء | 195 |
| تفویت الایمانی دین میں ساری مخلوق بہری ہے | 196 |
| آیہ قل لا املک لنفس و آیہ لو کنت کا بیان | 196 |
| تفویت الایمان میں آیت سے استثناء چھوڑ دیا اور کچھ اپنی طرف سے بڑھا دیا | 197 |
| کل کی بات کا علم | 198 |
| تفویت الایمان میں مرثیہ اور عورتوں کے گانے کا جواز | 198 |
| امور خمسہ کے متعلق حدیث صدیقہ کے معنی | 199 |
| صاحب تفویت کے نزدیک غیب پانچ چیزوں میں منحصر ہے | 200 |
| تفویت الایمان والے کے نزدیک انبیاء کو اپنے خاتمہ تک کی خبر نہیں نہ اپنی نجات کا علم، معاذ اللہ | 200 |
| تفویت الایمان والے نے منسوخ کو حجت بنایا | 201 |
| صاحب تفویت مشرکین کا مقلد ہے | 201 |
| اسمٰعیل نے مشرکین کی تے چاٹی | 202 |
| اسمٰعیل کے پیر کی خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ملاقات اور تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ لینا | 202 |
| اسمٰعیل تفویت الایمان کے حکم سے باقرار خود کافر | 204 |
| اسمٰعیل کی پیر پرستی اور اس کا حکم شفاعت کا بیان | 205 |





| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| انبیاء و اولیاء علماء و شہداء کی شفاعت | 207 |
| مسئلہ شفاعت قطعی ہے | 207 |
| وہابیہ انکار شفاعت میں خوارج و معتزلہ سے بھی بڑھ گئے | 207 |
| وہابیہ نے خوارج و معتزلہ کا فضلہ کھایا | 208 |
| مسئلہ شفاعت کے متعلق تفویت الایمان کے چند اقوال | 208 |
| اسمٰعیل اپنے حکم کفر و شرک کا اتم مصداق خود ہے۔ | 210 |
| شفاعت کے بیان میں بارہ آیتیں | 211 |
| حضور اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے | 217 |
| شفاعت کے بیان میں ۳۳ حدیثیں | 218 |
| شفاعت کا منکر شفاعت سے محروم رہے گا | 221 |
| مسئلہ شفاعت پر زمانہ حضرت آدم سے قیامت تک تمام ایمانداروں کا اجماع۔ | 222 |
| شفاعت بالوجاہت | 223 |
| شفاعت بالمحبۃ | 223 |
| تمام مومنین بالہام الٰہی طالب شفاعت ہوں گے۔ | 223 |
| آخرت میں وہی طالب شفاعت ہوں گے جو دنیا میں انبیاء سے اپنی حاجات میں توسل کیا کرتے ہیں۔ | 224 |
| طلب شفاعت کے لئے تمام انبیاء حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ | 225 |
| حضور کسی مومن کو جنہم میں نہ چھوڑیں گے۔ | 226 |
| تفویت الایمان کی حدیث سے مخالفت | 227 |
| حضور کا عرش و کرسی پر جلوس | 230 |
| وجاہت و محبوبیت | 230 |
| دروازہ جنت خاص حضور کے لئے کھولا جائے گا | |
| پیام الٰہی کہ ہم آپ کو امت کے باب میں راضی کریں گے۔ | |
| تمام بنی آدم آپ کے جھنڈے کے نیچے | |
| حضور کے غلاموں کے شفاعتیں۔ | 235 |
| شفاعت میں مبالغہ اور شدت طلب۔ | 236 |
| حضور کے غلاموں کو شفاعت بالوجاہت کا مرتبہ بارگاہ الٰہی میں حاصل ہے۔ | 236 |
| وہابیہ کے نزدیک شفاعت کی قسمیں۔ | 236 |
| شفاعت کے معنی | 236 |
| امام الوہابیہ شفاعت کے معنے سے جاہل ہے۔ | 237 |
| شفاعت کی معنی میں امام الوہابیہ کی فریب کاری | 238 |
| مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت کا اقرار کیا | 238 |
| تفویت الایمان سے مولوی اشرف علی اور ان کے معتقدین مشرک ہیں | 239 |
| شفاعت بالاذن | 239 |
| وہابیہ کے خدا کو اندیشہ | 239 |
| وہابیہ کے خدا کا ظاہر باطن یکساں نہیں | 239 |
| اہل اللہ کے ساتھ ادنیٰ تعلق ہو گا تو کام آئے گا اور ذریعہ شفاعت ہو گا | 240 |
| تفویت الایمان میں شافع کو چور اور چور کا تھانگی کہا | 240 |
| شفاعت۔ علاقہ قرابت | 241 |
| وہابیہ کے نزدیک حضور کا خاتون جنت تک کے | |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| کام نہ آنا اور ہر بزرگ کی قرابت بے فائدہ ہونا۔ | 241 |
| صاحب تقویت الایمان نے حدیث کا ترجمہ غلط کیا۔ | 242 |
| حضور کی قرابت دنیا و آخرت میں نافع ہے۔ | 242 |
| حضور اپنے مولیٰ کے مالک بنانے سے نفع و ضرر کے مالک ہیں۔ | 244 |
| حضرت خاتون جنت پر دوزخ کی آگ حرام ہوئی۔ | 245 |
| اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کو عطائی ٹھہرانا | 246 |
| تقویت الایمان میں اللہ کی شان میں مکر کا لفظ | 247 |
| تقویت الایمان میں اللہ تعالیٰ پر ترس آئے | 248 |
| قانون کی بے قدری ڈر دکھاوے کی سفارش کرنے کے عیب لگائے۔ | 248 |
| وہابیہ کے خدا کی قبر اور اس پر مور چھل اور شامیانہ۔ | 248 |
| تقویت الایمانی شرک سے صرف چالیس روز کی عبادت کا نقصان | 248 |
| مدینہ طیبہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثنائے خطبہ میں لشکر نہاوند کی خبرگیری فرمانا۔ | 249 |
| تقویت الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے پر حملہ | 250 |
| تقویت الایمان آریہ عیسائی وغیرہ کفار کے حوصلے بڑھاتی ہے۔ | 250 |
| خوارج کی طرح وہابیہ کے نزدیک بھی ایمان مرکب ہے اور عمل داخل ایمان ہے | 251 |
| وہابیہ کا سا ایمان یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے۔ | 253 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| وہابیہ کے نزدیک دنیا میں ایماندار کا نام و نشان نہ رہا۔ جو کوئی بھی ہے بے ایمان ہی ہے۔ | 254 |
| تقویت الایمان کے حکم سے تمام وہابی کافر۔ | 254 |
| حدیث کا مضمون پیش کرنے میں صاحب تقویت الایمان کی فریب کاری۔ | 254 |
| تقویت الایمان والے نے انبیاء اولیاء اور جن و شیطان کو ملا دیا اور فرق اٹھا دیا۔ | 255 |
| اعلیٰ کو ادنیٰ کے ساتھ ملانا بے ادبی ہے۔ | 255 |
| صاحب تقویت الایمان نے سب نیک و بد برابر کر دیئے اور فرق مراتب مٹا ڈالا۔ | 256 |
| حضرت خلیل کی خلت کے انکار پر جعد بن ادہم کا قتل۔ | 257 |
| تقویت الایمان کا رسالت کے سوا حضور کے باقی تمام کمالات سے انکار۔ | 258 |
| تقویت والے نے رسولوں کو ایک ملا کے برابر کر دیا۔ | 258 |
| تقویت الایمان میں کھانے پینے میں انبیاء کی اطاعت کو شرک بتایا۔ | 258 |
| تقویت الایمان میں انبیاء اولیاء کی خداداد طاقت کا انکار۔ | 259 |
| تقویت الایمان والے نے انبیاء کو عوام کے برابر کر دیا۔ | 259 |
| انبیاء علیہم السلام کو بھائی کہنا | 259 |
| وہابی انبیاء کو بھائی کہے گا تو باپ کو کس کو بتائے گا۔ | 260 |
| علماء کی اہانت کفر | 261 |
| وہابیہ کا دین میں احداث | 261 |





| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| وہابیہ نے نبی کا مرتبہ استاد، باپ اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ | 262 |
| دیو بندیوں کے فتوے سے صاحب تقویت الایمان کا کفر۔ | 263 |
| وہابیہ کی انبیاء کی اتنی تعریف بھی گوارا نہیں جتنی ہر بشر کی ہو سکتی ہے۔ | 263 |
| وہابیہ کا بزرگوں کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہنا۔ | 275 |
| تقویت الایمان کا قبروں کو بت کہنا۔ | 279 |
| تقویت الایمان میں گناہوں کی ترغیب۔ | 279 |
| صاحب تقویت کا کفر | 280 |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِ ذَاتِهٖ وَكَمَالِ صِفَاتِهِ الْمُنَزَّهِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَسِمَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِالْاَنْبِيَاءِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

آج مسلمانوں کی جو دردناک حالت ہے اس نے درد مندان اسلام کو بے چین کر دیا ہے۔ سرد آہیں کھینچ کھینچ کر رہ جاتے ہیں۔

سینہ تھام تھام لیتے اور رو رو پڑتے ہیں۔ دشمنان دین کی جراتیں اور بیباکیاں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں انہیں اسلام کے دعویداروں میں سے اپنے موئد پر حامی مل جاتے ہیں جو کفار کی خوشنودی کے لئے ایسے ایسے حرکات کر گزرتے ہیں جن کی جرات یک بیک کفار کو ہرگز نہ ہوسکتی۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلی نظر آتے تھے ان میں دین داری بھی تھی غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا۔ اعتبار بھی' رعب و ہیبت بھی' قوت و شوکت بھی' کفاران کے خوف سے کانپتے تھے۔ کسی کی کیا مجال تھی کہ شریعت طاہرہ یا نبی کریم ﷺ کی شان میں زبان کھول سکتا یا کوئی ناقص بات بول سکتا۔

مگر آج کفار کی دریدہ دہنی اور بد زبانی انتہا کو پہنچ گئی ہے وہ شرع مطہر اور بزرگان دین و اکابر اسلام پر سخت ناپاک حملے کرنے اور افتراء و بہتان اٹھانے کے عادی و خوگر ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کی دل آزاری اسلام کی توہین ان کا شیوہ و پیشہ ہو گیا ہے۔

## یہ کیوں اور اس کا باعث کیا:

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں سے ایسے فرقے پیدا ہو گئے جنہوں نے حرمت اسلام پر ہاتھ صاف کئے۔ بزرگان دین' اولیاء کرام بلکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے حق میں بے ادبی اور گستاخی ان کا شغل ہو گیا۔

مسلمانوں نے ان سے نفرت و بے زاری ظاہر کرنے میں بہت کوتاہی کی۔ ان کے ساتھ میل جول ربط ضبط جاری رکھا۔ اس لئے ان کی جراتیں بھی بوھیں اور بزرگان اسلام پر علی الاعلان بے خوف و خطر تبرا کرنے لگے۔ ناقص سے ناقص کلمات چھاپ چھاپ کر شائع کرنے لگے۔

اول اول تو کفاران کی کتابوں کو بخوشی دیکھتے تھے مگر مسلمانوں سے چھپ کر پھر ان کی دلیری اور مسلمانوں کا اس سے متاثر نہ ہونا دیکھ کر ان میں بھی دلیری پیدا ہوئی اور وہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے کلمات سناتے اور کبھی کبھی ان پر اظہار افسوس بھی کر دیتے لیکن جب انہوں نے تجربہ کر لیا کہ مسلمان اس گالی گلوچ سے کچھ اثر نہیں لیتے اور بزرگان اسلام کے بدگویوں کے ساتھ ان کے میل جول میں کوئی فرق نہیں آتا تو انہیں یقین ہوگیا کہ اسلامی غیرت و حمیت مرچکی اب انہوں نے بھی زبان کھول دی۔ طوفان برپا کر ڈالے اور جب تک مسلمان اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور شریعت کے مخالف اور انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کے بدگویوں کے ساتھ مخالطت و مصاحبت میل جول ترک نہ کریں یہ فتنہ جاری رہے گا۔

اگر مسلمانوں میں حمیت اسلام اور غیرت دین کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ جلد از جلد تمام گمراہ بیدین گستاخ فرقوں سے متارکت اور یک لخت علیحدگی کریں۔

وہ فرقہ جو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخیوں کی جرات پیدا کرنے کا سب سے زیادہ باعث ہوا وہ وہابیہ ہے۔

وہابی دراصل خارجی ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں تمام عالم مشرک مباح الدم ہے اور بزرگان دین و مقبولین بارگاہ رب العالمین کی توہین انکا دین و ایمان ہے۔

(ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

كَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَ تَغَلَّبُوْا عَلَى



الْحَرَمَیْنِ وَ كَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَ هُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ شَوْكَتَهُمْ وَخَرِبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِیْنَ عَامَ ثَلٰثَ وَ ثَلٰثِیْنَ وَمِائَتَیْنِ وَاَلْفٍ۔

یعنی جیساہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا جو نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہرویران کئے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ ہجری میں فرقہ وہابیہ نے گمراہی کے عجیب و غریب اصول بنائے قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دینا گمراہی میں گرفتار کرنا ان کا دستور ہے جس طرح ہندوستان میں فرقہ آریہ مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض کا شکار کھیلتا ہے اسی طرح وہابیہ مذہب کے پردہ میں ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانان عالم کو مشرک و کافر قرار دینے سے یہی تھا کہ ان پر جہاد جائز کیاجائے اور اپنے معتقدین کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو تہ تیغ کرڈالنے پر آمادہ کیاجائے تاکہ اسلامی ممالک قبضہ میں آئیں۔ چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اس ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی۔ اگر اس نے گمراہی کے اصول بنا کر مسلمانوں کا مشرک ہونا اپنے معتقدین کے ذہن نشین نہ کیاہوتا تو وہ ہرگز مسلمانوں پر تلوار اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوتے اور وہابیوں کو سلطنت ہاتھ نہ آتی۔ اس گروہ نے ملک و مال کی طمع میں دین وملت کو برباد کیا۔

ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا اور ابن

عبدالوہاب کی طرح وہ بھی پیر زادہ تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول و عرض میں کافی اثر تھا بکثرت مسلمان اس خاندان کے ارادت مند معتقد تھے۔ اس سروسامان کو دیکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے وہ اپنے معتقدین کا ایک عظیم لشکر تیار کرسکتے ہیں۔ جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ان کو قبضہ مل سکے گا۔

اس تخیل پر وہ چل پڑے اور شیخ نجدی کی پیروی کو انہوں نے ذریعہ کامیابی سمجھا اسی کی کتاب التوحید کا چربہ اتارا اور اسی کے مذہب کی ترویج کے درپے ہو گئے۔ اس مدعا کے لئے انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے تقویت الایمان بہت زیادہ مشہور ہے اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی اور ہزار ہا بندگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے۔ مولوی اسمٰعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرماں روائی نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اس کے پروپیگنڈے سے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین و اکابر اسلام حتی کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی اور آئے دن وہ اسلام و پیشوایان اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔

اس تقویت الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسمٰعیل صاحب کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا۔ ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو انہیں مشرک جانتے اور رات دن ان سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔

علمائے اسلام نے اس کتاب کے متعدد رد لکھے۔ تحریر و تقریر سے اس کے مفاسد کا اظہار فرمایا اور یہ ان کا فرض تھا لیکن نہ معلوم کس وجہ سے وہ رد چھپ نہ سکے۔ اور قلمی



کتاب کی اشاعت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ زمانہ گزرنے سے وہ نایاب ہو گئے۔ بعض چھپے بھی مگر بہت مختصر تھے اور اب میسر بھی نہیں آتے۔

اب دو چار سال سے تقویت الایمان کی اشاعت میں حد سے زیادہ اہتمام کیا گیا اور ملک کے ہر حصہ میں وہ مفت تقسیم کی گئی تو ہر طرف سے میرے پاس اس کے رد و جواب کی طلب میں خطوط آنے شروع ہوئے۔ ناچار میں نے اس کے رد کا قصد کیا۔ اللہ سبحانہ اس کے اتمام کی توفیق دے اور حق کی حمایت میں مستقل رکھے۔ نفس و شیطان کے شر سے بچائے۔ آمین!

حقیقت کا اظہار میرا فرض ہے میں اس کے درپے رہوں گا۔ اور بتوفیقہ تعالیٰ ضد و نفسانیت سے بالکل اجتناب کروں گا۔ واللہ المستعان و علیہ التکلان

صاحب تقویت الایمان نے اپنی کتاب کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں لکھا ہے لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے قبل انہوں نے دو اصول لکھے ہیں اور ان پر بہت زور دیا ہے ان کے لئے یہ دونوں اصول نہایت اہم اور بہت ضروری ہیں اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انہیں مسلمانوں کو راہ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں۔

یہ اصول جیسے وہابیہ کے لئے ضروری ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں ان سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور دین کا محکم و استوار نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

## وہابیت کے دو اصول

ان دو اصولوں میں سے (۱) یہ ہے کہ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا چاہیے۔ اور متقدمین کی پیروی درست نہیں۔

(۲) یہ کہ علمائے دین اور آئمہ مجتہدین کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ ہر شخص قرآن و حدیث سمجھتا ہے اس کے لئے بڑا علم درکار نہیں۔

یہ دونوں اصول جس طرح وہابیت کو رواج دینے کے لئے ضروری ہیں ایسے ہی ہر

بدمذہبی کے لئے لازم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب تک آدمی اپنے بزرگوں کے طریقے اور متقدمین کی روش کو نہ چھوڑے ان کا اتباع لازم سمجھے اس وقت تک کوئی خود غرض گمراہ کنندہ اس کو اپنا طریقہ و مذہب قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اس کو اپنی کوئی بات بتائے گا وہ فورا انکار کرے گا اور کہے گا جناب میں اس کے ماننے سے مجبور ہوں۔ یہ میرے بزرگوں کے خلاف ہے۔

جب اس سے اس کے دین کی کوئی بات چھڑانے کی کوشش کی جائے گی جبھی وہ چمک اٹھے گا اور راضی نہ ہو گا اور اس کا یہ جواب بالکل مسکت ہو گا کہ میں اپنے بزرگوں کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس طریقہ کے خلاف کسی بات کا سننا گوارا نہ کرے گا اور گمراہ کنندہ ناکام نامراد رہ جائے گا۔

اب اگر وہ مضل دوسرے طریقے سے بہکائے اور یہ کہے کہ تم جو یہ عمل کرتے ہو نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے دین اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے یا یہ جو نہیں کرتے ہو کرو کہ قرآن و حدیث میں اس کا حکم ہے تو اس کا وہ یہ جواب دے گا کہ قرآن و حدیث پر تو میرا ایمان ہے لیکن یہ بات میں اپنے علماء سے دریافت کرلوں اگر وہ بتادیں گے کہ قرآن و حدیث میں ایسا ہے تو میں سر جھکا کر تسلیم کروں گا۔ اور اگر انہوں نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں ایسا نہیں ہے تو ان کے مقابل میں آپ کی بات باور کرنے اور مان لینے کے لئے تیار نہیں۔

یہ جواب سنتے ہی بے دین گمراہ کنندہ کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور مایوسی اس پر چھا جائے گی۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن و حدیث کا نام لے کر جاہل کو بہکایا جا سکتا ہے۔ مگر وہ عالم کے پاس گیا تو وہ اس پر حقیقت حال ظاہر کر دے گا۔ اور اس کا فریب کسی طرح نہ چل سکے گا۔ اس لئے وہ ضروری سمجھتا ہے کہ پہلے علماء کی طرف سے بدظن کرے اور ان کے ساتھ تعلق قطع کرائے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا تمام گمراہ فرقے ان اصولوں پر کاربند ہونے کے لئے مجبور ہیں۔ سب سے پہلے روافض و خوارج نے یہ طریقہ



اختیار کیا اور مسلمانوں کو ان کے بزرگوں اور رسول کریم ﷺ کے اصحاب سے بدگمان کرنے میں انتہائی کوششیں کیں اور جن لوگوں کو انہوں نے صحابہ کرام سے بدگمان کرلیا اور جن پر ان کا یہ جادو چل گیا انہیں کو وہ دین سے منحرف کر کے گمراہ کرلینے میں کامیاب ہوئے اور جنہوں نے اپنے بزرگوں کا دامن نہ چھوڑا وہ ان کے مکائد سے امن میں رہے۔

ہر فرقہ اسی بات کا مدعی ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق خاص اسی کا مذہب ہے۔ رافضی، خارجی، وہابی، مرزائی وغیرہ کون اس کا دعوی نہیں کرتا ہر ایک اپنے مدعائے باطل کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں جری ہے۔

مگر علمائے اسلام ان کا ملمع کھول دیتے ہیں اور آیات و احادیث کے پیش کرنے میں گمراہ لوگ جواب دھوکا دیتے ہیں علماء سے تعلق چھوڑیں تاکہ وہ انہیں بہکا سکے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویت الایمان میں اپنے مدعا کو شروع کرنے سے پہلے انہیں دو اصولوں کو بیان کیا۔ اور ان پر بہت زور دیا ان کی عبارت ملاحظہ کیجئے:

> اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔

(تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل دہلی ص ۲)

یہ وہابیت کا پہلا اصول ہے جس میں متقدمین کے طریق، بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد اور عقل کے فیصلے سب سے روکا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر طرح آنکھ میچ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کے حکم کو مان لو۔ اگر وہ متقدمین کے خلاف ہو تو انہیں بھی چھوڑو۔ اگر بزرگوں کے حالات اور سلف صالح کی روش کے مخالف ہوں تو ان کو بھی ترک کرو۔ اگر علماء دین اور ائمہ متقین کی تعلیم و ہدایت کے برعکس ہو تو ان سے بھی ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر اس سب کے باوجود خود تمہاری عقل میں نہ آئے تو اس سے بھی درگزرو اور

صم بکم ہو کر اسمٰعیل کا کہا مان لو۔ متقدمین اور اسلاف صالحین اور علماء دین اور عقل سب سے قطع تعلق کر کے تفویت الایمان کے متبع ہو جاؤ۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی بدعات و اختراعات منوانے کا اصول تو ایجاد کیا مگر قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس گمراہی کے اصول کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ○ (سورۃ الفاتحہ)

"ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا"

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رستے کو اپنا سیدھا رستہ فرماتا ہے اور اس کی طرف ہدایت کی دعا تلقین فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے خلاف پہلوں کی رسموں بزرگوں کے حالات، علماء دین کی تدقیق، عقل کے ارشاد سب کے چھوڑنے کو کہتے اور قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ کہ پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد عقل کا حکم تو ماننے کے قابل نہ ہو مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا حکم ماننے کے قابل ہو جائے اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کی آیات کے خلاف ہو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب بزرگوں کی رسمیں کہتے ہیں۔ قرآن پاک اسی کو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ فرماتا ہے۔ **(فاعتبرو یا اولی الابصار)**

پہلوں، بزرگوں، عالموں میں آئمہ، علماء، صلحاء، اولیاء، غوث، قطب، تبع تابعین، تابعین، صحابہ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب ہی آ گئے۔

ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔

حضرت امام علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن نسفی اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں آیت مذکورہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْاِشْعَارُ بِاَنَّ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تَفْسِیْرُہٗ صِرَاطُ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ



شَھَادَةً لِصِرَاطِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِسْتِقَامَةِ عَلٰی اَبْلَغِ وَجْهٍ وَّ اٰکَدِہٖ ○

(تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۱۹)

ترجمہ: اور اس بات کا اشعار کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین یعنی مسلمانوں کی راہ ہے۔ اس لئے ہے تاکہ یہ مسلمانوں کی راہ کی استقامت کی ابلغ وجہ پر شہادت ہو۔

امام محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں:

ھٰذَا بَدَلٌ مِنَ الْاَوَّلِ اَیِ الَّذِیْنَ مَنَنْتَ عَلَیْھِمْ بِالْھِدَایَةِ وَالتَّوْفِیْقِ وَھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ذَکَرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ قَوْلِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ ○

(تفسیر لباب التاویل معروف بہ خازن جلد ۱ ص ۱۹)

ترجمہ: یہ اول کا بدل ہے یعنی صراط مستقیم ان لوگوں کا رستہ ہے جن پر تو نے ہدایت و توفیق دے کر احسان فرمایا اور وہ انبیاء مومنین ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا۔ اولئک مع الذین (الایہ) وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی راہ صراط مستقیم ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعاء اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی سورت میں تعلیم فرمائی۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے مخالف ہیں۔ وہ پہلوں کی رسموں، بزرگوں کے قصوں، علماء کی تدقیق سب سے مسلمانوں کا علاقہ قطع کر دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○

(پارہ ۵ سورہ النساء رکوع ۱۶)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اس دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں مومنین کی راہ چھوڑنے پر جہنم کی سزا مقرر فرمائی۔ یہ وہی مومنین کی راہ ہے جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے قصے، مولویوں کی باتیں بتا کر چھٹانا چاہتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول قرآن پاک کی مخالفت پر مبنی ہے اور قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ مدتوں کے بعد پیدا ہونے والے گمراہ خلق کو بہکانے کے لئے جو اصول بناتے ہیں اس کتاب ہدایت میں پہلے ہی اس کا رد فرما دیا گیا۔ والحمد للہ اس مدعا پر صدہا آیات و احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر نظر بر اختصار دو ہی آیتوں پر اکتفا کیا گیا اب مولوی اسمٰعیل صاحب کا دوسرا اصول بھی ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔ تقویت الایمان میں لکھتے ہیں:

اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔

(تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل صفحہ ۲ و ۳)

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ گفتگو عوام الناس کے حق میں ہے جو بے چارے صاف اردو کی عبارتوں کے سمجھنے میں بھی قاصر ہوتے ہیں آپ ان کو فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے اور اس کے لئے بڑا علم چاہئے غلط ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے اس کے لئے علم



درکار نہیں۔ جہلا کو جرات دلائی جاتی ہے کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے علماء سے الجھیں اور گمراہی میں پڑیں۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ ہر جاہل اپنے آپ کو ائمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا۔ اور قرآن و حدیث ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے درپے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے فرقے مصروف جنگ نظر آرہے ہیں وہ اسی اصول ضلالت کا نتیجہ ہیں ستم یہ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس گمراہ کن اصول کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ حاشا کہ یہ ناپاک مضمون قرآن پاک میں ہو۔ اس جرات کی کیا انتہا کہ اپنے دل سے ایک گمراہی کی بات نکالی اور اس کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ لکھ دیا کہ:

اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔ (تقویت الایمان ص ۳)

یہ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ قرآن کریم پر بہتان ہے اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں اور عوام کو یہ جرات نہیں دلائی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں۔ اس کے بعد جو آیت انہوں نے پیش کی ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ مضمون اس سے ثابت نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں:

چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا ہے:

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ۝ وَمَا یَکْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ (القرآن) (تقویت الایمان ص ۳)

ترجمہ: یعنی اور بیشک اتاریں ہم نے طرف تیری باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔

ف:۔ یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے بڑھا

کر کچھ آگے فرماتے ہیں۔

(تقویت الایمان صفحہ ۳)

اور اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے کہ پیغمبر تو نادانوں علم سکھانے کو آئے تھے۔

قطع نظر اس کے کہ کلام شان ادب سے دور ہے یہ دعوے کہ اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے آیات کا بینات کے ساتھ موصوف ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔

جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔

(تقویت الایمان صفحہ ۳)

عوام کا تعلق علماء سے قطع کرانے میں مولوی اسمٰعیل صاحب کتنی کوشش بلیغ کر رہے ہیں یہاں تک کہہ گئے کہ جو یہ کہے کہ پیغمبر (علیہ الصلوۃ والسلام) کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اس نے اس آیت کا انکار کیا اور آیت کا انکار یقیناً کفر ہے تو دین کے سمجھنے کے لئے عالم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے پہلے تو مولوی محمود حسن صاحب دیو بندی کے قصیدہ کے [illegible] پڑھے جو انہوں نے مولوی رشید صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے اور اس کے بعد غور کیجئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر خارج از اسلام منکر قرآن ہو گئے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے عالم کو ضروری سمجھا لکھتے ہیں۔



پر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآن دونوں

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتوی گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیو بندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اب اس مسئلہ کے متعلق آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ (پارہ ۱ سورہ بقر)

ترجمہ: اے ہمارے رب ان میں انہیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے اسی طرح دوسرے پارہ میں ارشاد فرمایا۔

يُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اسی طرح سورۂ جمعہ میں فرمایا: يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

ان تمام آیات میں قرآن پاک کی تعلیم کا بیان ہے اور حضورؐ کی اس صفت کا ذکر ہے آپ اپنی امت کو قرآن پاک کی تعلیم فرماتے ہیں تو اگر قرآن پاک کو ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھتا اور اسے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضور کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بیکار ہوتا۔ اور قرآن پاک میں یہ حضور کی صفت نہ قرار دیا جاتا۔ بیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ: یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کیلئے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر عالم۔ اب تو ثابت ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعوی کہ قرآن پاک کے سمجھنے کیلئے علماء کی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک کے بالکل خلاف ہے۔ اس مدعا پر بکثرت آیات

پیش کی جاسکتی ہیں مگر بے خیال اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔

اب حدیث ملاحظہ کیجئے۔

ترمذی شرف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

حضور نے فرمایا:

حدیث:
مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَائِهٖ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَّنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(مشکوۃ شریف، صفحہ ۳۵)

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے معنی بیان کرے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرآن کے معنی بغیر علم کے بیان کئے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور انہیں امام ترمذی نے حضرت جندب سے روایت کیا۔

حدیث: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَائِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَا

(مشکوۃ شریف ص ۳۵)

یعنی حضور نے فرمایا جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاقیہ وہ قول صحیح بھی ہوا جب بھی وہ خطاکار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی نے روایت کی۔

حدیث: قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْا النَّاسَ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۵)

حضور نے فرمایا فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے قرآن پاک کے سیکھنے اور سکھانے کا حکم فرمایا۔ اور بغیر علم کے قرآن پاک کے معنی بیان کرنے والے کو یہ فرمایا کہ جہنم میں اپنا



ٹھکانا بنالے لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب قرآن اور حدیث کے خلاف خدا و رسول کے مخالف یہ اصول بنا رہے ہیں کہ قرآن پاک سمجھنے کے لئے علماء کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ہر جاہل کو قرآن پاک میں دخل دینے کی جرات دلاتے ہیں یہ گمراہی کے دو اصول ہیں اور انہیں سے غیر مقلد وغیرہ بے دین پیدا ہوئے۔ اس اصول سازی سے پیشہ ہائے وہابیہ کا مقصود یہ ہے کہ علماء مفسرین و محدثین وائمہ مجتہدین و متکلمین کسی کا اتباع نہ کرنا پڑے آیات و احادیث لکھ کر جو چاہے مطلب بیان کرے اور بے قیدی کے مزے اڑائے چنانچہ اس کتاب میں مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہی دستور ہے کہ آیتیں اور حدیثیں لکھ کر جو چاہا مطلب بنا دیا یہ پہلے ہی سمجھا چکے کہ کسی عالم سے قرآن سمجھنے کی ضرورت نہیں تو کسی محدث، مفسر، مجتہد کی انہیں کیا پرواہ' تمام اکابر اسلام سے ان کا علاقہ قطع اور تمام کتب دینیہ سے ترک تعلق، اس لئے اس کتاب میں کسی تفسیر کا حدیث کی شرح کا فقہ اصول عقائد وغیرہ کسی کتاب کا کہیں حوالہ نہیں۔ گمراہی کا راز تو یہی ہے کہ علماء سے قطع تعلق کرائے کیونکہ جس قوم کا علماء سے تعلق باقی رہے گا وہ کسی گمراہ کرنے والے کے فریب میں نہ آئے گی۔ ہر بات علماء سے دریافت کرے گی اور وہ ظاہر کرکے اہل باطل کا پردہ فاش کر دیں گے۔ اسی لئے فرمایا حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فَقِیْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۴)

یعنی ایک فقیہ عالم) شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ سخت ہے اور فرمایا حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَّنْتَزِعُهٗ مِنْ عِبَادِهٖ وَلٰکِنْ یَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۳)

یعنی اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہ کرے گا کہ اس کو اپنے بندوں میں سے اٹھا لے لیکن علم کو علماء کے اٹھانے کے ساتھ قبض فرمائے گا یہاں تک کہ جب عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شیطان کے بہکانے کا موقع جب ہی پورا ہوتا ہے جبکہ عوام علماء کے فیض سے محروم ہو جائیں اور بے علم کا فتوی باعث گمراہی ہوتا ہے اسی لئے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مسجد کوفہ سے اس واعظ کو نکلوا دیا جس کو ناسخ منسوخ کا علم نہ تھا۔

وللہذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشاں روزے در مسجد کوفہ داخل شدند' دید ند کہ شخصے وعظ می گوید پر سیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم راز خدامی تر ساند و از گناہان منع می کند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم ساز داز و بہ پر سید کہ ناسخ از منسوخ جدا مید اندیا نہ او گفت کہ ایں علم خود ندارم فرمودند کہ ایں را از مسجد بر آرید

دیکھئے حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ناسخ و منسوخ کا علم نہ رکھنے والے کو مسئلہ بتانے اور وعظ کہنے کی اجازت نہیں دیتے مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے قرآن و حدیث کے خلاف یہ اصول تراشا کہ ہر کس و ناکس کو قرآن پاک میں دخل دینا چاہئے علمائے متبحرین کانپتے ہیں اور عرفائے واصلین تھراتے ہیں۔ اسی لئے تفسیروں میں نقل معتبر ہے۔ قرآن پاک میں اپنی رائے لگانا شریعت نے جائز نہیں کیا۔

فساد کے یہ اصول بیان کرنے کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنا مقصود شروع فرمایا کہ جس کا عنوان یہ ہے:



پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں:

(تفویت الایمان صفحہ ۵)

مولوی صاحب کو چاہیے تھا کہ اس عنوان کے بعد توحید اور شرک کے صاف صاف معنی لکھ دیتے تاکہ آئندہ جو آیتیں اور حدیثیں بیان کی جاتیں ہر شخص ان کے مطلب کو بہ آسانی سمجھ لیتا۔ لیکن درحقیقت مصنف تفویت الایمان کا یہ مقصد ہی نہیں ہے بلکہ ان کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے کر تمام اہل اسلام کا مشرک ہونا باور کرایا جائے۔ اس لئے انہوں نے ایسا نہ کیا اور ابتداء اس کلام سے کی۔

اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعوی رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کو عام بھی کہا توحید کو نایاب بھی اور یہ بھی کہا کہ ایمان کا دعوی رکھنے والے معاذ اللہ شرک میں گرفتار ہیں لیکن توحید اور شرک کے صاف صریح معنی نہ بتائے تاکہ لوگ خود اندازہ کرسکتے کہ توحید یہ ہے اور آج وہ دنیا میں کس قدر پائی جاتی ہے اور شرک کے عام ہونے کا دعوی کہاں تک صحیح ہے۔

اب میں توحید اور شرک کے معنی بیان کردوں تاکہ مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہ ہو۔

توحید کے معنی: توحید وہی ہے جس کا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں کامل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود اکیلا اللہ ہے اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا دل سے یقین جاننا توحید کہلاتا ہے۔ علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں فرماتے ہیں:

(لَا اِلٰهَ) [1] لَا هِیَ النافیه للجِنْس عَلٰی سَبِیْلِ التَّنْصِیْصِ عَلٰی نَفْیِ کُلِّ فَرْدٍ مِنْ اَفْرَادِهٖ (اِلَّا اللّٰهُ) قِیْلَ خَبَرُ لَا وَالْحَقُّ اَنَّهٗ مَحْذُوْفٌ وَالْاَحْسَنُ فِیْهِ لَا اِلٰهَ مَعْبُوْدٌ بِالْحَقِّ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰهُ ولکَوْنِ الْجَلَالَةِ اِسْمًا للذَّاتِ الْمُسْتَجْمَعِ لِکَمَالِ الصِّفَاتِ وَعَلَمًا لِلْمَعْبُوْدِ بِالْحَقِّ قِیْلَ لَوْ بُدِّلَ بِالرَّحْمٰنِ لَایَصِحُّ بِهِ التَّوْحِیْدُ الْمُطْلَقُ ثُمَّ قِیْلَ التَّوْحِیْدُ هُوَ الْحُکْمُ بِوَحْدَانِیتِهٖ مَنْعُوْتًا بِالتَّنَزُّهِ عَمَّا یُشَابِهُ اِعْتِقَادًا فَقَوْلًا وَعَمَلًا فَیَقِیْنًا وَعِرْفَانًا فَمُشَاهَدَةً وَعَیَانًا فَثَبُوْتًا وَدَوامًا۔

(مرقات جلد اول صفحہ ۴۶)

---

[1] یعنی لا الہ میں لا نفی جنس کا ہے جو ہر فرد الہ کی نفی پر نص ہے اور لا اللہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ لا کی خبر ہے اور حق یہ ہے کہ خبر محذوف ہے اور احسن تقدیر یہ ہے کہ ہستی میں کوئی الہ معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے کیونکہ اسم پاک اللہ ذات مستجمع صفات کمال کا اسم اور معبود برحق کا علم ہے کہا گیا کہ اگر اس کی جگہ الرحمٰن لایا جائے تو توحید مطلق اس سے صحیح نہ ہو۔ پھر کہا گیا کہ توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور اس کو جاننا ہے اور اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزہ ثابت کرنا اعتقاداً" پھر قولاً" و عملاً پھر یقیناً و عرفاناً پھر مشاہدہ" و عیاناً پھر ثبوتاً و دواماً ۱۲



## شرک کی تعریف:

شرک وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نے باطل کیا۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود ٹھہرانا تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

مَن یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ یعنی یَجْعَلُ مَعَهٗ شَرِیکًا غَیْرَهٗ۔

(تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۲۴)

یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک ٹھہرائے شرح عقائد میں فرمایا:

اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْكِ فِی الْاُلُوْهِیَّةِ یَعْنِیْ وُجُوْبَ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰی اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ کَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ۔

(شرح عقائد ص ۱۶)

یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا مجوس کرتے ہیں یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا بت پرست کرتے ہیں۔ کذافی شرح الفقه الاکبر للملا علی القاری

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں:

بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت

(اشعۃ اللمعات جلد اول، صفحہ ۶۱)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقتاً خالق جانے یا کہے تیسرے عبادت میں کہ غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحق عبادت سمجھے۔ ان عبادات کا خلاصہ یہ ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بے نیاز

اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں اور فقط وہی عبادت کا مستحق ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم یعنی اس کو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ مشرک ہے جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں۔ مشرک ہیں اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اس کمال میں اس کو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمع یا بصر جیسا ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کواکب کے تاثیرات سے ہیں اور کواکب ان تاثیرات میں غنی بالذت ہیں کسی کے محتاج نہیں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔ اور ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے جس کو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے۔ جیسے برت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق جانتے ہیں یہ بھی مشرک ہیں لیکن جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اس کے بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں اور کمالات کو عطائے الٰہی جانتے ہیں وہ مشرک نہیں مثلاً کوئی شخص آدمی کو سمیع و بصیر کہے اوز اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمع و بصر عطا فرمائی تو وہ مومن ہے موحد ہے مشرک نہیں مشرک جب ہوتا جبکہ یہ اعتقاد کرتا کہ انسان کے لئے سمع بصر ذاتی ہے اور وہ اس میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ فجعلناہ سمیعا بصیرا ○ (یعنی ہم نے انسان کو صاحب سمع و بصر کیا۔

باوجودیکہ قرآن پاک ہی میں سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی صفات میں وارد ہے لیکن پھر بھی انسان کو سمیع و بصیر فرمایا یہ شریک نہیں ہوا کیونکہ انسان کے لئے جو سمع و بصر ثابت کی گئی ہے وہ عطائے الٰہی سے ہے تو وہ بے نیاز نہ ہوا۔ لہٰذا شرک نہیں یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں حقیقت



یہ ہے کہ کافر آثار کو اسباب کی طرف منسوب کرتا ہے اور انہیں مستقل بالذات موثر جانتا ہے جیسے کواکب پرست اجرام سماویہ کی تاثیرات پر اعتقاد رکھتا ہے اور انہیں تاثیر میں مستقل بالذات سمجھتا ہے' مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتا ہے اور قادر مطلق کے دست قدرت کو ان وسائل کے حجابات میں دیکھتا ہے۔ قدرت و اختیار بالذات اسی کا سمجھتا ہے یہ فرق اگر نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے۔ یہ کہئے کہ میں دیکھتا ہوں تو مشرک میں سنتا ہوں تو مشرک میں زندہ ہوں تو مشرک میں موجود ہوں تو مشرک میں سچا ہوں تو مشرک کوئی بات شرک سے خالی نہ ہو۔ غذا نے قوت دی' پانی نے سیراب کیا۔ دوا نافع ہوئی۔ سردی نے ضرر کیا۔ یہ سب باتیں شرک ہو جائیں اور ایمان کی کوئی راہ ہی نہ رہے۔ مگر ایسا نہیں شرک جبھی ہوگا کہ جب کسی کو کسی کمال میں مستقل بالذات سمجھے اور اگر مستقل بالذات نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کا محتاج جانتا ہے اس کی عطا سے یہ کمال اس میں حاصل مانتا ہے۔ یہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہوں وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں تو وہ بیشک موحد ہے۔ مشرک نہیں۔ اس کو مشرک لکھنے والا جاہل بد عقل گمراہ ہے کیونکہ اس کو مشرک کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ بینائی کا کمال عطائی شرک ہے یعنی معاذ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے دوسرے کو اس میں شریک کر دینا شرک ہوا۔ یہ سراسر باطل اور گمراہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا نہیں۔ ہر کمال اس کا ذاتی اور غیر مکتسب ہے تو ظاہر ہو گیا کہ عطائی کمال کسی کے لئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا مگر وہابیہ اب تک اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے جاہل ہیں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ سبحانہ کے تمام کمال ذاتی ہیں کسی سے حاصل کئے ہوئے نہیں کسی کے لئے کمال عطائی ماننے سے شرک لازم نہیں آسکتا۔

اِنِی قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اِنِی اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیءُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ

مُؤْمِنِیْنَ ○

ترجمہ: میں تمہارے پاس ایک نشان لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور برص والے کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوت والتسلیمات نے خلق (پیدا کرنے) اندھے اور برص والے کو اچھا کرنے مردہ کو زندہ کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع کر رکھتے ہو اس کی میں خبر دیتا ہوں اور یہ فرمایا اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لیے نشانی ہے آیت ہے۔ یہ توحید کے علم بردار اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا کلام ہدایت نظام ہے جس کو قرآن پاک نے نقل فرمایا۔ اس سے صریح اور یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلق اور احیاء و ابراء یعنی پیدا کرنے تندرست کرنے کی نسبت غیر خدا کی طرف اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ یہ بات اس کو اللہ کی عطا سے حاصل ہے تو یہ شرک نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شرک یہ ہے کہ دو معبود یا زیادہ قرار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (پارہ ۱۴ سورہ نحل)

یعنی دو معبود نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق عبادت وہ ایک ہی ہے اللہ اور جو اللہ تعالیٰ کے صفات ذات یا صفات افعال میں کسی کو اس کا مشابہ ٹھہرائے یہ بھی شرک ہے۔ جیسا کہ سمع بصر کلام خلق رزق احیاء اماتت نفع ضرر تو جو شخص جو یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا دوسرا اور معبود بھی جو اپنی ذات میں مستقل ہے یا صفات میں اس کے مشابہ ہے یا افعال میں اس کا شریک ہے کہ پیدا کرتا ہے اور روزی دیتا ہے اور جلاتا ہے اور مارتا



ہے اور ضرر دیتا ہے اور نفع دیتا ہے ان باتوں میں مستقل بالذات ہے۔ اللہ کے اذن و عطا کا محتاج نہیں تو ایسا اعتقاد رکھنے والا یقیناً مشرک خارج از ایمان مخلد فی النار ابدی جہنمی ہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں۔ یہی توحید کا منافی اور اس کا مقابل ہے اسی کے حق میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا اس کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخشے گا ماسوا اس کے جس کو چاہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں اور اطلاقات شرعیہ میں جب مطلقاً شرک بولا جاتا ہے تو اس سے اکثر یہی مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شرک کا اطلاق کبھی ایک اور معنی پر بھی ہوتا ہے اس کو شرک اصغر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص نہ کرے بلکہ ریاکاری کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

(اَلرِّیَاءُ شِرْكٌ خَفِیٌّ)

ترجمہ: یعنی ریاکاری چھپا شرک ہے۔

اب توحید و شرک کے معنی سمجھ لینے کے بعد تقویت الایمان کی عبارت کی طرف ذرا توجہ فرمایئے اول یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شرک سے شرک اکبر مراد لے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کو انہوں نے توحید کا مقابل قرار دیا ہے اور یہ لکھا ہے۔

(شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب)

(تقویت الایمان صفحہ ۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام شرک اکبر میں ہے جس سے آدمی ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جاتا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس سے آگے جو آیتیں پیش کی ہیں وہ بھی وہی ہیں جو شرک اکبر کے حق میں اب یہ غور کر لینا ہے ان کا یہ دعویٰ کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ توحید کے

معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعوی رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۵)

کہاں تک صحیح ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اکثر مسلمانوں کو شرک میں گرفتار بتاتے ہیں اور توحید کو نایاب کہتے ہیں۔ ان کے خیال میں توحید شاید انہیں کے چند مریدوں معتقدوں میں رہ گئی ہوگی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ دعوی کتنی اصل رکھتا ہے۔ اکثر کو چھوڑیئے کیا۔ اقل مسلمان بھی ایسے ہیں جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود برحق جانتے ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال میں اس کا مشابہ و شریک سمجھتے ہوں یا غیر خدا کی عبادت اور پرستش کرتے ہوں اور جب ایسا نہیں ہے تو شرک کا حکم ان پر افترا ہے بہتان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالے اب یہ جرنیلی حکم کیوں ہوا۔ کس خطا میں کس قصور میں۔ انہیں دین و اسلام سے خارج کر کے مشرک کیوں بنایا گیا وہ قصور یہ ہے۔ ملاحظہ ہو:

سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآئی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش، حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے۔ کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوے۔ (تقویت الایمان ص۵)

اس ظلم و ستم کی کچھ نہایت ہے کہ پیروں، پیغمبروں، اماموں، شہیدوں اور فرشتوں کو



مشکل کے وقت پکارنا ان کے ایصال ثواب کی منتیں ماننی حاجت روائی کے لئے ان کی روح کو ایصال ثواب کرنا برکت کے لئے اپنی اولادوں کے نام ان کے ناموں پر رکھنا یہ سب شرک قرار دے دیا اور کروڑوں مسلمانوں کو بے دردی کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ اس دعوے پر نہ دلیل ہے نہ برہان نہ حدیث نہ قرآن، نہ ثبوت نہ شہادت نہ کوئی حوالہ، نہ کسی کتاب کی عبارت، نئی شریعت بنا ڈالی اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک کہہ دیا۔ کوئی اس ظالم سے پوچھے شریعت کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا یہ کس سے سیکھا ہے۔ یہ نئی شریعت بنانا کیا دعوے خدائی کا نہیں ہے اور جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان بے اصل باتوں کو مانتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کے کلمہ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ خود اسی کے حکم سے مشرک ہیں۔ چنانچہ تقویت الایمان میں لکھا ہے:

یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں۔ مولویوں اور درویشوں کو تو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص۹)

جن لوگوں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تقلید پر کمر باندھ لی ہے اور آنکھیں میچ کر ان کی ہاں میں ہاں ملائے چلے جاتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کی ہر بات پر ایمان رکھتے ہیں وہ تقویت الایمان کی اس عبارت کو غور سے پڑھ کر سمجھیں کہ اسی کتاب سے وہ مشرک خارج از ایمان ہو گئے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی سورۂ بقر میں فرماتے ہیں:

افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفاء مریض وامثال ذلک را مشرکاں نسبت بارواح خبیثہ واصنام می نمایند و کافر می شوند و موحدان از تاثیر اسماء الٰہی یا خواص مخلوقات او مید انند از ادویہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء بندگان او کہ ہم از جناب او درخواستہ مطالب میکنانند می فممند و در ایمان ایشان خلل نمی افتد۔

یعنی اللہ کے افعال عادی مثل بیٹا دینے رزق وسیع کرنے بیمار کو شفاء دینے وغیرہ کو مشرکین ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور اہل توحید اللہ کے ناموں کی تاثیر یا اس کی مخلوقات ادویہ وغیرہ کی خاصیت یا اللہ کے نیک بندوں کی دعا کی تاثیر سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کی جناب میں درخواست کر کے خلق کی حاجت روائی کراتے ہیں۔ اس اعتقاد سے ان کے ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کے خود ساختہ شرک سے تو شاہ صاحب بھی نہیں بچتے وہ بزرگوں کی دعا سے بیٹا ملنا رزق وسیع ہونا بیمار کا تندرست رہنا اور خلق کی حاجت روائی اس سب کے قائل ہیں اور یہ فرق کرتے ہیں کہ موحد اگر ان چیزوں کو اہل اللہ کی دعا کی تاثیر مانے تو اس کو ایمان میں کچھ خلل نہیں۔ کیونکہ وہ ان امور میں صلحاء کو مستقل بالذات اور موثر حقیقی نہیں جانتا بلکہ وسیلہ سمجھتا ہے اور مشرک ارواح خبیثہ یا اپنے بتوں کی طرف ان امور کو نسبت کرے تو یہ اس کا کفر ہے کیونکہ وہ ان بتوں وغیرہ کو مستقل بالذات اور موثر حقیقی اعتقاد کرتا ہے۔ یہ شاہ صاحب کا منصفانہ اور ایماندارانہ فیصلہ ہے وہ مشرک و مومن میں فرق کرتے ہیں لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب ایمانداروں کو ہنود کی مثل ٹھہرا کر ایمان سے خارج کر کے مشرک بنا رہے ہیں اسی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

واصلاح قسم سوم تحصیل ربط بارواح طیبہ صلحا واولیاست کہ اکثر اویسی مشربان بعمل می آرند و در حوائج خود و دیگر خلق باں منتفع می شوند و در طریق تحصیل آں نیز طہارت و تلاوت و ارسال ثواب صدقات برائے آں ارواح منظور مے دارند و اصلاح قسم پنجم عقد ہمت ست کہ از مشائخ کبار و اولیائے ابرار برائے حل مشکلات بوقوع آمدہ وآں تعلیق ہم متکیف بکیفیت عظمیٰ است کہ بسبب استغراق در ملاحظہ اسمی از اسماء الٰہی دست دادہ کہ سراسر مبنی بر نزاہت روح و ترقی آں از عالم ادناس والواس است۔



یعنی تیسرے طریقہ کی اصلاح:

اولیاء اور صلحا کی پاک روحوں کے ساتھ ربط حاصل کرنا ہے جو اکثر اویسی مشرب لوگ عمل میں لاتے ہیں اور اپنی اور دوسری مخلوق کی حاجتوں میں اس سے نفع پاتے ہیں۔ اس کے طریقہ تحصیل میں بھی طہارت اور تلاوت اور صدقات کا ثواب اور ان روحوں کو پہنچانا منظور رکھتے ہیں۔

پانچویں قسم کی اصلاح عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیاء ابرار سے حل مشکلات کے لئے وقوع میں آتا ہے اور وہ تعلیق بھی ایک کیفیت عظمیٰ کے ساتھ متکیف ہے جو اسماء الٰہی میں سے کسی اسم کے ملاحظہ میں استغراق کے سبب سے حاصل ہوئی کہ وہ سراسر روح کی پاکیزگی اور اس کے عالم ادناس والواث سے ترقی کرنے پر مبنی ہے۔

اب دیکھئے شاہ صاحب نے فاتحہ بھی بتا دی صلحاء اور اولیاء کی ارواح کے لئے نذر و نیاز کی بھی تعلیم و تلقین کر دی ان کی ارواح طیبہ سے خلق کی حاجت روائی بھی بتائی اور اولیاء ابرار سے حل مشکلات کا بھی امیدوار کیا۔

پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب سے دیکھو تو تقویت الایمان میں شاہ صاحب کے ایمان کی بھی کوئی سبیل باقی رہی۔ ظالم نے ان کو بھی مشرک کر ڈالا۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

اب ایک ایک چیز کو جانچئے انبیاء و اولیاء اور صالحین و شہدا کو مشکل کے وقت پکارنا آیا شریعت اسلامیہ میں جائز ہے یا نہیں۔ اور اس سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں اور ان کا توسل مشکلات میں کچھ کام آتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ اس قدر کھلا ہوا تھا جس میں کوئی شک و شبہ کا موقعہ نہ تھا۔ کسی کو پکارنا شرک ہو یہ بات تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ مسلمان خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ واجب الوجود جانتا ہے نہ اس کے کمالات کو ذاتی سمجھتا ہے نہ غیر خدا کی عبادت کو جائز جانتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کا ارادہ کرتا ہے۔ ہاں بزرگان دین کو انبیاء و اولیاء کو وسیلہ جانتا ہے اور ان کی وساطت سے بارگاہ الٰہی میں اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور ان کی برکت سے حل مشکلات چاہتا ہے یہ کسی

طرح شرک نہیں ہو سکتا اوپر شرک کے معنی بیان ہو چکے ہیں ان پر نظر کر کے ہر عاقل یہ فاصلہ کر سکتا ہے کہ مسلمانوں پر انبیاء اور اولیاء سے توسل و استعانت کرنے کی بنا پر شرک کا حکم دینا محض باطل اور مسلمانوں کی بے سبب تکفیر ہے اب رہے یہ امور جن کی بنا پر مولوی اسمٰعیل صاحب نے مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا' ان کی نسبت قرآن و حدیث سے معلوم کیجئے کہ وہ ناجائز ہیں یا جائز' اللہ رب العزت تبارک و تعالٰی فرماتا ہے:

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (پارہ ۱)

یعنی حضور کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضور کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور حضور کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالٰی انہیں ان کے مہمات میں کامیاب اور اعدا پر مظفر و منصور فرماتا تھا۔ تفسیر خازن میں ہے:

وَكَانُوْا يعنى الْيَهُوْدُ (مِنْ قَبْلُ) اَىْ قَبْلَ مَبْعَثِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُوْنَ اَىْ يَسْتَنْصِرُوْنَ بِهٖ (عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) يَعْنِىْ مُشْرِكِىْ الْعَرَبِ وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحْزَنَهُمْ اَمْرٌ وَ دَسَّهُمْ عَدُوٌّ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِىِّ الْمَبْعُوْثِ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِىْ نَجِدُ صِفَتَهٗ فِى التَّوْرَاةِ فَكَانُوْا يُنْصَرُوْنَ۔

یعنی یہود حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قبل آپ کی برکت اور آپ کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے۔ جب انہیں کوئی مشکل پیش آتی یا غنیم چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے یارب ہماری مدد فرما اس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے جن کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ کذا فی المدارک وروح البیان وغیرہا من التفاسیر

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:
یعنی و بودند ایں یہودیاں قبل از نزول ایں کتاب معترف و مقر نبوت ایں شخص و بزرگی برجمیع انبیا زیرا کہ در وقت جنگ وخوف شکست برخود یستفتحون یعنی طلب فتح و نصرت



می کردند از جناب آلہی و مید انستند کہ نام او ایں قدر برکت دارد کہ بسبب ذکر آں و توسل باں فتح و نصرت حاصل می شود۔

ترجمہ: یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقر تھے اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الٰہی سے حضور کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہے قرآن پاک کا بیان انبیاء کے پکارنے کی برکت اور مشکلوں میں ان کے توسل سے حاجت براری کا ثبوت جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ اور قرآن پاک کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کو پکارنا شرک ہے۔ اور یہ مسئلہ جناب کا طبع زاد ہے یا نجدی گمراہوں کی تقلید شریعت نے اس کو شرک نہیں بتایا ناجائز نہیں فرمایا۔ بلکہ ثابت کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت سے ابھی ثابت ہوا۔ قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنا کتنا بڑا ستم ہے اس پر بھی عقل کے اندھے اس تفویت الایمان پر جان دیتے اور گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو پکارنا شرک ہو تو دنیا میں کوئی شخص شرک سے نہ بچے۔ ماں باپ کو پکارا اور مشرک نوکر اور خادم کو پکارا اور مشرک۔ نماز پڑھی اگر اس میں کوئی ایسی آیت آگئی جس میں غیر خدا کو ندا ہے۔ جیسے:

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰه الاٰية يَاعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ الايه يَابَنِىْ اٰدَمَ الايه يَا بَنِىْ اِسْرَائِيلَ الايه يا اَهْلَ الْكِتٰبِ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ الايه

ان آیات میں غیر اللہ کو ندائیں ہیں اگر کسی نے نماز میں آیات پڑھیں تو نماز کہاں تفویت الایمان کے حکم سے ایمان ہی رخصت ہوا۔ یہ عجب قسم کی کتاب ہے جس کے

حکم سے قرآن کا پڑھنے والا تو مومن رہ ہی نہیں سکتا اور جو نماز میں چھانٹ کر ایسی آیتیں پڑھیں جن میں کہیں کوئی ندا نہ ہو تو آخر نماز میں جب قعدہ کے لئے بیٹھا اور تشہد میں پڑھا السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَتُه اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور حضور کے نام نامی کو پکارا اور حاضر کے صیغہ سے خطاب کر کے اللہ کی عبادت نماز کے حریم میں صلواۃ و سلام عرض کیا تو اب پوچھو مولوی اسمعیل صاحب سے کیسا ڈبل شرک ہوا۔ ایک تو غیر خدا کا پکارنا اور وہ بھی نماز میں تو تقویت الایمان کے حساب سے ہر نمازی مشرک اور شرک عبادت میں داخل لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پھر یہ ندا بھی محض حکایۃ" نہیں بلکہ انشاء ہے۔ اس میں حضور پر سلام مقصود ہے۔

درمختار میں ہے:

وَيَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيَهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِ اِنْشَاءٍ كَاَنَّهٗ يُحَيِّيُ اللّٰهَ وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذٰلِكَ ذَكَرَهٗ فِي الْمُجْتَبٰى

(درمختار جلد اول صفحہ ۲۵۴)

یعنی تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے اخبار کا ارادہ نہ کرے۔ اس پر علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

اَیْ لَایَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَةَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَمِنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

(ردالمحتار جلد اص ۳۵۷)

یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی میں واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔



ونیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابد انست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ست در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضرست پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۱۲) خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں کے پیش نظر اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے اخیر میں نورانیت وانکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے۔ بعض عرفاء نے فرمایا ہے ایہا النبی کا خطاب اس جہت سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس سے باخبر رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت کے ساتھ متنور اور فائز ہو اکابر علماء محدثین اور عرفاء کاملین تو حدیث کی شرح میں یہ فرماتے ہیں۔ نماز میں حضور کو ندا کرتے ہیں اور حضور کو موجود و حاضر سمجھتے ہیں کائنات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ کو ساری جانتے ہیں اب پوچھو تقویت الایمان والے سے جو شرک کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے کس تحت الثرے میں پہنچا تشہد نماز میں واجب ہے۔ اور تشہد میں حضور کی ندا اور یہ وہابی عقیدہ میں شرک تو روزانہ پانچوں وقت نمازوں میں تقویت الایمان والے کا شرک واجب ہوتا ہے تف اس بے دینی ہو۔

احیاء العلوم میں محی السنتہ حضرت امام حجتہ الاسلام محمد غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِیْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَلْيَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّهٗ یَبْلُغُهٗ وَیَرُدُّ

عَلَيْكَ مَا هُوَ اَدْنٰى مِنْهُ (احیاء العلوم جلد ا ص ۱۰۷)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو اپنے دل میں حضور پرنور علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی صورت مبارکہ کو حاضر کرے اور حضور کا تصور دل جما کر السلام علیک ایھا النبی عرض کرے اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے اور حضور اس کا جواب وافی (اپنی شان کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں۔ یہ میں آئمہ دین اور مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تو ان عبارتوں سے پھنک جاتے ہیں انہیں تو تمام دنیا میں شرک ہی نظر آتا ہے ان کے مخالف قرآن و احادیث عقیدہ پر تو نماز بھی شرک اور سارے نمازی مشرک' اس عقیدہ ناپاک پر لعنت اسی جلن میں تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے صراط المستقیم میں کفری قول لکھا جس سے مومن کا رواں رواں کانپ جاتا ہے اس کی عبارت یہ ہے:

و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت ماب باشند چندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں باتعظیم و اجلال' بسویدا ے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ خر (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)

(صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی صفحہ ۹۵)

ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے گستاخانہ کلمے کس طرح نکل سکتے ہیں جنہیں سن کر دل کانپ جاتا ہے نماز میں حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف خیال لے جانے کو اس ناپاک نے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے۔ اس بے دین کو نہ سوجھا کہ خیال کیسے نہ آئے گا۔ تشہد میں تو حضور پرنور پر عرض سلام کی تعلیم ہے اور تشہد واجب شریعت میں تو حضور پر سلام عرض کرنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ عبادت اپنے کمال کو پہنچی ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ سے تو دشمنی تو بے دین نماز چھوڑے اور نماز کیا اس نے دین ہی ترک کر دیا۔ دین دار اور بد دین میں یہ فرق ہے جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت اور امام حجتہ الاسلام غزالی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی



رحمتہ اللہ علیہما کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔ آپ کو صاحب تقویت الایمان کی شقاوت و سیہ باطنی کا تو پتہ چلا اب پھر اصل مسئلہ کی طرف رجوع کیجئے۔ کہ انبیاء کو پکارنا' ندا کرنا جس کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔ شریعت نے اس کو عبادت میں داخل کیا ہے یہ حقیقت ہے ان چیزوں کی جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک بتاتے ہیں۔ ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ایک نابینا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری آنکھوں کھول دے۔ فرمایا جا وضو کر پھر دو رکعت پڑھ۔ پھر یہ دعا کر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ يَكْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ فَرَجَعَ وَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِه

(کذا فی کنز العمال ج ا ص ۱۸۳)

(شفائے قاضی عیاض جلد ا ص ۲۷۳)

شیخ السنتہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفاء میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:

عَزَاهُ الْمُصَنِّفُ اِلَى النَّسَائِی وَاَخْرَجَهُ اَيْضًا التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِیُّ وَصَحَّحَاهُ (مناہل الصفا صف ۴۴)

یعنی مصنف نے اس حدیث کی نسبت صرف نسائی کی طرف کی ہے اور اس کو ترمذی و حاکم و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم و بیہقی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور حصن حصین میں بھی یہ حدیث ترمذی و ابن ماجہ و نسائی سے روایت کی ہے۔

غرضیکہ حدیث صحیح ہے محدثین نے اس کی تصحیح کی ہے صحاح کی تین کتابوں میں مروی ہے۔

ترجمہ: الفاظ حدیث کا یہ ہے کہ حضور نے اس نابینا کو حکم فرمایا کہ اس طرح دعا کرے۔ یارب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے جو نبی رحمۃ ہیں متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری آنکھیں کھول دے اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ حسن عدوی حمزاوی المدد الفیاض میں فرماتے ہیں۔

قَوْلُهٗ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّ مُحَمَّدٍ اَيْ مُلْتَجِيًا وَمُتَوَسِّلًا بِنَبِيِّ۔

(المدد الفیاض ص ۲۷۳)

تقویت الایمان میں پیغمبروں کے پکارنے کو شرک بتایا ہے۔ حدیث شریف میں آپ نے دیکھا کہ شرک کے مٹانے والے حضور پرنور سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے یا محمد پکارنا اور اپنے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرنا تلقین فرمایا اور وہ ایسا کام آیا کہ نابینا کو حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بینا کر دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی آپ کا پائے مبارک سو گیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ نے اپنے سب سے پیارے کا نام لیجئے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ یہ سن کر انہوں نے ایک نعرہ مارا (یا محمداہ) اور پاؤں اچھا ہو گیا۔

حدیث یہ ہے:

رُوِيَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ (شفائے قاضی عیاض جلد ۲ ص ۲۰)

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا صفحہ ۶۳ میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا دیکھئے برابر احادیث سے ندا کا ثبوت مل رہا ہے۔ امام عبداللہ سمہودی خلاصۃ الوفاء میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

صَحَّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ السَّلَامُ



عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ۔

یعنی صحت ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے آتے تو حضور انور ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا ابو بکر الصدیق السلام علیک یاابتاہ یعنی اے والد۔ اس میں حضور کو بھی ندا ہے، حضرت صدیق اکبر کو بھی ندا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور ندائیں کر رہے ہیں۔ شفا شریف میں ہے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(شفائے قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۶۵)

حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسند امام اعظم میں حضرت امام عالی مقام امام الائمہ سراج الدئمہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ اِلَى الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

یعنی حضرت امام ابو حنیفہ ؒ نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ تو حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہو اور قبلہ کو پشت کر کے قبر مبارک کی طرف منہ کر کے عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔(فتح القدیر میں ہے) (مسند امام اعظم ص ۱۳۶)

ثُمَّ يَقُوْلُ فِيْ مَوْقِفِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيْرَةَ اللّٰهِ مِنْ

جَمِیْعِ خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّةَ (فتح القدیر جلد ا ص۵۹۰) اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں: وَیَسْئَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَاجَتَهٗ مُتَوَسِّلًا فِیْ حَضْرَةِ نَبِیِّهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ پھر فرماتے ہیں: ثُمَّ یَسْئَلُ النَّبِیَّ الشَّفَاعَةَ فَیَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاءَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَی اللّٰهِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ

یعنی زائر حضور کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر عرض کرے۔ سلام آپ پر یارسول اللہ سلام آپ پر اے بہترین خلق خدا سلام آپ پر اے برگزیدہ مخلوق الٰہی سلام آپ پر اے اللہ کے حبیب سلام آپ پر اے اولاد آدم کے سردار سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی۔ امانت کی امت کی نصیحت و خیر خواہی کی شک و شبہ کی اندوہناک پوشیدگیوں کو کھولا۔

اور زائر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت حضور کی درگاہ میں متوسل ہو کر مانگے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے اور عرض کرے یارسول اللہ میں آپ کے ساتھ اللہ کی طرف توسل کرتا ہوں کہ مسلمان مروں آپ کی ملت و سنت پر۔

دیکھئے شرع میں انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کا یہ مرتبہ ہے ائمہ دین مزار پرانوار پر با ادب کھڑے ہوں بار بار آپ کے اوصاف کے ساتھ ندائیں کر کے سلام عرض کرنے توسل کرنے حاجتیں مانگنے۔ شفاعت چاہنے' شفا طب کرنے' اسلام پر قائم رہنے کی دعا آپ کے وسیلہ سے مانگنے کی تلقین و تعلیم فرما رہے ہیں۔



صاحب تقویت الایمان نے ان سب امور کو شرک ٹھہرا کر تمام ائمہ دین اور صحابہ و تابعین اور کافہ مسلمین بلکہ خود شرع مبین کو معاذ اللہ مشرک گر قرار دے دیا اللہ تعالیٰ اس کے شر سے اپنے بندوں کو محفوظ رکھے۔ اسی فتح القدیر میں ابوفدیک سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جن حضرات کو پایا ان میں سے بعض سے سنا کہ فرماتے ہیں:

مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَلٰی هٰذِهِ الْاٰیَه اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاٰیَهْ ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یَامُحَمَّدْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْكَ یَافُلَانُ وَلَمْ تَسْقِطْ لَهٗ حَاجَةٌ۔

یعنی جو شخص حضور انور ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر یہ آیت پڑھے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَامُحَمَّدُ فرشتہ اس کو ندا کرتا ہے کہ حضور پر اللہ کا درود و سلام اور تجھ پر اے فلاں۔ اور جو لوگ حاضر آستانہ نہ ہو سکیں اور دوسروں کے ذریعہ درود و سلام عرض کرائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ملک شام سے حضور پر صلاۃ و سلام عرض کرنے کے لئے قاصد بھیجتے تھے کما فی فتح القدیر وخلاصته الوفا و کثیر من کتب الفقه والسیر پھر اتنا ہی نہیں کہ خاص حضور ہی کو ندا کرنا شرع میں ثابت ہو بلکہ صحابہ کبار پر ندا کے ساتھ عرض سلام کتب دینیہ میں بکثرت مذکور ہے اور اوپر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خلاصته الوفاء سے نقل ہو چکا۔ اور فتح القدیر میں شیخین جلیلین حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کسی قدر پیچھے ہٹ کر سلام عرض کرنے کی اس طرح تلقین فرمائی۔

فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِیَهٗ فِی الْغَارِ اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا ثُمَّ یَتَاَخَّرْ کَذَالِكَ قَدْرِ ذِرَاعٍ فَیُسَلِّمُ عَلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِاَنَّ رَاسَهٗ مِنَ الصِّدِّیْقِ کَرَاسِ الصِّدِّیْقِ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِیْ اَعَزَّاللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ خَیْرًا

(فتح القدیر جلد اول صفحہ ۵۹۰)

یعنی زائر کہے آپ پر سلام اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور ثانی اثنین فی الغار ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمدؐ کی طرف سے جزاء عطا فرمائے۔ پھر ایک گز ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کرے اور کہے تم پر سلام اے امیر المومنین عمر فاروق اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو حضور کی امت کی طرف سے جزائے خیر مرحمت فرمائے اور فتاوے قاضی خاں میں ہے:

ثُمَّ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی قَبَضَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَمِیْدًا مَّحْمُوْدًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِیْرِنَا وَكَبِیْرِنَا خَیْرَ الْجَزَاءِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَاَزْكَاهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِیَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَقْرَبَ النَّبِیِّیْنَ وَاَعْطِهِ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَاَسْقِنَا بِكَاسِهٖ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ قَبْرِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْهِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَیَدْعُوْ لِصَاحِبَیْهِ اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا وَیَسْئَلُ حَاجَتَهٗ وَیُكْثِرُ الصَّلَاةَ۔

(قاضی خاں جلد اول صفحہ ۲۷۰)

اس میں بھی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما پر ندا کے ساتھ عرض سلام اور درخواست شفاعت و طلب حاجت ہے فتاوی عالمگیری میں ہے۔

ثُمَّ یَنْهَضُ فَیَتَوَجَّهُ اِلٰی قَبْرِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقِفُ عِنْدَ رَاْسِهٖ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ یَدْنُوْ مِنْهُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی جِدَارِ التُّرْبَةِ فَهُوَ اَهْیَبُ وَاَعْظَمُ لِلْحُرْمَةِ وَیَقِفُ فِی الصَّلٰوةِ وَیُمَثِّلُ صُوْرَتَهُ الْكَرِیْمَةَ الْبَهِیَّةَ كَاَنَّهٗ نَائِمٌ فِیْ



لَحْدِهٖ عَالِمٌ بِهٖ یَسْمَعُ كَلَامَهٗ كَذَا فِی الْاِخْتِیَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی قَبَضَ رُوْحَكَ حَمِیْدًا مَّحْمُوْدًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِیْرِنَا وَكَبِیْرِنَا خَیْرَ الْجَزَاءِ وَصَلّٰی عَلَیْكَ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَاَزْكَاهَا وَاَتَمَّ التَّحِیَّةِ وَاَنْمَاهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِیَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَقْرَبَ النَّبِیِّیْنَ وَاَسْقِنَا مِنْ كَاسِهٖ وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِقَبْرِ نَبِیِّنَا عَلَیْهِ السَّلَامُ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْهِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ كَذَا فِی الْمُحِیْطِ فِیْ اٰخِرِ فَصْلِ تَعْلِیْمِ اَعْمَالِ الْحَجِّ وَلَا یَرْفَعُ صَوْتَهٗ وَلَا یَقْتَصِدُ كَذَا فِیْ غَایَةِ السَّرُوْجِیْ شَرْحِ الْهِدَایَةِ وَیُبَلِّغُهٗ سَلَامَ مَنْ اَوْصَاهُ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ عِنْدَ وَجْهِهٖ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ وَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَاشَاءَ وَیَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ رَاْسَ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ السلام علیک یا صاحب رسول اللّٰه فی الغار السلام علیک یا رفیقه فی الاسفار اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْنَهٗ عَلَی الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰی اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِیِّهٖ وَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِیْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَیْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِاَهْلِهٖ حَتّٰی اَتَاكَ الْیَقِیْنُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰی حُبِّهٖ وَلَا مُخَیِّبْ سَعْیَنَا فِیْ زِیَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ یَا كَرِیْمُ ثُمَّ یَتَحَوَّلُ حَتّٰی یُحَاذِیَ قَبْرَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِیَ عَمَّنِ اسْتَخْلَفَكَ فقد نظر الاسلام وَالْمُسْلِمِیْنَ حَیًّا وَّمَیِّتًا فَكَفَلْتَ الْاَیْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِیَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ اِمَامًا مَّرْضِیًّا

وَهادِيًا مَهْدِيًا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسِيْرَهُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَمُشِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ فِي الدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ لِيَشْفَعَ لَنَا الخ

یعنی زائر حضور انور ﷺ کی قبر انور کی طرف متوجہ ہو کر سر مبارکہ کے مقابل قبلہ رو کھڑا ہو بقدر تین یا چار گز فاصلہ کے اس سے زیادہ قریب نہ ہو اپنا ہاتھ بنظر ادب و احترام تربت مبارک کی دیوار پر نہ رکھے اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارکہ کا تصور کرے کہ آپ قبر شریف میں آرام فرما ہیں زائر کو جانتے اور اس کے کلام کو سنتے ہیں پھر عرض کرے یا نبی اللہ آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی امانت ادا کی۔ امت کو درست کیا۔ آخر تک راہ خدا میں مجاہدہ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹے بڑے سب کی طرف سے بہتر جزا دے اور آپ پر بہترین صلوۃ و سلام اور کامل ترین تحیت نازل فرمائے یارب روز قیامت ہمارے نبی کو تمام انبیاء سے اقرب کر اور ہمیں ان کے جام سے سیراب فرما اور ان کی شفاعت نصیب فرما۔ اور روز قیامت ہمیں حضور کے رفقاء میں قبول کر۔ یارب یہ زیارت روضہ پاک کی آخری زیارت نہ ہو ہمیں پھر حاضری نصیب کر اور زائر کو چاہئے کہ جن لوگوں نے اس سے کہہ دیا ہو ان کا سلام اس طرح عرض کرے یارسول اللہ آپ پر فلاں شخص کی طرف سے سلام وہ حضور کے رب کی جناب میں حضور کی شفاعت چاہتا ہے حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں۔

پھر حضور کے چہرہ مبارک کے قریب قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو اور جس قدر ہو سکے



حضور پر درود و سلام بھیجے پھر بقدر ایک گز کے ہٹ کر حضرت صدیق اکبر کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح سلام عرض کرے آپ پر سلام اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے رفیق غار آپ پر سلام اے رسول اللہ کے مرافق سفر آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے راز دار آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اس سے بہتر جزائیں دے جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہوں اور بیشک آپ نے نبی کریم ﷺ کی خلافت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی اور آپ حضور کے طریقہ کی بہتر راہ چلے۔ آپ نے مرتدین و اہل بدعت سے قتال کیا اور اسلام کی خوب خدمت کی اور صلہ رحمی فرمائی اور امر حق کے قائل اور اہل حق کے مددگار رہے اور آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ یارب ہمیں ان کی محبت میں مار اور ان کی زیارت کی سعی سے ہم کو نامراد نہ کر اپنی رحمت کا صدقہ یا کریم۔ پھر ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرے آپ پر سلام اے امیر المومنین آپ پر سلام اے اسلام کے مددگار۔ آپ پر سلام اے بت شکن اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہتر جزا دے اور اس سے راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنا کر اسلام اور مسلمین پر شفقت فرمائی۔ آپ نے یتیموں کی پرورش کی صلہ رحمی فرمائی۔ اسلام کو آپ سے قوتیں پہنچیں آپ مسلمانوں کے پسندیدہ امام اور راہ یاب رہنما ہیں آپ نے ان کی جماعت کو جمع کیا اور ان کے ناداروں کو غنی کیا اور شکستہ حالوں کی خبر گیری فرمائی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں پھر بقدر نصف گز کے عرض کرے۔ تم دونوں پر سلام اے رسول خدا ﷺ کے روضہ پاک میں آرام کرنے والو اور اے آپ کے رفیقو اور وزیرو اور مشیرو اور قیام فی الدین پر آپ کی مدد کرنے والو اور بعد آپ کے مسلمانوں کے مصالح میں سرگرمی سے مستعد رہنے والو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ ہم تم دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ تم دونوں کو بارگاہ رسالت میں وسیلہ بنائیں کہ حضور ہماری شفاعت کریں اور ہمارے رب سے دعا کریں پھر وہ ہماری سعی قبول فرمائے اور ہمیں آپ کی ملت پر زندہ رکھے اسی پر مارے اور آپ کے زمرہ میں ہمارا حشر فرمائے۔ اسی

طرح قاضی خاں جلد اول میں ہے:

ثُمَّ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى قَبَضَكَ اللّٰهُ (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَيَدْعُوْا لِصَاحِبَيْهِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَيَسْاَلُ حَاجَتَهٗ۔

(فتاوی قاضی خاں جلد اول صفحہ ۲۷۰)

اسی طرح مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔

وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَّثِّرُ (اِلٰى اَنْ قَالَ) ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَاسَ الصِّدِّيْقِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنِيْسَهٗ فِي الْغَارِ وَ رَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَاسَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بن الخطاب رَضِيَ الله عنه فَتَقُوْلَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ۔

(مراقی الفلاح ص ۴۳۲)

محی السنتہ امام محمد غزالی رحمتہ اللہ تعالی علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيَرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاحِيْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاعَاقِبُ اَلسَّلَامُ



عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَذِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ۔

(احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۶۱)

ان عبارات میں نداؤں کا سلسلہ باندھ دیا ہے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو حضور کے اوصاف کے ساتھ بار بار ندائیں حضور کے اصحاب کبار حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کو ندائیں ان کے اوصاف کے تذکرے۔ خوبیوں کے بیان ان کے ساتھ توسل استمداد طلب حاجت، طلب شفاعت نماز کی ہیت سے با ادب دربار میں حاضر ہونا صورت مبارکہ کا تصور کرنا اور یہ جاننا کہ حضور کو ہماری حاضری کا علم ہے اور حضور ہماری التجائیں سنتے ہیں۔ وہ امور جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ محدثین فقہا آئمہ دن نے کس شد و مد کے ساتھ بیان فرمائے۔ امام اعظم ؓ نے حضرت ابن عمر ؓ سے اس ندا کا سنت ہونا نقل فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا حضور کو ندا کرنا اور حضور کا خود ندا توسل کی تعلیم فرمانا اوپر حدیث سے مذکور ہو چکا اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت و ضرورت کے وقت علیہ الصلواۃ کے نام پاک کی برکت اور حضور کے توسل سے حاجت روائی چاہنا قرآن پاک کی آیت اور تفاسیر سے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ میں گزر چکا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک، تفاسیر احادیث، کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں۔ معاذ اللہ ولا حول ولا قوہ الا باللہ کیسا ناپاک عقیدہ اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے۔ وہابی صاحبو! ہوش میں آؤ؟ خدا و رسول کی راہ اختیار کرو۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی محبت و طرف داری میں گمراہ نہ ہو۔ حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔

وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّتُهٗ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ موصِ

(ظفر جلیل میں نواب قطب الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ و شرح اس طرح لکھی ہے) اور جب بھاگ جاوے جانور کسی کا پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندوں خدا کے نقل کی یہ بزار نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھ لفظ رحمکم اللہ کا بھی زیادہ نقل کی ہے۔ لیکن موقوفا یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے۔

ف: مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں پس چاہیے کہ کہے۔

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا

(ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ عبدالغفور شاہجہان آبدی ص ۲۰۱)

یعنی اے بندگان خدا روکو اس کو پس تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں ان کو پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور ان کا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے ہیں انہوں نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور ان کا پھیرلایا۔

دیکھئے یہاں ندا بھی ہے استمداد بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی اور خود حضور سے بھی کہاں تک وہابی انکار کریں گے اور اپنی بے سند و بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے۔ پھر اسی حصن حصین میں اس کے بعد ایک اور حدیث مذکور ہے جس کو نواب قطب الدین صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

وَاِنْ اَرَا دَعَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَاللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَاللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ○

(ظفر جلیل شرح حصن حصین ص ۲۰۲)

اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیے کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری نقل کی یہ طبرانی نے۔ ف: یہ



قول راوی کا ہے [1] میرک شاہ نے بعض علماء ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور محتاج ہیں طرف اس کے تمام مسافر اور مشائخ سے روایت کی گئی ہے کہ یہ

---

[1] ظفر جلیل کی یہ عبارت میں نے اس قدیم اصلی نسخہ سے نقل کی ہے جس کو نواب قطب الدین خاں صاحب مصنف نے ۱۲۵۴ء میں عبدالغفور شاہجہاں آبادی کے مطبع میں چھپوایا ہے۔ وہابیہ کی خیانت اور شرمناک چالاکی اور قابل عبرت فریب یہ ہے کہ اس کے بعد کے نسخوں میں سے انہوں نے میرک شاہ کی عبارت بالکل اڑا دی جس میں حدیث کو حسن بتایا تھا اور اس پر مشائخ کا تجربہ نقل کیا تھا اور بجائے اس کے ایک جعلی عبارت جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں اپنی طرف سے بڑھا دی اس میں اس حدیث کو ضعیف بھی کہا اور یہ بھی کہا کہ عباد اللہ سے ملائکہ مراد ہیں۔ اور نادانوں کو یہ نہ سوجھا کہ ابھی چند سطر اوپر اسی ظفر جلیل میں یہ لکھا ہے کہ مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ پھر چار سطر بعد اس کے خلاف کیسے لکھ دیں۔ قطع برید کی ہی تھی تو اس عبارت کو بھی نکال دیا ہوتا۔ مگر خدا نے عقل مار دی اور جھوٹے کا پردہ فاش کرنے کے لئے یہ عبارت رہ گئی اس چالاکی اور بددیانتی کو دیکھئے کہ اپنے مطلب کے خلاف دیکھا تو کتاب کی قطع برید کر دی۔ اور جھوٹے یہ نہ کریں تو کیا کریں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے مکر سے بچائے

خلق خدا اس کتاب کو دیکھ کر نواب قطب الدین خاں صاحب سے بدگمان ہو گی جن کے پاس اصل کتاب موجود ہے انہیں مقابلہ کرنے سے اس عیاری کا پتہ چل جائے گا دوسرے غریب کیا جانیں۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری اس حدیث کے تحت اپنی شرح میں فرماتے ہیں۔

رَوَاہُ الطِّبْرَانِیْ عَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا ضَلَّ اَحَدُ کُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَعَوْنًا وَّھُوَ بَاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْ اِنِیْ فَاِنَّ اللّٰہِ عِبَادًا لَّا نَرَاھُمْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ اَیْ ذٰلِکَ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ ط اَیْ رَوَاہُ الطِّبْرَانِیْ مِنْ حَدِیْثِ عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ اَیْضًا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتُ حَدِیْثٌ حَسَنٌ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِیَ عَنِ الْمَشَائِخِ اَنَّہٗ مُجَرَّبٌ قُرِنَ بِھَا النَّجَاحُ ذَکَرَہٗ مِیْرَکْ یعنی اس حدیث کو طبرانی نے زید بن علی سے انہوں نے عتبہ بن غزوان سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو اور وہ مدد چاہے اور ہو ایسی سرزمین میں جہاں اس کا کوئی ہمدرد نہیں تو چاہئے کہ پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو بیشک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے اور یہ عمل تجربہ کیا ہوا ہے اور اس کو بھی طبرانی نے عتبہ بن غزوان ہی کی حدیث سے روایت کیا بعض علمائے ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ

مجرب ہے اس مقدمہ میں اور نزدیک ہے ساتھ اس کے فتح مقصود پر کذا ذکر الفخرو العلی

حصن حصین میں یہ دو حدیثیں ذکر کیں جن میں ندا واستعانت کی تعلیم و تلقین ہے۔ پہلی حدیث اَعِیْنُوْا عِبَادَاللّٰہِ مرفوع ہے جس کو بزار سے نقل کیا ہے اس کے بعد لفظ حکم اللہ ابن ابی شیبہ سے موقوفا روایت کیا۔ دوسری حدیث طبرانی کی نقل کر کے فرمایا۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ یعنی یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی صحت پر اعتماد ہے اور اسی وجہ سے اسلاف کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔ جو محدث اس حدیث کو روایت کرتا ہے وہی تجربہ کی بھی خبر دیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کا ترجمہ ظفر جلیل شرح حصن حصین سے نقل کیا جس کے مصنف نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی ہیں۔ یہ وہابیہ کے معتمد ہیں انھوں نے میرک شاہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ علماء ثقات نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور اس کے موئد ایک اور حدیث کا مضمون فائدہ میں بیان کیا اور پہلی حدیث کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اسی کی تائید میں بیان کی جس میں یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبَسُوْا وارد ہے اور پھر ایک بزرگ کا تجربہ بھی نقل کیا تو اب یہ چار حدیثیں ہوئیں دو تو امام جزری صاحب حصن حصین نے بیان کیں اور ان کو مجرب بتایا اور دو شاہ محمد اسحق صاحب دہلوی کے شاگرد اور وہابیہ کے معتمد نواب قطب الدین خاں

---

سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ اس کو میرک شاہ نے ذکر کیا اب دیکھئے کہ شراح محققین اور علمائے محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں مگر مجہول وہابی اس کو ضعیف ٹھہرانے کے لئے کتاب کی عبارت بدلتا ہے اور ذرا خدا کا خوف نہیں کرتا فرض کرو کہ حدیث ضعیف ہوتی تو بھی باب فضائل میں مقبول اور قابل عمل تھی۔ جبکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مقدمہ مشکوہ شریف میں اور دوسرے علماء نے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے۔ اَلْحَدِیْثُ مَحْکُوْمٌ عَلَیْہِ بِالضُّعْفِ وَمَعْمُوْلٌ بِہٖ فِی فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ نہ یہ کہ حدیث میں شرک کا اثبات اور اس کی تعلیم ہو اور پھر ائمہ دین اس کو اپنی تصانیف میں نقل کریں اس کو حسن بتائیں' اس پر عمل کی ترغیب دیں' اس عمل کو بزرگوں کا مجرب بتائیں' یہ کوئی وہابی ہی سمجھ سکتا ہے۔ ولا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (حاشیہ ۵۶ ختم ہوا)



صاحب دہلوی مصنف ظفر جلیل نے مولانا فخرالدین اور علامہ علی قاری کے حوالہ سے نقل کیں تو اگر وہابیہ امام جزری کی حدیثوں کو نہ مانیں تو اپنے نواب کی نقل کی ہوئی حدیثیں تو مانیں۔ اور نہ ماننے کی تو ان کے بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ نواب صاحب نے میرک شاہ صاحب سے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا اور شاہ اسحق صاحب نے کتاب ظفر جلیل کا حرف حرف دیکھا ہے اور شاہ اسحق صاحب تمام وہابیہ کے استاذ الاساتذہ ہیں جب وہ ملاحظہ کر چکے اور انھوں نے حدیث کے حسن ہونے پر اور تائیدی حدیثوں اور ان کے تجربوں پر کوئی اعتراض نہ کیا تو اب کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔

وہابیہ کے لئے تو رجسٹری ہو گئی کہ ان حدیثوں کو دیکھ کر شاہ اسحق صاحب نے کوئی نوٹ نہ لکھا کہ اس پر عمل نہ کرنا ایمان جاتا رہے گا۔ یہ تو کھلا شرک ہے بلکہ اس کی تائید میں جو اور دو حدیثیں نواب صاحب نے نقل کر دی تھیں ان پر بھی قلم نہ پھیرا اس سے وہابیہ پریشان ہوئے۔ اور بجز اس کے کوئی اور ترکیب ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ انھوں نے کتاب ہی پر ہاتھ صاف کیا ظفر جلیل کی عبارتیں نکال ڈالیں اور اپنی طبعزاد داخل کر دیں۔ چنانچہ نواب صاحب کے بعد کی چھپی ہوئی ظفر جلیل میں یہ تحریف موجود ہے۔

اہل انصاف غور فرمائیں کتنا بڑا ظلم ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں کتابیں محرف کی جا رہی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ایسی ضدی قوم کی اصلاح کی کیا امید کی جائے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قبروں پر گزر فرمایا تو اپنے روئے انور سے اہل قبور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم پر سلام اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے۔ دیکھئے یہ حدیث ہے حضور علیہ

الصلواۃ والسلام اہل قبور کوندا فرما رہے ہیں۔ وہابیہ کہاں تک آیات واحادیث کا انکار کرتے رہیں گے۔ امام المحدثین خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں بروایت بیہقی فاطمہ خزاعیہ سے نقل کرتے ہیں۔

وَقَفْنَا عَلٰی قَبْرِہٖ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاعَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا كَلَامًا رُدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْكُمُ اَلسَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَمَا قُرْبَنَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ (شرح الصدور ص۸۷)

یعنی ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر ٹھہرے اور ہم نے عرض کیا آپ پر سلام اے عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سنا اور ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ یعنی قبر شریف سے جواب ملا۔

اسی شرح الصدور میں بحوالہ ابن جوزی نقل فرمایا۔

اِنَّ ثَلَاثَۃَ اِخْوَۃٍ مِّنَ الشَّامِ كَانُوْا یَغْزُوْنَ وَكَانُوْا فُرْسَانًا شُجْعَانًا فَاَسَرَھُمَ الرُّوْمُ مَرَّۃً فَقَالَ لَھُمْ الْمَلِكُ اِنِّی اَجْعَلُ فِیْكُمُ الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بِنَاتِیْ وَ تَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا یَامُحَمَّدَاہْ فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَۃِ قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِیْھَا الزَّیْتُ ثُمَّ اُوْقِدَ تَحْتَھَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ یُعْرِضُوْنَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ عَلٰی تِلْكَ الْقُدُوْرِ یَدْعُوْنَ اِلٰی دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ فَیَابُوْنَ فَاُلْقِیَ الْاَكْبَر فِی الْقِدْرِ ثُمَّ اُدْنِیَ الْاَصْغَرُ فَجَعَلَ یَفْتِنُہٗ عَنْ دِیْنِہٖ بِكُلِّ اَمْرٍ فَقَامَ اِلَیْہِ عِلْجٌ فَقَالَ اَیُّھَا الْمَلِكُ اَنَا اَفْتِنُہٗ عَنْ دِیْنِہٖ قَالَ بِمَا ذَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ الْعَرَبَ اَسْرَعُ شَیْءٍ اِلَی النِّسَاءِ وَلَیْسَ فِی الرُّوْمِ اَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِیْ فَادْفَعْہُ اِلَیَّ حَتّٰی اُخَلِّیَہٗ مَعَھَا فَاِنَّھَا سَتَفْتِنُہٗ فَضَرَبَ لَہٗ اَجلاً اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَدَفَعَہٗ اِلَیْہِ فَجَاءَ بِہٖ فَاَدْخَلَہٗ مَعَ ابنتہ و اخبرھا بِالْاَمْرِ فَقَالَتْ لَہٗ دَعْہُ فَقَدْ كَفَیْتُكَ اَمْرَہٗ فَقَامَ مَعَھَا نَھَارُہٗ صَائِمٌ وَلَیْلُہٗ قَائِمٌ حَتّٰی مَضٰی اَكْثَرَ الْاَجَلِ فَقَالَ الْعِلْجُ لِاَبْنَتِہٖ مَا صَنَعْتِ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَیْئاً ھٰذَا رَجُلٌ فَقَدَا اخوِیْہِ فِیْ ھٰذِہِ الْبَلْدَۃ فَاَخَافُ اَنْ یَّكُوْنَ اِمْتِنَاعُہٗ مِنْ اَجْلِھِمَا كُلَّمَا رَاٰی اٰثَارَ ھُمَا وَلٰكِنْ اِسْتَزِدِ الْمَلِكَ فِی الْاَجَلِ وَالْقُلْنِی وَاِیَّاہُ اِلٰی بلد غیر ھذا فَزَادَہٗ اَیَّامًا



فَاَخْرَجَھُمَا اِلٰی قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَمَكَثَ عَلٰی ذٰلِكَ اَیَّامًا صَائِمَ النَّھَارِ قَائِمَ اللَّیْلِ حَتّٰی اِذَا بَقِیَ مِنَ الْاَجَلِ اَیَّامٌ قَالَتْ لَہٗ الْجَارِیَۃُ لَیْلَۃً یَا ھٰذَا اِنِّیْ اَرَاكَ تُقَدِّسُ رَبًّا عَظِیْمًا وَاِنِّیْ قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِیْ دِیْنِكَ وَ تَرَكْتُ دِیْنَ اٰبَائِیْ قَالَ لَھَا فَكَیْفَ الْحِیْلَۃُ فِی الْھَرْبِ قَالَتْ اَنَا اَحْتَالُكَ وَجَائَتْہُ بِدَابَّۃٍ فَرَكِبَاھَا فَكَانَا یَسِیْرَانِ بِاللَّیْلِ وَیَكْمُنَانِ بِالنَّھَارِ فَبِیْمَا ھُمَا یَسِیْرَانِ لَیْلَۃً اِذْ سَمِعَا وَقْعَ الْخَیْلِ فَاِذَا ھُوَ بِاَخَوَیْہِ وَمَعَھُمَا مَلَائِكَۃٌ رُسُل اِلَیْہِ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمَا وَسَاَلَھُمَا عَنْ حَالِھِمَا فَقَالَا مَا كَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَۃَ الَّتِیْ رَاَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ وَاِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنَا اِلَیْكَ لَنَشْھَدَ تَزْوِیْجَكَ بِھٰذِہِ الْفَتَاۃِ فَزَوَّجُوْہُ اِیَّاھَا وَرَجَعُوْا۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ملک شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے ایک مرتبہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں ملک دوں گا اپنی بیٹیوں سے شادی کر دوں گا۔ تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یَامُحَمَّدَاہْ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں۔ اور ان میں روغن زیتون جوش کیا گیا۔ تین دن تک وہ تیل کھولتا رہا۔ روزانہیں وہ دکھایا جاتا۔ اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے تیل میں ڈالا گیا۔ پھر دوسرا، پھر چھوٹا قریب لایا گیا اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس میں ایک درباری نے عرض کیا کہ اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کرلوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح۔ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں وہ اس کو بہکا لے گی۔ چالیس روز کی معیاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کیا وہ اپنے مکان پر لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس کو واقعہ کی اطلاع دی۔ لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو یہ میرا کام ہے اب یہ شامی دن بھر روزہ دار رہتا تمام شب عبادت میں گزارتا یہاں تک

کہ میعاد آخر ہوئی تو اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا تونے کیا کیا۔ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ان کی وجہ سے باز رہے اس لئے مناسب ہے کہ بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس شخص کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی وہی روزانہ کا روزہ اور ہر شب کی شب بیداری یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم کے قریب پہنچی تو ایک شب اس لڑکی نے کہا کہ اے شخص میں تجھے رب عظیم کے تقدس وطاعت میں مشغول دیکھتی ہوں اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کرکے تیرا دین اختیار کرلیا۔ اب دونوں مشورہ کرکے وہاں سے ایک سواری پراس طرح بھاگ نکلے کہ رات میں چلتے اور دن میں کہیں چھپ رہتے ایک شب یہ دونوں جارہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی۔ دیکھا تو وہ شامی کے دونوں بھائی تھے ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور ہم جنت فردوس میں جانکلے اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں۔ چنانچہ شادی کرکے واپس ہو گئے اس عبارت سے بھی مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارنا اور ندا کرنا ثابت ہوا فقہ کی معتبر و متداول کی کتاب ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمتہ نے افادہ فرمایا۔

قَرَّرَ الزِّيَادِيْ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ وَّاَرَادَ اَنْ يَّرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيَقْرَاءُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَهَا لِلنَّبِي صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِسَيِّدِيْ اَحْمَدَ بْنِ عَلْوَان وَيَقُوْلُ يَاسَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَان اِنْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ضَالَّتَهٗ بِبَرْكَتِهٖ اَجْهُوْرِيْ مَعَ



زِيَادَةٍ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمَنْهَجِ لِلدَّاوٗدِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ اه مِنْهٗ۔

(ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

یعنی زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلادے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کرکے سید احمد بن علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گمی چیز تم نے واپس دلادی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوادوں گا اس عمل سے برکت ان ولی کی اللہ وہ گمی چیز واپس دلادے گا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں: (۱) مشکل کے وقت اہل اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد چاہنا۔ (۲) انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا۔ (۳) کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور انور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے ثواب پہنچائے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق علیہ الرحمتہ کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔

اَنَا لِمُرِيْدِيْ جَامِعٌ لِشَتَاتِهٖ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ

میں اپنے مرید کا اسکی پراگندیوں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے

وَاِنْ كُنْتَ فِيْ ضِيْقٍ وَكَرْبٍ وَ وَحْشَةٍ فَنَادِ يَازَرُوْق اٰتِ بِسُرْعَةٍ

اور اگر تنگی و سختی و وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں جلد آؤں گا

(بستان المحدثین صفحہ ۱۲۱)

یہ مسئلہ نادان انسان نہ سمجھیں تو تعجب حیوان و نباتات بھی جانتے ہیں قاضی عیاض رحمتہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَحْرَاءَ فَنَادَتْهُ ظَبْيَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَتْ صَادَنِيْ هٰذَا الْاَعْرَابِيُّ وَلِيْ خِشْفَانِ فِيْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ

فاطْلِقْنِیْ حتّٰی اَذْھبَ فاَرْضِعُھُمَا وَاَرْجِعُ قَالَ اَوْ تَفْعِلِیْنَ قَالَتْ نَعَمْ فَاطْلَقَھَا فَذھبتْ وَرجعتْ فاَوْثقھا فَانْتبہَ الْاَعْرَابِیُّ وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَکَ حَاجَۃٌ قَالَ تُطْلِقْ ھذہِ الظَّبیَۃَ فاطْلقھا فخَرجتْ تَعْدُوْا فِی الصَّحْرَاءِ وَتَقُوْلُ اَشْھَدُاَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاشْھدُاَنَّ مُحمَّد رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (شفا شریف جلد ا ص ۲۶۵)

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحرا میں تھے ایک ہرنی نے ندا کی یارسول اللہ فرمایا کیا حاجت ہے عرض کیا مجھے اس اعرابی نے پکڑ لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں مجھے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلا آؤں فرمایا تو ایسا کرے گی۔ عرض کیا ضرور۔ حضور نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آ گئی پھر اس کو باندھ دیا اب اعرابی بیدار ہوا۔ عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ حکم ہے فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے ہرنی کو کھول دیا۔ وہ اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا رسول اللہ کہتی ہوئی جنگل میں دوڑ گئی۔

ہرن نے بھی مشکل کے وقت حضور کو ندا کی اور اس کو کامیابی ہوئی اسی شفا شریف میں ہے۔

مَا اِسْتَقْبَلَہٗ شَجَرٌ وَلاَ جَبلٌ اِلاَّ قَالَ لَہٗ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

(شفاء شریف جلد ا صفحہ ۲۵۹)

جو درخت یا پہاڑ حضور کے سامنے آتا السلام علیک یارسول اللہ عرض کرتا۔ یہ تو شجرو حجر ہیں کعبہ معظمہ جو تمام عالم کے مسلمانوں کا قبلہ عبادت ہے جس کی طرف ہم سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں وہ خود روضہ طاہرہ پر حاضر ہو کر بہ ندا سلام عرض کرے گا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

ابن مردویہ و اصبہانی در ترغیب و ترہیب و دیلمی بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آوردہ اند کہ آنحضرت فرمودند کہ چوں روز قیامت شود کعبہ را فرشتہا مانند عروس بزیب



وزینت آراستہ بحشر گاہ برند۔ دراثنائے راہ بر قبر من گزارافتد پس کعبہ بزبان فصیح بگوید کہ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ در جواب بگویم کہ وَعَلَیْکَ السَّلاَمُ یَابَیْتَ اللّٰہ باتو امت من چہ سلوک کردد تو بانہاچہ سلوک خواہی کرد کعبہ بگوید کہ یامحمد ہر کہ از امت تو بزیارت من آمد پس من اورا کفایت کنم و شفیع او خواہم شد از طرف او خاطر خود را فارغ دار، وہر کہ بزیارت من نرسید بس تو اورا کفایت کن و شفیع اوشو۔

(تفسیر فتح العزیز پارہ الم ص ۵۷۴)

یعنی ابن مردویہ و اصبہانی ترغیب و ترہیب میں اور دیلمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہو فرشتے کعبہ معظمہ کو دلہن کی طرح زیب و زینت سے سجا کر محشر میں لے جائیں۔ اثنائے راہ میں میری قبر مبارک پر گزر ہو تو کعبہ زبان فصیح سے عرض کرے اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ میں جواب میں فرماؤں وَعَلَیْکَ السَّلاَمُ یَا بَیْتَ اللّٰہ تیرے ساتھ میری امت نے کیا سلوک کیا اور تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا کعبہ عرض کرنے گا یامحمد آپ کا جو امتی میری زیارت کے لئے آیا میں اس کے لئے کفایت کروں گا۔ اور اس کا شفیع ہوں گا۔ آپ اس کی طرف سے خاطر جمع رکھیں اور جو میری زیارت کو نہ پہنچا حضور اس کے لئے کفایت کریں اور اس کے شفیع ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روضہ طاہر پر عرض سلام بہ ندا شرک نہیں ورنہ مولوی اسمٰعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک ولا حول ولا قوہ الا باللہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کعبہ بھی شفاعت کرے گا اور حضور بھی شفاعت فرمائیں گے اور وہ شفاعت عاصیوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگی۔ والحمد اللہ

امام علامہ سمہودی علیہ الرحمتہ خلاصتہ الوفاء میں فرماتے ہیں:

حَکَاہُ اَصْحَابُنَا عَنِ الْعَتَبِیْ مُسْتَحْسَنِیْنَ لَہٗ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیَّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِعْتُ اللّٰہ

تعَالٰی یَقُوْلُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ اِلایه وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذَنْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰی رَبِّیْ ثُمَّ اَنْشَاءَ یَقُوْلُ۔

(خلاصۃ الوفاء صفحہ ۵۸)

یَاخیرَ مَنْ دفِنَتْ بِالقاعِ اَعْظُمُهٗ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاُكُم
نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍاَنْتَ سَاكِنُهٗ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَم

(خلاصۃ الوفاء ص ۵۸)

قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَغَلَبَتْنِیْ عَیْنَایَ فَرَاَیْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَقَالَ یَا عَتْبِیْ اَلْحِقِ الْاَعْرَابِیْ فَبَشِّرْهُ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَهٗ۔

یعنی ہمارے اصحاب نے مستحسن جان کر عتبی سے نقل کیا کہ میں حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ طاہرہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ الایہ تو اے حضور میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے اور پروردگار عالم کے حضور آپ کی شفاعت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں۔

پھر وہ اعرابی یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اے بہتر ان سب سے جو زیر زمین مدفون ہوں ہو معطر ان کی خوشبویوں سے گورستان کی خاک
میری جاں اس قبر پر قربان کہ جس میں آپ ہیں اس میں ہے جو دو عفاف و موہبت اے جان پاک

اعرابی تو یہ عرض و معروض کرکے روانہ ہوا اور مجھے نیند آئی حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا ارشاد فرمایا کہ اے عتبی اس اعرابی سے مل کر اس کو بشارت دو کہ اللہ تعالٰی نے اس کی مغفرت فرمائی۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمتہ قصیدہ اطیب النعم میں فرماتے ہیں۔

وَصَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ یَاخَیْرَ خَلْقِهٖ وَیَا خَیْرَ مَا مُوْلٍ وَّیَاخَیْرَ وَاهِبِ
تم پر درود کبریا اے بہترین کائنات اے بہترین امید گہ اے بہترین صاحب عطا



وَیَاخَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِكَشْفِ رَزِیَّةٍ وَمَنْ جُوْدُه فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ
اے بہتر ان جن سے دفع مصیبت کی امید فائق ہے جو دابر سے سرکار کی جود و سخا
فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ رَاحِمُ خَلْقِهٖ وَاَنَّكَ مِفْتَاحٌ لِكَنْزِ الْمَوَاهِبِ
شاہد ہوں میں اس پر کہ حق راحم ہے اپنے خلق پر اور ذات عالی آپ کی مفتاح گنج ہر عطا
وَاَنَّكَ اَعْلَی الْمُرْسَلِیْنَ مَكَانَةً وَاَنْتَ لَهُم شَمْسٌ هُمْ كَالثَّوَاقِبِ
سب مرسلوں میں آپ کا اعلیٰ ہے بیشک مرتبہ مہر درخشاں آپ ہیں مثل کواکب انبیاء
وَاَنْتَ شَفِیْعٌ یَّوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ بِمُغْنٍ كَمَا اَثْنٰی سَوَادُ بْنُ قَارِبِ
اس روز شافع آپ ہیں جس دن کوئی شافع نہیں حاجت روا جیسا سواد ابن قارب نے کہا
وَاَنْتَ مُجِیْرٌ مِّنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ اِذَا اَنْشَبَ فِی الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ
سختی کے حملوں سے تمہیں دوگے پناہ اے شاہ دین جب دل میں پنجے ڈال دے بدتر مصیبت کی بلا
فَمَا اَنَا اَخْشٰی اَذِمَّةَ مُذْ لِهِمَّةٍ وَلَا اَنَا مِنْ رَیْبِ الزَّمَانِ بِرَاهِبِ
اندیشہ پھر کیا ہو مجھے غم کے چہ تاریک سے اور کیسے خائف کرسکے ریب زمان بے وفا
فَاِنِّیْ مِنْكُم فِیْ قَلَاعٍ حَصِیْنَةٍ وَحَدِّ حَدِیْدٍ مِنْ سُیُوْفِ الْمُحَارِبِ
ہوں میں پنہ گیر آپکے محفوظ قلعوں میں شہا کیا کرسکے گی پھر مراتیغ یل جنگ آزما

شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس قصیدہ میں ندائیں بھی کیں حضور سے مدد بھی چاہی آپ کو واہب اور دافع بلا و مصیبت بھی مانا آپ کو شفیع و حاجت روا بھی کہا آپ کی ذات پر بھروسہ بھی کیا۔ عطاؤں کی کنجیاں بھی آپ ہی کے ہاتھ میں بتائیں دیکھئے مولوی اسمٰعیل کے ماننے والے شاہ صاحب پر بھی حکم شرک کرتے ہیں یا یہ حربہ دوسروں ہی کے لئے کام میں لایا جاتا ہے اور اپنوں کا کوئی فعل قابل گرفت نہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

اے محمد گر قیامت را برآری سر زخاک سر بر آورد دیں قیامت درمیان خلق بیں

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ترحَّم اللّٰہ نبیّ یا ترحَّم عالم جان برآمد زمجوری

اولیاء کرام اور علمائے دین نے جو ندائیں عرض کی ہیں ان سے دفتر کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ کہاں تک نقل کی جائیں وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں۔

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اب آخر میں یَاشَیخ عَبدُالقَادِر جِیلَانِی شَیئًا لِلّٰہِ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک فتوی ملاحظہ کیجئے۔

## فتوی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے اور جو اس لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے ایسے پڑھنے پر نہ تکفیر ہو سکے اور نہ تفسیق اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں اور کسی مسلمان پر گمان کفر و شرک فسق کا کرنا جب تک تاویل اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتاوے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر گمان بد کرنا خود معصیت ہے۔ اِنَّ بَعضَ الظَّنِ اِثمٌ لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوۃ بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(رشید احمد)



مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے اس فتوی میں صاف اقرار کیا کہ اگر شیخ کو عالم غیب اور متصرف مستقل جانے تو شرک ہے اور اگر مستقل نہ جانے تو شرک نہیں ایسے شخص کو کافر فاسق کچھ نہ کہا جائے اس کی امامت درست اور جو اس پر گمان بد کرے وہ گنہگار۔

لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تقویت الایمان میں کوئی عذر نہیں سنتے مسلمانوں پر شرک کا حکم لگانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ حکم دیتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ میں ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۶)

دوسری جگہ لکھا ہے:

تو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)

اس کے بعد پھر لکھتے ہیں:

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)

اس کے بعد پھر لکھتے ہیں:

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویت الایمان صفحہ ۱۱)

مولوی اسمٰعیل صاحب اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی کسی کے لئے علم و تصرف ماننے والے کو بڑے زور شور سے مشرک اور ابو جہل کی برابر کہہ رہی ہے۔ یہ جملہ تمام امت اور اکابر دین پر تو ہوا ہی مگر خود ان کے اپنے گھر والے بھی نہ بچے شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب سب اس حکم سے

مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اب وہابی صاحبان غور کریں کہ آیا ان کے تمام پیشوا مشرک ہیں یا مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس حکم شرک سے خود بھی نہیں بچتے۔ ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم۔

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیرا مکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔

(صراط مستقیم مطبع ضیائی صفحہ ۱۲۸)

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل صاحب ارواح و ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان و جنت دوزخ تمام امکنہ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے دورہ کا شغل بتا رہے ہیں۔ دورہ کے شغل سے جو ان غیوب کے علوم حاصل ہوں گے وہ صاحب شغل کے لئے یا ذاتی ہوں گے یا عطائے الٰہی اور تقویت الایمان میں دونوں طرح ماننا شرک بتایا ہے اب یہ جناب اپنے ہی قول سے خود مشرک بلکہ مشرک گر ہوئے یہ حالت ہے مولوی اسمٰعیل صاحب اور ان کی تقویت الایمان کی اس پر بھی لوگ اس کو مانیں تو ان کی عقلوں پر افسوس مولوی اسمٰعیل صاحب نے بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور ان کے نام عبدالنبی، علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ رکھنے کو بھی تقویت الایمان کے صفحہ ۵ میں شرک فرمایا ہے۔ عبارت ان کی اس کتاب کے صفحہ ۲۹ پر نقل ہو چکی ہے۔

یہ مسئلہ بھی غلط اور باطل ہے اور اس کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دل سے تراشا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے شرک ہونا ثابت نہیں۔ مولوی صاحب تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں مولویوں اور درویشوں کی بات ماننے کو شرک بتا چکے ہیں جیسا کہ ہم اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ میں نقل کر چکے ہیں لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب صاحب کا بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے کو بے حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے شرک بتانا اور معتقدین کا اس کو ماننا بحکم تقویت الایمان صفحہ ۹ شرک ہوا یہ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کا اپنا حکم ہے جو ان پر اور ان



کے معتقدین پر عائد ہو اور تقویت الایمان کی رو سے مولوی اسمٰعیل صاحب اور ان کے تمام ماننے والے مشرک اور خارج از ایمان ہو گئے تو وہ اپنا انجام سوچیں۔

مسئلہ کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ بلا کے ٹلنے کے لئے بیٹوں کی نسبت بزرگوں کی طرف کرنا یا عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش، سالار بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا شرک نہیں۔ یہ تو ایک خاص خام ہے کہ غلام محی الدین نام مسلمان اس لئے رکھتے ہیں کہ بلائیں ٹلیں بچہ بیمار نہ ہو۔ اس کو کوئی آسیب نہ پہنچے بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی یاد رہے اور بچہ سن شعور کو پہنچ کر اپنے نام سے ایک عمدہ نصیحت اور پند پاتا رہے اور سمجھے کہ ان بزرگوں کی پیروی میرے حق میں بہتر ہے۔ میرے والدین نے میرا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ میں ان مقدس بزرگوں کا اتباع کروں اور جو گمراہ ان مقبولان بارگاہ کے خلاف راہ چلتے ہیں ان سے دور رہوں۔ اور اگر وہ بچہ اپنے عالم ہوش میں والدین کو نہ پائے تو اس کو اپنے نام سے ان کے طریقہ و مشرب کا پتہ چل جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ گمراہی تو بڑی بلا ہے اس سے بچنے کا فائدہ ملحوظ رکھ کر نام رکھا گیا تو بھی بلا ٹلنے کے لئے ہوا تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ اس بلا کا ٹلنا ملحوظ ہونا ہی چاہئے اور ضرور بزرگوں کا اتباع ایسی بلاؤں سے بچنے میں کارآمد ہوتا ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیھم اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ رواہ رزین عن عمر رضی اللہ عنہ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں جس کا اتباع کرو گے راہ یاب ہوگے بکثرت آیات و احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے اور انبیاء اسی لئے مبعوث فرمائے جاتے ہیں کہ ان کی فرمانبرداری و اطاعت کی برکت سے آدمی گمراہی اور غضب الٰہی سے محفوظ رہے تو اس لئے بزرگوں کی طرف نسبت کس طرح شرک ہوگی اور اگر یہی فرض کیا جائے کہ

کوئی شخص بزرگوں کے ناموں پر اس لئے نام رکھتا ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سی ارض و سماوی بلاؤں۔ بیماریوں' آسیبوں وغیرہ کو دور فرمائے تو یہ بھی شرک نہیں کیونکہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو نسبت اور ایک یہ امید کہ اللہ تعالیٰ ان مقبولوں کی برکت سے مصیبت کو دفع فرمائے۔ تو محض نسبت تو شرک نہیں ورنہ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' چشتی' قادری' نقشبندی' سہروردی' رفاعی' شاذلی' صدیقی' فاروقی' عثمانی' انصاری' قریشی' ہاشمی' مکی' مدنی' عربی' عجمی' بخاری' قشیری' ترمذی' بجستانی' نسائی' قزوینی' دارمی' دار قطنی' بیہقی' ہندی' دہلوی وغیرہ سب نسبتیں ہیں اور بے شمار نسبتیں شب و روز علماء' صلحاء' اتقیاء کی زبانوں پر آتی ہیں۔ نسبت محض شرک ہو تو ساری دنیا ہی مشرک ٹھہر جائے معاذ اللہ یہ تو بداہتہ" باطل ہے اور یہ شاید کوئی وہابی بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ محض نسبت ہی شرک ہے۔

اب رہا یہ خیال کہ بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصیبتیں اور بلائیں دفع فرماتا ہے اس کو شرک بتانا قطعاً گمراہی اور شریعت مطہرہ کی مخالفت ہے ہم اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر آیہ مبارکہ فَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا نقل کر چکے ہیں جس میں بیان ہے کہ حضور کی بعثت مبارکہ سے قبل یہودی اپنی حوائج و مشکلات اور خوف دشمن و اندیشہ شکست کے وقت حضور کے نام پاک کی برکت و توسل سے اپنی مراد طلب کرتے اور پاتے تھے اور اپنے اعدا پر مظفر و منصور ہوتے تھے اور ہولناک مصیبت سے امن میں رہتے تھے۔ نیز صفحہ پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی تعلیم و ارشاد سے ایک نابینا نے بتوسل حضور دعا کی اور نابینائی کی بلا سے نجات پائی۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

(سورہ توبہ پارہ ۱۰)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔



اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ غنی کرنے کی نسبت صاف حضور کی طرف فرماتا ہے۔

دوسری آیت مطالعہ کیجئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

(سورہ توبہ پارہ ۱۰)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

سورۂ احزاب میں فرمایا:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

(سورۂ احزاب پارہ ۲۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ دیکھئے قرآن پاک میں حضور کا غنی کر دینا عطا فرمانا فضل فرمانا۔ نعمت دینا بیان کیا گیا ہے۔ وہابی قرآن پاک کے خلف اس کو کس کے حکم سے شرک قرار دیتے ہیں۔ یہ کیسا شرک ہے جو جابجا قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

حضرت مسیح علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے:

اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

(سورہ آل عمران' پارہ ۳)

میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے کیا بیمار کو تندرست کرنا مردے کو جلانا دفع بلا نہیں ہے پھر اگر کوئی مسلمان بزرگوں کی نسبت سے یہ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بلا کو دفع فرمائے گا یہ

کہ مقبولان بارگاہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوئی بلا دفع فرمادیں تو یہ شرک کیسے ہوگیا۔ اس مضمون سے تو قرآن و حدیث مالا مال ہیں۔ کیا وہابیہ قرآن و حدیث پر بھی شرک کا الزام لگائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلاً يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۵۸۳)

یعنی ابدال شام میں ہوتے ہیں وہ چالیس مرد ہیں جب ان سے کسی کا انتقال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک قائم مقام کر دیتا ہے انہیں کی وجہ سے ابر لائے جاتے ہیں۔ انہیں کی بدولت دشمنوں پر نصرت دی جاتی ہے۔ انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کئے جاتے ہیں۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری نے مرقاۃ المفاتیح میں ایک حدیث ابن عساکر سے بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی ہے۔ اس میں ہے بِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ کہ ان کی برکت سے اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے اسی کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں شرک بتاتے ہیں۔ شرم، شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار اوپر گزرے جن میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصیبتوں اور بلاؤں سے پناہ دینے والا فرماتے ہیں۔

وَاَنْتَ مُجِيْرٌ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ اِذَا انْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ

شاہ صاحب نے تو یہی فرمایا کہ بلاؤں کے ہجوم سے آپ پناہ دینے والے ہیں اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تو تمام کائنات کی ہستی کو آپ کا طفیل بتاتے ہیں۔

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے کہئے اگر تم کو مبدا الآثار



عجب نہیں تری خاطر سے تیری امت کے گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار
دبکیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہوں گی نثار
(قصائد قاسمی)

تقویت الایمان کے حکم سے مولوی قاسم صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی مشرک اور تمام علماء وائمہ دین اور کل مومنین بھی مشرک۔ اس بدلگامی کی کچھ انتہا ہے اس پر بھی نادان اس باطل کتاب کو نہیں چھوڑتے اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

بہرحال قرآن پاک کی آیات سے حدیث شریف سے اور خود پیشوایان وہابیہ کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ محبوبان خدا باذن اللہ تعالیٰ اہل حاجت کو غنی کرتے ہیں فضل فرماتے ہیں نعمتیں دیتے ہیں بیماروں کو تندرست کرتے ہیں اندھوں کو بینا کرتے ہیں مردوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مینہ برساتا ہے مقابلہ اعداء میں نصرت عطا فرماتا ہے۔ عذاب دفع کرتا ہے۔ وہ بلاؤں کے ہجوم سے پناہ دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر سے امت کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں آپ کے طفیل میں کائنات کو ہستی ملی۔ جب ایسا ہے تو اگر کسی نے غلام محی الدین، غلام معین الدین یا عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھ لیا اور یہ امید کی کہ ان مقبولان بارگاہ الٰہی کے ناموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ اور بچوں کو بلاؤں آسیبوں سے محفوظ رکھے گا تو یہ بالکل آیات و احادیث کے مطابق ہے۔ اس کو شرک بتانا شرع مطہر سے انحراف اور مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

ناموں میں منقول ہونا تو بالاتفاق شرط نہیں کہ جو نام زمانہ اقدس یا زمانہ صحابہ میں مسلمانوں کے رکھے گئے وہ تو رکھے جائیں اور نیا کوئی نام نہ رکھا جائے ایسا ہو تو رشید احمد، خلیل احمد، اشرف علی، محمود حسن، احمد حسن، حسین احمد، مرتضیٰ وغیرہ یہ سب نام ناجائز ہو جائیں کہ زمانہ اقدس و زمانہ صحابہ میں ایسے نام نہیں پائے جاتے۔ اب اگر کوئی نام ناجائز ہوگا تو فساد معنی کی وجہ سے یعنی اس کے معنی ایسے ہوں جو شرعاً جائز نہیں تو یہ اچھی طرح

ثابت ہو چکا کہ عبدالنبی، عبدالرسول، نبی بخش، غلام محی الدین وغیرہ ناموں میں کوئی ایسا نام نہیں جس کے معنی شرعاً درست نہ ہوں۔ بزرگوں کا باذنہ تعالیٰ نفع پہنچانا تندرستی دینا، شفا بخشنا، نعمتیں دینا، غنی کرنا وغیرہ خود قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا تو اب کسی نام کے جواز میں کچھ شبہ نہ رہا۔ البتہ عبدالنبی وغیرہ ناموں میں ممکن ہے کہ کوئی وہابی لفظ عبد کا دھوکہ دے اس لئے معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ عبد کا استعمال غلام خادم اور مطیع کے معنی میں بکثرت ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ اگر عبد کا لفظ شرک ہوتا تو قرآن پاک میں کس طرح وارد ہو سکتا تھا۔ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ یعنی مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکواۃ نہیں۔ اس حدیث میں مسلمانوں کے غلام کو ان کا عبد فرمایا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ فرماتے ہوئے اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کا عبد و خادم فرمایا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنِّيْ شِدَّةً وَغِلْظَةً وَ ذٰلِكَ اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَ خَادِمَهٗ وَكَانَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے آپ نے منبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حاضرین سے خطاب کر کے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے شدت و غلظت پاتے تھے۔ اس کا باعث یہ



تھا کہ حضور انور علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ تھا اور آپ کا عبد و خادم تھا اور آپ حسب ارشاد الٰہی مومنین پر رؤف و رحیم۔

اب قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ لفظ عبد بمعنی خادم و مملوک شرع میں بکثرت مستعمل ہے اور اس لفظ کی اضافت بندگان خدا کی طرف قرآن و حدیث میں آئی ہے پھر اس کو شرک کہنا کس قدر ظلم ہے۔ ہاں اگر کوئی اپنے آپ کو حقیقتاً بندہ کا مملوک اور اس کو مالک حقیقی سمجھے تو بغیر عبدالرسول وغیرہ نام رکھے ہی مشرک ہے کہ یہ اعتقاد ہی سرے سے باطل و شرک۔ مگر مسلمان کے وہم میں بھی کبھی یہ وسوسہ نہیں گزرتا تا کہ خداوند عالم کے سوائی اور مالک مستقل یا متصرف بالذات ہے مسلمانوں پر یہ اتہام نہایت قبیح ہے تو یہ ثابت ہوا کہ عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، سالار بخش غلام محی الدین، غلام معین الدین وغیرہ نام رکھنا شرک نہیں۔ اسی سلسلہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے کسی کے نام کا جانور کرنا بھی شرک میں داخل کیا ہے اگر اس سے یہ مراد ہو کہ وقت ذبح جائے بسم اللہ اللہ اکبر کے غیر خدا کا نام لیا جائے تو یقیناً وہ ذبح ناجائز و حرام مگر مسلمانوں میں کہیں یہ دستور نہیں اور کوئی مسلمان ذبح کے وقت سوائے بسم اللہ اللہ اکبر کے اور کچھ نہیں کہتا اور کسی کا نام نہیں لیتا یہ مسلمانوں پر افتراء و بہتان ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر یہ مراد ہے کہ لڑکے کے عقیقہ یا دوست کی ضیافت یا کسی بزرگ کے ایصال ثواب کے لئے کوئی جانور خریدا اور اس کو یہ کہا گیا کہ فلاں کے عقیقہ یا ضیافت یا فلاں بزرگ کے ثواب کے لئے اور اس کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا گیا۔ وقت ذبح اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لیا جب بھی شرک ہے تو یہ حکم شرک غلط و باطل ہے۔

تفسیر احمدی میں ہے:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهٖ لِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ مِثْلِ لَاتَ وَعُزّٰى وَاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ فَاِنْ اَفْرَدَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ اَوْ ذَكَرَ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ عَطْفًا بِاَنْ يَّقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ بِالْجَرِّ حُرِّمَ الذَّبِيْحَةُ وَاِنْ ذَكَرَ مَعَهٗ لَا

مَعطُوْفًا بِاَنْ یَقُوْلَ بِاِسْمِ اللّٰہِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ کُرِہَ وَلاَ یُحَرَّمُ وَاِنْ ذَکَرَ مَفْصُوْلاً بِاَنْ یَقُوْلُ قَبْلَ التَّسْمِیَتِہ وَقَبْلَ اَنْ یُضْجَعَ الذَّبِیْحَۃُ وَبَعْدَہٗ لاَبَاسَ بِہٖ ھٰکَذَا فِی الْھِدَایَۃِ وَمِنْ ھٰھُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلاَلٌ طَیبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرْ اِسْمُ غَیْرِ اللّٰہ عَلَیْھَا وَقْتَ الذَّبِحِ وَاِنْ کَانُوْا یَنْذِرُوْنَھَا لَہٗ۔

یعنی مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے معنی یہ ہیں کہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات اور عزیٰ بتوں کے نام پر یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر تو اگر تنہا غیر خدا کا نام لیا گیا یا غیر خدا کا نام خدا کے نام کے ساتھ عطف کرکے لیا گیا۔ مثلاً یہ کہہ کر بسم اللہ و محمد رسول اللہ جر کے ساتھ تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر خدا کے نام کے ساتھ غیر کا نام ملا کر بے عطف لیا مثلاً ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ اور اس سے پہلے یا جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر کا نام لیا تو کچھ مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا خواہ وہ اس کی ان کے لئے نذر کرتے ہیں۔

وَمَا یُؤمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلاَّ وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ۔

ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر آکر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں



اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل، ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں۔

(تقویت الایمان طبع مرکنٹائل پریس دہلی ص۶۰۵)

مولوی اسمٰعیل صاحب اس عبارت میں مسلمانوں کو مشرک بتا رہے ہیں وَمَا یُؤمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلاَّ وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ کے تحت میں داخل کرتے ہیں۔ اور کوئی عذر نہیں سنتے سب کو خرافات بتاتے ہیں اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کی مخلوق یعنی یہ اعتقاد بھی انہیں شرک سے نہیں بچاتا وہ ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہیں اور ان کے مذکورہ بالا تمام اعتقاد شرک معاذ اللہ۔

انصاف کیجئے کہ جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں، شہیدوں کو اللہ کی برابر نہیں سمجھتے بلکہ اس کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا اس کا یہ اعتقاد تو بالکل قرآن و حدیث کے مطابق اور توحید کا اعلیٰ اعلان ہے۔ رد شرک کا یہ بہتر طریقہ ہے چنانچہ اسی لئے حضرت مسیح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (سورۂ مریم)

کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اسی طرح مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء و شہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں بالکل حق ہے۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔

"یہ تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔" دیکھو یہ قدرت تصرف اللہ نے بخشی قرآن نے بتائی حضرت مسیح نے ظاہر فرمائی اسی کے ماننے والے کو مولوی اسمٰعیل مشرک کہتے ہیں۔ کیا تمام عالم کے وہابی مل کر اس کو مشرک ثابت کر سکتے ہیں ہاں قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنے کی جرات کر جائیں جب تو اس اسمٰعیلی شرک کی حمایت کر سکتے ہیں ورنہ کسی طرح ممکن نہیں۔

ایسے ہی مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے اسی لئے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے ساتھ حضور کو ندا کرنا تعلیم کیا گیا۔ عثمان بن حنیف کی حدیث ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۴۱ میں اور حضرت ابن عمر اور حضرت علقمہ کی حدیثیں صفحہ ۴۳ میں نقل کر چکے ہیں اور بکثرت روایات نقل کی جاچکی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

اگر التفات محض بجانب حق ست واو را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست نہ از غیر۔

یعنی اگر التفات خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر



اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کر کے ظاہراً غیر سے استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں جائز و روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے غیر سے اس طرح کی استعانت کی ہے اور درحقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ اب کہئے اسمٰعیلی دین میں شاہ صاحب بھی مشرک ہوئے ان کی بات بھی خرافات ہوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ علی ہذا مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔ یہ سب اسلامی عقائد اور قرآن و حدیث کے مطابق ہیں اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فرمانبرداری و غلامی کرنے والے اللہ کے پیارے اور محبوب ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ فرما دیجئے کہ اگر اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تمہیں اللہ محبوب رکھے گا۔ پھر محبوبان خدا کے اختیارات جو بارگاہ الٰہی سے انہیں عطا ہوئے ان کی شمار کون کر سکے۔ حضور اقدس سید المحبوبین ﷺ نے فرمایا: قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔ رواہ البخاری والمسلم عن عقبۃ ابن عامر (کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷) تفسیر بیضاوی میں فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کی تفسیر میں فرمایا: اَوْصِفَاتُ النُّفُوْسِ الْفَاضِلَۃِ حَالَ الْمُفَارَقَۃِ فَاِنَّھَا تُنْزَعُ عَنِ الْاَبْدَانِ غَرْقًا اَیْ نَزْعًا شَدِیْدًا مِنْ اِغْرَاقِ النَّازِعِ فِی الْقَوْسِ تَنْشَطُ اِلٰی عَالَمِ الْمَلَکُوْتِ وَتَسْبَحُ فِیْہِ فَتَسْبِقُ اِلٰی حَضَائِرِ الْقُدْسِ فَتَصِیْرُ لِشَرْفِھَا وَقُوَّتِھَا مِنَ الْمُدَبِّرَاتِ خلاصہ: یہ کہ یہ نفوس فاضلہ کی صفات ہیں جب وہ بدن سے جدا ہوتے ہیں اور عالم الملکوت کی طرف نکلتے اور اس میں شناوری کر کے حضائر قدس تک فائز ہو کر اپنے شرف و قوت سے مدبرات میں سے جاتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اسی مضمون کو ایک عمدہ پیرایہ میں بیان کر کے فرماتے ہیں:

فَتَدَبَّرَ بالْوُجُوْعِ اِلَى الْكَثْرَةِ اَمْرَ الدَّعْوَةِ اِلَى الْحَقِ وَالْهِدَايَةِ وَاَمْرَ النِّظَامِ فِیْ مَقَامِ التَّفْصِيْلِ بَعْدَ الْجَمْعِ اِنْتَهٰى ثُمَّ اِنَّ النَّفُوْسَ الشَّرِيْفَةَ لَايَبْعُدُ اَنْ يَظْهَرَ مِنْهَا اٰثَارٌ فِیْ هٰذَا الْعَالَمِ سَوَاءٌ كَانَتْ مُفَارِقَةً عَنِ الْاَبْدَانِ اَوْلَا فَتَكُوْنَ مُدَبِّرَاتٍ

یعنی نفوس فاضلہ علائق بدنیہ سے مفارقت کے بعد بحار صفات میں شناوری کر کے مقام فنافی الوحدۃ میں سابق ہوتے ہیں پھر کثرت کی طرف رجوع کر کے امر دعوت الی الحق و ہدایت اور مقام تفصیل میں امر نظام کی تدبیر کرتے ہیں اب سمجھئے ان کے اختیارات عالم کی تدبیران سے متعلق ہے پھر شفاعت میں تو صدہا حدیثیں وارد ہیں اور اس مسئلہ کا بیان کسی قدر تفصیل سے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے رہا یہ کہ ان محبوبان خدا کے ملنے سے خدا ملتا ہے یہ آیہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰه سے اور بکثرت آیات و احادیث سے ثابت اور ہر مومن کے نزدیک یقینی انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے قرب حاصل ہونا اس کے متعلق مسئلہ نداء میں بکثرت نصوص ذکر کئے جاچکے ہیں ان انبیاء واولیاء کے ماننے سے اللہ سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے یہ مومن کا ایمان ہے مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قرآن پاک میں ارشاد ہے جو رسول تمہارے پاس لائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے ایمان والو ایمان لاوَ اللہ پر اور اس کے رسول پر کہئے یہ ماننا ہوا یا کچھ اور ایک آیت میں ارشاد ہے: اَطِيْعُو اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْالرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ رسول پر ایمان لانا۔ فرض ایمان نہ لائے تو کافر، مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کو اس پر بھی اعتراض ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس شخص کا کیا مطلب ہے کیا لوگ رسول کو ماننا چھوڑ دیں ان سے ملنا ترک کریں یہ باتیں کس طرح شرک ہیں اور مسلمان ان عقیدوں سے کیسے مشرک ہو جاتا ہے قرآن و حدیث چھوڑ کر اپنے دل سے ایک نیا شرک گھڑ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بناڈالا اور وہابیہ نے آنکھ میچ کر تقلید شروع کر دی۔



اس غضب کو تو دیکھئے کہ ان تمام ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن پاک کی آیت وَمَا يُوْمِنُ اَكْثَرُهُمْ الآیہ لکھ دی جو مشرکین اور بت پرستوں یا یہود و نصاری وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی آیت کا ترجمہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اور تفاسیر میں بھی یہی بتایا گیا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

وَمَا يُوْمِنُ اَكْثَرُهُمْ فِیْ اِقْرَارِهٖ بِاللّٰهِ وَبَانَّهٗ خَلَقَهٗ وَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا وَهُوَ مُشْرِكٌ بِعِبَادَةِ الْوَثَنِ اَلْجَمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّهَا نَزَلَتْ فِى الْمُشْرِكِيْنَ لِاَنَّهُمْ مُقِرُّوْنَ بِاَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهُمْ وَرَازِقُهُمْ وَاِذَا حَزَّبِهِمْ اَمْرٌ شَدِيْدٌ دَعَوُاللّٰهَ وَمَعَ ذٰلِكَ يُشْرِكُوْنَ بِهٖ غَيْرَهٗ۔ (مدارک جلد ثالث ص ۴۹)

خلاصہ یہ کہ وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت اور اس کے آسمان و زمین پیدا کرنے کے اقرار سے مومن نہیں ہو گئے وہ بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں۔ جمہور اس پر ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت و رازقیت کے مقر ہیں اور مصیبت کے وقت اس کو پکارتے بھی ہیں مگر باوجود اس کے غیروں کو اس کا شریک کرتے ہیں۔

تفسیر میں صاف بتا دیا گیا کہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کس قدر ظلم ہے کہ مولوی اسمٰعیل نے اس آیت کا مصداق مسلمانوں کو ٹھہرایا اور جو حکم قرآن پاک نے مشرکین کے حق میں فرمایا تھا وہ مسلمانوں پر لگایا یہ خوارج کا طریقہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

كَانَ اِبْنُ عُمَرَيَرَا هُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْاهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (بخاری شریف مطبوعہ احمدی ص ۱۰۲۴)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین خلق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں یہ ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔

مولوی اسمٰعیل نے اپنی تمام کتاب میں خوارج کے اس طریقہ پر عمل کیا ہے اور وہابیہ کا یہ شیوہ ہی ہو گیا ہے۔ در حقیقت وہابیہ خوارج کی ایک شاخ ہیں۔ جیسا علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار میں فرمایا۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجدٍ وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقاد هم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلاثین ومائتین والف (ردالمختار ج ۳ ص ۳۱۹)

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متعین میں جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین طیبین تغلب کیا اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے۔ لیکن در حقیقت ان کا اعتقاد یہ تھا کہ فقط وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی بھی ان کے اعتقاد کا مخالف ہے وہ مشرک ہے اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہر ویران کئے اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح یاب فرمایا۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی، ہندوستان میں نجدی دین کے مبلغین کے سرخیل اور میر لشکر ہیں انہوں نے بھی شیخ نجدی کے اتباع میں یہی کوشش کی ہے کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دے ڈالیں۔ تاکہ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اموال کو لوٹنے کا حیلہ مل جائے۔

مولوی اسمٰعیل تو یہ تک بھی کر چکے ہیں اور جہاد کے نام سے مسلمانوں کے قتل و غارت کے لئے انہوں نے ہنگامہ آرائی کی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔



اس عالم سے کوئی پوچھے کہ انبیاء کے شفیع جاننے والے کو تو مشرک و بت پرست کہتا ہے تو بے دین بت کس کو بتاتا ہے سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ خدا کا غضب کہ یہ بے دین اپنے جوش تعصب میں مسلمانوں کو انبیاء و اولیاء کے ماننے سے مشرک ٹھہراتا ہے تو کیا خود انبیاء کو نہیں مانتا۔ اگر ایسا ہے تو کافر ہوا کہ انبیاء کا ماننا مومن ہونے کے لئے ضرور حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ الصلواۃ والسلام کے جواب میں فرمایا جبکہ انہوں نے دریافت کیا تھا کہ ایمان کیا ہے۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ (مشکوۃ شریف ص ۱۱)

یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے اس کے ملائکہ کو مانے اس کی کتابوں کو مانے اس کے رسولوں کو مانے روز آخر یعنی قیامت کو مانے اور برے بھلے کو تقدیر سے مانے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسولوں کو ماننا تو مومن ہونے کے لئے ضروری ہے جو نہ مانے وہ مومن نہیں لہٰذا اگر اسمٰعیل انبیاء کو نہ مانے تو کافر اور مانے تو اپنی تحریر سے مشرک یہ وہ شرک ہے جس سے اسمٰعیل بھی نہ بچا اور اس کے تمام معتقدین کا بھی یہی حال ہوا قرآن پاک کی آیات کو خلاف محل لکھنے کا یہی انجام ہونا چاہیے اسی مدعائے باطل کے لئے مولوی اسمٰعیل صاحب نے دوسری آیت لکھی اور اس کا غلط مطلب بیان کر کے دنیا کو دھوکہ دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ الخ۔ اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس الخ (اس ترجمہ کے بعد (ف) لکھ کر مطلب یہ بتایا ہے) یعنی جن [1] کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ

[1] لفظ جن کو تفویت الایمان مطبوعہ فاروقی دہلی سے نقل کیا گیا مرکنٹائل پریس کی چھپی ہوئی تفویت الایمان میں اس کی جگہ لفظ جو غلطی کاتب سے چھپ گیا ہے لہٰذا وہ نہ لیا گیا۔ (حاشیہ صفحہ نمبر)

فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیاہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

قرآن پاک کی آیت لکھ کر صاحب تقویت الایمان نے مطلب غلط بیان کیا کہ یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں۔ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آیت میں۔

وَيَعْبُدُوْنَ ہے وَيُنَادُوْنَ نہیں ہے خود ترجمہ میں لکھا (اور پوجتے ہیں) اور مطلب میں پوجنے کا پکارنا بنا دیا۔ کیا چالاکی ہے، کیسی تحریف ہے بات یہ ہے کہ اگر پوجنے کو پکارنے سے بدلتا۔ تو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا موقع نہ ملتا صاف آیت کا ترجمہ بتا رہا تھا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے جو خدا کے سوا مخلوق کو پوجتے ہیں وہ انہیں نہ نفع دے سکتے ہیں۔ نہ ضرر اور وہ ان کے خدا کے یہاں شفیع بھی نہیں تو پوجنا ہر طرح باطل ہے۔
اس آیت میں بت پرستی کا حماقت ہونا اور بتوں کا محض بے نفع و ضرر ہونا بیان کیا گیا ہے یہ مسلمانوں پر اور انبیاء و اولیاء پر کسی طرح چسپاں ہو ہی نہیں سکتی تھی اس لئے صاحب تقویت الایمان نے آیت کے معنی کو بگاڑا اور پوجنے کو پکارنا بنایا تاکہ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگائے اور مقربان بارگاہ الٰہی کی شفاعت اور خدا داد اختیارات کا انکار کرے باوجودیکہ اہل اللہ کو پکارنا ندا کرنا اور ان کا باذن الٰہی امداد فرمانا نفع پہنچانا اور بارگاہ الٰہی میں شفیع ہونا آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ مسئلہ ندا ہم بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اور اہل اللہ کے خدا داد اختیارات بھی قرآن و حدیث سے ثابت کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ الصلواۃ والسلام کا باذنہ تعالٰی مردے جلانا بیماروں کو تندرست کرنا۔ اندھوں کو بینا کر دینا۔ یہود کا حضور اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کی برکت سے اپنے اعدا پر فتح و ظفر طلب کرنا اور کامیاب ہونا یہ سب قرآن پاک سے ثابت ہو چکا ہے چہل ابدال کے صدقہ میں بارشیں ہونا روزی دیا جانا۔ اعدا پر مظفر کیا جانا۔ کوئی چیز گم جائے یا کوئی مدد درکار ہو تو اَعِيْنُوْنِىْ يَا عِبَادَاللّٰهِ کہہ کر بندگان خدا کو ندا کرنا اور ان سے مدد چاہنا اور ان کا حاجت روائی کرنا اور



نفع پہنچانا سب احادیث سے ذکر کیا جا چکا۔ اس سب کا انکار کرنے کے لئے مولوی اسمٰعیل نے آیت کے معنی کو بدلا آیت شریفہ میں یہ بتایا گیا کہ **بت محض بے اختیار ہیں** وہ کوئی نفع ضرر نہیں پہنچا سکتے اور بارگاہ الٰہی میں شافع بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ شافع تو محبوب ہو سکتے ہیں نہ مغضوب اور بت تو مغضوب ہیں قرآن پاک میں فرمایا گیا: اَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ [1] یعنی اے بت پرستو تم اور وہ چیزیں جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔ تو جو جہنم کا ایندھن ہے وہ شفاعت کیا کرے گا اس کو شفیع جاننا یقیناً باطل۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ غضب کیا کہ قرآن پاک نے بتوں اور مغضوبوں اور جہنمیوں پر جو حکم دیا تھا وہ اللہ تعالٰی کے محبوبوں مقربوں اولیاء و انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام پر لگایا اور یہ کہہ دیا کہ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

اب انصاف کیجئے ک یہ تعمیم قرآن پاک کے کون سے لفظ سے مستفاد ہوئی ہے کہ کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے اس آیت کے معنی میں یہ دوسری تحریف ہے آیت میں تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے۔ خود تقویت الایمان میں جو ترجمہ کیا گیا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہے چنانچہ لکھا ہے کہ (یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں) اس میں یہ کہاں ہے کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں یہ قرآن پاک پر افترا ہے خدا پر بہتان ہے ہے۔ کتاب الٰہی کی مخالفت ہے اللہ تعالٰی تو فرماتا ہے: مَنْ ذَالَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وہ کون ہے جو اس کو یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے اس آیت میں بتوں کی شفاعت کا انکار اور محبوبان خدا کی شفاعت کا اثبات ہے۔

---

[1] جس طرح مذکورۂ بالا آیات میں جہاں بتوں کا ذکر ہے اس سے وہابیہ نے انبیاء و اولیاء علیہم السلام مراد لئے خیر گزری کہ اس آیت میں وما تعبدون سے انبیاء علیہم السلام مواد نہ لئے ورنہ اس بے قیدی کے زمانہ میں کوئی ان کا کیا کر لیتا۔

تفسیر خازن میں ہے:

وَالْمَعْنٰی لَایَشْفَعُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ زَعَمُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ بِقَوْلِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَةَ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ شَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۱۳۱)

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں بغیر اس کے امر و ارادہ کے کوئی شفاعت نہ کرے گا یہ اس لئے کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کی شفاعت نہیں سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اِلَّا بِاِذْنِهٖ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا او اس سے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

فِی التَّاوِیْلَاتِ النَّجْمِیَّةِ هٰذَا الْاِسْتِثْنَاءُ رَاجِعٌ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَهُوَ الشَّفَاعَةُ فَالْمَعْنٰی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا عَبْدُهٗ مُحَمَّدٌ فَاِنَّهٗ مَاذُوْنٌ مَوْعُوْدٌ یُعِیْنُهُ الْاَنْبِیَاءُ بِالشَّفَاعَةِ۔

(تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۲۷۲)

تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ استثناء حضور نبی کریم علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف راجع ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مقام محمود کا وعدہ فرمایا اور وہ شفاعت ہے تو معنی یہ ہیں کہ کون ہے کہ روز قیامت اللہ کے حضور شفاعت کرے سوائے اس کے پیارے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آپ ماذون ہیں آپ کو اذن دیا گیا ہے آپ سے وعدہ کیا گیا ہے اور انبیاء شفاعت میں آپ کے معین ہوں گے قرآن پاک میں بتوں کی شفاعت کا ابطال اور محبوبان خدا کی شفاعت کا اثبات ہے اور صدہا احادیث اس مضمون میں وارد ہیں مگر صاحب تقویت الایمان سب کو چھوڑ کر انبیاء کی شفاعت کے انکار پر اڑا



ہوا ہے اور شفاعت انبیاء کو بے فائدہ بتاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کو کس قدر مخالفت اور کتنی ضد ہے پھر جو آیت مشرکین اور بتوں کے حق میں تھی اس کو مومنین اور محبوبان خدا پر ڈھالنا بھی خارجیوں کا طریقہ ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ قول "کہ تمام زمین و آسمان میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ یہ قرآن پاک پر بہتان ہے اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں فرمایا گیا۔ اس جرات و دلیری کو دیکھئے کہ قرآن شریف پر بہتان اٹھا دیا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۹۴ میں ہے لَیْسَ شَیْءٌ مِنَ الْعِصْیَانِ اَعْظَمَ مِنَ الْبُهْتَانِ کہ کوئی گناہ بہتان سے بڑھ کر نہیں ہے اور بہتان بھی خدا پر العیاذ باللہ تعالیٰ انکار شفاعت کا عقیدہ فاسدہ وہابیہ نے فرقہ ضالہ معتزلہ سے لیا ہے چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۰ میں فرماتے ہیں۔

وَتَقْیِیْدُ الْمُعْتَزِلَةِ تِلْكَ الشَّفَاعَةَ بِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ یَاْبٰی تَخْصِیْصَهٗ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ وَعِنْدَهُمْ لَمَّا امْتَنَعَ الْعَفْوُ فَلَا فَائِدَةَ فِی الشَّفَاعَةِ وَاسْتَدَلُّوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ مَعَ اَنَّ الْاٰیَةَ فِی الْكُفَّارِ بِاِجْمَاعِ الْمُفَسِّرِیْنَ عَلٰی اَنَّ اَصْحَابَنَا اسْتَدَلُّوْا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ عَلٰی ثُبُوْتِ الشَّفَاعَةِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ لِاَنَّهٗ ذَكَرَ ذٰلِكَ فِیْ مَعْرِضِ التَّهْدِیْدِ لِلْكُفَّارِ وَلَوْ كَانَ لَاشَفَاعَةَ لِغَیْرِ الْكُفَّارِ اَیْضًا لَمْ یَكُنْ لِتَخْصِیْصِ الْكُفَّارِ بِالذِّكْرِ فِیْ حَالِ تَقْبِیْحِ اَمْرِهِمْ مَعْنًی یعنی معتزلہ کا اس شفاعت میں رفع درجات کی قید لگانا اہل کبائر کی تخصیص کے خلاف ہے اور معتزلہ کے خیال میں چونکہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف نہیں کر سکتا اس لئے شفاعت بے فائدہ ہے وہ آیہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ کو اپنی دلیل بناتے ہیں اور باوجودیکہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں ہے علاوہ بریں ہمارے حضرات نے اسی آیت سے مومنین کے لئے شفاعت کے ثابت ہونے پر استدلال فرمایا ہے کیونکہ یہ تہدید کفار کا مقام ہے اگر غیر کفار کی بھی شفاعت نہ ہو تو کفار کی تخصیص کوئی معنی نہ رکھے گی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب تقویت الایمان نے گمراہی کا یہ سبق فرقہ

معتزلہ سے سیکھا اور جس طرح انہوں نے وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہے مومنین پر چپکائی اسی طرح انہوں نے وہ آیتیں جن میں کفار کی بد نصیبی کا ذکر ہے مسلمانوں پر چسپاں کیں۔ البتہ معتزلہ سے اتنے اور آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے صرف اہل کبائر کے عفو جرم کی نفی کے لئے شفاعت کا انکار کیا تھا اور رفع درجات کے حق میں شفاعت کے قائل تھے انہوں نے اتنا بھی گوارا نہ کیا اور مطلقاً شفاعت کے لئے کوئی گنجائش نہ رکھی۔ صاف کہہ دیا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ ان کا نمبر گواہی میں معتزلہ سے بڑھا دیا۔

یہاں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ صاحب تفویت الایمان مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے قرآن پاک کے معانی ہیں کیسی کیسی تحریفیں کر رہا ہے اور خدائے تعالیٰ پر کیسے کیسے افتراء اٹھا رہا ہے شفاعت کا مسئلہ تو انشاء اللہ العزیز آئندہ شرح و بسط سے ذکر کیا جائے گا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس آیت کے مطلب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ نے ان کو کچھ قدرت نہیں دی باوجودیکہ آیت میں لَایَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ ان کو نہ نقصان پہنچائیں نہ نفع یعنی بت بالذات نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور جو بالذات نفع نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ ہرگز معبود و مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی طرح ان سے نفع و نقصان متصور ہی نہیں۔ کیونکہ اگر کسی سے نفع یا نقصان پہنچے مگر وہ بالذات نہ پہنچا سکے بلکہ اس میں وہ حضرت قادر مطلق کا محتاج ہو تو وہ معبود نہیں ہو سکتا اس لئے نفی نفع و ضرر بالذات کی ہے ورنہ نفع و ضرر باعتبار سببیت تو خود قرآن کریم نے بتوں کے لئے ثابت فرمایا ہے۔ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں ہے:

وَنَفْیُ الضَّرِّ وَالنَّفْعِ هُنَا عَنِ الْاَصْنَامِ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ وَاِثْبَاتُهُمَا لَهَا فِی الْحَجِّ فِیْ قَوْلِهٖ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهٖ بِاعْتِبَارِ السَّبَبِ۔ (جمل جلد ۲ صفحہ ۴۰۲)

غرض کہ صاحب تفویت الایمان نے آیت کے معنی میں طرح طرح کی غلطیاں کی



ہیں۔

اس آیت کے ترجمہ اور مطلب میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے اور بھی کئی غلطیاں کی ہیں کہاں تک شمار کرائی جائیں اس کے بعد آیہ کریمہ نقل کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُ هُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ۔

تفویت الایمان صفحہ ۷)

ترجمہ: اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بیشک اللہ حکم کرے گا ان میں اس چیز میں کہ اختلاف ڈالتے ہیں۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکر کو۔

یہ آیت کریمہ بھی کفار کے حق میں نازل ہوئی اور بتوں کی پرستش میں جو ان کے باطل عذر تھے اس میں ان کا ابطال کیا گیا اس کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور بتوں کی بجائے بزرگان اسلام کے ساتھ توسل و شفاعت کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی تحریف اور اللہ تعالیٰ پر افتراء اور خارجیوں کی تقلید ہے صاحب تفویت الایمان اس کا عادی ہو گیا وہ ہر جگہ یہی فریب کاری کر کے مسلمانوں کو مشرک بناتا ہے تمام تفاسیر میں اس آیت کو کفار کے حق میں نازل بتایا ہے۔ جلالین میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ (اَلْاَصْنَامَ) اَوْلِيَاءَ وَهُمْ كُفَّارُ مَكَّةَ۔

وہابیہ کے سردار مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ میں اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے۔

جبیر ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت تین قبیلوں عامر اور کنانہ اور بنی سلمہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بتوں کو پوجتے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

(ترجمہ اشرف علی ص ۵۰۳)

اس غضب کا کیا ٹھکانا کہ جو آیت بت پوجنے والوں کے حق میں نازل ہو وہ مومنین پر چپکائی جائے اس کے بعد تقویت الایمان میں ایک اور آیت لکھی ہے۔
جو مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)

ترجمہ: کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے کہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہیں۔ (تقویت الایمان ص۸)

صاحب تقویت الایمان کا خود اپنا ترجمہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز کا تصرف اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں اس قادر حکیم کے سوا کوئی بالذات متصرف نہیں وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا یعنی جسے وہ ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت و آسائش نہیں دے سکتا اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے خود اپنے ترجمہ کا کہاں تک لحاظ کیا اور اس آیت سے جو نتیجے انہوں نے نکالے۔ ترجمہ ان کی کہاں تک تائید کرتا ہے اب وہ نتیجے ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

(۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔

(۴) یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔

(۵) جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل



اور وہ شرک میں برابر ہے۔

اب اس کے متعلق آپ غور کیجئے۔ (۱) اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔ اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء و مرسلین و اولیاء و صحابہ تابعین و غیرہم سب سے قطع تعلق کر دے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے۔ اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

اسمٰعیل صاحب کے کلاموں کا حاصل یہ ہے کہ نہ انبیاء کو مانو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ جنت دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو۔ پھر غضب یہ کہ پیغمبروں پر افتراء کر دیا کہ جتنے پیغمبر آئے۔ وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ باوجودیکہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہو رہا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ط (والمحصنت ربع آخر)

ترجمہ: اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر جو پہلے نازل فرمائی اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کو اور رسولوں کو اور کتابوں کو اور قیامت کو ماننے کا حکم دیا اور جو نہ مانے اس کو انتہا کا گمراہ (کافر) فرمایا۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب قرآن پاک کے خلاف کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ اور پھر یہ طوفان بکنا کہ ہر رسول یہی حکم لایا۔ وہابیوں میں کوئی ہے جو بتائے کہ کون رسول یہ حکم لائے۔ جو شخص خدا و رسول پر بہتان اٹھائے اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا۔ پھر خود اس نے یہ کتاب تقویت الایمان کیوں تحریر کی اس کو کون مانے گا جب خدا کے سوا اور کا ماننا شرک ہے تو اسمٰعیل اور تقویت الایمان

کا ماننا کب جائز یہ بھی تو شرک ہو گا۔ جو لوگ مولوی اسمٰعیل اور تقویت الایمان کو مانتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لئے اکسیر اعظم جانتے ہیں وہ سب تقویت الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خدا کے سوا اور کسی کو نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اور کسی کو قادر متصرف بالذات نہ مانے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عبارت میں اس پر دلالت نہیں علاوہ بریں یہ خود تقویت الایمان کی تصریح کے خلاف ہے چنانچہ اس میں ہے:

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قوت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص۱۱)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی اگر انبیاء اولیاء کے لئے قدرت تصرف مانے جب بھی شرک تو یہ توجیہ بھی درست نہیں بیٹھتی اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانے تو یہ بات بھی تقویت الایمان کی عبارت سے نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس سے اس کے خلاف ثابت ہے ملاحظہ ہو تقویت الایمان۔

سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کا اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویت ایمان ص۸)

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک مشرک ہونے کے لئے کسی کو خدا یا معبود ماننا بھی ضرور نہیں بلکہ اللہ کا عابد بندہ اور مخلوق جانے جب بھی ابو جہل کی برابر مشرک ہو جاتا ہے۔

یہ توجیہہ بھی بیکار گئی اور نتیجہ وہی رہا کہ خدا کے سوا کسی کو ماننا صاحب تقویت الایمان کے نزدیک درست نہیں خواہ اس کو معبود نہ جانے بہرحال تقویت الایمان کا یہ قول کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے بالکل باطل اور خلاف شرع ہے۔

(۲) علی ہذا القیاس مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعوی کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں



کر سکتا۔ بالکل غلط اور قرآن کریم پر افترا ہے آیت کریمہ میں یہ کہیں بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اسی آیات میں کیا تمام قرآن پاک کی کسی آیت میں نہیں کسی حدیث میں نہیں بلکہ یہ باطل مضمون بکثرت آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب کے اول میں مشرح ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعوی کہاور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ان کی پیش کی ہوئی آیت سورۂ مومنون سے ثابت نہیں قرآن پاک پر افتراء کرنے کی اس شخص کو بڑی جرات ہے اور لوگ اسی دھوکہ میں گمراہ ہوتے ہیں کہ آیت لکھ کر اپنے تراشیدہ غلط وباطل مدعا کو اس کی طرف نسبت کر دیتا ہے۔ عوام بے چارے سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن کا حکم ہے انہیں کیا خبر کہ مفتری نے دل سے گھڑا اور فریب کاری سے قرآن شریف کی طرف نسبت کر دیا۔ لطف یہ ہے کہ اس کا یہ مضمون خود اس کے اپنے ترجمہ سے بھی تو مستفاد نہیں ہوتا۔ ترجمہ میں تو لکھا اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس سے ظاہر کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے مقابل ہو کر کوئی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حال میں بھی نہیں کر سکتا نہ خدا کی مرضی نہ اس کے قدرت دینے سے دیکھئے یہ کیسا دھوکہ ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فریب کاریوں سے بچائے آمین۔ وہابیہ ان تحریفات سے بھی نہیں شرماتے افسوس۔

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب نے سورۂ مومنون کی اس آیت سے ایک یہ بھی نتیجہ نکالا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)

سورۂ مومنون کی آیت اور خود مولوی اسمٰعیل کا لکھا ہوا ترجمہ خوب غور سے پڑھ لیجئے اس میں کہیں بھی یہ مضمون نہیں ہے جو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دل سے تراش کر بے دریغ قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا اب رہی یہ بات کہ یہ مضمون صحیح ہے یا غلط اس کی نسبت اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ کفار میں وہ بھی

تھے جو اپنے معبودان باطل کو معبود تو جانتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے رتبہ میں کم سمجھتے تھے اور وہ بھی تھے جو اپنے مزعوم شرکاء کو خدا کی برابر مانتے تھے قرآن پاک میں ہر قسم کے مشرکین کا ابطال فرمایا گیا۔

(۴) تقویت الایمان میں اسی آیت سورۂ مومنون کے فوائد میں یہ بھی درج کیا ہے کہ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کفار بت پرستی تو کرتے نہ تھے بلکہ فقط بتوں کو پکارنا ان کی منتیں ماننی نذر و نیاز کی کرنی ان کو وکیل و سفارشی سمجھنا فقط اتنی ہی باتوں پر قرآن پاک نے کفر و شرک کا حکم دیا اب کوئی اسمٰعیل پرست بتائے کہ آیہ سورۂ مومنوں میں یہ مضمون کہاں ہے اور اگر اس آیت میں نہیں ہے تو قرآن پاک کی اور کسی آیت میں دکھائے۔ قرآن پاک پر افتراء کر کے تو اس شخص نے مذہب ہی بنایا ہے ورنہ یہ بے دینی کس طرح چلتی باوجودیکہ اس آیت سے اوپر خود ہی سورۂ زمر کی آیت مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰے لکھ کر اس کا ترجمہ لکھا۔ کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اس لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں۔ اس آیت میں ان کا اصل شرک بتوں کا پوجنا ذکر فرمایا گیا اور اس کے ساتھ بت پرستی کا یہ عذر باطل کہ حصول قرب کی نیت سے بت پرستی کرتے ہیں اس میں اسمٰعیل نے وَيَعْبُدُوْن سے آنکھیں میچ کر یہ حکم کر دیا کہ وکیل و سفارشی جاننا بھی ان کا کفر و شرک تھا تو کیا بتوں کی عبادت کرنا اسمٰعیل کے نزدیک کفر و شرک نہیں۔ اس میں جہاں سورۂ مومنون کی آیت پر افترا ہے اور اپنے تراشیدہ مضمون کو خداوند عالم عز وعلا کی طرف غلط نسبت کیا ہے وہاں قرآن پاک کی صدہا آیتوں کا انکار بھی ہے جن میں مشرکین و کفار کے کفر و شرک بت پرستی متعدد الہ ماننے وغیرہ قبائح کا بیان ہے۔

(۵) مولوی اسمٰعیل کا یہ قول کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ یہ ایک دعوی ہے اور قرآن



پاک کی طرف اس کو نسبت کرنا خدائے پاک پر افترا ہے نہ سورۂ مومنون کی آیت میں یہ مضمون نہ قرآن پاک کی کسی اور آیت میں نہ کسی حدیث میں نہ ائمہ دین کے کسی قول میں۔ مولوی اسمٰعیل کے اس قول سے اہل اللہ کو پکارنے والا منتیں ماننے والا نذر و نیاز کرنے والا' اولیاء' انبیاء کو شفیع سمجھنے والا' اور اس کے ساتھ ہی یہ اعتقاد کرنے والا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں' معاذ اللہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے تو ایک اس کے اعتقاد میں ابوجہل انبیاء کو شفیع مانتا تھا۔ یا اہل اللہ کو پکارتا تھا یا خاصان خدا کی نذر و نیاز کرتا تھا۔ کس طریقہ پر نذر و نیاز کرنے والے مسلمان ابوجہل کی برابر مشرک ہو گئے۔ دنیا بھر میں کوئی اسمعیلی وہابی بتائے تو کہ اس کے امام کا یہ کلام کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ ندا کی بحث اور تفصیل گزر چکی اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہو گیا کہ اہل باللہ کو ندا کرنا شریعت نے جائز رکھا بلکہ بہت سے مقامات پر اس کا حکم کیا ہے خود نماز میں حضور پر عرض سلام ندا کے ساتھ ہے السلام علیک ایھا النبی تو اسمٰعیل کے عقیدے میں ہر نمازی مشرک ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے اشعار ندائیہ نقل ہو چکے تقویت الایمان کے اس اندھا دھند حکم سے وہ سب لوگ ابوجہل کی برابر مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ان جناب کا یہ خود ساختہ حکم نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے نہ کتب دینیہ سے بالکل سب کے مخالف شریعت طاہرہ کی تصریحات اور تمام علمائے دین کے کلام اور خود مولوی اسمٰعیل صاحب کے خاندانی بزرگوں کے کلام ان کے بطلان پر ناطق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک مے شود خوردن بسیار خوب ست۔ (فتاوی عزیزیہ صفحہ ۷۵ مطبع مجتبائی دہلی)

امامین کی نیاز کا کھانا اور اس پر فاتحہ قل درود پڑھنا شاہ صاحب متبرک اور بہت خوب بتاتے ہیں یہ وہی نیاز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ یہی حضرت کے زمانہ کے کفار کا کفر و شرک تھا اور جو کوئی یہ معاملہ کرے وہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے اسمٰعیل کے اعتقاد میں شاہ صاحب بھی ابوجہل کی برابر مشرک ہیں۔ پوچھو اسمٰعیل کے ماننے والوں سے

کہ شاہ صاحب کو کیسا سمجھتے ہیں ابھی تک اسمٰعیل ہی کی طرف داری کئے جائیں گے یا شاہ صاحب کے کلام کو حق مان کر اس باطل کارد اور اس کی کتابوں سے بیزاری ظاہر کریں گے۔ اسی فتوے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر گفتہ شود یا الٰہی نذر کردم برائے تو اگر شفادہی مریض رایا مانند آں طعام بخواہم داد فقراء راکہ بردروازہ سید نفیس اندیا مانند آں یا خرید خواہم کر دبوریا ہائے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی آں مسجد یا دراہم خواہم داد برائے کسی کہ شعائر مسجد می کند از قسمیکہ درآں نفع فقراء باشد ونذر برائے خدا و ذکر نمودن شیخ جزایں نیست کہ محل صرف نذرست برائے مستحقان نذر جائز ست۔ (فتاوی عزیزیہ ص ۹۵ مطبع مجتبائی)

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی میں نے تیرے لئے نذر کی اگر تو مریض کو تندرست کرے یا اس کی مثل تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو سید نفیس کے آستانہ پر رہتے ہیں یا مسجد کے لئے بوریا خریدوں گا یا اس مسجد کی روشنی کے لئے تیل یا اس کو روپے دوں گا جو مسجد کی خدمت کرے نذر خدا کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ مستحقوں پر نذر کے خرچ کرنے کا محل ہے نذر جائز ہے۔ اولیاء کے آستانوں کے خدام کو نذریں دینا اور ان کو مصرف نذر ٹھہرانا اور ایسی نذر جائز ہونا شاہ صاحب نے بیان فرمایا یہی وہ چیز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس کے کفار کا یہی کفر شرک تھا اور ایسا معاملہ کسی کے ساتھ بھی کرے تو آدمی ابوجہل کی برابر کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ یہی ہے وہ نذر و منت جس کو تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے اور شاہ صاحب جائز بتا رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے یہ اپنی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ فقہا کا ارشاد ہے جو شاہ صاحب نے زبان فارسی میں ادا فرمایا۔ بحر رائق اور طحطاوی و شامی وغیرہ کتب معتبرہ ہے۔

اِنْ قَالَ يَااللّٰهُ اِنى نَذَرْتُ لَكَ اِنْ شَفَيْتَ مَرِيْضِىْ اَوْ رَدَدْتَ غَائِبِىْ اَوْ قَضَيْتَ حَاجَتِىْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِيْنَ بِبَابِ السيِّدَةِ نَفِيْسَةَ اَوِالْفُقَرَاءَ الَّذِيْنَ بِبَابِ الشَّافِعِىْ اَوِالْاِمَامِ اللَّيْثِ اَوْاَشْتَرِىَ حَصِيْراً لِمَسَاجِدِهِمْ اَوْزَيْتًا لِوَقُوْدِهَا اَوْدَرَاهِمَ لِمَنْ يَّقُوْمُ بِشَعَائِرِهَا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَمَا يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ وَ ذِكْرُ الشَّيْخِ اِنَّمَا هُوَ



مَحَلٌّ لِصَرْفِ النَّذْرِ لِمُسْتَحِقِيْهِ الْقَاطِنِيْنَ بِرِبَاطِهٖ اَوْ مَسْجِدِهٖ اَوْجَامِعِهٖ فَيَجُوْزُ بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ۔

تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے .بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز ست مضائقہ نیست۔ (فتاوی عزیزہ صفحہ ۴۱)

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصال ثواب کے ارادے سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے جائز ہے اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں۔ یہی اسمعیلی عقیدہ میں شرک ہے۔

پھر سنو شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیار اہم خوردن ازاں جائز ست واللہ اعلم

(فتاوی عزیزیہ ص ۴۱)

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دی تو مال داروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے پوچھو اسمٰعیل سے بزرگوں کے نام کی فاتحہ آپ کے شرکی عقائد میں کیا حکم رکھتی ہے پھر شاہ صاحب کے لئے کیا تمغہ تیار کیا ہے یہ تو شاہ صاحب ہیں' ان کا کلام تو میں آپ کو اور بھی سناؤں گا اب ایک عبارت مولوی اسمٰعیل کی بھی تو ملاحظہ فرمائیے جو صراط مستقیم میں لکھی ہے۔

نپندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل۔ (صراط مستقیم صفحہ ۷۳)

یعنی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو کھانا کھلانا اور فاتحہ خوانی کے ذریعہ سے نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ معنی بہتر اور افضل ہیں اب تو اسمعیلی فاتحہ کے لئے بیکار جنگ نہ کریں گے ان کے امام نے بھی اس کو بہتر و افضل مان لیا۔ مگر دریافت کرنا تو یہ ہے کہ اموات کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز سمجھ کر مولوی اسمٰعیل اپنی تفویت الایمان کے حکم سے شرک

کے کس طبقہ میں پہنچے کوئی صاحب یہ عذر نہ کریں کہ یہاں صرف فاتحہ کا ذکر کیا نذر و نیاز کا نہیں اور شرک تو انہوں نے نذر و نیاز کو بتایا ہے کیونکہ یہ معاملہ خود مولوی اسمٰعیل نے اسی صراط مستقیم میں طے کر دیا ہے لکھتے ہیں:

پس در خوبی ایں قدر امراز امور مرسومہ فاتحہ ہاو اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ صراط مستقیم صفحہ ۶۳)

یہاں تو صاف نذر و نیاز اموات کا ذکر ہے جس کو تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے اور اس کے کرنے والے کو ابو جہل کی برابر مشرک ٹھہرایا ہے یہاں مولوی اسمٰعیل اس کی خوبی میں شک و شبہ نہیں بتاتے تو فرمایئے اپنے حکم سے مومن رہے یا مشرک اور مشرک ہوئے تو فقط ابو جہل کی برابر یا فرعون وہامان بلکہ ابلیس کی برابر کیونکہ فقط نذر و نیاز کرنے سے ابو جہل کی برابر مشرک بتا چکے ہیں اور یہاں تو نذر و نیاز کی ترغیب دے رہے ہیں اوراس کو خوب بتارہے ہیں اور خوبی میں شک و شبہ لانے سے منع کر رہے ہیں تو تفویت الایمان کے لحاظ سے ابو جہل سے کئی درجے اور بڑھ گئے ابھی کیا ہے صراط مستقیم کی فصل دوم میں طریقہ چشتیہ کا بیان ملاحظہ کیجئے جہاں لکھتے ہیں:

اول طالب را باید کہ باوضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید و بنیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۲۲ مطبع ضیائی)

یعنی پہلے طالب کو چاہئے کہ باوضو دوزانو نماز کے طریقہ پر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کرکے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

اب اس تعلیم میں دیکھئے کہ کتنی خوبیاں ہیں:

نمبر۱ قرآن حدیث صحابہ تابعین تبع تابعین سے یہ طریقہ ان ہیأت و تخصیصات کے



ساتھ کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ وہابیہ کے مذہب کی بنا پر بدعت ہوا اور مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔

نمبر۲ مولوی اسمٰعیل نے خود لکھا ہے۔

کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے بزرگوں کے قصوں کو دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں۔ سند پکڑتے ہیں۔ (تفویت الایمان ص ۲)

رسول سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔ (تفویت الایمان ص ۴)

لہٰذا اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (تفویت الایمان ص ۸

اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ (تفویت الایمان ص ۲۰)

کسی کی رسم و راہ کو ماننا اور اس کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ انہیں باتوں میں سے ہے جو خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تفویت الایمان ص ۴۷)

تفویت الایمان کی ان عبارات میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ علماء مشائخ بزرگان دین کسی کو نہ ماننا چاہیے اور کسی کے حکم کو سند سمجھنا شرک ہے۔ اب اس میں خواہ امام ہوں یا مجتہد یا غوث یا قطب یا باپ دادا تفویت الایمان کے حکم سے سب کی نافرمانی فرض ہے اور فرض بھی ایسی کہ نہ کرے تو مشرک ایمان سے خارج۔ اس پر یہاں تک زور دیا ہے کہ خود رسول علیہ الصلواۃ والسلام کے احکام کو بھی احکام نبی سمجھ کر ماننا شرک بتایا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تفویت الایمان ص ۴۷) جب رسول کی بات بھی اسمٰعیل کے نزدیک ماننے کی قابل نہیں اور اس کو ماننے والا بھی مشرک ہو جاتا ہے تو اسمٰعیل کا یہ طریقہ چشتیہ نکالا ہوا کیوں شرک نہ ہوگا اور اس کو منوانے کے لئے کتاب لکھنے والا مشرک

گر یہ وہ احکام شرک ہیں جو خود اسمٰعیل نے بڑے زوروں سے تقویت الایمان میں لکھے ہیں اور صراط مستقیم کی عبارت سے خود اس کے اوپر جاری ہو گئے اور وہ اپنے ہی مقرر کردہ حکموں سے مشرک ہوا۔ ہے کوئی جو اس کی حمایت کرے اور اس شرک سے اس کو بری ثابت کر سکے نہیں ہرگز نہیں ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

صراط مستقیم کی عبارت میں چشتی بزرگوں کے نام کی فاتحہ اور اس میں باوضو دوزانو بیٹھنے کا حکم اتنے ہی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ بھی تصریح کہ نماز کے طریقہ پر بیٹھے۔ پوچھو تقویت الایمان سے کتنا ڈبل شرک ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ (تقویت الایمان ص ۴۴) جہاں ادب سے کھڑا ہونا شرک ہو وہاں باادب دوزانو اور وہ بھی نماز کی طرح بیٹھنا کس طرح شرک نہ ہو گا۔

نمبر۴ مولوی اسمٰعیل نے فاتحہ کا حکم دے کر تو وہابیہ کی شیخی کرکری کی ہی تھی اس سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ کشود کار کی دعا میں نہایت گریہ وزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بزرگان چشت کا وسیلہ بنانے کا حکم دیا یہ اس کے عقیدہ کا وہی شرک ہے جس کو (صفحہ ۸) والی عبارت میں لکھا ہے کہ کسی اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اب تو خواجگان چشت کو صراط مستقیم میں اپنا وکیل و سفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی حکم سے ابوجہل کی برابر مشرک ہوا مسلمانوں پر شرک کے جھوٹے حکم لگانے کا یہ وبال ہے۔ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ان الفاظ پر تو غور فرمائیے کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے یعنی خواہ وہ مسلمان انبیاء و اولیاء کو شفیع و سفارشی سمجھے تو بھی اسمٰعیل کے نزدیک ابوجہل کی برابر مشرک۔



اس دشمن ایمان کو یہ تو ظن آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں انبیاء اولیاء کو شفیع سمجھنا کس نے بتایا اور اس کا یہ حکم شرک کہاں تک پہنچا لیکن یہ یاد نہ رہا کہ صراط مستقیم میں خود بھی اولیاء کو وکیل و سفارشی بنا چکا ہے۔ اور تقویت الایمان میں یہ حکم اپنے ہی اوپر دے چکا ہے اب یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا جس کو اسمٰعیل نے تقویت الایمان میں کفر و شرک کہا ہے۔ خود اسمٰعیل اور اس کے بزرگوں کے قول سے بھی ثابت ہے اور اس کا یہ حکم شرک بے دلیل و باطل اب مسائل نذر و نیاز وغیرہ کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارتیں نقل کر دی جاتی ہیں تاکہ اسمٰعیل کی فریب کاری خوب واضح ہو جائے۔

شاہ صاحب فتاوے میں فرماتے ہیں:

حقیقت ایں نذر آنست کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون و ازروئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ ایں نذر مستلزم می شود پس حاصل ایں نذر آنست کہ آن نسبت مثلاً اہداء ثواب ہذا القدر الی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعین عمل منذور ست نہ برائے مصرف و مصرف ایشاں متوسلان آں ولی می باشند از اقارب و خدمہ و ہم طریقاں و امثال ذلک و ہمیں است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربتہ معتبرہ فی الشرع اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نذر کی حقیقت کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ امر سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سعد وغیرہ کی حدیث سے ثابت تو اس نذر کا حاصل طعام وغیرہ کی ایک مقدار معین کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا ذکر عمل منذور کی تعین کے لئے ہے نہ مصرف کے لئے' مصرف اس نذر کرنے والوں کے نزدیک اس ولی کے اقارب اور خدام اور ان کے طریقے والے اور متوسلین ہیں اور بلاشبہ نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ

نذر صحیح ہے اس کی ادا واجب ہے' اس لئے کہ وہ شریعت میں قربت معتبرہ ہے۔

شاہ صاحب نے مسئلہ کو خوب حل فرمایا اور احادیث صحیحہ سے ثابت اور مسنون بتایا میاں اسمٰعیل یہ کہہ رہے ہیں کہ کفار کا یہی شرک تھا اور جو کوئی ایسا کرے وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی یہ تحقیق بالکل درست اور احادیث و فقہ کے بالکل مطابق ہے مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں ثواب اس کا کسی بزرگ کو پہنچاتے ہیں اور جس چیز کی نذر کی ہے اس کو اس بزرگ کے خدام یا اعزہ یا متوسلین یا متبعین یا ان کے طریقہ کے لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ سب شرع میں جائز اور اس کو شرک بتانا دین پر افتراء اور مسلمانوں کی تکفیر ہے' اب اس کے ثبوت ملاحظہ فرمایئے ابوداؤد شریف کی حدیث ہے:

عَنْ ثَابِتِ بْنِ ضَحَّاكٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيْهِ وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيْهِ عِيْدٌ مِنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸)

خلاصہ مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا وہاں مشرکین کا کوئی بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو یا کفار کا کوئی میلہ لگتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی مکان مخصوص یا خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ وہاں بت ہوتا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو نہ کفار کا میلہ۔



اب رہی یہ بات کہ اس عمل کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچانا بھی شرع میں درست ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک درست ہے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت ام سعد کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے ثابت ہے اور اس حدیث کو خود مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں نقل کیا ہے۔ اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ رابد التماس ایشاں کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ ویا رائے گفتن نیافت واگرمی یافت وصیتی میکرد پس برائے وی اگر چیزے بکنم نفع بوی خواہد رسید فرمود چاہ بکن و بگو کہ ای برائے مادر سعد ست۔

(صراط مستقیم ص ۶۳)

یعنی حضرت سعد بن معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ کروں تو کیا انہیں نفع پہنچے گا۔ حضور نے فرمایا کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے۔ اس کے بعد پھر مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از طرف بردار خود عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بعد وفاتش بردہا آزاد کردند و برہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات راہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب آں بروح کسے از گزشتگاں برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی ست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن ست۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کئے اور اس پر تمام عبادات کو قیاس کرنا چاہیے۔ پس جو عبادت مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب گزرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ ضرور بہتر اور مستحسن ہے اور ثواب پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں۔ تیجہ' چالیسواں' عرس' نذر' نیاز سب

کو جائز کر دیا۔ جب ہر عبادت کا ایصال ثواب حدیث شریف سے ثابت ہے تو ذکر تلاوت صدقہ سب کا ایصال ثواب حدیث کے مطابق ہو اس کو بدعت کہنا ایک امر ثابت بالسنۃ کو بدعت بتانا اور اسمٰعیل کو بدعتی ٹھہرانا ہے اور اسمٰعیل ان امور کو بدعت و شرک کہے تو وہ اپنے قول سے خود ملزم ہے۔

الحاصل نذر و نیاز منت کا جواز بدلائل واضحہ ثابت ہوا اور مخالف کو اس میں کوئی جائے گفتگو باقی نہ رہی۔

اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ نذر اللہ کے لئے ہو اور ایصال ثواب بزرگوں کی روح کو کیا جائے یہ تو درست ہے۔ دلائل سے ثابت ہے اس میں کوئی جائے اعتراض نہیں ہے مگر نذر عبادت ہے اولیاء کی طرف اس کو نسبت کرنا شرک ہے۔ کیونکہ اس عبادت کی نسبت غیر خدا کی طرف ہوتی ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کی گیارہویں شیخ عبدالحق کا توشہ بی بی صاحبہ کی صحنک خواجہ صاحب کی دیگ شاہ بوعلی قلندر کی سہ منی اماموں کی نیاز کھچڑا' شربت اس قسم کی نسبتوں کو مولوی اسمٰعیل نے شرک کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے پر شرک کا حکم دینا غلط خلاف شرع اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک بنانا ہے۔ یہ تو کسی مسلمان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آتا کہ ہم ان بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں یا اس نذر سے ان کا تقرب چاہتے ہیں نہ کوئی مسلمان اس خیال کو گوارا کر سکتا ہے عوام اور جہال کے ذہن میں تو یہ معنی آتے بھی نہیں وہابی کوشش کر کے سکھائیں تب شاید کوئی اس شرکی معنی کو سمجھے۔ ہر مسلمان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ ایصال ثواب ان بزرگوں کے لئے ہے اور اسی مناسبت سے وہ نسبت کر دیتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے اس کی تفصیل فرما دی جو اوپر مذکور ہو چکی اب رہی یہ بات کہ ایصال ثواب کے لحاظ سے کسی چیز کو غیر خدا کی طرف نسبت کرنا شرک ہو یہ بالکل غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے ام سعد کی حدیث جو خود اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں نقل کی اور یہاں بھی ذکر کی گئی ہے خود اس میں حضور اقدس علیہ الصلواۃ والسلام نے کنویں کی نسبت ام سعد کی طرف فرمائی جس کو مولوی



اسمٰعیل صاحب نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے۔ چاہ بکن وبگولہ کہ ایں برائے مادر سعد ست۔ یہ نسبت شرک ہوتی تو حدیث میں کیسے آتی۔ مولوی اسمٰعیل صراط مستقیم میں تو لکھ گئے اس وقت انہیں نظر نہ آیا کہ میں یہ کیا لکھتا ہوں یہ تو شرک ہے اور تفویت الایمان میں اسی کو ابوجہل کا سا شرک بتایا ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ایک ہی چیز کو ایک جگہ شرک بتانا دوسری جگہ حدیث سے ثابت کہنا کیسی حیاداری ہے پھر کہاں تک کوئی شرک کہے گا ایسی نسبت خود قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ الْاٰیہ کہ صدقات فقراء و مساکین وغیرہ کے لئے ہیں یہاں صدقات کی فقراء و مساکین کی طرف نسبت ہو رہی ہے۔ کہو اسمٰعیل سے لائے تو اپنی تفویت الایمان ہے کچھ غیرت اس سے اور بڑھ کر سنئے۔ حج خاص عبادت ہے۔ قرآن پاک میں حج کی نسبت بیت خانہ کعبہ کی طرف کی گئی ہے۔ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ الایہ اور نماز جمعہ' نماز عیدین' نماز جنازہ' نماز خسوف' نماز ظہر' نماز عصر' نماز مغرب' نماز عشاء' نماز فجر وغیرہ میں نماز کی نسبتیں غیر خدا کی طرف ہیں تو کیا یہ سب نمازیں شرک ہو گئیں۔ روزے رمضان کے' زکواۃ سونے کی' زکواۃ چاندی کی' زکواۃ مال کی' زکواۃ گایوں کی' زکواۃ بکریوں کی' ان تمام عبادتوں کی نسبتیں بھی غیر خدا کی طرف ہیں اور صرف ہماری ہی بول چال میں نہیں بلک بکثرت احادیث میں تو کیا یہ سب شرک' اسمعیلی تفویت الایمان کی عینک سے تو سارا اسلام شرک ہی نظر آئے گا۔ الحمدللہ کہ اب خوب واضح ہو گیا کہ مسلمان جو نذریں نیازیں کر کے بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں وہ بے شبہ جائز و درست اور احادیث و آیات سے اس کا جواز ثابت اس کو شرک بتانے والا گمراہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے زمانے میں میاں اسمٰعیل خفیہ خفیہ لوگوں میں اپنے خیالات پھیلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق شاہ صاحب کی خدمت میں سوال پیش کیا گیا اور بت پرست اور عالم کے ایک مکالمہ کی شکل میں میاں اسمٰعیل صاحب کے یہ خیالات شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کئے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا نہایت نفیس جواب دیا جو ان کے فتاوے میں درج ہے

چونکہ شاہ صاحب کے جواب سے مولوی اسمٰعیل کی دھوکہ دہی کی پوری قلعی کھل جاتی ہے اس لئے وہ سوال جواب یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

## حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ایک فتوی

سوال: بت پرست مدد از بت میخواست عالمے منع کرد کہ شرک مکن بت پرست گفت کہ اگر شریک خدا دانستہ پرستش کنم البتہ شرک است و اگر مخلوق فہمیدہ پرستش نمایم چگو نہ شرک باشد۔ عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ کہ از غیر خدا مدد مجوئید بت پرست گفت کہ بنی نوع انسان از یکدیگر چرا سوال منع نیست و بتان تو مثل کنہیا و کالکا وغیرہ مردہ اند قدرت بر ہیچ چیز ندارند' بت پرست گفت شما کہ از اہل قبور مدد و شفاعت مے طلبید باید کہ برشماہم شرک عاید شود۔ القصہ ہرچہ مقصد و مراد شما از اہل قبور است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است بحسب ظاہر نہ قوت اہل قبور دارد نہ بت واگر میگوئی کہ بقوت باطن اہل قبور کشائش حالات می نمایند بسا جا از بتان ہم روائے حاجات مے شود۔ و اگری گوئید کہ باایشاں مے گویم کہ از خدا برائے ماشفاعت بخواہید من ہم از بتان ہمیں استدعا دارم پس ہر گاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش ستیلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہد آمد۔

جواب: دریں سوال چند جا اشتباہ واقع شدہ۔ آں چند جارا خبردار باید شد آنگاہ بفضل الہی سوال جواب بخوبی واضح خواہد شد' اول آنکہ مدد خواستن چیز دیگر است و پرستش چیز دیگر است عوام مسلمین بر خلاف حکم شرع از اہل قبور مدد میخواہند و پرستش نمے کنندو بت پرستاں مدد ہم می خواہند و پرستش ہم میکند پرستش آنست کہ سجدہ کند یا طواف نماید یا نام او ر ابطریق تقرب و روساز دیا ذبح جانور بنام او کند یا خود رابندہ فلانے بگوید و ہر کہ از مسلمانان جاہل بااہل قبور ایں چیز ہا بعمل آرد فی الفور کافر میگردد واز مسلمانی مے برآید دووم



آنکہ مدد خواستین دو طور مے باشد مدد خواستین مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد می جویند و عوام الناس از اولیاء میخواہند کہ از جناب الہی فلاں مطلب مارا درخواست نمائید ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ مردہ جائز است و دوم آنکہ دعا و سوال از جناب الہی درنیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است واگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج مے شود بخلاف بت پرستاں کہ ہمیں نوع مدد را از معبودان باطل خود می خواہند و آنرا جائز مے شمارند و آنچہ بت پرست گفت کہ من ہم از بتاں خود شفاعت می خواہم چنانچہ شماہم از پیغمبراں و اولیاء شفاعت می خواہید پس دریں کلام ہم دغل و تلبیس است زیرا کہ بت پرستاں ہرگز شفاعت نمی خواہند بلکہ معنی شفاعت را نمے دانند و نہ در دل خود تصور مے کنند معنے شفاعت سفارش است و سفارش آنست کہ کسے مطلب کسے را از غیر خود عرض و معروض ادا ساز دو بت پرستان در وقت درخواست مطالب خود از بتاں نمے فہمند و نمے گویند کہ سفارش ما بحضور پروردگار جل و علا نمائید و مطلب مارا از جناب او تعالیٰ بر آرید بلکہ از بتان خود درخواست مطلب خود مے کنند و آنچہ گفتہ است کہ ہرچہ مقصد شما از اہل قبور است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است نیز خطا در خطا است زیرا کہ ارواح را تعلق بہ بدن خود کو در قبر مدفون است البتہ مے باشد زیرا کہ مدت در از دریں بدن بودہ اندو الہٰذا قبور معبودان خود را تعظیم نمی کنند بلکہ از طرف خود صورتہا و سنگہا و درختاں و دریا ہار اقرار مے دہند کہ صورت فلانے است بے آنکہ آں چیز را تعلق باں ارواح باشد بدن آنہا درانجا سوختہ گردد و ایں قرار داد افترائی را ہیچ اثر نیست آرے حاجت روائے بندگان خالق اکبر از راہ رحمانیت خود مے فرماید آنہامی فہمند کہ از طرف بتاں ایں فائدہ حاصل شد حق تعالیٰ کہ عالم الغیب و الخفیات است حالات بندگان خود رامی داندو در زندگانی آنہا حاجت روائی منظور است از ہر طرف کہ مطلب خود خواہند مطلب ایشاں را بایشاں مے دہد چنانچہ پدر مشفق حاجت پسر خود را کہ صغیر السن است می داند و در وقتیکہ از خدمتگار و دایہ خود چیزے مے طلبد بادمیدہد

حالانکہ خدمتگار و دایہ مقدور ندارد ہمیں است حال بتاں بلکہ حال اہل قبور نیز موافق قاعدہ اہل اسلام وانچہ مرقوم شدہ کہ پس ہرگاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہند آمد پس فرق درمیان استمداد از اہل قبور و پرستش سیتلا و مسانی بچند وجہ ست اول آنکہ اہل قبور معلوم الذکر صلحا و بزرگان بودہ اند و سیتلا مسانی موہوم محض اند وجود آنہا معلوم نیست بلکہ ظاہرا خیال بندی ایں مردم است و دوم آنکہ سیتلا مسانی بر تقدیر وجود انہا از قبیل ارواح خبیثہ شیاطین اند کہ کمر بر ایذائے خلق بستہ اند الہٰذا انہا را با رواح طیبہ انبیاء و اولیاء چہ مناسبت سوم آنکہ استمداد از اہل قبور بطریق دعا است کہ از جناب الٰہی عرض کردہ مطلب مابر آرند و پرستش ایں چیزہا بنا بر اعتقاد و استقلال قدرت است کہ کفر محض است۔

## ترجمہ سوال

ایک بت پرست بت سے مدد مانگ رہا تھا ایک عالم نے منع کیا کہ شرک مت کر بت پرست نے کہا کہ اگر خدا کا شریک جان کر پوجوں تو ضرور شرک ہے اور مخلوق سمجھ کر پرستش کروں تو کیسے شرک ہوگا۔[1] عالم نے کہا قرآن شریف میں متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد مت مانگو[2] بت پرست نے کہا انسان ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں۔ عالم نے کہا انسان زندہ ہیں اور تیرے بت مثل کنہیا کالکا وغیرہ کے مردہ ہیں۔ کسی چیز

[1] یہ گفتگو پرستش میں ہے اور پرستش ہر طرح شرک ہے پرستش کے لئے مخلوق جاننے کا عذر محض باطل و بیکار۔

[2] عالم وہابی کا یہ قول بھی غلط ہے۔ غیر خدا سے مطلق مدد چاہنے کی ممانعت متواتر تو کیا قرآن شریف میں کہیں ایک جگہ بھی نہیں آئی۔



پر قدرت نہیں[1] رکھتے۔ بت پرست نے کہا تم قبر والوں سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو چاہیے کہ تم پر بھی شرک عائد ہو۔

خلاصہ یہ کہ اہل قبور سے جو تمہارا مقصود و مراد ہے ویسا ہی کالکا اور کنہیا کی تصویروں سے ہمارا ہے ظاہری طور پر نہ قبر والے طاقت رکھتے ہیں نہ بت اگر کہو کہ قبروالے قوت باطن سے کشائش حالات کرتے ہیں تو بہت جگہ بتوں سے بھی حاجت روائی ہوتی ہے اور اگر تم یہ کہو کہ ہم اہل قبور سے کہتے ہیں کہ خدا سے ہمارے لئے شفاعت کیجئے تو ہم بھی بتوں سے ایسی استدعا کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اگر اہل قبور سے استمداد کا جواز ثابت ہو تو بعضے ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔

جواب: اس سوال میں چند جگہ اشتباہ واقع ہوا اس سے خبردار رہنا چاہیے۔ تاکہ اللہ کے فضل سے سوال کا جواب اچھی طرح سمجھ میں آئے۔ (ا) مدد چاہنا اور چیز ہے اور پرستش دوسری چیز۔ عام مسلمان خلاف شرع اہل قبور سے مدد[2] چاہتے ہیں اور پرستش نہیں کرتے۔ بت پرست[1] مدد بھی چاہتے ہیں اور پرستش بھی کرتے ہیں۔ پرستش یہ

[1] وہابی عالم کا یہ قول بھی غلط نہ زندہ خدا کا شریک ہو سکتا ہے نہ مردہ مستقل بالذات سمجھ کر مدد مانگنا دونوں سے ناجائز اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھنا کسی کو بھی شرک نہیں۔ اگرچہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت نہیں دی ہے اس کی نسبت ایسا گمان کرے تو غلط ہوگا۔

[2] اہل قبور سے مدد چاہنے کے دو طریقے ہیں ایک جائز ایک ناجائز' شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں ان کی تفصیل کی ہے اور ہم اول کتاب میں اس کی نقل کر چکے ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندہ یا مردے کسی کو بھی اللہ کے سوا قادر بالذات یا متصرف مستقل سمجھ کر مدد مانگے تو یہ ناجائز ممنوع اور اگر مدد الٰہی کا مظہر اور اس کا پیارا سمجھ کر مدد چاہے تو جائز۔ تفصیل کے لئے دیکھو ہماری اسی کتاب کا صفحہ تا صفحہ ۔

[1] بت پرست بتوں کو معبود اور متصرف بالذات جان کر مدد طلب کرتے ہیں اس لئے یہ شرک ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود اور متصرف بالذات نہیں جانتے۔ بلکہ وہ تمام مخلوق کو اللہ کا بندہ اور اس کا محتاج سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری حاجت عرض کر کے کار برآری کراتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی کام کی طاقت دی ہے وہ کر دیتے ہیں

ہے کہ سجدہ [2] کرے یا طواف کرے یا اس کے نام کو بطریق تقرب ورد کرے یا اس کے نام پر جانور ذبح کرے یا اپنے آپ کو اس کا پجاری کہے۔ اگر کوئی جاہل مسلمان اہل قبور کے ساتھ بھی ایسا کرے تو وہ فوراً کافر ہو جائے گا۔ دوسرے مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے۔ جیسے امراء و بادشاہ سے نوکر اور فقراء بھی مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیاء سے چاہتے ہیں کہ جناب الٰہی میں ہماری حاجت عرض کیجئے۔ اس طرح کی مدد شرع میں زندہ اور مردہ دونوں سے جائز ہے۔ دوسرا طریقہ مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں بالاستقلال جناب الٰہی کے ساتھ خاص ہیں جیسے بیٹا دینا یا مینہ برسانا۔ یا بیماری دور کرنا یا عمر دراز کرنا وغیرہ کسی مخلوق سے چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا و سوال کرنا نیت میں نہ ہو (یعنی یہ سمجھے کہ یہ چیزیں یہ بزرگ خود دے دیں گے) اس

---

بقیہ حاشیہ صفحہ) یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں چنانچہ شاہ صاحب عنقریب مدد جائز وناجائز کی تفصیل فرما رہے ہیں۔

۲۔ سجدہ اور طواف وغیرہ مطلقاً پرستش نہیں ہے بلکہ بنظر عبادت ہو تب تو شرک ہے چنانچہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی صفحہ ۲۲۴ سورۂ بقر میں فرماتے ہیں۔ پیشانی بر زمین رسانیدن بدو طریق واقع می شود یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد و ایں قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع ست و ہیچ گاہ جائز شدہ (الیٰ قولہ) دوم آنکہ برائے تکریم و تحیتہ باشد مانند سلام و سرخم کردن وایں معنی باختلاف رسوم عادات و مبدل از منہ مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام در قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشان واقع شدہ خروا لہ سجدا و در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ عبادت شرک ہے کبھی کسی شریعت میں غیر خدا کے لئے جائز نہیں ہوا اور سجدہ تحیت و تکریم شرک نہیں اس لئے پہلی شریعتوں میں جائز ہوا۔ ہماری شریعت میں وہ بھی حرام ہے طواف کی نسبت شاہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرمایا بعدہ ہفت کرت طواف کند دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست بکند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند بگوید یارب بست یکبار (انتباہ صفحہ ) یہاں شاہ صاحب کشف قبور قبر کا طواف کرنے اور میت کے پانوں کی طرف رخسارہ رکھنے کے لئے تعلیم دے رہے ہیں اب وہابی بتائیں کہ تقویت الایمان کے حکم سے شاہ صاحب کو مشرک مانیں گے یا تقویت الایمان کو باطل۔



طرح کہ مدد چاہنا حرام مطلق بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی زندہ یا مردہ سے اس قسم کی مدد چاہے تو اسلام سے خارج ہو جائے بخلاف بت پرستوں کے کہ وہ اسی قسم کی مدد اپنے معبودان باطل سے چاہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں [1] اور یہ بات جو بت پرست نے کہی کہ میں بھی اپنے بتوں سے شفاعت [2] چاہتا ہوں یہ بڑے دھوکے اور فریب کی بات ہے اس لئے کہ بت پرست ہرگز شفاعت [3] نہیں چاہتے بلکہ شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے ان کے دلوں میں شفاعت کا تصور تک نہیں ہوتا۔ شفاعت کے معنی سفارش ہیں اور سفارش یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے مطلب کو کسی اور کی خدمت میں عرض کرے۔ اور بت پرست اپنے مطالب کی درخواست کے وقت نہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم پروردگار کے حضور میں ہماری سفارش کر دو اور ہماری مراد اس سے پوری کرا دو بلکہ خاص اپنے بتوں سے مطلب کی درخواست کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا اہل قبور سے جو تمہارا مقصد ہے وہی ہمارا کالکا اور کنہیا کی تصویروں سے ہے۔ یہ بات بھی غلط در غلط ہے اسلئے کہ جو جسم قبروں میں دفن ہیں ان کی ارواح کو ان کیساتھ ضرور تعلق رہتا ہے اسلئے کہ وہ روحیں مدت دراز تک ان جسموں میں رہی ہیں اور بت پرست اپنے معبودوں کی قبروں کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے تصویریں اور پتھر اور درخت اور دریا قرار دیتے ہیں کہ فلاں کے صورت ہے بغیر اس کے کہ ان چیزوں کو ان روحوں کیساتھ کچھ بھی تعلق ہو یا ان کے بدن وہاں جلے ہو اس افترائی قرار داد میں کچھ اثر نہیں۔ ہاں بندوں کا حاجت روا خالق اکبر ہے جو اپنی رحمانیت سے ان کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ اور بت پرست نادان سمجھتے ہیں کہ یہ تمام فائدے بتوں نے پہنچائے۔

---

۱۔ اور مسلمان پہلی قسم کی مدد چاہتے ہیں جو جائز ہے اور شرک نہیں تو بت پرستوں اور مسلمانوں میں بڑا فرق ہے۔

۲۔ یہی بت پرست والی بات مولوی اسمٰعیل بھی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

۳۔ تو مولوی اسمٰعیل کا یہ قول بالکل غلط اور فریب کاری ہوا جو انہوں نے لکھا ہے کہ کفار کا یہی کفر و شرک تھا کہ وہ بتوں کو اپنا وکیل و سفارشی جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب اپنے بندوں کے حالات جانتا ہے' اس کو ان کی اس زندگی میں ان کی حاجت روائی منظور ہے۔ چاہے یہ اپنا مطلب کسی سے مانگیں مگر وہ دیتا ہے جیسے مشفق باپ اپنے چھوٹے بچے کی حاجت کو جانتا ہے۔ اور جب وہ بچہ خدمت گار یا دایہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہ چیز باپ دے دیتا ہے۔ ایسا ہی بتوں کا حال ہے بلکہ اہل اسلام کے قاعدہ کے مطابق اہل قبور سے مانگنے والے کو بھی اللہ ہی دیتا ہے اور سائل نے یہ جو لکھا ہے کہ جب اہل قبور سے مدد چاہنی جائز ثابت ہوئی تو ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل قبور سے مدد چاہنے اور سیتلا و مسانی کے پوجنے میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اول یہ کہ اہل قبور صالحین اور بزرگ لوگ ہیں۔ جن کے حالات خوب معلوم ہیں۔ اور سیتلا اور مسانی محض وہمی جن کی نسبت یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کبھی تھے بلکہ ظاہرا معلوم ہے کہ یہ سب ان لوگوں کی خیال بندی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ستیلا اور مسانی کو اگر فرض بھی کیا جائے کہ وہ کبھی تھے تو وہ خبیث ارواح اور شیطانی وجود ہوں گے جنہوں نے خلق خدا کی ایذاء پر کمر باندھ رکھی ہے (جیسا کہ ہندوؤں کے اعتقاد سے ظاہر ہے) ان کو انبیاء اولیاء کی پاک روحوں سے کیا مناسبت [1]

تیسری بات یہ ہے کہ اہل قبور سے مدد چاہنا بطریق دعا کے ہے کہ جناب الٰہی میں عرض کر کے ہماری حاجت روائی کرا دیجئے اور بتوں وغیرہ کی پرستش اس اعتقاد کی بنا پر ہے کہ وہ قادر مستقل ہیں اور یہ اعتقاد کفر خالص ہے اب بحمد اللہ تعالیٰ مولوی اسمٰعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نذروں نیازوں منتوں کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور انہیں بارگاہ حق میں اپنا شفیع جاننا بالکل حق اور موافق شرع ہے مولوی اسمٰعیل کا اس کو شرک بتانا باطل اور گمراہی ہے۔

شرک کے معنی: مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کے معنی لکھتے ہیں

---

[1] یہ تو حضرت شاہ صاحب کا ادب ہے' اور تفویت الایمان والے نے تو ہر جگہ پاک بزرگوں کے ساتھ ان ناپاکوں ہی کا ذکر کیا ہے۔



"شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ [1] کرنا اور اس کے نام کا جانور [2] کرنا اور اس کی منت [3] ماننی اور مشکل [4] کے وقت پکارنا۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر [5] سمجھنا اور قدرت [6] تصرف کی ثابت کرنی۔ ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے"۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کے معنی یہ قرار دیئے ہیں کہ ایسی چیزوں کا غیر خدا کے لئے کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہوں اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرائی ہوں تو جس میں یہ دونوں باتیں یا ان میں سے ایک بات نہ ہو وہ شرک نہ ہوگا اور ہر چیز کے شرک ہونے کے لئے ضروری ہو گا کہ اس کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا ہو اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی مذکور نے جو مثالیں شرک کی لکھی ہیں ان میں خود اس کے اپنے بیان کئے ہوئے معنی بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ یہاں مثال میں چھ چیزیں ذکر کی ہیں ایک سجدہ جس کو مطلقاً شرک قرار دیا ہے۔ باوجودیکہ سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک سجدہ عبادت جو خدا کے سوا کسی کے لئے کبھی کسی شریعت میں حلال نہیں ہوا یہ سجدہ تو غیر خدا کے لئے شرک و کفر ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

لِاَنَّ سُجُوْدَ الْعِبَادَةِ لِغَيْرِ اللّٰهِ كُفْرٌ وَالْاَمْرُ لَا يَرِدُ بِالْكُفْرِ۔ (تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۴۲۶)

یعنی سجدہ عبادت تو غیر خدا کے لئے کفر ہے اور کفر ہرگز مامور بہ نہیں ہوتا۔ خداوند عالم اس کا حکم نہیں فرماتا اللہ کے سوا جو شخص کسی کو بقصد عبادت سجدہ کرے۔ وہ مشرک ہے۔ دوسرا سجدہ تحیت و تعظیم' یہ سجدہ بھی ہماری شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں حرام ہے لیکن شرک و کفر نہیں اسی لئے پہلی شریعتوں میں جائز تھا اگر کفر ہوتا تو کبھی جائز نہ ہو سکتا۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ○

یعنی یاد کرو۔ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے بھائیوں کے سجدہ کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ یہ سجدے تعظیمی ہیں۔

تفسیر لباب التاویل میں ہے:

وَکَانَ سُجُوْدَ تَحِیَّةٍ وَّ تَعْظِیْمٍ لَا سُجُوْدَ عِبَادَةٍ کَسُجُدِ اِخْوَةِ یُوْسُفَ۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۸۷)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کا سجدہ سجدہ تعظیم و تحیت تھا۔ سجدہ عبادت نہ تھا جیسا کہ برادران یوسف علیہ السلام کا سجدہ سجدہ تعظیم تھا۔ عبادت نہ تھا۔

تفسیر کبیر میں ہے:

قَالَ قَتَادَةُ فِیْ قَوْلِهٖ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کَانَتْ تَحِیَّةُ النَّاسِ یَوْمَئِذٍ سُجُوْدَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَعَنْ صُهَیْبٍ اَنَّ مَعَاذًا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ سَجَدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مَعَاذُ مَا هٰذَا قَالَ اِنَّ الْیَهُوْدَ تَسْجُدُ لِعُظَمَائِهَا وَعُلَمَائِهَا وَرَاَیْتُ النَّصَارٰی تَسْجُدُ لِقَسِّیْسِهَا وَ بِطَارِ قَتِهَا قُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا تَحِیَّةُ الْاَنْبِیَاءِ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَذِبُوْا عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ۔

یعنی قتادہ نے وَخَرُّوْا له سُجَّدًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس زمانہ میں سجدہ کرنا لوگوں کے درمیان ایک تحیت و تعظیم تھی۔ اور صہیب سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا اے معاذ یہ کیا، عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے



فرمایا کہ انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا۔ یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت معہودہ مستمرہ نہیں ہے یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہ فرمایا کہ یہ شرک ہے نہ یہ فرمایا کہ تم نے سجدہ کیا یہ شرک ہوا از سرنو اسلام لاؤ۔

مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مطلقاً سجدہ شرک ہے ان کے طور پر تمام ملائکہ مشرک برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرک اور خداوند عالم نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا معاذ اللہ اس نے بھی شرک کا حکم دیا موحد ہے تو اسمٰعیل کے نزدیک شیطان ہے جس نے خدا کے حکم سے بھی ملائکہ کو سجدہ نہ کیا اللہ تعالیٰ اس شیطانی توحید سے پناہ میں رکھے۔ آمین

اب اسمٰعیل اور اسمٰعیلیوں سے دریافت کیجئے کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا اور اپنے بندوں سے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا اور جب کوئی دلیل نہیں تو شرک کس طرح ہوا۔ محض تمہارے کہہ دینے سے کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی بلکہ بے دلیل تمہاری بات کا ماننا تقویت الایمان کے حکم سے خود شرک ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۹ میں لکھا ہے۔ اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲) مولوی اسمٰعیل نے شرک کی دوسری مثال یہ لکھی ہے اور اس کے نام کا جانور کرنا۔ اس پر بھی دلیل قائم کرنا تھی۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا۔ اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ مگر کوئی دلیل نہیں ہے۔ محض اپنی رائے اور اپنا حکم اور وہ تقویت الایمان صفحہ ۹ کے حکم سے شرک۔ مسئلہ بعونہ تعالیٰ ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ اور میں بیان کر آئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کے نام کا جانور کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ جانور کو وقت ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہہ دینا کہ یہ گائے زید کی ہے یا عتیقہ کی ہے۔ یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ یہ سب شرک ہے تو یہ حکم غلط اور باطل خلاف شرع اور گائے یا جانور جائز حلال طیب۔ اور اس طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک تمام دنیا مشرک ہی مشرک ہوگی۔

(۳) اس کی منت ماننی یہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی تیسری مثال لکھی ہے۔ اس سے اگر یہ مراد ہو کہ نذر سے غیراللہ کی طرف تقرب منظور ہو تو ایسا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا بلکہ کسی مومن کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ شے منذور کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا شرک ہے تو یہ غلط۔ بتاؤ اس کو کب اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا۔ اور اپنے بندوں کے حق میں کہاں نشان بندگی ٹھہرایا۔

اس مسئلہ کی تفصیل قریب ہی گزر چکی ہے۔

(۴) مشکل کے وقت پکارنا۔ تفویت الایمان میں شرک کی چوتھی مثال یہ لکھی ہے ہم اس مسئلہ کو بوضاحت تمام اپنی اسی کتاب کے صفحہ    سے صفحہ    تک لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔ مگر وہابی یہ یاد رکھیں کہ نذر و نیاز وغیرہ کو شرک بتا دینا تو سہل تھا اس میں دین کے سوا اور کسی چیز کا نقصان نہ تھا۔ مگر مشکل کے وقت پکارنے کو شرک بتانے سے سخت مشکل پیش آئے گی۔ کسی نے پکڑ کر پیٹنا شروع کیا آپ پولیس کو یا اور کسی اپنے رفیق یا معاون کو پکاریں تو شرک ہو جائے۔ چپ چاپ پٹتے رہئے؟ کیسے جاہلانہ خیال ہیں۔ رات دن اپنے حاجات و ضروریات کے لئے آدمی اپنے متعلقین و خدام کو پکارتا ہے۔ تو اسمعیلی دین میں ساری دنیا ہی مشرک ہوئی۔ اگر یہ کہے کہ زندوں کو پکارتے ہیں یہ شرک نہیں تو یہ سراسر باطل ہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کی ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرائی ہو وہ سب کے لئے شرک ہے زندہ کے لئے نہ ہو۔ یہ کہاں کا دین ہے۔ اور مقبولان بارگاہ کو مردہ کون کہتا ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ راہ خدا میں جان دینے والوں کو قرآن پاک زندہ کہتا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ اور راہ خدا میں جان دینے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تو کیا اب مولوی اسمٰعیل اور ان کے متبعین شہداء کو مشکل کے وقت پکارنے کی اجازت دیں گے جن کی حیات قرآن پاک سے ثابت ہے اگر نہ دیں گے تو پھر اور کسی زندہ کا پکارنا کسی دلیل سے جائز سمجھتے ہیں۔



(۵) ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ (۶) اور قدرت تصرف ثابت کرنی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی پانچویں اور چھٹی مثالیں یہ دی ہیں اور اپنے حسب عادت محض اپنی رائے سے اس کو شرک بتا دیا ہے نہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے نہ خود ان کی اپنی بیان کی ہوئی تعریف شرک اس پر صادق آتی ہے کیونکہ کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر اور متصرف بالذات نہیں جانتا لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب باوجود اس کے بھی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا رہے ہیں۔ کیونکہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے علم و تصرف .عطائے الٰہی کے تمام مسلمان معتقد ہیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب حکم شرک کو علم و تصرف ذاتی کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں۔

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔ (تفویت الایمان ص ۱۰)

اس عبارت میں علم و قدرت عطائی کے اثبات کو بے دریغ شرک بتایا ہے تو ضرور مولوی اسمٰعیل کے نزدیک شرک کی تعریف اس پر صادق آتی ہوگی۔ اور شرک کی تعریف میں وہ کہتے ہیں کہ اس چیز کو اللہ نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہو تو ان کے نزدیک غیر کی تعلیم سے عالم ہونا اور غیر کے قدرت دینے سے متصرف ہونا ایسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے لئے خاص کی ہیں اور معاذ اللہ ان کا مفروض خدا علم ذاتی نہیں رکھتا دوسرے سے سیکھا ہوا ہے اور قدرت ذاتی نہیں رکھتا بندوں کی طرح دوسروں کے قدرت دینے سے تصرف کر سکتا ہے تو پوچھو وہابیوں سے کہ تمہارے اعتقاد میں وہ دوسرا کون ہے جو خدا کو سکھاتا اور اس کو قدرت دیتا ہے۔ کیا خدا کے لئے اور کوئی خدا تجویز کر لیا۔ تَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ یہ ہے ان بے دینوں کی سڑی ہوئی توحید یہ لوگ خدا کے بھی قائل نہیں اس کو بھی عالم بالذات اور متصرف بالذات نہیں جانتے اور اپنے اس ناپاک اعتقاد پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ تف اس بے دینی پر پھر کسی کے لئے قدرت تصرف ثابت کرنا اگر شرک ہو تو کوئی وہابی شرک سے نہ بچے کہ حکومت

و سلطنت کے تصرفات مانتا ہے۔ کفار و فساق کے تصرفات کا قائل ہے۔ شیطان تک کے تصرفات کا معتقد ہے۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بے شمار مخلوق کے تصرفات کا بیان ہے شریعت طاہرہ نے جزا کا مدار ہی تصرف پر رکھا ہے بندہ اپنے خدا داد قدرت و اختیار سے جو تصرف کرتا ہے اسی پر اس کو جزا دی جاتی ہے اور جو کام اس کی قدرت میں نہ ہو اور اختیار سے صادر نہ ہو اس پر کوئی گرفت نہیں ان تمام تصرفات کو مان کر ایک ایک وہابی کے ذمہ کروڑوں بلکہ بے شمار شرک نکلیں گے۔

اب رہی یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو تا یعنی ہر جگہ اور ہر مقام کا علم رکھنا یہ شرع میں کسی کے لئے ثابت ہے یا نہیں اس کو ملاحظہ فرمایئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ط ایسے ہی دکھائے ہم نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک۔ تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائیں۔ قرآن حکیم کے بیان سے تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام کے پیش نظر اور ان کے رو برو حاضر ہیں اور وہ ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ اسی کو تقویت الایمان والے نے شرک بتایا تھا۔

اشعتہ اللمعات شرح مشکواۃ شریف میں ہے۔ حدیث فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں"

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی و کلی عام حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے سب کا احاطہ فرما لیا۔ حضرت شیخ نے اسی حدیث کی شرح کے آخر میں فرمایا پس ازاں دانست عالم را و حقائق آنرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اور عالم کے تمام حقائق کو جانا۔ اب پوچھو



اسمٰعیل سے سارا جہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ ذرہ ذرہ علم مصطفیٰ علیہ الصلواۃ والسلام میں حاضر ہے۔ تفویت الایمان شرک کا منہ کالا ہو جو آیات و احادیث کی ایسی بے دریغ مخالفت کرتا ہے اسی اشعتہ اللمعات میں ہے:

"و نیز آنحضرت ﷺ ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان ست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ جود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ست در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد"۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور انور ﷺ ہمیشہ مومنین کے پیش نظر اور عابدوں کے نور دیدہ ہیں۔ تمام حالات اور جملہ اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں انکشاف و نورایت کا وجود اس حالت میں بیشتر اور قوی تر ہوتا ہے اور بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس چاہیے کہ نمازی اس سے باخبر اور آگاہ رہے تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے فیض یاب ہو۔

حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی اس تحقیق و تصریح سے ثابت ہوا کہ عرفا کے نزدیک حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں موجود ہے تو اب کہئے ہر جگہ موجود ہونا اور کس کو کہتے ہیں مگر ہر ذرہ میں یہ جلوہ گری اللہ تعالیٰ کی عطا اور اسی کی مرضی سے ہے اور در حقیقت قدرت الٰہی کا ایک ظہور شان ہے جس طرح آفتاب کی روشنی مشرق سے مغرب تک شہروں قصبوں قریوں آبادیوں ویرانوں جنگلوں، پہاڑوں،

دریاؤں' سمندروں میں ہر مقام پر موجود ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت ہے ناظر عاقل اس سے سبق معرفت حاصل کرتا ہے۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کرد گار

مگر حضرت شیخ نے اپنی اس عبارت کے اول میں فرمایا کہ آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان است اس عبارت سے جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دولت مدار سید عالم ﷺ ہمیشہ مومنین کی نظر کے سامنے ہیں اور اہل ایمان کو یہ دولت ہمیشہ میسر ہے ایسے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دیدار اور حضور سے استفاضہ اور حصول برکت مومنین کا حصہ ہے بے دین کور باطن خفاش کی طرح آفتاب نبوت کے انوار سے محروم ہیں۔ اس لئے اگر کوئی تاریک باطن انکار کرے تو وہ اپنی نابینائی کی شہادت دیتا ہے۔ اس مسئلہ پر اور مزید دلائل و عبادات پیش کرنے کی حاجت نہیں اہل ایمان کے اطمینان کے لئے انشاء اللہ العزیز اس قدر کافی ہے۔ اب ایک عبارت زمانہ موجودہ کے وہابیہ کی یہ مایہ ناز کتاب المہند کی بھی پیش کر دی جائے تاکہ دیوبندی صاحبوں کو معلوم ہو جائے کہ تقویت الایمان کے حکم سے وہ کیسے پکے مشرک ہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ احمد مالکی جن کا نام مہند میں القاب و اداب اور تعریف و توصیف کے ساتھ چھ سطروں میں لکھا ہے وہ اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں۔ جو اسی المہند میں چھپی ہے۔

اَمَّا قُدُوْمُ رُوْحِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِی بَعْضِ الْاَحْيَانِ لِبَعْضِ الْخَوَاصِ اَمْرٌ غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ وَ مُعْتَقِدُ هٰذَاالْقَدْرِ لَا يُعَدُّ مُخْطِئًا لِكَوْنِهٖ اَمْرًا مُمْكِنًا فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ يَتَصَرَّفُ فِی الْكَوْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ كَيْفَ يَشَاءُ ۔

(المہند مطبوعہ عزیز المطابع میرٹھ ص ۶۲)

"اور اس کا ترجمہ بھی اسی میں اس طرح لکھا ہے) پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی نہ



سمجھا جائے گا کیونکہ حضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں"۔

اس عبارت میں حضور کی روح پاک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا تمام جہان میں باذنہ تعالیٰ اپنے حسب مرضی و خواہش تصرف کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی صاحبوں نے اس کو سند کے طور پر اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ یہ تمام باتیں تقویت الایمان کے خلاف ہیں اور تصرف پر تو اس میں شدومد کے ساتھ شرک کا حکم دیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ وہ تقویت الایمان کو مان کر مشرک ہونا قبول کریں گے یا تقویت الایمان کو باطل و ضلالت بتائیں گے اگرچہ تصرف کا مسئلہ خود مخالفین کی نقل کی ہوئی عبارت سے بخوبی ثابت ہو گیا مگر مسلمانوں کے اطمینان کے لئے اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں جو اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ شریف میں فرماتے ہیں:

" و ملک وملکوت جن و انس و تمامہ عوالم بتقدیر و تصرف الہی عز و علا در حیطہ قدرت و تصرف وے بود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۳۳۷)

اس عبارت سے جن و انسان کے تمام ملک اور کل جہان کا بفضل الہی حضور کے قدرت و تصرف میں ہونا معلوم ہوا۔ اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا تھا۔

مولوی اسمٰعیل نے شرک کے معنی کی توضیح میں جو چھ مثالیں پیش کی تھیں ان کا تو حال معلوم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مولوی مذکور نے انبیاء و اولیاء (علیہم السلام) کی شان عالی میں یہ گستاخانہ کلمہ لکھا ہے۔

"اور اس بات میں اولیاء انبیاء اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں"۔ (تقویت الایمان ص ۸)

اولیاء وانبیاء کا ذکر اور ذلیل ترین مخلوق مقہور بارگاہ الٰہی شیطان اور بھوت کے ساتھ اس بے ادبی سے مسلمانوں کے تو دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ اگر ان کی نسبت کہہ دیا جائے کہ مولوی اسمٰعیل اور شیطان و

بھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپے سے باہر ہو جائیں۔ لیکن انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا انکار اور مسلمانوں کو حضرت انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کی بناء پر مشرک بتائیں اور اس مقصد کے لئے قرآن و حدیث اور ان کے معانی میں تحریف و تبدیل کریں اور اپنی فرضی واختراعی توحید کے حیلہ سے مقبولان بارگاہ کی شان میں بے ادبی کے کلمے لکھیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے وہ جب مسیح پرست کا رد فرمائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا کہیں الٰہ جانیں ان کی پرستش کریں تو وہ مالک الملک ان کے کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شان انبیاء علیہم السلام کے لئے ہلکا ہو اپنی توحید کا بیان فرمائے نصاری کے بطلان کا اظہار کرے مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت کے خلاف کوئی لفظ نہ ارشاد کرے وہ فرماتا تو حق تھا وہ ان کا مالک و مولیٰ ہے مگر اسی نے تو انہیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ تقویت الایمان کی طرح کہیں یہ نہ فرمایا کہ اے نصاری پوجنا سب کا شرک ہے۔ اس بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بت برابر ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ طرز اور یہ انداز گفتگو اپنے مقبولوں کے حق میں اللہ سبحانہ نے گوارا نہ فرمایا جو ان کا خالق ومالک ہے تو اسمٰعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہو گئے ہیں جو یہ سب باتیں دیکھ کر اس کی حمایت کئے جاتے ہیں۔

اس کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے ان چیزوں کی شمار کی ہے جو ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کرلی ہیں اور ان میں سے کسی چیز کو دوسرے کے لئے ثابت کرنا ان کے نزدیک شرک ہے اب میں اختصار کی غرض سے انہیں ایک جدول میں لکھ کر اس کے مقابل مختصر جواب درج کرتا ہوں۔



# فہرست شرکیات وہابیہ مع جواب

| نمبر شمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کرلئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| ۱۔ | ہر جگہ حاضر ناظر رہنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) | اس کا جواب بالتفصیل گزر چکا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ صفحہ تا صفحہ |
| ۲۔ | ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) | علم بالذات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کو کوئی کسی دوسرے کے لئے ثابت نہیں کرتا۔ رہا علم عطائی وہ عطائے الٰہی اس کے خاص بندوں کے لئے ثابت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص بتانا علم الٰہی کی توہین و تنقیص اور اس کو غیر سے مُکتَسَبْ کہنا ہے اور یہ کفر ہے۔ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا حدیث ترمذی میں ہے حضور نے فرمایا: فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ میرے لئے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ اس کو شرک بتانا کھلی بے دینی و گمراہی ہے۔ |
| ۳۔ | کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لینا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰) | یہ کون سی آیات یا حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہے جس چیز کو دل میں آیا منہ اٹھا کر شرک کہہ دیا۔ دلیل کی ضرورت نہ ثبوت کی حاجت۔ ماں باپ رات دن اولاد کا نام اٹھتے بیٹھتے یعنی بکثرت لیا کرتے ہیں۔ آقا نوکروں کو ہر وقت پکارتے ہیں۔ دوست اپنے دوستوں کو ہر لحظ یاد کرتے ہیں۔ اسمٰعیل کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔ اولاد اپنے باپ دادا کا ذکر کرتی اور نام لیتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَکُمْ اَوْاَشَدَّ ذِکْرًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم اللہ |

| نمبرشمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| | | تعالیٰ کا ایسا ذکر کرو جیسا اپنے باپ دادا کا کیا کرتے ہو یعنی بکثرت اٹھتے بیٹھتے تو کیا تقویت الایمان والا قرآن کے اس حکم کو بھی شرک کہے گا یہ ہے اس کا شرک جس سے کوئی نہیں بچ سکتا نہ مخلوق نہ خالق جل وعلا۔ |
| ۴۔ | دور نزدیک سے پکارنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) | یہ بھی شرک نہیں نہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا بلکہ شرع مطہر نے ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو پکارنے کی تعلیم دی چاہے نمازی چین میں ہو یا جاپان میں روم میں ہو یا ایران میں اور اس مسئلہ کی تحقیق اول کتاب میں گزر چکی۔ |
| ۵۔ | بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دینی دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) | یہ بھی شرک نہیں نہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ بے دین خدا پر افترا کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اول کتاب میں بوضاحت تمام آچکا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ یہود حضرت سید عالم ﷺ کے رونق افروز عالم ہونے سے پہلے آپ کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے۔ قرآن پاک کا یہ مضمون تقویت الایمان والا شرک بتا رہا ہے اور وہابی سب اس کی غلامی کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوہ الا باللہ |
| ۶۔ | اس کے نام کا ختم پڑھے' (تقویت الایمان ص ۱۰) | کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ نام کا ختم پڑھنا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا اور بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ ختم اسی کو تو |



| نمبرشمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| | | کہتے ہیں کہ مشکل کے وقت کسی کے نام کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے وہ مشکل رفع فرمائے یہ خود حدیث میں وارد ہے۔ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَسَرَتْ عَلَیْهِ حَاجَةٌ فَلْیَكْثِرْ بِالصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَاِنَّهَا تَكْشِفُ الْهُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْكُرُوْبَ وَتُكْثِرُ الْاَرْزَاقَ وَتَقْضِی الْحَوَائِجَ (دلائل الخیرات مطبوعہ مطبع رزاقی کانپور صفحہ ۲۷) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر کوئی حاجت دشوار ہو اس کو چاہئے کہ مجھ پر درود و شریف کی کثرت کرے۔ کیونکہ درود شریف غموں فکروں اور کربتوں کو دور کرتا ہے۔ اور رزق زیادہ کرتا ہے اور حاجت روا کرتا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے نام پر پاک کا ختم ہے جو حدیث شریف میں تعلیم کیا گیا پھر ختم میں تو ایک محدود تعداد میں ذکر ہوتا ہے حضور کے ذکر کی کثرت تو اس سے بھی بدرجہا زیادہ متقضائے ایمان ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ متفق علیہ (مشکوۃ شریف ص ۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مقتضائے ایمان ہے اور کثرت ذکر مقتضائے محبت کی حدیث شریف میں وارد ہے: لا یُؤْمِنُ احدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْن اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِ وَوَلده والنَّاس اجْمَعِیْنَ (مشکوۃ شریف ص ۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مقتضائے ایمان ہے اور کثرت ذکر مقتضائے محبت کہ حدیث شریف میں وارد ہے: مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ |

| نمبر شمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں۔اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| | | جو کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اسی کا ذکر زیادہ کرتا ہے تو جو ایمان کامل رکھتا ہے وہ حضور کی محبت سب سے زیادہ رکھتا ہے وہ حضور کا ذکر بہت کثرت سے کرتا ہے جلنے والے جلا کریں۔ ایماندار حضور ہی کے ذکر میں رہتے ہیں اور رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شرک بتانے والوں کا منہ تو اللہ تعالیٰ نے کالا کردیا یہ کثرت ذکر ہی سے جلتے ہیں۔ ختم ہی کو روتے ہیں وہاں اس نے اپنے حبیب علیہ الصلواۃ والسلام کا ذکر عبادتوں میں داخل کر دیا اذان ہے تو اس میں حضور کا ذکر تکبیر ہے تو اس میں حضور کا ذکر نماز ہے تو اس میں حضور کا ذکر حضور پر عرض سلام حضور پر درود و شریف اب دشمنان ایمان نماز تکبیر اذان سب کو چھوڑیں ان کا فرضی شرک سب جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اب وہابیوں سے ایک اور بات دریافت طلب ہے۔ وہ یہ کہ کبھی حضور اقدس نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے نام کا ختم پڑھا ہے ایسا ہو تو کوئی حدیث پیش کرو اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو کیا تمام صحابہ میں سے کسی میں بھی یہ نشان بندگی پایا نہیں گیا اور اگر یہ نشان بندگی نہیں تو غیر کے لئے ایسا کرنا شرک کیسے ہو گیا۔ پڑھو تقویت الایمان کی تعریف شرک۔ |
| ۷۔ | اس کی صورت کا تصور باندھنا۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) | کیا یہ بھی خدا نے اپنے ساتھ خاص کیا اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ پوچھو وہابیوں سے کہ تم میں نشان بندگی پایا جاتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو تم کیسے بندے ہو کہ نشان بندگی سے بھی محروم ہو اور اگر پایا جاتا ہے تو خدا کی صورت کا تصور کیا کرتے ہو اس کے لئے صورت بھی گھڑ رکھی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا |



| نمبر شمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| | | یَصِفُوْنَ ۵ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے اس کے لئے صورت ماننا کفر و بے دینی ہے۔ شرح عقائد میں ہے: وَلَا مُصَوَّرٌ اَیْ ذِیْ صُوْرَۃٍ وَ شَکْلٍ مِثْلَ صُوْرَۃِ الْاِنْسَانِ وَالْفَرَسِ لِاَنَّ تِلْکَ مِنْ خَوَاصِ الْاَجْسَامِ یَحْصُلُ لَھَا بِوَاسِطَۃِ الْکَمِّیَاتِ وَالْکَیْفِیَاتِ وَاِحَاطَۃِ الْحُدُوْدِ وَالنِّھَایَاتِ (شرح عقائد نسفی مطبع محمدی ص ۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ شکل و صورت نہیں رکھتا جیسے کہ انسان یا فرس رکھتے ہیں کیونکہ ذی صورت ہونا اجسام کے خواص میں سے ہے جو ان کو بواسطہ کمیات و کیفیات واحاطہ حدود و نہایات کے حاصل ہوتا ہے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے۔ وَکَذٰلِکَ مَنِ اعْتَرَفَ بِاِلٰھِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ وَحْدَانِیَّۃٍ وَلٰکِنَّہٗ اِعْتَقَدَ اَنَّہٗ غَیْرُ حَیٍّ اَوْ غَیْرُ قَدِیْمٍ اَوْ اَنَّہٗ مُحْدَثٌ اَوْ مُصَوَّرٌ یعنی ایسے ہی وہ شخص کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے الہ ہونے اور اس کے واحد ہونے کا تو مقر ہو لیکن یہ اعتقاد رکھے کہ وہ حی و قدیم نہیں ہے یا محدث یا صورت والا ہے (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۴) کتب معتبرہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صورت ماننا کفر ہے تو صورت کا تصور کرنا اس کے ساتھ کیسے خاص ہو سکتا ہے اور جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کہے وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کی صورت کے تصور باندھنے کو شرک بتانے سے اس شرک بتانے والے کا کفر لازم آتا ہے کہ اس نے خدا کے لئے کبھی صورت تجویز کر دی معاذ اللہ یہ تو ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ وہ خدا کے لئے صورتیں تجویز کرتے ہیں اسلام اس کو روا نہیں رکھتا مگر جاہل |

| نمبر شمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| | | وہابی تعصب سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں ایسے آپ سے باہر ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صورت کا ثابت کرنا کفر ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ اب ثابت ہوا کہ اسمٰعیل کا یہ قول کہ کسی کی صورت کا تصور باندھنا شرک ہے مستلزم کفر ہے۔ اب دُوسرے پہلو سے نظر ڈالئے وہابیہ کے طور پر اسمٰعیل صاحب کے اس حکم سے کون کون مشرک ہوا۔ دنیا میں ایسا کوئی شخص ہے جس نے عمر بھر کسی کا تصور نہ کیا ہو نہ باپ کا نہ بیٹے کا نہ عزیز و اقارب کا نہ دوست احباب کا نہ دشمن کا نہ کسی شہر یا مکان یا باغ کا تو دنیا کا کوئی شخص کوئی فرد بشر اسمعیلی شرک سے نہیں بچ سکتا سارا عالم مشرک بنا ڈالا۔ مثل مشہور ہے ساون کے اندھے کو سب ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے اسمٰعیل کو سارا جہان مشرک ہی مشرک معلوم ہوتا ہے اب یہ بھی دیکھئے کہ اسمٰعیل صاحب کے خاندان کے قبلہ و کعبہ خاص طور پر اسی جنگی حکم شرک کی زد میں آ گئے۔ اور تقویت الایمان نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو مشرک بنا ڈالا۔ شاہ صاحب قول جمیل میں فرماتے ہیں: وَاِذَا غَابَ الشَّیْخُ عَنْہُ یُخَیِّلُ صُوْرَتَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بِوَصْفِ الْمَحَبۃِ وَالتَّعْظِیْمِ فَتُفِیْدُ صُوْرَتُہٗ مَاتُفِیْدُ صُحْبَتُہٗ ۔ قول جمیل مطبع محمدی ص ۵۵ فصل اشغال نقشبندیہ۔<br>ترجمہ: اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے طریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی |



| نمبر شمار | وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ | مختصر جواب |
|---|---|---|
| | | صحبت فائدہ دیتی تھی۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تصور شیخ کا طریقہ بتایا اور اس کو مفید ارشاد کیا تقویت الایمان کے حکم سے یہ شرک ہے اور صراط مستقیم مطبوعہ مطبع ضیائی ص ۴ میں مولوی اسمٰعیل نے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی کو قطب المحققین فخر العلماء المسلمین اعلمہم باللہ لکھا ہے مشرک کو ایسا کہہ کر وہ آپ کیا ہوا ذرا وہابی سوچیں اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ محض کسی صورت کا تصور تو شرک نہیں بلکہ شرک جب ہے جبکہ اس کے ساتھ یہ اعتقاد ہو کہ تصور کرتے ہی اس کو خبر ہو جاتی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ پھر تصور کا ذکر بیکار تھا۔ ایسی حالت میں اس اعتقاد پر حکم کرنا تھا اور اس اعتقاد پر بھی شرک کا حکم صحیح نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کشف کر دے تو کیا محال ہے بلکہ بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا۔ اور آئندہ بھی ذکر کیا جائے گا۔ ہاں یہ اعتقاد بیشک شرک ہے۔ کہ فلاں شخص بالذات عالم ہے۔ اور بے عطائے الٰہی خود بخود جانتا ہے اس طرح کسی کے لئے ایک ذرہ کا علم ثابت کرنا بھی شرک ہے مگر کسی مسلمان کا یہ خیال نہیں مسلمانوں کی نسبت یہ کہنا ان پر افتراء اور بہتان ہے۔ |

---

تقویت الایمان میں شرکیات کی یہ فہرست تین حصوں میں بیان کی ہے۔ یہ پہلا حصہ تھا اس میں جس قدر شرکیات بیان کئے ہیں ہم نے سب نقل کئے۔ اور ان کا حال ظاہر کر دیا۔ البتہ جس بات کو انہوں نے مختلف عبارتوں میں بار بار مکرر کہا ہے اس کو ہم نے ایک

ہی مرتبہ لکھا اور بے فائدہ تکرار سے پرہیز کیا جیسے ایک مرتبہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہر چیز کی ہر وقت خبر برابر رکھنی اور اس کو شرک قرار دیا۔ پھر اسی کو دوسری مرتبہ اس طرح لکھا کہ اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اس کو شرک بتایا یہ دو عبارتیں ہیں اور مضمون ایک ہے۔ اس کو ہم نے ایک ہی مرتبہ لکھا ہے اور اس کے ساتھ ہی جواب لکھ دیا ہے اتنے شرک لکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

"سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

(تقویت الایمان ص ۱۰)

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے بتایا کہ اوپر لکھی ہوئی باتیں (جو فہرست شرکیات میں نمبروار لکھی گئی) سب شرک ہیں اور اشراک فی العلم میں داخل ہیں۔ اور اشراک فی العلم کے معنی یہ بیان کئے کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اور آخر میں یہ تصریح کر دی کہ یہ علم کسی کے لئے بالذات مانے یا اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانے ہر طرح شرک ہے اب غور فرمایئے کہ علم ذاتی کا اثبات غیر خدا کے لئے بیشک شرک ہے اور اس میں یہ شرط نہیں کہ تمام چیزوں کا علم اس کے لئے ثابت کرے یا غائب کا جبھی شرک ہو بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی ثابت کرے تو بھی مشرک پھر خواہ وہ ذرہ سامنے ہی رکھا ہوا۔ الحمد اللہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا علم بھی ذاتی نہیں مانتا۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب حکم شرک کو علم ذاتی کے اعتقاد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ علم عطائی کے اعتقاد پر بھی شرک کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۱۰) جب کسی کے لئے علم



عطائی یعنی غیر کا عطا کیا ہوا علم ثابت کرنا شرک ہوا اور اشراک فی العلم کے معنی خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے اسی صفحہ میں یہ لکھے ہیں کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا تو ان کے نزدیک ضرور خدا کا علم بھی عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا ہو گا او یہ بیشک کفر ہے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں اللہ تعالیٰ کا علم بھی مُکْتَسَبْ اور غیر سے حاصل کیا ہوا قرار دے دیا اور خداوند عالم کو اس کے کمالات میں غیر کا محتاج ٹھہرا دیا۔ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُواً کَبِیْرًا یقیناً اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں وہ غنی بالذات ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کتنے وسیع علم عطا فرمائے اس کا بیان انشاء اللہ العزیز عنقریب آتا ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے اس سلسلہ شرکیات میں دوسرا حصہ اشراک فی التصرف کے نام سے موسوم کیا ہے اس کے متعلق کہتے ہیں۔

"دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا اور روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کرنا۔ فتح و شکست دینی اقبال اور ادبار دینا' مرادیں پوری کرنی' حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی' مشکل میں دستگیری کرنی' برے وقت میں پہنچنا' یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی اور پیر و شہید کی' بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

(تقویت الایمان ص ۱۰' ۱۱)

نذر و نیاز کا مسئلہ تو ہم بیان کر چکے ہیں صاحب تقویت الایمان نیاز و نذر کا ایسا دشمن ہے کہ بے موقع اس کا ذکر لے آتا ہے یہاں کوئی موقع اس کا نہ تھا تصرف سے بحث تھی مگر خوئے اور را بہانہ درکار اس کے علاوہ مسئلہ صرف اتنا تھا کہ غیر خدا کے لئے تصرف ثابت کرنا کیسا ہے اس کو اتنا طول دیا اور مارنا' جلانا' روزی دینا' کشائش اور تنگی کرنا' تندرست اور بیمار کرنا' فتح و شکست دینا' اقبال و ادبار دینا' مرادیں پوری کرنا' حاجتیں برلانا' بلائیں ٹالنا' مشکل میں دستگیری کرنا' برے وقت میں پہنچنا' اتنی باتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کیں یہ سب تصرف میں آ گئی تھیں ان کا جداگانہ ذکر بیکار ہے۔ اب رہا ان کا شرک ہونا نہ ہونا اس کی حقیقت یہ ہے کہ تصرف (جس میں یہ سب باتیں آ گئیں) وہ دو طرح پر ہے ایک تصرف بالذات اور بالاستقلال وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ایک ذرہ کو بے اس کے حکم کے کوئی جنبش نہیں دے سکتا لہٰذا غیر کو متصرف بالذات سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ دوسری قسم تصرف عطائے الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے تصرف کرنا اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے رات دن ہم دنیا میں تصرف کرتے رہتے ہیں کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔ کسی کو آرام پہنچاتے ہیں۔ کسی کو مارتے ہیں' کسی کو باندھتے ہیں' کسی پر سواری کرتے ہیں' کسی کو شکار کرتے ہیں' کسی کو کھا جاتے ہیں' یہ تمام تصرفات ہی تو ہیں ان کا انکار دیوانہ بھی تو نہ کرے گا۔ تو تمام عالم ہی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہوا کیونکہ اس نے تقویت الایمان میں لکھ دیا کہ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یعنی متصرف بالذات نہ جانے خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھے جب بھی وہابیہ کے نزدیک مشرک۔ وہابی کو کوئی مار دے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فلانے مارا۔ یہ کہا اور تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہوا کہ غیر خدا کو مارنے والا سمجھتا ہے وہابی بھوکا ہو اور کوئی دو روٹی دے کر اس کی حاجت براری کرے تو وہابی انکار ہی کئے جائے گا۔ کبھی احسان نہ مانے گا کیونکہ اگر وہ ایک مرتبہ بھی یہ کہے کہ اس نے مجھے روٹی دی میری حاجت براری کی تو فوراً مشرک ہو جائے مگر وہابی ان میں سے کسی بات کو شرک نہیں کہتے۔ رات دن اپنی تعلیاں کیا کرتے ہیں کہ ہم



نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اور نہیں سمجھتے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویت الایمان والے کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے وہ بدنصیب انبیاء و اولیاء محبوبان خدا کا دشمن ہے۔ ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے۔ مگر اس بد باطن کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم قرآن عظیم میں اپنے محبوبوں کے تصرفات کا بکثرت ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جو اسمٰعیل کے دادا پیر ہیں آیہ کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

بتحقیق من گردانندہ ام در زمین خلیفہ را کہ خلافت من نماید در اشیائے زمین تصرف کند و چوں تصرف در اشیائے زمین بدون تصرف در اسباب آن اشیا کہ مربوط باسمان ست متصرف نیست پس ہرچند آن خلیفہ از عناصر زمین پیدا شود و در محل کون و فساد ساکن و مستقر گرد داماد روے روحے آسمانی نیز خواہم دمید کہ بسبب آں روح برسکان آسمان و موکلان کواکب نیز حکمرانی نماید و آنہارا بکار خود مصروف سازد چنانچہ گویندہ گفتہ

گدائے معطبہ ام لیک وقت مستی بین کہ ناز بر فلک و حکم برستارہ کنم

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور تصرف بغیر اس کے متصور نہیں کہ ان کے اسباب میں جو آسمان کے ساتھ مربوط ہیں تصرف کرے اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہو اور محل کون و فساد میں سکونت کرے لیکن اس میں آسمانی روح پھونکوں گا جس کے سبب سے وہ ساکنان آسمان و موکلان کواکب پر بھی حکمرانی کرے اور انہیں اپنے کام میں مصروف کرے۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اس تفسیر میں خلیفہ کے لئے اشیاء زمین و آسمان میں تصرف اور ساکنان افلاک اور کواکب کے موکلوں پر حکمرانی ثابت کی تقویت الایمان والے سے پوچھو کہ یہ دادا پیر کا کتنا بڑا ڈبل شرک ہے۔ ابھی کیا ہے۔ دل جگر پھونک دینے

والے جملے تو یہ ہیں جو شاہ صاحب اس عبارت کے چند سطر بعد فرماتے ہیں۔

"باز او را قدرتے دادند کہ نمونہ قدرت خود ست باں معنی کہ چنانکہ قدرت کاملہ الٰہی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابتہ الاثار ست ہمچناں قدرت ایں خلیفہ بجمع و تفریق و تحلیل و ترکب و حکایت و تصویر سبب مصنوعات بیشمار گردید"۔

یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کا وجود کا سبب ہے ایسے ہی اس خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق تحلیل و ترکیب اور حکایات و تصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔

شاہ صاحب اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"پس در جمیع صفات و آثار آنہا حکایت و انموذج صفات علیائے آلٰہی گشت و معنی خلافت متحقق شد"۔

ترجمہ: پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا اور خلافت کے معنی ثابت ہو گئے۔ پھر فرماتے ہیں۔

"وبایں علم شریف در ملکوت آسمان نیز تصرف کردن گرفت" (تفسیر عزیزی ص۱۹۸)

ترجمہ: اور اس علم شریف سے آسمانی ملکوں میں بھی تصرف کرنے لگا۔

شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"حقیقت خلافت چنانچہ در تفسیر مذکور شد استیفائے منافع عالم و تصرف در آنہاست و منافع عالم بتمامہا در دست ملائکہ است" (تفسیر عزیزی ص۲۰۲)

ترجمہ: حقیقت خلافت عالم کے منافع کا استیفاء اور ان میں تصرف کرنا ہے جیسا کہ تفسیر میں مذکور ہوا اور عالم کے منافع کل کے کل فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"احکام بشر در شیخ دیدہ رم نکند و بے اعتقاد نشود بلکہ دست او را دست خدا شناسد و



دست گیر طریقت انگارد"

ترجمہ: پیر میں بشریت کے اوصاف دیکھ کر اس سے نہ بھاگے۔ اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اس کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ جانے اور طریقت کا دستگیر سمجھے۔

شاہ صاحب کی ان عبارات سے مقبولان بارگاہ حق کے مراتب علیا ظاہر ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان و زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی لیکن تقویت الایمان کے حکم سے یہ بہت وزنی شرک ہے۔ اب وہابی صاحبان فرمائیں کہ تقویت الایمان کو مان کر شاہ صاحب کو مشرک کہیں گے۔ یا اسمٰعیل مصنف تقویت الایمان کو بے دین سمجھیں گے۔ فیصلہ کریں، شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدۂ اطیب النغم کے اشعار اسی کتاب کے صفحہ میں نقل ہو چکے ہیں جن میں شاہ موصوف نے حضور سید عالم ﷺ کو واہب دافع البلاء دافع مصیبت شفیع حاجت روا کہا ہے آپ سے مدد مانگی ہے۔ عطاؤں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں بتائی ہیں۔ تصرف کا ایسا زبردست اعتقاد رکھ کر شاہ صاحب مشرک ہوئے یا تقویت الایمان والا گمراہ ہے وہابی فیصلہ کریں ہم نے اسی کتاب کے صفحہ ( ) میں قرآن پاک اور حدیث شریف سے مقربان بارگاہ کے تصرفات کا ذکر کیا ہے مگر مصنف تقویت الایمان کو نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کا لحاظ مسلمانوں کو مشرک کہنے پر اڑا ہوا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود اس نے شرک کی جو تعریف کی ہے یہاں وہ بھی صادق نہیں آتی اور انبیاء و اولیاء و دیگر مقربان بارگاہ حق کی شان میں نہایت بے باکانہ گستاخانہ کلمات لکھتا ہے اور اندھے معتقد قرآن و شریف چھوڑ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

تصرف کے متعلق تقویت ایمان کے صحفہ ۱۰ اور ۱۱ کی عبارت تو ہم اپنی کتاب کے صفحہ میں نقل کر چکے ہیں اس کے علاوہ اسی کے متعلق اور چند مقامات کی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ (تقویت الایمان ص۸)

(۲) کوئی فرشتہ اور آدمی غلام سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا ہے۔ (تقویت الایمان ص۹)

(۳) نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے۔ (تقویت الایمان ص ۲۰)

(۴) اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۸)

(۵) ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ (تقویت الایمان صفحہ ۲۸)

(۶) جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے۔ (تقویت الایمان صفحہ ۳۲)

(۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۷۴)

اس قسم کی عبارات سے کتاب بھری پڑی ہے۔ منقولہ بالا عبارتوں میں گستاخانہ و بے ادبانہ طرز گفتگو کے علاوہ ساری مخلوق کے تصرف و اختیار کا انکار کیا ہے وہ بھی اس طرح نہیں کہ کسی کو بالذات تصرف و اختیار حاصل نہیں بلکہ صاف تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی تصرف .عطائے آلٰہی کا انکار ہے اب تمام دنیا کے وہابی جمع ہو کر بتائیں کہ یہ مضمون قرآن یا حدیث میں کہاں ہے۔ کوئی ہمت کر کے ایک آیت یا ایک حدیث تو پیش کر دے مگر پیش کہاں سے کرے۔ یہ مضمون آیات و حدیث میں ہے کہاں البتہ صدہا آیتوں اور حدیثوں کے خلاف ہے۔ چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیات: اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد دلانے کے سلسلہ میں ارشاد فرماتا



ہے:

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۔(پارہ ۷ رکوع ۵)

ترجمہ: اور جب تم بناتے مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے پھر تم پھونک مارتے اس میں تو وہ زندہ ہو جاتے میرے حکم سے اور اچھا کر دیتے تم مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور جب تم نکالتے (قبروں سے) مردوں کو (زندہ کر کے میرے حکم سے)۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باذن آلٰہی پرند بنانا۔ اور مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ فرمانا مذکور ہے۔ یہ کیسے بڑے اور کتنے عظیم تصرفات ہیں جن کے اسمٰعیل صاحب منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی صاحب تقویت الایمان کے اس قول سے قرآن کریم کی اس آیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار لازم آتا ہے۔

دوسری آیت: ذوالقرنین کے حق میں ارشاد ہے:

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (پارہ ۱۶ رکوع ۲)

ترجمہ: ہم نے اس کو زمین میں قدرت دی اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

اس آیت پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور خلق کو یا بادشاہوں کو جن سامانوں کی حاجت ہوتی ہے سب مرحمت ہوئے۔

جمل میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے:

مکنا لہٗ اَمْرَہٗ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيْهَا كَيْفَ يَشَاءُ

ترجمہ: یعنی ہم نے اس کو زمین میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی جیسے چاہے تصرف کرے۔

خداوند تعالیٰ تو اپنے بندوں کے لئے ایسے عظیم تصرف ثابت فرماتا ہے مگر تقویت الایمان والا ایک نہیں مانتا۔ خداوند عالم اور قرآن پاک کی مخالفت پر اڑا ہے۔

تیسری آیت: حضرت داؤد علیہ اسلام کی شان میں ارشاد ہے:

وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحنَ وَالطَّيْرَ (پارہ ۱۷ رکوع ۶)

ترجمہ: اور مسخر و مطیع کر دیا ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ کہ تسبیح کرتے اور پرندوں کو۔

چوتھی آیت: انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلاً يَا جِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَ اَلنَا لَهُ الْحَدِيْدَ (پارہ ۲۲ رکوع ۷)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا کہ حکم فرمایا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔ اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا۔

پانچویں آیت: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَاالْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۞ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِىِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَهٗ اَوَّابٌ ۞ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۞ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۱)

ترجمہ: اور یاد کرو ہمارے بندہ داؤد صاحب قوت کو بیشک وہ (رضائے الٰہی کی طرف) بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ بیشک ہم نے مسخر کیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام و پگاہ سب اس کے فرمانبردار ہیں اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کو حکم اور قول فیصل عطا فرمایا۔



ان آیتوں میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کا مسخر و مطیع فرمایا اور آپ کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ اور آپ کو زبردست سلطنت عطا فرمائی (تقویت الایمان والے) ان آیات کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور قرآن پاک کی مخالفت سے ڈریں۔

چھٹی آیت: حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِيْنَ ۞ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلاً دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِيْنَ ۞ پارہ ۱۷ رکوع ۵)

ترجمہ: اور مسخر کر دی ہم نے سلیمان کے لئے تیز ہوا کہ ان کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز کے عالم میں اور ہم نے شیطانوں میں سے ان کو مسخر کیا جو سلیمان کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم ان کے حافظ تھے۔

ساتویں آیت: وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ج وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۞ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ط وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۞ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَايَشَاءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ ۔(پارہ ۲۲ رکوع ۷)

ترجمہ: اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا مسخر فرما دی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ اور بنایا ہم نے اس کے لئے گداختہ تانبے کا چشمہ ور (مسخر کر دیئے) جنات میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم (یعنی اطاعت سلیمان) سے عدول کرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ (وہ جنات) اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کی برابر لگن اور لنگردار دیگیں (ف) تصویریں بنانا اس شریعت

میں حرام نہ تھا۔

آٹھویں آیت: قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ اَصَابَ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاءٍ غَوَّاصٍ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِی الْاَصْفَادِ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۱)

ترجمہ: حضرت سلیمان نے عرض کیا یارب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو بیشک تو ہی ہے بڑا عطا فرمانے والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک و سلطنت اس اقتدار و حکومت اس قدرت و تصرف کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ کہ ہوا ان کے بس میں کر دی اور ان کے لئے مسخر فرما دی کہ ان کے حکم سے چلتی مہینوں کی منزلیں ساعتوں میں طے کرتی اور ان کے لئے مس گداختہ کے چشمے رواں کر دیئے۔ اور جنات اور دیو ان کے لئے مسخر فرما دیئے آپ نے ان کو کئی قسموں پر تقسیم فرمایا بعض سے عمارت کا کام لیا۔ عجیب غریب عمارتیں تعمیر کرائیں۔ بعض کو برتن اور ہتھیار بنانے کی خدمت پر مامور فرمایا اور ایسے شاندار سامان تیار کرائے جن سے دیکھنے والوں کو حیرت ہو۔ بعض کو غواصی پر مقرر فرمایا کہ سمندر کی تہ سے موتی نکال کر لائیں اور جو شریر و فسادی تھے انہیں بیڑیاں ڈال کر مقید کیا کہ لوگ ان کے شر و ایذا سے امن میں رہیں قرآن پاک یہ تصرف و اختیار ثابت کرتا ہے کیا تقویت الایمان والے نے یہ آیتیں نہیں دیکھیں یا ان پر ایمان نہیں رکھتا کس طرح کہتا ہے کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اس کے اس قول سے کتنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے تصرفات اور ان کی حکومت و اختیار کے ذکر و بیان سے قرآن پاک معمور ہے۔ صدہا آیتیں اس مدعا پر پیش کی جاسکتی ہیں یہاں آٹھ آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔ اور اب دو ایک آیتیں ملائکہ کے



تصرفات کے متعلق بھی ملاحظہ فرمائیے۔

نویں آیت: قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۳)

ترجمہ: ان سے فرمائیے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اس آیت میں بیان فرمایا کہ ملک الموت وفات دینے پر مقرر ہیں وفات دینا تصرف ہے یا نہیں۔ اسی تصرف کا صاحب تقویت الایمان پر منکر ہے۔

دسویں آیت: فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (پارہ ۲۳)

ترجمہ: پھر ان کی قسم جو جھڑک کر چلائیں۔

اس آیت میں ان ملائکہ کی قسم یاد فرمائی گئی جو ابر پر موکل ہیں اور ان کو چلاتے ہیں۔ ابر لانا لے جانا تصرف ہے۔ تقویت الایمان کس کس تصرف کا انکار کرے گا۔

گیارہویں آیت: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا و النّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پارہ عم)

ترجمہ: قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور ان کی جو نرمی سے بند کھولیں اور ان کی آسانی سے پھیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں پھر کام کی تدبیریں کریں۔

اس آیت میں سے معلوم ہوا کہ ملائکہ روحیں بھی قبض کرتے ہیں اور تمام دنیوی امور کی تدبیریں بھی ان سے متعلق ہیں کہئے یہ عالم میں تصرف ہوا یا کچھ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کا ترجمہ یہ لکھا ہے۔ ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ کرکے مولوی اشرف علی بھی تقویت الایمان کی رو سے مشرک ہوئے کہ انہوں نے ملائکہ کو مدبر اور عالم میں متصرف مانا۔

اہل اسلام غور فرمائیں کہ صاحب تقویت الایمان کا تصرف۔ عطائے الٰہی کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے اور اس سے بکثرت آیات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار لازم آتا ہے یہ بھی واضح رہے کہ تقویت الایمان صفحہ ۱۴ کی جو عبارت اوپر نقل ہو چکی ہے اس میں تصرف کی تفصیل میں مارنا جلانا وغیرہ جو چودہ باتیں شرک بتائی

تھیں وہ سب آیات مذکورہ بالا نے مقبولان بارگاہ حق کے لئے ثابت فرمائیں بلکہ اس سے اور بدرجہا زیادہ اور فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا نے تو تمام عالم کے امور کے تدبیر پر ملائکہ کا موکل ہونا ثابت فرمادیا۔ اب چند احادیث بھی ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث(۱): اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ رواہ البخاری عن عقبہ بن عامر (بخاری مجتبائی ج اول ص ۵۰۸) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں۔

پوچھو تفویت الایمان والے سے کچھ ہوئی خبر حضور کس کس چیز کے مالک و مختار ہیں زمین کے خزانوں کی کنجیاں پروردگار عالم نے حضور کو مرحمت فرمادیں۔ اب حضور صلوٰۃ کے تصرف و اختیار کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حدیث (۲): بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ يَدِیْ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا اور رعب سے میری نصرت فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب حق ہوتے ہیں خواب تو ظاہر میں ہوتا ہے دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ یعنی چشم مبارک آرام میں ہے اور دل منور بیدار یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کی خواب ناقض وضو نہیں۔ ان کی خواب سے ہماری نیند کو کیا نسبت ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک' بہرحال احادیث سے ثابت ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدی گئیں اور مولوی اسمٰعیل تفویت الایمان میں لکھتے ہیں:

"جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے۔ قفل اس کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے



جب چاہے نہ کھولے۔ (تفویت الایمان ص ۲۳)

اب تو انہیں بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ زمین کے خزانوں کے قفل حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے اختیار میں ہیں جب چاہیں کھولیں جب چاہیں نہ کھولیں' یہ ہے حضور کا تصرف و اختیار اور اس سے ظاہر ہے اسمٰعیل کے اس قول ناپاک کا بطلان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی سے تفویت الایمان کے اس قول کا بطلان ثابت ہوا جو اس نے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ نادان خزانچی کیا خزانے ان کو عطا فرمادیئے گئے۔ آنکھ ہو تو دیکھ مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حدیث (۳): اُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید عطا فرمادیئے گئے۔

یہی نہیں کہ صرف دنیا ہی کے خزانوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک بنایا گیا آخرت کے خزانوں کی کنجیاں بھی حضور کو عطا فرمادی گئیں۔ ترمذی و دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث (۴): اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِیْ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴)

حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کرامت اور مفاتیح (کنجیاں) اس روز میرے دست اقدس میں ہوں گی۔ کچھ دیکھا دنیا و آخرت کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں ہیں۔

حدیث (۵): قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۱)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔ یہ ہے تصرف و اختیار یہ ہے حکومت و اقتدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا۔ جن سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑیں سروں پر خاک ڈالیں۔

حدیث (٦): عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۱۵)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر آکر دروازہ کھلواؤں گا خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لئے مجھے حکم دیا گیا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

حدیث (٧): ترمذی نے حضرت ابو سعید سے روایت کی: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمَ فَمِنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِی۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۳)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں بروز قیامت (کہ اولین و آخرین سب جمع ہوں گے) تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ فخرا نہیں کہتا میرے ہی دست مبارک میں لواء حمد ہو گا۔ فخرا" نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ یہ تو ایک ادنٰی سی جھلک ہے۔ اس شان عالی کی جس کا آخرت میں ظہور ہو گا کہ تمام اولین و آخرین میں کوئی نہیں جس کے لئے پہلے جنت کا دروازہ کھلے خازن جنت حبیب خدا ﷺ کے انتظار میں ہے خلق خدا میں جو سب سے بہتر اور مقرب بارگاہ ہیں یعنی انبیاء علیہم السلام ان میں سے ہر ایک اسی آقائے نامدار ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہے قربان اس شان سیادت اور اس سلطنت و اقتدار کے جو بعطائے حق حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ عالم دنیا میں جو تصرف عام و اختیار تام حضور کو بعنایت الٰہی حاصل ہے اس کا ثبوت تو اوپر احادیث معتبرہ سے پیش کیا گیا اب اس کے آثار کی دو ایک مثالیں بھی احادیث سے ذکر کر دی جائیں تاکہ مومنین کے ایمان تازہ ہوں اور منکرین کے قلوب جل بھن کر کباب ہو جائیں۔

حدیث (٨): عَنْ سَلْمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ



وَسَلَّمَ حُنَیْنًا فَوَ لّٰی صَحَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَلَمَّا غَشَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَۃِ ثُمَّ قَبَضَ مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اِسْتَقْبَلَ بِہٖ وُجُوْھَھُمْ فَقَالَ شَاھَتِ الْوَجُوْہُ فَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْھُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاءَ عَیْنَیْہِ تُرَابًا بِتِلْکَ الْقَبْضَۃِ فَوَلَّوْ مُدْبِرِیْنَ۔ (رواہ مسلم مشکوۃ شریف ص ۵۲۴)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے جنگ حنین میں حضور سرور دو عالم ﷺ کی معیت میں جہاد کیا صورت ایسی پیش آئی کہ اصحاب کے قدم اکھڑ گئے اس وقت جب کافروں نے ہجوم کر کے حضور اقدس ﷺ کو گھیر لیا آپ اپنی سواری سے اتر آئے اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے مونہوں پر ماری اور شاھت الوجوہ فرمایا ان میں سے ہر آفریدہ کے دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی اور پیٹھ دے کر بھاگے۔

قربان اس تصرف خدا داد کے کہ ایک مشت خاک سے لشکر گراں کو ہزیمت دی اس کو کہتے ہیں فتح و شکست دینا۔ مسلمانوں کو فتح دی کفار کو شکست اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔

وہابیو خدا اور رسول سے شرم کرو جس کا نام پاک ہو محمد مصطفٰی ہے ﷺ اس کے اختیار کا یہ عالم ہے کہ تنہا ایک لشکر گراں کو ایک مشت خاک سے ہزیمت دیتا ہے۔ تھوک دو اس بے حیاء کے منہ پر جو اس سلطان دارین کی شان میں یہ بکے کہ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث (٩): حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے اور اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ فرماتے ہیں:

فَعَصَبْتُھَا بِعَمَامَۃٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَھَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُہٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُّ رِجلِیْ فَمَسَحَھَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِھَا قَطُّ۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۳۱)

میں اس کو عمامہ سے باندھ کر اپنے اصحاب کی طرف چلا پھر حضور سید عالم ﷺ کی

خدمت میں پہنچا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا پاؤں دراز کر میں نے دارز کیا۔ حضور نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا بھی نہ تھا سبحان اللہ دست اقدس پھیرنے سے پنڈلی جڑ گئی اللہ رے تصرف اس کو کہتے ہیں۔ تندرست کرنا مراد پوری کرنا حاجت بر لانا مشکل میں دستگیری کرنا جس کو تفویت الایمان والے نے شرک بتایا ہے۔

حدیث (۱۰): ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سلمہ بن اکوع کو پیش آیا کہ جنگ خیبر میں ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں۔

فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِیْہِ۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۳۳)

میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا کہ حضور نے تین مرتبہ دم فرمایا اس وقت تک تو شکایت ہوئی نہیں قابل غور بات یہ ہے کہ یہ حضرات زخمی ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں کیوں حاضر ہوئے بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے زخمی معالج جراحات کو تلاش کرتا ہے۔ جنگ میں جو لوگ مجروحین کی خبر گیری کے لئے مقرر ہوتے ہیں ان کے پاس پہنچتا ہے مگر یہ حضرات کہیں نہ گئے سیدھے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علی رغم انف وہابیہ ان حضرات کا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مراد پوری کرنا۔ حاجت برلانا' بلا ٹالنا' مشکل کے وقت دستگیری کرنا۔ تندرستی عطا فرمانا۔ اپنے حبیب کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اسی لئے جب ٹانگ ٹوٹی مشکل رونما ہوئی بلا میں مبتلا ہوئے صحت کے حاجت مند ہوئے۔ تندرستی کی مراد دل میں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور کے صدقہ سے دم کے دم میں شفا پائی والحمد للہ۔

حدیث (۱۱): ترمذی شریف میں جھرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضور مجھ پر گزرے شدت مرض میں اس وقت یہ دعا کر رہا تھا کہ یارب اگر وقت آگیا ہے تو مجھے موت کے ساتھ اس مرض کی تکلیف سے راحت دے اور اگر ابھی زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگانی میں وسعت عطا فرما اور یہ مرض بلا ہے تو صبر عنایت کر۔ حضور نے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے وہ کلمے دہرا دیئے۔



فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِشْفِہٖ قَالَ فَمَا اِشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۶۵)

اس پر حضور اقدس ﷺ نے ٹھوکر ماری فرمایا یارب اس کو عافیت عطا فرما۔ یا شفا عطا فرما۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس مرض کی مجھے کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی۔ عجب شان ہے کہ ٹھوکر سے بیمار کو تندرست کرتے ہیں۔ وہابی کو ٹیڑھی آنکھ سے شرک ہی نظر آتا ہے۔ یہ حدیثیں انہیں نظر نہ آئیں۔

حدیث (۱۲): بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ حضور سید عالم ﷺ کے پاس ایک چھاگل تھی اس سے وضو فرمایا۔ صحابہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہیں بجز حضور کی چھاگل کے۔

فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالُوْا فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّاْنَا قِیْلَ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَۃَ مِائَۃً۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۳۲)

حضور اقدس ﷺ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا اور وہ کثرت پانی کی ہوئی کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کتنے صاحب تھے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ ہوتے تو سب کو کفایت کرتا۔ تھے ہم پندرہ سو۔

یہ ہے مشکل میں دستگیری اور حاجت برآری سبحان اللہ خزائن آلہیہ اس طرح ہاتھ میں ہوتے ہیں کہ انگشت مبارک سے دریا جاری ہو رہے ہیں یہ معجزات ہیں۔ دلیل نبوت ہیں۔ کفار کو عاجز کر دیتے ہیں مگر وہابی احادیث میں یہ سب کچھ دیکھ کر تصرف کا منکر ہی رہتا ہے۔

حدیث (۱۳): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں

حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھے ایک اعرابی حاضر ہوا جب قریب آیا حضرت نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ اس نے عرض کی اور کون یہ گواہی دیتا ہے۔

قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِىءِ الْوَادِىْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا فَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۱)

حضور نے فرمایا یہ درخت اور اس کو بلایا حضور وادی کے کنارے پر تھے وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو گیا حضور نے اس درخت سے تین مرتبہ شہادت دلوائی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ اللہ واحد لا شریک لہ ہے اور حضور اس کے رسول ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس گیا۔

حدیث (۱۴): امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں فرمایا کہ بایں دلیل کہ میں اس درخت خرما کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضور نے اس کو بلایا۔

فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِىُّ ۔

وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور کی طرف گرا اور رسالت کی گواہی دی پھر حضور نے اس کو واپس ہونے کا حکم دیا وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اعرابی اسلام لایا۔

یہ ہیں تصرفات' خوشہ کو حکم دیں تو درخت سے اتر کر حاضر ہو درخت کو ایماء ہو تو زمین چیرتا ہوا خدمت میں پہنچے اور حضور کے مرتبہ کو پہچانے رسالت کی شہادت دے۔ خوشہ اور درخت تو اس تصرف کا معترف ہو سکتا ہے۔ اعرابی یہ دیکھ کر اسلام لے آتا



ہے مگر وہابی پر کچھ اثر نہیں وہ احادیث دیکھتا ہے اور منکر کا منکر رہتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ۔

حدیث (۱۵): حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا۔ حضور کسی طرف روانہ ہوئے۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (رواہ الترمذی)

جو پہاڑ اور درخت سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔

حدیث (۱۶): حضرت محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ سرزمین روم میں حضرت سفینہ لشکر کی راہ بھول گئے جنگل میں لشکر کو تلاش کرتے پھرتے تھے کہ ایک شیر سامنے آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔

يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِىْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِىْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۵)

اے شیر میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اس طرح راہ گم کردہ ہوں یہ سنتے ہی شیر خوشامد کرتا سامنے آیا اور آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا جب کوئی کھٹکا ہوتا اس طرف متوجہ ہو جاتا پھر آپ کے پہلو میں آجاتا۔ اسی طرح شیر آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ لشکر میں پہنچے پھر شیر واپس گیا۔ یہ دیکھئے غلاموں کی حکومت آقا کا نام لیا اور بجائے آزار پہنچانے کے محافظ بن گئے اور خدمت گار ہو گئے یہ ہے مصطفائی اقتدار اور محمدی اختیار جس کا نام پاک محمد ہے اس کے غلام شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔ تقویت الایمان والے دشمن دین نے کیسے کہا جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث (۱۷): ابو الجوزاء سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں قحط شدید ہوا خلق پریشان ہوئی لوگوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى لَايَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَ سَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ۔

حضور کی قبر مبارک سے ایک منفذ آسمان کی طرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے انہوں نے ایسا کیا تو بکثرت بارش ہوئی سبزہ جما اور اتنی پیداوار ہوئی کہ اونٹ اس قدر موٹے ہو گئے کہ چربی کی کثرت سے کھالیں پھٹ گئیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔

قحط اور تنگی کی شکایت خیر القرون کے مسلمانوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تفویت الایمان والے کے نزدیک پہلا شرک تو یہی ہوا پھر حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار۔ ایسا اعتقاد شرک ہے بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی اور قبر اطہر سے حاجت برار کی تلقین فرمائی اور تفویت ایمانی شرک کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور الحمد للہ قبر اطہر سے وہ مدد ہوئی کہ فراخ حالی میں وہ سال مشہور ہو گیا یہ تو سید کونین سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا داد تصرف و اختیار و قدرت و اقتدار کی ایک جھلک دکھائی گئی۔ سرکار ابد قرار کے کمالات کا احاطہ ناممکن ہے۔ حضرت خالد بن الولید سے کہا گیا صف لنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے حضور اقدس کے اوصاف بیان کیجئے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: اَمَّا اَنِّيْ اُفَصِّلُ فَلَا میں تفصیل بیان کرسکوں ممکن نہیں۔ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد رابع صفحہ ۸۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ لِاَنَّ صِفَاتَهٗ لَايُمْكِنُ الْاِحَاطَةُ بِهَا یہ اس لئے کہ آپ کی صفات کا احاطہ ممکن ہی نہیں اب ہم حضور کے غلاموں کی شان تصرف و اختیار میں دو ایک حدیثیں دکھاتے ہیں۔

حدیث (۱۸): ترمذی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔



قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۷۹)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے ژولیدہ مو غبار آلودہ و پرانے کپڑوں میں گزر کرنے والے ایسے ہیں جن کی طرف دنیا التفات بھی نہیں کرتی اور لوگ حقارت سے انہیں خیال میں بھی نہیں لاتے مگر بارگاہ الٰہی میں ان کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے فضل پر اعتماد کر کے قسم کھائیں کہ خدا ایسا کرے گا اور ایسا ہو گا تو خدا تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما کر انہیں صادق کر دیتا ہے انہیں میں سے حضرت براء بن مالک ہیں رضی اللہ عنہ اس سے معلوم ہوا کہ فقراء امت اور غلامان رسول گو ظاہر بینوں کی نظر میں حقیر ہوں مگر بارگاہ حق میں انہیں قبول حاصل ہے کہ وہ جس امر پر قسم کھائیں خدا ویسا ہی کرے۔ یہ تو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف ہیں۔ تفویت الایمان والوں سے کہہ دو اس دربار کے غلاموں کے اس قدر اختیارات ہیں وہ بدنصیب سرکار کے اختیار کا انکار کرتے ہیں۔

محمد عربی کہ بروئے ہر دو سر است کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراو

حدیث (۱۹): شریح بن عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رُجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمِ الْعَذَابُ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۸۳)

یعنی ابدال شام میں رہتے ہیں۔ یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابر ان کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انہیں کی مدد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔ یہ برکت کچھ اہل شام کے ساتھ خاص نہیں حدیث شریف میں اہل شام کا ذکر قرب و جوار

کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے ورنہ ان کی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے خاص کر جو ان سے استعانت اور طلب مدد کرے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات جلد ۴ (مطبوعہ کشوری) صفحہ ۵۵۷ میں فرماتے ہیں۔ وتخصیص باہل شام بجہت قرب وجوار و مزید ارتباط ایشاں خواہد بود والا برکت و نصرت ایشاں عالم را شامل ست خصوصاً کسیکہ استنصار و استعانت کنداز ایشاں۔ اسی مضمون کو موید ہے وہ حدیث جو حاشیہ میں بحوالہ مرقات بروایت ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ بِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یعنی انہیں کی بدولت اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے۔ اب تقویت الایمان شرک کا مزاج پوچھئے روزی کی کشائش فتح و شکست دینا بلا دفع کرنا سب حدیث شریف میں ابدال کے لئے ثابت فرمایا گیا۔ اب وہابی اپنے عقیدہ سے توبہ کر کے تقویت الایمان کو آگ میں پھونکیں گے یا معاذ اللہ قرآن وحدیث پر بھی شرک کا حکم جاری کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔ دو ایک عبارتیں اکابر علماء دین کی بھی دکھادی جائیں۔

امام المحدثین حضرت علامہ احمد شہاب الدین بن حجر ہیثمی مکہ رحمتہ اللہ علیہ فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

نَقَلَ الْيَافِعِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ وَقَعَ بِمِصْرَ غَلَاءٌ كَبِيْرٌ فَتَوَجَّهَ لِلدُّعَاءِ بِرَفْعِهٖ فَقِيْلَ لَا تَدْعُ فَلَا يُسْمَعُ لِاَحَدٍ مِّنْكُمْ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ دُعَاءٌ فَسَافَرْتُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا وَصَلْتُ اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ ضَرِيْحِ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ وَعَلٰى نَبِيِّنَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ تَلَقَّانِيْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْ ضِيَافَتِيْ عِنْدَكَ الدُّعَاءَ لِاَهْلِ مِصْرَ فَدَعَا لَهُمْ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ (فتاوی حدیثیہ صفحہ ۲۱۲)

امام یافعی وغیرہ نے شیخ کبیر ابو عبداللہ قریشی سے نقل کیا کہ مصر میں بڑی گرانی واقع



ہوئی تو حضرت شیخ دعا کے لئے متوجہ ہوئے اس پر آپ سے کہا گیا کہ تم دعا نہ کرو اس باب میں تم میں سے کسی کی دعا نہ سنی جائے گی۔ شیخ فرماتے ہیں پھر میں نے شام کی طرف سفر کیا جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی میں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول حضور میری میزبانی وضیافت میں اہل مصر کے لئے دعا فرمادیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی زیارت بھی خوش نصیبوں کو میسر ہو جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مدد بھی فرماتے ہیں اور ان کی دعا کی برکت سے روزی کی کشائش ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ اسی فتاوی میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ رَاَيْتُ ابْنَ الْعَرَبِيِّ صَرَّحَ بِمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ اَنَّهٗ لَا يَمْتَنِعُ رُؤْيَةُ ذَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ لِاَنَّهٗ وَسَائِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَحْيَاءٌ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا وَ اُذِنَ لَهُمْ فِي الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوْتِ الْعُلْوِيِّ وَالسِّفْلِيِّ وَلَا مَانِعَ مِنْ اَنْ يَّرَاهُ كَثِيْرُوْنَ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ۔

(فتاوی حدیثیہ ص ۲۱۳)

یعنی پھر میں نے حضرت شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارک کی زیارت آپ کی روح مبارکہ و جسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں ہے اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں ان کی طرف روحیں بعد قبض واپس فرمادی گئیں اور ان کو اپنی قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ ان کو بہت سے لوگ ایک وقت میں دیکھیں اس سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی ثابت ہوئی۔ عالم علوی و سفلی میں تصرف کا ماذون ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر ان کی زیارت ہو سکتی ہے۔ تقویت الایمان کے اس افتراء کا بطلان بھی واضح ہو گیا جو اس نے حضور سید عالم ﷺ کی نسبت لکھا ہے۔

یعنی میں ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (تقویت الایمان ص ۶۹)

الحمد للہ کہ مسئلہ تصرف کی کماینبغی تحقیق ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ تقویت الایمان کا حکم شرک قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام ائمہ کے مخالف اور باطل ہے۔ صاحب تقویت الایمان نے اپنے شرکات کا تیسرا حصہ اشراک فی العبادات کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں لکھتے ہیں۔

"تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستہ میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جاکر طواف کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا۔ اور اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں مانی اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشن کرنی فرش بچھانا' پانی پلانا' وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا اور اس کے کنویں کو تبرک سمجھ کر پینا' بدن پر ڈالنا' آپس میں بانٹنا' غائبوں کے واسطے لے جانا رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل میں ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا' درخت نہ کاٹنا' گھاس نہ اکھاڑنا' مویشی نہ چگانا' یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت یا پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر



چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے۔ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مور چھل جھلے' اس پر شامیانہ کھڑا کر کے چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کر کے مراد مانگے مجاور بن کر بیٹھے رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے (تقویت الایمان ص۱۱'۱۲) اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو شرک فی العبادات کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

صاحب تقویت الایمان ایک بات کو بار بار کہنے کا عادی ہے۔ اس عبارت میں بھی بہت مکررات ہیں اور بہت باتیں سابق میں کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ انکار د بلیغ ہو چکا یہاں اس کی اس تمام یا وہ گوئی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ غیر کی تعظیم شرک اگر وہ صاف یہی لکھ دیتا تو اس کو اس قدر طول گفتگو کی کوفت اٹھانی نہ پڑتی اور اس کے اظہار بطلان اور رد کے لئے بھی اس قدر کہنا کافی ہوتا کہ یہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولان بارگاہ کی تعظیم کا حکم فرمایا۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اور اَطِيْعُوْا اللّٰه وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْل اور بکثرت آیات و احادیث اس پر ناطق ہیں۔ مگر اس مطلب کو اس نے صاف نہ کہا بلکہ یہ لکھا کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ عبادات بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ غیر کی عبادت پرستش یقیناً شرک ہے۔ لَاتَعْبُدُوْا اِلَّاۤ اِيَّاهُ یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے مگر صاحب تقویت ایمان کا یہ مطلب نہیں اس کی عبارت میں بڑا فریب ہے اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ انسان کے افعال کی کبھی متعدد جہتیں ہوتی ہیں اور ہر جہت پر حکم جداگانہ ہوتا ہے۔ ان جہات سے قطع نظر کرنا اور سب پر ایک حکم لگا دینا نہایت فریب اور اضلال عوام و گمراہ گری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرنا عبادت ہے اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ لیکن یہی ہجرت اگر حصول مال یا تزوج کی نیت سے ہو تو عبادت نہیں رہتی نہ اس پر

ثواب مرتب ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ۔ (رواہ البخاری و المسلم) ہجرت ترک وطن کا نام ہے۔ وہ ایک جہت سے عبادت ہے دوسری جہت سے نہیں بلکہ عبادت نہ ہونے کی جہت پر اسکا شرک ہونالازم نہیں اسی لئے حدیث شریف میں اس کو شرک نہ فرمایا اسی طرح مسجد میں اپنے آپ کو روکنا (اعتکاف) عبادت ہے اگر اللہ کے لئے ہو۔ اور اگر اپنی کسی غرض دنیوی کے لئے مسجد میں پابندی سے رہا تو یہ عبادت نہ ہوگا مگر اس سے مسجد میں رہنے کا شرک ہونا بھی لازم نہ آئے گا۔ نماز کے افعال دیکھئے جن میں سے سجدہ رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تو صاحب تقویت الایمان نے ذکر کیا ہے مگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا جیسے قومہ میں کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھنا جیسا بین السجدتین اور تشہد (التحیات) ہیں یہ بھی افعال نماز ہیں ان کے عبادت ہونے میں شبہ نہیں جس طرح سجدہ و رکوع و قیام نماز میں فرض ہیں اسی طرح قعدہ اخیرہ (بیٹھنا) بھی فرض ہے۔ یہ افعال عبادۃ غیر خدا کے لئے کرنا شرک اور اگر جہت عبادت پر نہ ہوں تو لزوم شرک کا حکم باطل ورنہ ہر شخص مشرک ہو جائے کیونکہ وہ کھڑا ہوا تو قومہ ہوگیا بیٹھا تو قعدہ ہوا۔ اٹھنا بیٹھنا بھی شرک سے خالی نہ ہو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تو شرک ہو جائے اور ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا شرک نہ ہو جیسے وہ عبادت ہے ایسے ہی یہ عبادت اور افعال نماز میں سے ہے۔ حدیث جبریل میں ہے: حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۱)

حضرت جبریل حضور انور ﷺ کی خدمت میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر بہ ہیئت نماز بیٹھے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شرک ہوا۔ معاذ اللہ ملائکہ معصوم ہیں۔ معصوم کا دربار ہے مگر چونکہ یہ بیٹھنا بروجہ عبادت نہیں اس لئے شرک نہیں ہو سکتا تو کیا وجہ ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور افعال جو عبادتوں میں کئے جاتے ہیں جس حالت میں بروجہ عبادت نہ



کئے جائیں جب بھی شرک ہو جائیں۔ لیکن اگر صاحب تقویت الایمان مسئلہ صحیح لکھتا کہ یہ افعال بروجہ عبادت غیر خدا کے لئے شرک ہیں اور اگر دوسری جہت سے کئے جائیں تو شرک نہیں تو اس کا مدعا حاصل نہ ہوتا مقبولان بارگاہ حق کی تعظیم سے جس کا وہ دشمن ہے۔ خلق کو کس طرح روکتا وہ جانتا تھا کہ دنیا کے پردے پر کوئی مسلمان کسی بزرگ کے روبرو بہ قصد عبادت ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہوتا پھر بروجہ عبادت کی قید لگاتا تو مسلمانوں کو مشرک کس طرح ٹھہراتا۔ دربار اقدس میں دست بستہ بہ ہیئت نماز کھڑا ہونا ہم صفحہ میں ثابت کر چکے ہیں اور خواجگان چشت کی فاتحہ کے لئے نماز کی طرح بیٹھنا خود صاحب تقویت الایمان نے صراط مستقیم میں لکھا ہے جو ہم صفحہ میں نقل کر چکے ہیں اس لئے وہ اپنے اس حکم سے خود مشرک ہوگیا۔ سجدہ طواف کا حکم صفحہ کے حاشیہ میں اور سجدہ کی قسمیں اور ان کے احکام صفحہ میں ہم بیان کر آئے ہیں صاحب تقویت الایمان سجدہ کو مطلقاً شرک کہتا ہے اور ستم اس نے یہ کیا ہے کہ شرک مان کر۔ پچھلی شریعتوں میں اس کے ثبوت کا قائل ہوا گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ اس کا یہ معلون کفر تقویت الایمان کے صفحہ ۴۳ میں ملاحظہ کیجئے۔

"جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کرلیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کرلیتے تھے چاہیے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کرلیں"۔

طرز گفتگو تو دیکھئے کتنا شریفانہ ہے خیر یہ تو ان کی تہذیب ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ صاحب تقویت الایمان نے یہ تسلیم کیا کہ فرشتوں نے آدم کو اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو (علیہم الصلوۃ والسلام) سجدہ کیا یہ ان کی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ میں کہتا ہوں ہماری شریعت میں جائز نہ ہونا اور بات ہے یہ تو تسلیم ہے کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو اور تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں سجدہ کو مطلقاً شرک کہا ہے یہاں

تک کہ صفحہ ۱۲ میں یہ لکھ دیا کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یقیناً ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہی سمجھ کر سجدہ کیا تو ہماری اس طرح کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو اسمٰعیل کے حکم سے یہ ان کا شرک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تھا تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا اور تمام فرشتے اور حضرت آدم اور اللہ تعالیٰ اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہ السلام سب اس بے دین کے نزدیک مشرک ہوئے فقط اس کا پیر شیطان بچ رہا۔ لعنت ہے اس عقیدہ ناپاک پر یہ ہے اسمعیلی شرک کی حقیقت جس کی وہابیہ نے پکار مچا رکھی ہے۔ اسمٰعیل صاحب کے اسی سلسلہ شرکیات میں کسی کے نام پر مال خرچ کرنا اور کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شمار کیا ہے دنیا میں ایسا تو کوئی مسلمان نہیں جو انفاق یا روزے سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کرتا ہو البتہ اموات کے ایصال ثواب کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اس میں ان اموات کے نام بھی لیتے ہیں جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ ان بزرگوں کے نام لینے سے یہ مقصود ہے کہ اس عمل خیر کا ثواب ان کی ارواح کو پہنچایا جائے یہ حدیث سے ثابت ہے۔ ام سعد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں انہیں اسمٰعیل صاحب کے صراط مستقیم کے حوالہ سے صفحہ ۱۱۵ میں نقل ہو چکیں فقط انفاق اور روزہ ہی کیا اسمٰعیل صاحب نے ہر عبادت کے ایصال ثواب کو جائز اور مستحسن کہا ہے۔ صراط مستقیم صفحہ ۶۳ میں ہے:
ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب آن بروح کسے از گزشتگان برساند۔ پھر اسی کو شرک بتانا خود اپنے اوپر شرک کا حکم کرنا ہے۔

اس کے بعد تقویت الایمان میں کسی کے گھر کی طرف دور سے قصد کر کے سفر کرنا شرک بتایا ہے شرک کے یہ تمام احکام امام الوہابیہ کے طبعزاد ہیں۔ شریعت نے ان میں سے کسی کو شرک نہ فرمایا۔ اب مرید پیر کے گھر جائے تو مشرک طالب علم استاد کے مکان پر جائے تو مشرک۔ محدثین کے تو ایک ایک حدیث کے لئے اپنے اساتذہ کے مکانوں کی



طرف بڑے بڑے سفر کئے ہیں۔ خود صحابہ نے ایسے سفر فرمائے ہیں اس بے دین کے شرک سے کوئی نہ بچے گا۔ دنیوی ضرورتوں کے لئے احباب سے ملنے اعزہ و اقارب کی زیارت کرنے شادیوں میں شریک ہونے تعزیت کرنے کے لئے لوگ رات دن دور دور کے سفر کرتے ہیں شریعت نے یہ سفر جائز فرمائے مگر تقویت الایمان کے حکم سے ساری دنیا مشرک تمام سفر شرک کہیں کوئی قصد کر کے گیا اور تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہوا۔ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا۔ نصاریٰ کے گھر کے قصد سے اس نے سفر کیا یہ کتنا ڈبل شرک ہوا مگر مقصود ان بے دین کا اس سفر کو شرک بتانا ہے جو سرمایہ سعادت و ذخیرہ برکات ہے یعنی .قصد زیارت مدینہ طیبہ کا سفر چنانچہ لکھتا ہے:

کسی کی قبر یا چلہ پر یا کسی تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانا اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا۔ اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۴۵)

اب وہابی جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرتے درخت کاٹتے گھاس اکھاڑتے پھرا کریں ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائیں گے۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۱ میں نامعقول باتوں سے بچنے کو بھی شرک بتایا ہے تو فرض ہوا کہ وہابی جب سفر کرے تو ضرور نامعقول باتیں کیا کرے۔ ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائے گا۔ کمبختوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں جو ایسی بے ہودہ کتاب کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

اب احادیث ملاحظہ کیجئے تو اس بے دینی کا بطلان ظاہر ہو۔ اور معلوم ہو کہ معاند بدبخت زیارت روضہ طاہرہ سے روکنے کے لئے یہ تمام بکواس کر رہا ہے۔

حدیث (۱): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہو گئی۔

حدیث (۲): انہیں حضرت سے مروی ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

حدیث (۳): مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِراً لَا تَعْمَدُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهُ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جو میری زیارت کے لئے آیا اور بجز میری زیارت کے کسی حاجت و غرض کا اس نے قصد نہ کیا مجھ پر حق ہے کہ میں روز قیامت اس کا شفیع ہوں۔

حدیث(۴): مَنْ حَجَّ فَزَار قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ جس نے حج کر کے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری حیات میں زیارت کی۔

حدیث (۵): مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جس نے کعبہ معظمہ کا حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ یہ تمام حدیثیں امام سمہودی رحمتہ اللہ علیہ نے خلاصتہ الوفا صفحہ ۴۱ و ۴۲ میں ذکر فرمائیں۔

حدیث (٦): مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جَوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (مشکوۃ شریف ص ۲۴۰) جس نے قصد کر کے میری زیارت کی وہ روز قیامت میری حفاظت و حمایت میں ہو گا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت روضہ طاہرہ کے لئے قصد کر کے حاضر ہونا اور اس سے دینی نفع کی توقع رکھنا رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے اسی کو تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے اس شخص کے نزدیک قرآن و حدیث میں شرک ہی شرک ہے معاذ اللہ آستانے کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو بھی شرک کہتا ہے باوجودیکہ یہ آداب زیارت میں سے ہے اور اسکا مفصل بیان صفحہ      سے صفحہ      تک گزر چکا ہے اب یہ بھی دیکھئے کہ مدینہ طیبہ کے گردوپیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا۔ حرم کس نے بنایا وہاں شکار کرنے درخت کاٹنے گھاس اکھاڑنے سے کس نے منع کیا۔ یہ جاہل بدلگام خاکش بدہن مشرک کس کو کہہ رہا ہے۔

حدیث (۷): مسلم شریف کی حدیث ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتِیِ الْمَدِیْنَةِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْیُقْتَلَ صَیْدُهَا۔ (مشکوۃ شریف ص



۲۲۹) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے مابین حرام کرتا ہوں اس کے خار دار درختوں کا کاٹنا اور اس کا شکار کرنا۔ اسی کو تفویت الایمان میں شرک لکھا ہے۔ بے دینی سے پوچھو کہ ان کے عقیدہ فاسدہ میں رسول اکرم ﷺ کا حکم بھی شرک ہے تو پھر توحید کیا وہ شیطان سے سیکھیں گے۔ یہ تو ان بد نصیبوں کو کیا معلوم ہو گا کہ روضہ طاہرہ کعبہ مکرمہ بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ الْکَعْبَةَ اَفْضَلُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ مَاعَدَا الضَّرِیْحِ الْاَقْدَسِ وَکَذَا الضَّرِیْحُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَدْ نَقَلَ الْقَاضِیْ عِیَاضُ وَغَیْرُهُ الْاَجْمَاعَ عَلٰی تَفْضِیْلِهٖ حَتّٰی عَلَی الْکَعْبَةِ وَاَنَّ الْخِلَافَ فِیْمَا عَدَاهُ وَ نُقِلَ عَنْ اِبْنِ عَقِیْلِ الْحَنْبَلِیْ اَنَّ تِلْکَ الْبُقْعَةَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَقَدْ وَافَقَهُ السَّادَةُ الْبَکْرِیُّوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ۔

یعنی کعبہ شریف شہر مدینہ سے افضل ہے سوائے روضہ مبارک کے اور روضہ مبارکہ مسجد حرام سے افضل ہے اور قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ روضہ انور کعبہ شریف سے بھی افضل ہے خلاف جو کچھ ہے وہ روضہ کے ماسوا میں ہے اور ابن عقیل حنبلی سے منقول ہے کہ روضہ پاک عرش سے افضل ہے اور اس پر سادات بکری ان کے ساتھ متفق ہیں۔

جس روضہ پاک کا یہ مرتبہ ہے اس کی زیارت کے لئے حاضر ہونا اور اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک بتایا جائے خدا کی پناہ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ میں ہے: وَاَنْ یَاتِیَ الْقَبْرَ الْکَرِیْمَ فَیُسَلِّمُ وَیَدْعُوْ وَیَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ یُّوْصِلَهٗ اِلٰی اَهْلِهٖ سَالِمًا وَّیَقُوْلُ غَیْرَ مُوَدِّع یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَیَجْتَهِدُ فِیْ خُرُوْجِ الدَّمْعِ فَاِنَّهٗ مِنْ اَمَارَاتِ الْقَبُوْلِ وَ یَنْبَغِی اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِشَیْ ءٍ عَلٰی جِیْرَانِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَنْصَرِفُ مُتَبَا کِیًا مُتَحَسِّرًا عَلٰی مَفَارِقِهِ الْحَضَرَةِ النَّبَوِیَّةِ کَمَا فِی الْفَتْحِ خلاصہ یہ کہ رخصت کے وقت زائر روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا کرے اور فراق کے صدمہ سے

روتا حسرت کرتا واپس ہو۔

یہ تو فقہ کی عبارت ہے قرآن کریم میں حضرت رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ مطلب یہ کہ جن گنہگاروں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو اگر آئیں سید انبیاء ﷺ وہ آپ کے حضور میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول کریم ﷺ ان کے لئے دعائے مغفرت فرماویں تو ضرور وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا پائیں۔ تقویت الایمان والے کا شرک تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تعلیم فرمادیا وہ آستان پاک کے سامنے دعا کرنے کو شرک بتا رہا ہے آیت شریف میں آئیں اور بقول اسمٰعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعا نہ مانگیں کہ یہ تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں اس سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کتاب کا نام تقویت الایمان ہے اور ہے یہ قرآن و حدیث کے مخالفت تقویت الایمان کہ خداوند عالم جس کا حکم فرمائے یہ کتاب اس کو شرک بتائے اس کے نزدیک دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعتیں پڑھ کر حضرت امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں تو مراد جلد حاصل ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار جلد اول صفحہ ۳۹) میں ہے: قَالَ اِنِّيْ لَاَتَبَرَّكُ بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَجِيْ اِلٰى قَبْرِهٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِيْ حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ قَبْرِهٖ فَيُقْضٰى سَرِيْعًا۔

تقویت الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زائر کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد کرنا بھی لکھا ہے یہ بھی خاص حضور علیہ الصلواۃ کی زیارت پر حملہ ہے کہ درود شریف کا ورد آداب زیارت میں سے ہے اور موجب سعادت ہے۔ حسن التوسل صفحہ ۷۸ میں ہے: وَمِنْهُ الْاِكْثَارُ مِنْ ذِكْرِهٖ بِالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ لِسَانًا وَ قَلْبًا عَلٰى وَجْهِ التَّعْظِيْمِ بِحَيْثُ تَكُوْنُ شِعَارًا لَهٗ فِيْ سَفَرِهٖ سِراً وَجَهْرًا وَالْجَهْرُ اَوْلٰى اِنْ اَمِنَ نَحْوَ الرِّيَاءِ وَالتَّشْوِيْش



عَلٰى نَائِمٍ لَعَلَّ اَنْ يَّبْعَثَ غَيْرَهٗ لِلصَّلٰوةِ یعنی ازا نجملہ حضور کے ذکر کی کثرت کرتا ہے صلوٰۃ وسلام کے ساتھ زبان سے بھی دل سے بھی تعظیم کے طریقہ پر اس طرح پر کہ یہ ذکر سفر میں اس کا شعار ہو جائے اور یہ ذکر سرًا ہو خواہ جہرًا" اور جہر بہتر ہے اگر ریا اور تشویش نائم سے امن ہو۔ کیونکہ شاید جہر سے دوسرے کو درود شریف کی رغبت ہو ائمہ دین تو یہ فرما دیں کہ حضور کے ذکر کو شعار بنالے، اخیار امت اس پر عامل مگر وہابی دین میں یہ شرک لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

"اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی"۔
(تقویت الایمان ص ۱۱)

اگرچہ دیوار سے منہ اور چھاتی ملنا اور غلاف پکڑنا آداب زیارت میں سے نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ زائر روضہ شریف سے کسی قدر فاصلہ پر رہے کہ اس میں ادب زیادہ ہے۔ علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن التوسل فی زیادۃ افضل الرسل صفحہ ۱۲۳ میں فرماتے ہیں: مِنَ الْاَوْلٰى الْبُعْدُ عَنِ الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ نَحْوُ اَرْبَعَةِ اَذْرُعٍ یعنی اولے یہ ہے کہ زائر قبر شریف سے چار گز کے فاصلہ پر رہے۔

امام سمہودی علیہ الرحمہ اپنی کتاب خلاصۃ الوفا صفحہ ۵۳ میں فرماتے ہیں: قِيْلَ لِمَالِكٍ فَالَّذِيْ يَلْتَزِمُ اَتَرٰى لَهٗ اَنْ يَّتَعَلَّقَ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عِنْدَ الْوَدَاعِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ يَقِفُ وَيَدْعُوْ قِيْلَ لَهٗ وَكَذٰلِكَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک رخصت کے بعد کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹنا چاہیے فرمایا نہیں کھڑے ہو کر دعا کرے کہا گیا کہ حضور کے روضہ مبارک پر بھی ایسا ہی کرلے فرمایا ہاں۔ غرض دیوار سے چپٹنا یا پردوں سے لپٹنا آداب زیارت میں نہیں اور اہل شوق سے وارفتگی میں ایسا ہو جائے تو قابل ملامت و لائق اعتراض بھی نہیں چہ جائیکہ اس کو شرک بتا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا جائے۔ نابینا کو یہ نظر نہ آیا اس کا طبعزاد شرک کہاں تک پہنچے گا۔ دیوار کجا خاص قبر شریف پر رخسار رکھ دینا تو صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

حسن التوسل ۱۲۴ میں ہے: قَلْتُ لٰکِنْ نَازَعَ جَمْعٌ کَالسَّبَکِیْ النَّوْوِیَ فِیْمَا اِعْتَمَدَ بِمَا نَقَلَهٗ عَنْ اِبْنِ الْمُنْکَدِرِ وَبِلَالٍ مِنْ اَنَّ کُلًّا مِنْهُمَا وَضَعَ خَدَّهٗ عَلَی الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَیْهِ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ وَلَا شَکَّ اَنَّ الْاِسْتِغْرَاقَ فِی الْمَحَبَّةِ یُحْمَلُ عَلَی الْاِذْنِ فِیْ ذٰلِكَ وَالْقَصْدُ بِهٖ تَعْظِیْمٌ وَالنَّاسُ تَخْتَلِفُ مَرَاتِبُهُمْ کَمَا فِی الْحَیٰوةِ فَمِنْهُمْ مَنْ لَّا یَمْلِكُ نَفْسَهٗ بَلْ یُبَادِرُ اِلَیْهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ فِیْهِ اِنَاءَ ةٌ فَیَتَاءَ خَّرُ۔ یعنی سب کی مثل ایک جماعت نے نووی کی مخالفت کی بایں دلیل کہ حضرت ابن منکدر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ان میں سے ہر ایک صاحب نے اپنا رخسار قبر اطہر پر رکھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ قبر شریف پر رکھا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ مزار شریف پر رکھا۔ پھر سب کی طرف فرمایا کہ بے شک محبت میں استغراق اور وارفتگی اس کی اجازت دیتی ہے اور اس سے تعظیم ہی مقصود ہے اور حالت حیات کی طرح اب بھی اہل ذوق کے مراتب مختلف ہیں بعض بے قرار ہو کر اس کی مباورت کرتے ہیں اور بعض کو قرار ہوتا ہے وہ پیچھے رہتے ہیں۔ ایسا ہی خلاصتہ الوفا صفحہ ۶۱ میں ہے مگر اس میں اس قدر اور بھی ہے۔ وَنُقِلَ عَنْ اَبِی الصَّیْفِ وَالْمُحِبِّ الطَّبْرِیْ جَوَازُ تَقْبِیْلِ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ یعنی ابو الصیف اور محب طبری سے قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز منقول ہے اگرچہ عوام کی گمراہی کے اندیشہ سے اس میں احتیاط مناسب ہے لیکن جو افعال کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں ان کو محض اپنی رائے فاسد سے بے دھڑک شرک بتا دینا صحابہ پر الزام شرک لگانا اور کھلی گمراہی ہے۔

تفویت الایمان میں انہیں شرکیات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے:

"اس کے کنویں کو تبرک سمجھ کر پینا۔ بدن پر ڈالنا' آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں)"۔ (تفویت الایمان ص۱۱)

ظالم نے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر استعمال کرنا کہاں سے شرک بتا دیا۔ جو بات



ہے بے دلیل من گھڑت ہے اور چھانٹ چھانٹ کر ان چیزوں کو شرک بتایا ہے جن کا ثبوت شریعت میں موجود ہے اور جن کی تعلیم دی گئی ہے۔ خلاصتہ الوفا صفحہ ۶۳ میں ہے۔ وَکَذَا الْاٰبَارُ الَّتِیْ شَرِبَ اَوْتَطَهَّرَ مِنْهَا وَالتَّبَرُّكُ بِذَالِكَ یعنی ان کنوؤں کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے پانی کو تبرک بنانا مستحب ہے جن سے حضور نے پانی پیا یا طہارت فرمائی پانی کو تبرک بنانا اور غائبوں کے لئے لے جانا احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث:۔ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَةِ بِاٰنِیَتِهِمْ فِیْهَا الْمَاءُ فَمَا یَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَهٗ فِیْهَا فَرُ بِمَجَاؤُهٗ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَیَغْمِسُ یَدَهٗ فِیْهَا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۹)

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوتے مدینہ طیبہ کے خدام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تو آپ ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے اور سردی کے اوقات میں بھی انہیں اس برکت سے محروم نہ فرماتے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس پانی کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ تبرک ہے اور اس کو تبرک سمجھ کر لے جانا مریضوں کو بامید شفا پلانا حدیث سے ثابت ہے۔ اب تفویت الایمان والا کس کو مشرک کہے گا۔

حدیث: مسلم شریف میں ایک اور حدیث حضرت اسماء بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ وفات کے بعد میں نے لے لیا۔ ہم اس کو بیماروں کے لئے دھویا کرتے تھے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا کہ اس جبہ شریف کے دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل ہو۔ الفاظ مبارک حدیث کے یہ ہیں:

وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰی نَسْتَشْفِیْ بِهَا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۷۴)

تفویت الایمان والا تو بزرگوں کے کنویں کے پانی کا بطور تبرک استعمال کرنا ہی شرک

کہتا تھا یہاں ملبوس شریف کا غسال تبرک ہے اور صحابہ اس کو شفا حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو بحمد اللہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا کہ صاحب تقویت الایمان نے ان چیزوں کو بے دریغ شرک کہا ہے جو قرآن پاک کی آیات اور بکثرت احادیث سے ثابت ہیں اور جن پر حضور سید عالم ﷺ اور حضور کے صحابہ کا عمل رہا ہے۔

اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلہ شرکیات میں بعض ایسی چیزوں کو شرک کہا ہے جن کو شرک کہنا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ مثلاً جھاڑو دینی، روشنی کرنی، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ مور چھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، ادب سے کھڑا ہونا۔ ان میں سے اگر کوئی کام بھی غیر خدا کے لئے کیا تو شرک تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں لکھ دیا ہے۔ کہ بعضے کام تعظیم کے لئے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ انہیں کی مثال میں آپ نے جھاڑو وغیرہ کو شمار کرایا ہے یہ تو اسمٰعیل پرست تلاش کریں کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو اور غسل کا سامان درست کرنا۔ مور چھل جلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور یہ خاص کام وہابی کہاں ادا کرتے ہیں انہوں نے کس کو خدا فرض کیا ہے جس پر مور چھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس کی تعظیم کے لئے خاص ہو۔ وہابیوں کا کیسا عجیب دین ہے خدانخواستہ ان کی سلطنت ہو تو تمام دنیا کو کوڑے کچرے سے اٹا دیں کیونکہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھہرا ہر مکان تاریک اور اندھیرا پٹ رہے اس لئے کہ روشنی کرنا شرک ہے۔ پانی پلانا بھی شرک بتایا ہے۔ یزیدیوں سے بھی بڑھ گئے انہوں نے صرف اہل بیت پر پانی بند کیا تھا مگر پانی پلانے پر شرک کا فتویٰ دینے کی انہیں بھی نہیں سوجھی تھی۔ کسی نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اسی لئے کہ: تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی میں داخل ہے اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے۔ جس کام سے خدا کی عبادت پر اعانت ہو وہابی دین میں وہ بھی شرک۔

لطیفہ: شرک کی تعریف میں تقویت الایمان صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے بندو کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہوں تو لازم آیا کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا،



مور چھل جھلنا شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے۔ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے کہ جھاڑو لئے پھرے ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا۔ مور چھل ہاتھ میں رکھ کہ وہابی دین میں یہ نشان بندگی ہے۔ حیرت ہے ان کوتاہ عقلوں پر جو ایسی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان مزخرفات کو مانتے ہیں۔

## اسمٰعیلی شرکیات کا چوتھا حصہ

مولوی اسمٰعیل نے اپنے شرکیات کا چوتھا حصہ اشراک فی العادت کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں اکثر وہی باتیں ذکر کی ہیں۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ بعض باتیں نئی بھی کہی ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ والا نہ کھائے۔ برائی بھلائی کسی طرف نسبت کرنا کہ فلانا اس کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گا فلانے کو نوازا تو فتح و اقبال مل گیا۔ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا۔ کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا ان سب باتوں کو شرک بتایا ہے اور لکھا ہے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۱۴)

اب ان کی حقیقت پر نظر ڈالئے۔

(۱) حضرت بی بی کی صحنک اس کا شرک ہونا صاحب تقویت الایمان نے بزعم خود آیت سے ثابت کیا ہے اور آیہ کریمہ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا لکھ کر لکھا ہے یعنی اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں۔ پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے کوئی بی بی آسیا کوئی بی بی اناولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا کوئی مسانی کالی کو (تقویت الایمان ص ۵۳)

اس گستاخی اور بے ادبی سے تو ہر مسلمان کا دل کانپ جائے گا کہ حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا اور بی بی آسیہ کا ذکر پریوں اور مسانی اور کالی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا بدلہ دے یہ کیسا ستم اور کیسی بیباکی ہے کہ قرآن پاک کے معنی میں بدل ڈالے یدعون جو عبادت کرنے کے معنی میں ہے اس کا ترجمہ پکارنا کیا اور اناثا جو لات منات

عزے وغیرہ بتوں کے حق میں وارد ہے اس کو اہل بیت رسالت اور پاک بیبیوں پر ڈھالا اور صحنک کو شرک قرار دینے کے شوق میں قرآن پاک پر افترا کر دیا معنی میں تحریف کر ڈالی۔ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۴۴۲ میں ہے (اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اِلاَّ اِنَاثًا) جَمْع اُنثٰی وَهِیَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی وَمَنَاتُ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت میں یدعون عبادت کرنے کے معنی میں ہے اور اناثا سے لات عزیٰ بت مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں (ترجمہ القرآن) مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطابع دہلی صفحہ ۱۰۶ مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ سے بھی ثابت ہوا کہ تفویت الایمان میں آیت کا غلط ترجمہ کر کے تحریف کی گئی اگر وہ یدعون کا صحیح ترجمہ (عبادت کرتے ہیں) کرتا تو اس کی مراد حاصل نہ ہوتی اور بی بی صاحبہ کی صحنک اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ شرک ثابت نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی ان بزرگوں کی عبادت کا وہم بھی نہیں کرتا پھر شرک کیسے ہوتا' اس لئے اسمٰعیل نے قرآن اور افترا کیا اس میں عورتوں کے پکارنے کو شرک کہا ہے اور صحنک سے بی بی صاحبہ کا نام ٹھہرا لیا جاتا ہے۔

یہ ہے اس کے شرک کی حقیقت اور اس طرح اس بے دین نے قرآن پاک کی آیات لکھ کر عوام کو گمراہ کیا ہے۔ جاہل سمجھتے ہیں کہ شاید آیت ہی میں یہ مضمون ہو گا۔

معاذ اللہ اہل بیت رسالت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصال ثواب کو شرک کہہ دیا صدقہ عبادت ہے اور ہر عبادت کا ایصال ثواب نصوص معتبرہ سے ثابت اور خود اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اس کو تسلیم بھی کیا ہم صفحہ ۱۰۸ میں اس کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اب یہ شرک کیسے ہو گیا۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے لئے دیا ایصال ثواب اس کا حضرت بی بی صاحبہ شاہ عبدالحق صاحب یا اور بزرگوں کو کیا تو یہ شرک کیسے ہو گیا محض ان بزرگوں کا نام لینے سے جیسا کہ تفویت الایمان صفحہ ۵۳ میں لکھا ہے۔ کوئی بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے اگر صدقہ پر غیر خدا کا نام شرک ہو تو ایسا شرک قرآن و حدیث میں بہت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِیْنَ الآیہ صدقات فقراء و مساکین کے



لئے ہیں اور صدقہ سے بھی یہاں صدقہ فرض زکوٰۃ مراد ہے۔ جو قطعاً عبادت ہے تفویت الایمان والے کے طور پر تو قرآن میں شرک ہوا۔ معاذ اللہ حدیث شریف میں ہے لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں ام سعد کے لئے ہے۔ وہابی دین میں یہ بھی شرک ہوا اور یہ شرک نہ ہو تو بی بی صاحبہ کے ایصال ثواب کے لئے ان کا نام مبارک لینا کیوں شرک ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ بی بی صاحبہ کی صحنک صرف عورتوں کو کھلائی جاتی ہے اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ حق نہ پینے والوں کو اس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لئے صحنک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ ان بزرگوں کو جن سے انس اور مزید ارتباط ہے ان کو دیا جائے اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔

حدیث: بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ سے روایت کی۔ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ یُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُهَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَةَ۔ (مشکوٰہ شریف ص ۵۷۳) یعنی بارہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرما کر اس کے اعضاء جدا جدا کرتے پھر اس کو عورتوں کے پاس بھیجتے جو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست دار تھیں۔ اب دکھائی تفویت الایمان والے کو صحابہ میں اہل حاجت بھی ہیں مگر انہیں نہیں دیا جاتا۔ ہر عورت کو بھی نہیں صرف ان عورتوں کو دیا جاتا ہے جو حضرت بی بی خدیجہ صاحبہ کے ساتھ انس و ارتباط رکھتی ہیں۔ صحنک اگر مردوں کو نہیں دی جاتی تو اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ اس کو شرک بتانا سخت گمراہی ہے۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) کسی کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنا اس کو بھی اسمٰعیل نے شرک قرار دیا ہے۔

(۲) صدقہ کا میت کے احباب اور ایسے لوگوں پر صرف کرنا جن سے اس کو انس ہو۔

(۳) اگر وہ موجود نہ ہوں تو ان کے پاس بھیجنا۔ شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ کو حقہ سے نفرت تھی اس لئے ان کے ایصال ثواب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے ایصال ثواب کا کھانا اس کے مریدین یا خدام یا آستانہ پر تلاوت کرنے والوں کو پہنچنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا تفویت الایمان صفحہ ۵۵

میں بایں الفاظ انکار کیا ہے۔ کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے۔ غرض اس شخص کو جو بات ہے قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔ اسی سلسلہ شرکیات میں صاحب تقویت الایمان نے یہ بھی لکھا ہے کہ برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آ کر دیوانہ ہو گیا۔ پھٹکار اس کو کہتے ہیں کہ بزرگوں کی شان میں گستاخی کرے اور وہ اس کے حق میں بد دعا کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ گستاخ پر بلا نازل فرمائے اس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و گمراہی ہے۔ قرآن پاک میں صدہا آیتیں ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء کی تکذیب ان کے استخفاف و اہانت اور ان کو ایذا پہنچانے کی شامت سے قومیں کی قومیں مبتلائے مصیبت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَوْمُ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوْا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ نوح علیہ السلام کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ دیکھی پھٹکار‘ علامہ ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ میں صفحہ ۱۱۶ میں نقل فرمایا: اِنَّ جَمعًا تَذَاكَرُوْا اَنَّهٗ مَا مِنْ اَحَدٍ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ اِلَّا اَصَابَهٗ بَلَاءٌ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ فَقَالَ شَيْخٌ اَنَا اَعَنْتُ وَمَا اَسَابَنِىْ شَيْئٌ فَقَامَ لِيُصْلِحَ السِّرَاجَ فَاَخَذَتْهُ النَّارُ فَجَعَلَ يُنَادِى النَّارُ النَّارُ وَ انْغَمَسَ فِى الْفُرَاتِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى مَاتَ۔ خلاصہ یہ کہ ایک جماعت میں تذکرہ تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں اعانت کرنے والا کوئی نہ بچا تو موت سے پہلے مصیبت میں مبتلا نہ ہوا ہو‘ ایک بڈھے نے کہا کہ میں نے اعانت کی تھی مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی یہ کہہ کر چراغ درست کرنے اٹھا اور اس کے آگ لگی۔ آگ آگ پکارتا دریائے فرات میں کود پڑا۔ اور آگ نہ بجھی تا آنکہ ہلاک ہو گیا۔

کتب حدیث میں ایسے بہت واقعات ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ کوئی پیاس کی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ کسی طرح اس کی پیاس نہ بجھتی کوئی اندھا ہو گیا۔ کسی کا منہ کالا ہوا۔

عَنِ الزُّهْرِى لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ قَتَلَهٗ اِلَّا عُوْقِبَ فِى الدُّنْيَا اِمَّا بِقَتْلٍ اَوْ عَمًى اَوْ سَوَادِ



الْوَجْهِ اَوْ زَوَالِ الْمُلْكِ۔ (صواعق محرقہ ص ۱۱۷)

خود صاحب تقویت الایمان بھی گستاخیوں کی پھٹکار میں مبتلا ہوا۔ اب تو اس کو یقین ہو گیا ہو گا کہ پھٹکار کا انکار بھی پھٹکار ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا حضور نے فرمایا داہنے سے کھا۔ کہنے لگا داہنے سے نہیں کھا سکتا باوجودیکہ اس کو کوئی عذر نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہرگز نہ کھا سکے گا اس کے بعد کبھی وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اَسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۳۶)

دیکھی پھٹکار‘ ظالموں کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرو گے۔

اسی طرح بزرگوں کے نواز نے سے فتح و اقبال ملنا بکثرت نصوص سے ثابت ہے۔ چہل ابدال کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ جس میں ارشاد فرمایا ہے۔ يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُبِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ کہ ابدال کی بدولت مینہ برسایا جاتا ہے انہیں کی برکت سے دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے۔ جو مضمون بکثرت احادیث میں وارد ہے اس کو بے دریغ شرک قرار دینا کیسی بے ایمانی ہے۔

صاحب تقویت الایمان نے اپنے شرکیات کے چوتھے حصہ میں تیسری بات یہ لکھی ہے۔ یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔ (تقویت الایمان ص ۳) اسی مضمون کو پھر دوبارہ اسی کتاب میں ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس طرح لکھا۔

اَخْرَجَ فِى شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا

ماشاء اللّٰهُ و شاء مُحَمَّدٌ وَ قُوْلُوْا ماشاءَ اللّٰهُ وحْدَهٗ۔ (تقویت الایمان ص ۶۵ ۶۶)

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اول تو یہ بتاؤ کہ اس کو شرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا۔ حدیث جو نقل کی ہے اس میں شرک کہاں بتایا گیا۔ دوم حدیث منقطع ہے خود مشکوۃ شریف میں اس روایت کے ساتھ یہ لفظ موجود ہے۔ وفی روایۃ منقطعا (مشکوۃ شریف ص ۴۰۸)

یہ کیسا مغالطہ اور خیانت ہے کہ حدیث منقطع لکھی جاتی ہے اور اشارہ تک بھی نہیں کیا جاتا کہ یہ منقطع ہے سوم یہ چوری و بد دیانتی کہ وہ غیر منقطع روایت ترک کی جاتی ہے جس کے ضمن میں منقطع روایت درج تھی منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا کتنی بڑی فریب دہی ہے۔ پنجم فائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے حدیث کی صریح مخالفت ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے: عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ احمد و ابوداود۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۰۸) یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلاں نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے۔

یہاں تو حضور سید عالم ﷺ یہ آداب تعلیم فرما رہے ہیں کہ ماشاءَ اللّٰهُ وَشاءَ فُلَانٌ ۔ واو جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثُمَّ شاءَ فُلَانٌ کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی مقدم ہے اور مشیت عبد تابع ہے علامہ محمد طاہر نے مجمع البحار میں فرمایا: هذا لان الواو تفید الجمع و ثم تجمع و ترتب فیکون مشیۃ اللّٰه مقدمۃ علی مشیتہ۔ (مجمع البحار کشوری صفحہ ۱۳۲۲)



لیکن صاحب تقویت الایمان نے مطلقاً ملانے کو شرکیات میں شمار کیا اور حدیث شریف کا اصلا لحاظ نہ کیا بلکہ اسی تغلیظ و فریب دہی کے لئے غیر منقطع حدیث کو دیدہ دانستہ چھوڑ گیا۔

ششم صاحب تقویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں اول یہ کہ اس کی شان و صفت خاص میں کسی طرح کسی مخلوق کو نہ ملائے اور یہاں صاحب تقویت نے یہی معنی مراد لئے ہیں کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے سوا کسی مخلوق کو نہ ملائے جیسے معطی بالذات ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی مخلوق کو اس میں دخل نہیں تو صاحب تقویت کے نزدیک معطی بالذات ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ ملائے اور بغیر ملائے تنہا غیر کو معطی بالذات کہے تو میاں اسمٰعیل اس کو منع نہیں کرے یہ شرک انہیں گوارا ہے۔ ہر زید و عمر کو خالق بالذات مالک بالذات عالم بالذات قادر بالذات۔ سمیع بالذات' بصیر بالذات وغیرہ سب کچھ کہو مگر خدا کے ساتھ ملا کر نہیں تو میاں اسمٰعیل اس پر ناراض نہیں بلکہ حدیث مذکورہ بالا پر نظر کر کے وہابیہ کے طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف واؤ کے ساتھ عطف نہ کرے اور ثم کے ساتھ ملائے تب بھی حرج نہیں۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔ ظالم کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ حضرت باری جل اسمہ کی صفت خاص کا اطلاق غیر پر کسی حال میں درست نہیں نہ ملا کر نہ تنہا نہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے نہ ثم کے ساتھ نہ بلا عطف اور جو صفت خاص نہیں ہے جیسے کہ مشیت تابعہ لمشیۃ اللہ اس کا اثبات کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا اب اگر صاحب تقویت حدیث مذکور میں مشیت سے مشیت ذاتیہ مراد لے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے تو اس کے قول سے لازم آئے گا کہ ثم کہہ کر غیر کے لئے مشیت ذاتیہ کا اثبات جائز ہو کیونکہ حدیث میں ہے۔ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا ما شاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شاءَ فلانٌ لیکن حدیث کے یہ معنی بتانا اور اس مضمون کا معتقد ہونا خالص بے دینی اور شرک ہے۔ اب ثابت ہوا کہ حدیث میں مشیت ذاتیہ مراد ہو ہی نہیں سکتی تو دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بندہ کی مشیت ذاتیہ نہیں ہے تاہم کمال ادب

یہ ہے کہ مشیت الہیہ کے ساتھ اس کا ذکر واؤ عطف کے ساتھ نہ کیا جائے بلکہ ثم کے ساتھ کیا جائے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہو۔ صاحب تقویت کا اس کا شرک میں داخل کرنا نہایت جہل و نادانی اور فریب دہی ہے بلکہ اس نے تو مطلق ملانے کو شرکیات میں شمار کیا ثم کے ساتھ حدیث شریف میں جو اجازت ہے اس کو ظاہر تک نہ کیا یہ فریب مسلمانوں پر کیسے چل سکتا ہے کیا وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ قرآن پاک میں جابجا رسول اللہ ﷺ کا ذکر الٰہی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور واؤ عطف ہی کے ساتھ ملایا گیا۔ تقویت الایمان والے کے عقیدہ پر تو قرآن پاک بھی شرک سے خالی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب چند آیتیں ملاحظہ کیجئے:

**آیت (۱):** وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (سورہ توبہ رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

**آیت (۲):** وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۵ (سورہ توبہ رکوع ۷)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

**آیت (۳):** اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○

ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے اور واؤ عطف کے ساتھ وہ کبھی غنی کرنے فضل فرمانے عطا کرنے مدد فرمانے میں تقویت الایمان والے کے نزدیک



یہ سب باتیں شرک ہیں اور قرآن میں موجود ہیں۔ تف ہے اس بے دینی پر۔

اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ دو ایک حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ تقویت الایمان والے نے قرآن و حدیث دونوں کا خلاف کیا اور اس چیز کو شرک بتایا جس سے قرآن و حدیث مملو ہیں۔

**حدیث (۱):** بخاری شریف صفحہ ۱۹۸ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّآ اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ یعنی ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ و رسول (ﷺ) نے اس کو غنی کر دیا۔ اس میں غنی کرنے کا بیان ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور واؤ ہی کے ساتھ عطف فرمایا۔ پوچھو اسمٰعیلیوں سے اس کو بھی شرک کہو گے۔

**حدیث (۲):** ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو یہ آیات و احادیث اور صدہا نصوص تقویت الایمان کے بطلان پر قاہر دلیلیں ہیں۔ ظالم نے جو کہا قرآن و حدیث کے خلاف ہی کہا۔ اسی عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویت الایمان ص ٦٦)

اس نابینا کو وہ آیات و احادیث دکھاؤ جو ہم نے پیش کی۔ اس جاہل نے کبھی حضور سید عالم ﷺ کے معجزات بھی نہیں سنے۔

اتنا تو ہر جاہل جانتا ہے کہ چاند حضور کے اشارہ سے شق ہوا سورج حکم سے غروب کے بعد پھر پلٹ آیا۔ درخت اپنی جگہ سے چل کر فرمانبردارانہ خدمت کے لئے حاضر ہوئے یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ حضور کے چاہنے سے ہو رہا ہے یا کسی اور کے یا دشمن دین تمام معجزات کا منکر ہے۔

**حدیث:** لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنایت الٰہی رسول کے چاہنے سے کیا کچھ ہوتا ہے۔

یہ کلمہ کیسا مکروہ اور خلاف ادب ہے۔ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" ایسا

کلمہ کسی نیاز مند کے منہ سے کسی مخدوم کی شان میں نہیں نکلتا مگر اسمٰعیل دہلوی کی زبان سے ایسے کلمے خاص حضور پرنور سید عالم ﷺ کی شان میں نکلتے ہیں اور اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے۔ جن کا ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم صفحہ ۴۰) وبسبب ہمیں اجتبا و اصطفا رضائے حق و رضائے ایشاں مندرج شدہ و اتباع حق در اتباع ایشاں منحصر گردیدہ و سخط حق باسخط ایشاں تلازمی و تلاصقی پیدا کردہ۔ یہاں صدیقوں کے لئے اجتبا و اصطفا ثابت کیا اور ان کی رضا کو خدا کی رضا ان کے اتباع کو خدا کا اتباع ان کی ناراضی کو خدا کی ناراضی قرار دیا۔ اور صفحہ ۶۶ میں حضرت مولا علی مرتضیٰ کی نسبت لکھا۔ قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشان را دخلی ست کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت غوثیت ابدالیت و غیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ مبارک سے دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار مانا کہ قطب غوث ابدال بنانا سب ان کے ہاتھ میں ہے۔ بادشاہوں کو بادشاہت اور امیروں کو امیری ان کے فیض و کرم سے ملتی ہے۔ تفویت الایمان میں کون سی شرارت کی رگ اچھلی کہ حضور سید انبیاء ﷺ کی شان میں یہ لکھ ڈالا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تفویت الایمان کے حکم سے صراط مستقیم کی یہ عبارات شرک اور اسمٰعیل اپنے حکم سے آپ مشرک[1] صراط مستقیم کے صفحہ ۱۱۲ میں

---

1 تفویت الایمان میں حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اس تناقص کو دیکھئے تفویت میں تو کسی چیز کا مختار نہیں اور صراط مستقیم میں سلطنتیں دینا اور قطبیت وغیرہ کے مناصب عطا کرنا سب حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں بتایا۔

گہ گوہت شیخ گہ مسجد زنی آتش | از مذہب تو کفر و مسلماں گلہ دارد



لکھا:

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و ایں کبار اولی لایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کائنات رابسوی خود نسبت نمایند مثلاً ایشا نرا میرسد کہ بگویند کہ از عرش تافرش سلطنت ماست یعنی اس رفیع منصب کے لوگ عالم مثال و عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں۔ ماذون مطلق ہیں۔ ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں اور کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ یہ وہی اسمٰعیل ہے جو تفویت الایمان میں حضور سید عالم ﷺ کی نسبت کہتا ہے کہ وہ کسی چیز کے مختار نہیں اور ان کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی نسبت ایسی عقیدت رکھنا داخل شرک قرار دیتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم میں اولیاء کے لئے تصرف تمام و اختیار کامل مان کر اور یہ کہہ کر بقول خود مشرک ہو گیا کہ ان کا حق ہے کہ وہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بتائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنادو بدنصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات پاک سے ہے قَاتَلَهُ اللّٰه اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا: اکابر ایں فریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملا اعلیٰ شدہ در اجرائے آں می کوشند معدود اند' یہاں محدثین و شہداء کو مدبرات الامر میں داخل کیا اور عالم میں متصرف مان لیا غرض تفویت الایمان کا بطلان جیسا کہ نصوص صریحہ سے ظاہر ہے خود مصنف کے کلام سے بھی واضح ہوا۔

شہنشاہ تفویت الایمان صفحہ ۱۱ میں کسی مخلوق کو شہنشاہ کہنا بھی شرک بتایا ہے اور صفحہ ۶۵ میں اس کی تفصیل اس طرح کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق اور اس میں پایا جاتا ہے۔ اور کسی کو نہ کہے۔ جیسے بادشاہوں کا بادشاہ' مالک سارے جہان کا۔ تفویت الایمان کا یہ مضمون اس کی نقل کی ہوئی حدیث میں نہیں ہے حدیث شریف کی طرف اس کی نسبت کر دینا حضور سید عالم ﷺ پر افترا ہے۔ حدیث میں نہ شہنشاہ کہنے کو مشرک فرمایا نہ مالک کہنے کو۔ یہ سب من گھڑت ہے۔ حدیث شریف میں صرف اس قدر ہے کہ حضور نے سنا کہ ایک شخص کو لوگ ابو الحکم کہہ کر

پکارتے ہیں تو حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حکم اللہ ہے تم ابو الحکم کنیت کیوں رکھتے ہو۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ فَلِمَ تَکَنو بِالْحَکَمِ اس میں تو ابو الحکم نام رکھنے کو بھی شرک نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو حکم کہنے کی ممانعت فرمائی بلکہ خود قرآن عظیم میں فرمایا: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ دیکھئے تقویت الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے قرآن تو فرماتا ہے کہ وہ حضور کا حکم نہ مانیں اور حضور کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں تو ایماندار نہیں۔ اور تقویت الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک اس بد نصیب کو ہر جگہ قرآن و حدیث میں شرک ہی نظر آیا۔ اور اس بد بخت نے خدا و رسول کے ارشادات کو شرک ٹھہرایا۔ طرفہ یہ کہ قرآن پاک نے حکم کا اطلاق حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بھی خاص نہیں فرمایا بلکہ اوروں پر بھی جائز قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا: بَعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اسمیلیوں سے پوچھو اب غیر خدا پر حکم کے اطلاق کو شرک بتا کر کس کو مشرک کہو گے قرآن کو یا خدا کو اپنے اس بے دین پیشوا کو جس نے یہاں تو کسی کو شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا کہنا شرک بتایا۔ اور صراط مستقیم صفحہ ٦٦ میں لکھا۔ در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشاں را دخلے است' جب امیروں کی امیری اور بادشاہوں کی بادشاہت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی بدولت ہے تو وہ شہنشاہ ہوئے اور شہنشاہی کیا چیز ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کو شہنشاہ مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا۔ اور صراط مستقیم صفحہ میں ١١٢ لکھا۔ ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔ اس میں شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا۔ یہ دونوں باتیں آگئیں کیونکہ جب عرش سے فرش تک ان کی سلطنت ہوئی تو سارے جہان کے مالک بھی ہوئے اور روئے زمین پر جتنے بادشاہ ہیں ان سب کے بادشاہ بھی۔ تقویت الایمان والے نے خود اپنے اوپر شرک کا فتوی دے دیا۔



# علم غیب

انبیاء و مرسلین صلوۃ اللہ علیہم وسلامہ' کے کمالات کا انکار کرنا اور ان کو شرک بتانا اس گروہ ناحق پژوہ کا مدعائے دلی و مقصد قلبی ہے اسی لئے جو کمال نظر آیا اس کا بے دینوں نے انکار کیا۔ کمالات میں علم اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جو حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو علیٰ وجہ الکمال عطا فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

آیت (١): وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا اے حبیب ﷺ آپ کے رب نے آپ کو تعلیم فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

آیت (٢): وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اور جل شانہ' یوں نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ جل شانہ' چھانٹ لیتا ہے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیز گاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔

آیت (٣): وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ۔ ہم نے آپ پر اے مصطفیٰ ﷺ قرآن پاک نازل فرمایا۔ ہر شی کا بیان واضح۔

آیت (٤): اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ○ مطلب یہ کہ حضرت رحمٰن نے قرآن کی تعلیم فرمائی انسان یعنی حضور سید عالم ﷺ کو پیدا کیا ان کو بیان ما کان وما یکون تعلیم فرمایا۔ تفسیر معالم التنزیل:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنَ۔ ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا۔ غیب پر مطلع فرمایا۔ ما کان وما یکون کی تعلیم فرمائی۔ اب دو حدیثیں بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

حدیث(۱): عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۱۲) یعنی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے سمیٹی میرے لئے زمین اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ (مظاہر حق ص ۵۰۳)

حدیث(۲): مشکوۃ شریف صفحہ ۶۹ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ حضرت عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب عزو جل کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا رب تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا حضور نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنے پستانوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۴۶۳) میں ہے۔

قَالَ ابْنُ حجرٍ اَیْ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمٰوٰتِ بَلْ وما فَوْقَھا کما یستفادُ مِنْ قصۃِ الْمِعْراج وَالْاَرْضُ ھِیَ بمعنی الْجِنْسِ اَیْ و جمیع ما فی الْاَرْضِیْنَ السبع بَلْ وما تحتھا کما افادَہٗ اَخبارُہٗ علیہِ السَّلامُ عن الثَّوْرِ والْحُوْتِ الَّذِیْنَ علیھما الْاَرْضُوْنَ کُلُّھا یعنی اِنَّ اللّٰہَ اَرٰی اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السموت والْاَرْض و کشف لہٗ ذٰلِکَ و فتح علیَّ ابوابَ الْغُیُوْبِ ۔ یعنی علامہ ابن حجر محدث نے فرمایا کہ مافی السّمٰوت سے آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں معلوم ہو گئیں۔ جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اس کو مفید مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو



آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور ان کے لئے ان سب کو کشف فرمایا اور حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات طبع کلکتہ جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔ عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن یعنی حدیث شریف کے الفاظ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کو تمام جزوی، کلی علوم حاصل ہو گئے اور آپ نے ان پر احاطہ فرمالیا۔

حدیث(۳): مشکوۃ شریف صفحہ ۷۲ میں ترمذی شریف کی ایک حدیث میں حضرت معاذ بن جبل سے یہ الفاظ مروی ہیں فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا پس ظاہر ہوئی مجھ کو ہر چیز اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ حضرت شیخ اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۹ میں فرماتے ہیں۔ پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو آسمان و زمین عرش و فرش تمام کائنات و جمیع اشیاء کے جزوی و کلی علوم مرحمت فرمائے۔ حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے بغیر کسی ہیر پھیر کے بلا کسی کشاکش اور کھینچ تان کے آیات و احادیث کی صراحت اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اسی پر ہم قائم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے غیبوں کے دروازے کھول دیئے تو حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھیں کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف جب ہوتا ہے جبکہ آلات حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی احتیاج نہیں۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ زرقانی میں امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے: ثَالِثُھَا اَنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُبْصِرُ الْمَلَائِکَۃَ وَیُشَاھِدُ ھُمْ کَمَا اَنَّ لِلْبَصِیْرِ صِفَۃً بِھَا یُفَارِقُ الْاَعْمٰی رَابِعُھَا اَنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُدْرِکُ مَاسَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ۔ یہ تمام علوم عطائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مرحمت فرمائے۔ ذاتی علم کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں۔ ذاتی حضرت حق تعالیٰ سے

ساتھ خاص ہے جن آیات اور احادیث میں علم کی نفی وارد ہے وہاں علم ذاتی مراد ہے اب بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ کامل طور پر واضح ہو گیا اور مخالفین کے شکوک و شبہات سب قطع ہو گئے۔ تقویت الایمان والا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ ہی نہیں سکتا۔ حضور کے فضائل جلیلہ اس کے لئے موت ہیں وہ علم جیسے کمال کا کس طرح انکار نہ کرتا۔ اس نے حضور کی اس فضیلت کبری کا انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب میں ایک خاص فصل بنائی ہے جس کا عنوان یہ ہے:

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ رَدِّ الْاِشْرَاكِ فِی الْعِلْمِ اس فصل میں حضور سید عالم ﷺ کے لئے غیبی علوم کا اثبات شرک قرار دیا۔ اور نہایت گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کیا۔ آیات و احادیث پیش کر کے حسب عادت ان کے غلط معنی بتائے۔ اب میں اس کی پیش کردہ آیات نقل کر کے حقیقت حال ظاہر کرتا ہوں۔

آیت(۱): وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَایَعْلَمُهَا اِلَّاهُوْ اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا ان کو مگر وہی (تقویت الایمان صفحہ ۲۳) اس آیت میں علم سے اگر ذاتی مراد ہو تو وہابی کو کیا مفید ذاتی بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس سے محبوبان حق کے علم عطائی کی نفی کب ہوتی ہے اور اگر عطائی مراد ہو تو صحت استثنا کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے علم الٰہی کو معاذ اللہ عطائی کہا جائے۔ صاحب تقویت اسی گمراہی میں گرفتار ہے۔ اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں (تقویت الایمان صفحہ ۲۳) جب لَا یَعْلَمُهَا کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے طاقت نہیں بخشی اس لئے بعلم عطائی نہیں جانتا تو لازم آیا کہ اِلَّا هُوْ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بعلم عطائی جانتا ہے جاہل نے علم الٰہی کو عطائی قرار دے لیا کس درجہ کی گمراہی ہے علاوہ بریں' دروغ گو را حافظہ نباشد" یہاں تو یہ کہا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی اور خود صراط مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے:

برائے کشف ارواح و ملائکہ و سیرا مکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع برلوح محفوظ



شغل دورہ کند' تقویت الایمانی دین میں جب ولی و نبی کو خدا نے غیب کی بات معلوم کرنے کی طاقت نہیں بخشی تو دورہ کا شغل کرنے والے اسمٰعیل کے چیلوں کو ملائکہ و ارواح کے کشف اور زمین و آسمان جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہو کر عالم غیب بن جانے کی طاقت کس نے بخشی اسمٰعیل نے یا اس کے پیر نے جو کام اس کے اعتقاد میں خدا سے بھی نہ ہوا وہ بزعم خود اس نے کر دیا اور جو بات ولی یا نبی کو دربار الٰہی سے میسر نہ آئی وہ اسمٰعیل نے اپنے چیلوں کو بخش دی لعنت اس بے دینی پر' پھر یہ بے دینی کہ نبی اور ولی کے چاہنے سے تو غیب کی بات معلوم نہ ہو اور اسمٰعیل چیلے چاہیں تو معلوم کر لیں۔

چنانچہ صراط مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا۔ باستعانت ہماں شغل بہر مقامے کہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شد سیر آں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند بے دین نے اپنے چیلوں کو انبیاء و اولیاء سے بڑھا دیا اور خدا کی برابر کر دیا۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۳ میں لکھتا ہے۔ ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کیا خوب شان ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے اس کا اختیار رکھتا ہے مگر بالفعل کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا خدا اور اس کے علم کی اتنی حقیقت ہے۔ یہ بات تو اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اپنے چیلوں کے لئے بھی ثابت کی تو اسمٰعیل اپنے قول سے مشرک ہوا۔ کیونکہ اس نے اشراک فی العلم کے معنی تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں یہ لکھے ہیں: اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔ لہٰذا اپنے چیلوں کے لئے خدا کا سا علم ثابت کر کے اپنے قول سے مشرک ہوا۔ مع ھذا کسی صفت کا اختیاری ہونا مستلزم حدوث ہے تو علم الٰہی کو اختیاری کہنا کفر ہوا۔ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۶۲ میں لَوْ قَالَ عِلْم خدائے قدیم نیست یَکْفُرُ کذافی التتار خانیہ اسی طرح یہ عقیدہ ہے کہ تو جاہل مگر اختیار رکھتا ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے' کفر ہے عالمگیری صفحہ ۲۵۸ جلد ۲ یَکْفُرُ اذَا وَصَفَ اللّٰه تَعَالٰی بِمَا لَا یَلِیْقُ بِهٖ اَوْ نَسَبَهٗ اِلَی الْجَهْلِ اَوِ الْعِجْزِ اَوِ النَّقْصِ۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰) میں کسی مخلوق کی نسبت یہ خیال رکھنا

کہ اس کو ہر چیز کی ہر وقت خبر ہے شرک بتایا ہے۔ مگر صفحہ ۲۳ کی عبارت میں خدا کے لئے ہر وقت خبر رکھنا تسلیم نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ جب وہ چاہے غیب کی بات دریافت کرسکتا ہے تو وہ خیال کس طرح شرک ہو سکتا ہے بلکہ اب تو برابر خبر نہ رکھنا شرک ہوگا کیونکہ صفحہ ۲۳ میں اس کو شان الٰہی بتایا ہے۔ یہ ہے بے دین کے نزدیک خدا کی شان اور جب اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ اعتقاد ہے۔ تو انبیاء و اولیاء کے علم کا انکار ایسوں سے کیا جائے تعجب۔

یہ تو صاحب تقویت کی بے دینی کے نمونے تھے۔ اب پھر آیت کریمہ کی طرف رجوع کیجئے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ صاحب تقویت الایمان کا آیت کے یہ معنی کہنا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی قرآن کریم پر افترا ہے۔ اس آیت کو ادنیٰ علم والا بھی انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کے انکار کی سند نہیں بنا سکتا بلکہ اس آیت سے تو محبوبان حق کے لئے غیب کے علم کا اثبات ہوتا ہے۔ مفردات راغب اصفہانی کے ۳۷۷ میں ہے: وَقَوْلُهٗ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ يَعْنِيْ مَايَتَوَصَّلُ بِهٖ اِلٰى غَيْبِهِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ قَوْلِهٖ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو جس کا ذکر آیہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ الایہ میں ہے۔

صاحب تقویت الایمان کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۲۴ میں لکھتا ہے کہ غیب کے خزانہ کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا چاہے جس کو بخش دے۔ اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

جب یہ بات ہے تو وہابی کیوں منہ بگاڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو جمیع اشیاء کے علم عطا فرمائے ان کے لئے غیب کے دروازے کھول دئے تو کون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے لئے غیب کا علم عطا کیا جانا باقرار صاحب



تقویت اس آیت سے ثابت ہے۔ پھر اس کو علم کو انبیاء کے انکار کی سند بنانا دیدہ دانستہ قرآن پاک کی مخالفت ہے۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۴ میں ہے: منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کوئی دن تک بہت تحقیق کیا پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہو تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جب یہ غیب تھا اور اللہ تعالیٰ نے بتادیا تو معلوم ہوا کہ غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے اس کو شرک قرار دینا غلط اور بے ایمانی ہے اور تقویت الایمان صفحہ ۱۰ کا یہ قول باطل ہے کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یہاں علم عطائی کو بھی شرک کہہ دیا۔ اور علم عطائی کو شرک کہنے کے معنی یہ ہیں کہ گمراہ کے نزدیک علم الٰہی بھی عطائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تہمت والے واقعہ میں تقویت والے کا یہ کہنا کہ پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی بالکل جھوٹ اور نبی ﷺ پر افترا ہے کون سی حدیث میں ہے کہ حضور کو حقیقت نہ معلوم ہوئی تفسیر کبیر جلد ٦ صفحہ ۳۵۰ میں ہے: كَانَ هٰذَا الْقَوْلُ مَعْلُوْمَ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْیِ حضور ﷺ کو نزول وحی سے قبل معلوم تھا کہ منافقین کا یہ قول فاسد و باطل ہے۔ بخاری شریف مجتبائی جلد ۱ صفحہ ۳۹۴ میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِیْ اِلَّا خَيْرًا خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر نیکی کا یقین ہے۔ بے دین کو حضور کی قسم کا بھی اعتبار نہ ہوا۔ ان اکاذیب پر ان کے دین کا مدار ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے:

آیت (۲): قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اس کے تحت میں لکھا ہے۔ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اس آیت میں علم عطائی کی نفی کب ہے یہ کب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کی تعلیم نہیں فرماتا۔ او جب صفحہ ۲۳ میں

خود لکھ چکا کہ اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا تو اب اس آیت کو کس لئے پیش کیا اگر اس آیت سے علم عطائی کی نفی مراد لے تو صفحہ ۲۳ کی اپنی عبارت خلاف قرآن ماننی پڑے گی۔

دو گو نہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

تفویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے:

آیت (۳): اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الایہ اس آیت میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور ان کا علم نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ معنی آیات مذکورہ صدر کے خلاف ہیں جب وہ یہ فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ تو کس طرح اس کے معنی علم عطائی کی نفی کے ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہارا نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وی تعالیٰ از نزد خود کسے رابوحی والہام بداناند۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور خمسہ کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۷ میں ہے: یعنی ایں پنج علم در خزانہ مشیت حضرت آفرید گارست و کلید اطلاع بدست اجتہاد ہیچ آدمی نداده اند یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ علم خزانہ مشیت الٰہی میں ہیں اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی کے دست اجتہاد میں نہیں دی ہے کہ عقل سے اٹکل سے قیاس سے ان کو معلوم کرسکے۔ اس میں کاہنوں اور منجموں، رمالوں، جفاروں کے دعاوی کا ابطال اور مسلمانوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ ان کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ یہ علم ادراک قیاس وغیرہ سے حاصل ہونے والے نہیں۔ چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۸ میں ہے: وَكَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْئَلُوْنَ الْمُنَجِّمِيْنَ عَنْهَا زَاعِمِيْنَ اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَهَا یعنی زمانہ جاہلیت کے لوگ باتیں کاہنوں اور نجومیوں سے



دریافت کیا کرتے تھے بایں خیال کہ یہ جانتے ہوں گے۔ ان آیات میں ان کے خیال کا بطلان ظاہر فرما دیا کہ یہ امور اٹکل اور قیاس سے معلوم نہیں ہوتے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں۔ چنانچہ اسی روح البیان صفحہ ۶۹ میں ہے: فَعُلِمَ اَنَّ الْغَيْبَ مُخْتَصٌّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا رُوِىَ عَنِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنِ الْغُيُوْبِ فَبِاَعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِمَّا بِطَرِيْقِ الْوَحْىِ اَوْ بِطَرِيْقِ الْاِلْهَامِ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء سے جو غیب کی خبریں منقول ہیں وہ اللہ کی تعلیم سے ہیں خواہ بطریق وحی یا بطریق الہام۔ تفسیر احمدی صفحہ ۴۹۸ میں ہے: ولَكَ اَنْ تَقُوْلَ اِنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ وَاِنْ كَانَ لَا يَمْلِكُهٗ اِلَّا اللّٰهُ لٰكِنْ يَجُوْزُ اَنْ يُعَلِّمَهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ مُحِبِّيْهِ وَ اَوْلِيَائِهٖ یعنی تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ ایسا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس میں دخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے اس کی تعلیم فرمائے۔

اب ان تمام تفاسیر سے یہ بات خوب منقح ہو گئی کہ آیت مذکورہ میں علم ذاتی کی نفی ہے تعلیم الٰہی کی نفی نہیں۔ صاحب تفویت الایمان کا استدلال باطل ہے کون نہیں جانتا کہ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کی خبر صدہا برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔ قرآن شریف میں اس کا بیان ہے: مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَدُ حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند ارجمند حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر ولادت سے پہلے دی۔ قرآن پاک میں ہے: يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى حضرت مریم کو حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کی پہلے سے خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی کہ وہ دنیا و آخرت میں وجیہ ہوں گے مقرب بارگاہ حق ہوں گے۔ پالنے میں لوگوں سے کلام فرمائیں گے اس میں فی الارحام کی بھی خبر ہے۔ اور مافی غد کی بھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کی اپنے محبوبوں کو خبریں دیں۔ پھر آیت کے یہ معنی لینا کہ ان غیوب خمسہ کی اللہ تعالیٰ کسی کو تعلیم بھی نہیں دیتا بالکل باطل اور خلاف قرآن ہے۔ اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن پاک میں موجود ہیں یہاں اس قدر پر اکتفا کیا گیا۔ اسی آیت کے تحت میں صاحب تقویت الایمان نے کشف و استخارہ پر طنزیں کی ہیں اور جھوٹا بتایا ہے لکھا ہے کوئی کشف کا دعوی رکھتا ہے۔ کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے۔ یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز' رمل' پترا' فالنامہ سب استخارہ اور کشف کے ساتھ ملا دیئے اور ظالم کو شرم نہ آئی۔ استخارہ حدیث میں وارد ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ (مشکوۃ شریف ۱۱۶) یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس طرح استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھاتے۔

حدیث میں تو یہ ہے اور یہ بدنصیب استخارہ کا عمل سکھانے والے کو جھوٹا اور دغاباز بتاتا ہے۔ حدیث کی تو اس کو کیا پرواہ ہوگی مگر اپنے پردادا شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہے گا جنہوں نے قول جمیل میں استخارہ تعلیم کیا ہے اور کشف ارواح و اطلاع لوح محفوظ کے لئے شغل دورہ اور صفحہ ۱۲۹ میں کشف و قائع آئندہ اور صفحہ ۱۲۵ میں کشف قبور اور صفحہ ۱۲۴ میں انکشاف حالات سموت وارض و ملاقات ارواح اور سیر جنت و نار کے طریق لکھے ہیں۔ اپنے تقویت الایمانی حکم سے خود جھوٹا دغاباز ثابت ہوا۔



تقویت الایمان صفحہ ۲۷ میں آیت (۴) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ○ اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں۔ آیت لکھنا اور اس کے معنی بگاڑنا قرآنی آیتیں پیش کرکے مغالطہ دینا کتنا بڑا جرم اور کیسی سیاہ دلی ہے اس آیت کو نفی علم غیب کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے مگر آیت میں نام کو بھی اس کا ذکر نہیں انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کی نفی پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ آیت میں موجود نہیں اور حیادار نے اس مدعا کے لئے بے دریغ آیت لکھ ڈالی کیسی جرات ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ یدعون اور دعا دونوں لفظوں کا ترجمہ پکارنا کیا ہے باوجودیکہ آیت میں یہ لفظ دونوں جگہ عبادت کے معنی میں ہے۔ دوسری تحریف یہ ہے کہ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ سے معاذ اللہ اسلاف اہل اسلام اور بزرگان دین مراد لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں۔ (تقویت صفحہ ۲۷) باوجودیکہ آیت میں بت مراد ہیں۔ یہ دونوں باتیں تفاسیر میں صاف موجود ہیں۔

تفسیر جلالین صفحہ ۴۱۴ میں ہے: وَمَنْ [1] اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا اَحَدٌ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا يَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرَهٗ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ الْاَصْنَامُ لَا يُجِيْبُوْنَ عَابِدِيْهِمْ اِلٰى شَيْءٍ يَّسْئَلُوْنَهٗ اَبَدًا وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ عِبَادَتِهِمْ غَافِلُوْنَ لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ لَا يَعْقِلُوْنَ بے دین نے قرآن پاک کا غلط ترجمہ کرکے خلق کو گمراہ کرنا چاہا اللہ تعالیٰ پر افترا کیا۔ قرآن پاک پر افترا کیا۔ جو حکم بتوں پر تھا وہ بزرگوں کی طرف نسبت کیا یہ ظلم ڈھائے ایسی مکاریوں سے وہابی دین کی بنا ڈالی تفسیروں کو چھوڑا مگر پھر بھی

[1] استفہام بمعنی نفی کے ہے یعنی اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور وہ بت ہیں جو اپنے پرستاروں کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے اور وہ ان کی عبادت سے غافل اور بے خبر ہیں کیونکہ وہ بے عقل پتھر ہیں۔

وہ من گھڑت ترجمہ چل نہیں سکتا کیونکہ اگر بقول اس کے مَنْ لاَیَسْتَجِیْبُ سے بت مراد نہ لئے جائیں بلکہ تمام مخلوق مراد لی جائے جیسا کہ تفویت الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جوورے اللہ کے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان کو پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ تمام مخلوق آدمی' جن' فرشتے' سب کے سب بہرے اور قوت شنوائی سے محروم ہوں کتنا ہی چیخو پکارو انہیں خبر نہ ہو مگر یہ بات واقع کے خلاف اور غلط ہے تو آیت کے یہ معنی نہیں ہو سکتے اور ایسے معنی مراد لینا گمراہی ہے۔ کیا ہے دنیا میں کوئی وہابی جو اس معنی کو صحیح ثابت کر سکے مگر بات یہ ہے کہ ساری مخلوق کو وہابی بھی برا نہیں جانتے چندہ کے لئے امیروں کے دروازوں پر پکارتے پھرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تفویت الایمان کے حکم سے غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے ساری مخلوق بہری ہے کوئی سنتا ہی نہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیشوا نے اگرچہ یہاں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا ترجمہ لفظ مخلوق سے کیا مگر اس کو ساری مخلوق سے عناد نہیں ہے اس کا مقصد خاص محبوبان بارگاہ مقربان درگاہ کی تنقیص ہے۔ اسی لئے اس سے کچھ اوپر کہہ چکا ہے کہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں لیکن مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بزرگوں کو مراد لینے پر بجز سیاہ دلی اور بدباطنی کے کیا دلیل ہے۔ اولیاء و انبیاء کی دشمنی میں بے دین نے آیت کے معنی میں تحریف کی اور تحریف کرنے سے وہ معنی نہیں بنتے۔ کیونکہ بزرگ ایسے کون سے ہیں جو قیامت تک نہیں سن سکتے زندہ بزرگ بھی سنتے ہیں اور جو اہل دنیا کی چشم ظاہر بیں سے پردہ کر چکے ان کا سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو آیت میں بزرگ کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اسمعیلیوں سے پوچھو کہ تمہارے امام نافرجام کو بتوں کی اتنی محبت کیوں ہے کہ قرآن پاک میں جہاں ان پر کوئی حکم آیا اور اس نے بتوں کو بچایا۔ بزرگوں پر لگایا۔ یہ ہے وہابیوں کی توحید ولا حول ولا قوہ الا باللہ العزیز الحمید۔

تفویت الایمان صفحہ ۲۷ میں ہے آیت (۵) قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَراً اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ولَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ الایہ نہیں اختیار



رکھتا اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی۔

اس کے بعد صفحہ ۲۸ میں لکھا۔ کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی' پھر لکھا غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ آیت میں اِلَّاَ مَاشَاءَ اللّٰهُ کا استثناء تھا فائدہ میں اس کو بھی اڑا دیا اور لفظ کچھ بڑھا کر تصریح کر دی کہ حضور کو غیب کی ایک بات کا بھی علم نہیں۔ حضور ﷺ کے علم عظیم کا تو اس طرح انکار اور اپنے چیلوں کے لئے لوح محفوظ تک کے علوم کی راہ نکال دی جیسا کہ اوپر صراط مستقیم سے گزر چکا۔ گنگوہی جی نے شیطان تک کے لئے غیبی علوم تسلیم کر لئے اور اشرف علی نے حفظ الایمان میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی غیبی علوم ثابت مان لئے اس پر تو ان کا ایمان ہے یہ کچھ شرک نہیں اور حضور سید عالم ﷺ کے لئے بتعلیم الٰہی کسی غیب کے علم کا اثبات کیا اور شرک ہوا۔ تف ہزار تف اس بے دینی پر' علاوہ بریں اس آیت کو حضور ﷺ کے علم عطائی کی نفی کے لئے سند بنانا بھی باطل کیونکہ اس میں نفی ہے۔ تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی۔

علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ میں فرماتے ہیں: فَاِنْ قُلْتَ قَدْ اَخْبَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُغِیْبَاتِ وَقَدْ جَاءَ تْ اَحَادِیْثُ فِی الصَّحِیْحِ بِذٰلِكَ وَهُوَ مِنْ اَعْظَم مُعْجَزَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ فَكَیْفَ الْجَمْعُ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ قَوْلِهٖ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ قُلْتُ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّكُوْنَ قَالَهٗ عَلٰى سَبِیْلِ التَّوَاضُعِ وَالْاَدَبِ وَالْمَعْنٰى لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اَنْ یَّطَّلِعَنِی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَیُقَدِّرُهٗ لِیْ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّكُوْنَ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ یَّطَّلِعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى عِلْمِ الْغَیْبِ۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہوئیں اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات سے ہے تو آیہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الآیہ کے کیا معنی ہیں فرماتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تو اضعا فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں۔ میں غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے

اورمقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ علم غیب عطا ہونے سے قبل آپ نے لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الایہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضیکہ آیت شریفہ سے حضور سید عالم ﷺ کے علم عطائی کی نفی پر استدلال کسی طرح درست نہیں یہ پانچ آیتیں لکھنے کے بعد صاحب تفویت الایمان نے تین حدیثیں لکھی ہیں:

حدیث(ا) اِذْ قَالَتْ اِهْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بَالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ شروع کیا کچھ لڑکیوں ہماری نے دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی (تفویت الایمان صفحہ ۳۰) اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات نہ کہے کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔

تفویت الایمان کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں (ا) ایک تو یہ کہ وہابیہ کے نزدیک شادی میں عورتوں کا گانا جائز ہے۔ کیونکہ جب ان کا گانا نقل کرکے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اس کو تسلیم ہے اور یہ بھی نہیں کہ وہ نابالغ بچیاں تھیں کیونکہ حضور کا وَفِيْنَا نَبِيٌّ کہنے سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس عمر کی تھیں کہ نہی شارع کی ان کی طرف درست ہو ورنہ اسمٰعیل صاحب کا مطلب فوت ہوتا ہے (۲) مردوں کا ذکر اور مرثیہ کا جواز نکلا (۳) یہ ثابت ہوا کہ کل کی بات کے معنی آئندہ کی خبریں ہیں (۴) یہ کہنا کہ کل کی بات جانتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے یعنی یہ عبارت علم عطائی کا اثبات کرتی ہے۔ اب رہا اس حدیث کو پیش کرنا تو اس سے مخالف کا مدعا کسی طرح حاصل نہیں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی۔ نہ یہ فرمایا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ توبہ کرو از سرنو اسلام لاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون تو غلط نہ تھا لیکن وہ محل اس کے ذکر کا نہ تھا۔ چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی ایک یہ وجہ بھی ذکر کی ہے: اَوْلِكَرَاهَةِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدَّفِّ وَ اَثْنَاءِ مَرْثِيَّةِ الْقَتْلٰى لِعُلُوِّ مَنْصَبِهٖ عَنْ ذٰلِكَ یعنی یا ممانعت کی وجہ یہ ہے



کہ حضور ﷺ کا ذکر دف بجاتے کرنا یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان آپ کو پسند نہ آیا اور یہ آپ کے علو منصب کے لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا ورنہ یہ مضمون تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شان اقدس میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں:

نَبِيٌّ يَرٰى مَالَا يَرَ النَّاسُ حَوْلَهٗ ۔۔۔ وَيَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدِ
فَاِنْ قَالَ فِيْ يَوْمٍ مَقَالَةَ غَائِبٍ ۔۔۔ فَتَصْدِ يْقُهَا فِيْ صَحْوَةِ الْيَوْمِ اوغَدِ

نبی ایسے کہ دیکھیں وہ نہ دیکھیں دوسرے جس کو ۔۔۔ پڑھیں حق کی کتاب پاک ہر مشہد میں اے مومن
جو فرمائیں کسی دن بات کوئی غیب کی حضرت ۔۔۔ تو تصدیق اس کی ہو جائے اسی دن یا کہ اگلے دن

اس پر حضور کا انکار نہ فرمانا دلیل ہے اس کی کہ مضمون صحیح ہے اور آئندہ کے واقعات تو بے شمار ہیں جن کی حضور نے خبریں دی ہیں۔ تمام کتب حدیث اس سے مالا مال ہیں۔

حدیث (۲): مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھ کو حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا۔ ف یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورہ لقمن کے آخر میں مذکور ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گزر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گزر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہیں پانچ میں داخل ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے' کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔(تفویت الایمان صفحہ ۳۱) یہ مضمون خود آیت سورہ لقمان میں تھا اس کا شافی جواب اوپر ذکر ہو چکا اعادہ کی ضرورت نہیں بات صرف اتنی ہے کہ علم ذاتی کی نفی ہے اسی لئے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جو شخص ان پانچ کے اس علم کا اثبات کرے جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے وہ بڑا جھوٹا ہے یہ بالکل حق ہے کیونکہ آیت میں ان پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے وہ بڑا جھوٹا ہے یہ بالکل حق ہے کیونکہ آیت میں ان

پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی تو اس کا اثبات کرنے والا ضرور کاذب مفتری ہے رہا علم عطائی نہ آیت میں اس کی نفی نہ حضرت صدیقہ نے اس کا انکار فرمایا۔ اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب الکلمہ العلیا میں بہت زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

یہاں ایک بات قابل لحاظ اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صاحب تفویت الایمان نے غیب تو صرف ان پانچ چیزوں میں منحصر کر دیا اس کے سوا اور کوئی چیز اس کے نزدیک غیب نہیں نہ ذات و صفات الٰہی نہ جنت و دوزخ نہ عالم ارواح و ملائکہ و جنات نہ لوح محفوظ نہ دلوں کے وساوس و خطرات نہ دور دراز مات کے حالات نہ گزرے ہوئے واقعات ان میں سے اس کے نزدیک کوئی بھی غیب نہیں کیونکہ ان پانچ چیزوں میں داخل نہیں۔ للہذا ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑو کی چوٹیوں پر یا سمندر کی تہ میں جس کو اس نے تفویت کے صفحہ ۱۰ میں شرک بتایا ہے صفحہ ۳۱ کی اس تصریح نے غیب سے خارج کر دیا۔ اسی طرح صفحہ ۲۹ میں دل کے حال کا جاننا غائب کے احوال سے باخبر ہونا جو اس نے شرک بتایا ہے وہ بھی غیب نہ رہا تو اب شرک ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اسمٰعیل پرست اس عقدہ کو حل کریں اور بتائیں کہ اسمٰعیل نے حضرت صدیقہ کے افک کا ذکر کیوں کیا جب وہ ان امور خمسہ میں نہیں غیب نہیں تو پھر اعتراض ہی کیا۔

حدیث (۳) وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال دوسرے کا۔ (تفویت الایمان صفحہ ۳۱) اس جہالت کی تو کیا شکایت کو نفی درایت کو نفی علم سمجھا باوجودیکہ درایت کے معنی اٹکل اور قیاس سے جاننے کے ہیں ردالمحتار جلد اول صفحہ ۹۷ میں ہے (وَالرَّاجِحُ الدِّرَایَةُ) بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَنِ الْاَشْبَهِ اَیِ الرَّاجِحُ مِنْ جِهَةِ الدِّرَایَةِ اِدْرَاكُ الْعَقْلِ بِالْقِیَاسِ



علٰی غَیْرِهٖ اور اس فریب کاری کا کیا گلہ کہ یہ مضمون منسوخ ہے اور آیت میں بھی وارد ہوا تھا۔

ملا عبدالرحمٰن دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں: قَوْلُهٗ تَعَالٰی مَا اَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ نُسِخَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَلَكَ اللّٰه مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ الآیہ غضب تو یہ ہے کہ اس بے باک گستاخ نے حضرات انبیا و اولیاء کی شان میں وہ گستاخی کی جس سے دین کا تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے جب انبیاء کو بھی اپنے خاتمہ اور اپنی عافیت کا حال معلوم نہ ہو اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی تردد میں ہوں تو پھر کوئی ان کے دین کو کس امید پر قبول کرے گا یہ تو وہ فسادی جملہ ہے جو دنیا کو اسلام سے مانع ہوا ور برگشتہ کرے کوئی سخت سے سخت معاند کافر مشرک بھی اس سے زیادہ کیا بدگوئی اور عداوت کرے گا۔ یہ وہی جملہ اس بے دین نے کہا جو عرب کے مشرکین کہہ چکے تھے۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ میں ہے: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فرح الْمُشْرِکُوْنَ وَقَالُوْا وَالّٰتِ وَالْعُزّٰی مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا وَاحِدٌ وَمَا لَهٗ عَلَیْنَا مِنْ مَزِیَّةٍ وَفَضْلٍ وَلَوْلَا اَنَّهٗ اِبْتَدَعَ مَا یَقُوْلُهٗ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ لَاخْبَرَهُ الَّذِیْ بَعَثَهٗ بِمَا یَفْعَلُ بِهٖ یعنی اس آیت کے نزول پر مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد ﷺ کا ایک حال ہے اور انہیں ہم پر کوئی مزیت و فضیلت حاصل نہیں اگر انہوں نے دین اپنے دل سے نہ گھڑا ہوتا تو ضرور ان کو بھیجنے والا انہیں خبردار کرتا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔

جو ان مشرکین نے زہر اگلا تھا وہی صاحب تفویت الایمان نے پیا تقلید تو کرتا ہے مشرکین کی دین تو اخذ کرتا ہے ان کا اور بنتا ہے موحد۔ جو آیتیں ان مشرکین کا رد کرتی ہیں وہی اس بے دین کو سناؤ۔

آیت: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کو دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا اور بتا دیا کہ ان کے ساتھ ان کا رب کیا کرے گا۔

دوسری آیت: وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی یعنی بیشک آخرت آپ کے لئے اولیٰ سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اندھوں سے کہو آنکھوں کا علاج کرو قرآن پاک بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا۔ اتنا دے گا کہ انہیں راضی کر دے گا۔ حضور فرماتے ہیں اِذًا لَّااَرْضٰی وَ وَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۷) جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے قرآن پاک پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ حضور کے لئے یہ درجات عالیہ ہیں۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط اس بے دین کو یہ آیات نظر نہ آئیں۔ مشرکین کے اس ناپاک قول کو لے اڑا جو انہوں نے لوگوں کو اسلام سے روکنے اور منحرف کرنے کے لئے گھڑا تھا۔ مشرکین کی قے چاٹی اور صریح قرآن کی مخالفت اس بے دین نے اختیار کی مگر سب عداوت انبیاء و اولیاء و مقبولان بارگاہ و محبوبان درگاہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے اپنے پیر کے لئے یہ اعتقاد نہیں اس کو اپنے خاتمہ اور آخرت کا حال معلوم نہ تھا بلکہ وہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ پیرجی نے اپنے سارے مریدوں کی مغفرت کا خدا سے وعدہ لے لیا تھا اور ذمہ دار بنا لیا تھا۔ جب مرید کرنا شروع کیا۔ اب وہ مرید کیسے ہی ہوں کتنی ہی شیطنت کریں بخشے ضرور جائیں گے کیونکہ پیرجی خدا کو ان کا ذمہ دار بنا چکے ہیں دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۱۷۵۔ [1] روزے حضرت جل و علا دست راست ایشاں

---

[1] ایک روز حضرت حق جل علا نے ان کا (پیر جی) داہنا ہاتھ اپنے دست قدرت میں لے کر امور قدسیہ میں سے جو چیز انتہا درجہ کی رفیع و بدیع تھی ان حضرت کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ تجھ کو میں نے ایسا دیا اور اور چیزیں بھی دوں گا یہاں تک کہ ایک شخص نے ان حضرت کو جناب میں بیعت کی



دست قدرت خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر ہم خواہم داد تا آنکہ شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے بیعت نمود حضرت دراں زماں علی العموم اخذ بیعت نمی کردند بناء علیہ آں شخص راہم قبول نفرمودنداں شخص بیش از بیش الحاح کرد حضرت ایشاں باں شخص فرمودند کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہرچہ مناسب وقت خواہد شد۔ ہماں بعمل خواہد آمد باز حضرت ایشاں بنا بر استفسار و استیذان بجناب حضرت حق متوجہ شدند و عرض نمودند کہ بندۂ از بندگان تو استدعا می کند کہ بیعت بمن نماید وتو دست مرا گرفتہ و ہر کہ دریں عالم دست کسے رامی گیرد پاس دست گیری ہمیشہ می کند و اوصاف ترا بااخلاق مخلوقات ہیچ بستے نیست پس درآں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بردست تو بیعت خواہد کرد گو لکھوکھا باشند ہریک را کفایت خواہم کرد۔ اہل انصاف غور کریں کہ پیر کے لئے تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کے تمام مرید مغفور ہیں اور پیر کو معلوم ہے کہ اس کے تمام مریدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں رحمت و کرم کا سلوک فرمائے گا مگر انبیاء کو معلوم نہیں کہ خاص ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ معاذ اللہ۔ لعنت ہے اس عقیدہ پر پیر کی نسبت کون سی وحی آئی تھی کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ اس کو اپنے مریدوں کا حال معلوم ہے وہاں بے سند سب کچھ تسلیم اور انبیاء علیہم السلام کے انکار

---

درخواست کی۔ حضرت اس زمانہ میں بالعموم بیعت نہیں لیتے تھے اسی بنا پر اس شخص کے التماس کو قبول نہ فرمایا اس شخص نے زیادہ عاجزی کی تو ان حضرت (پیر مغاں) نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے اس کے بعد جو مناسب وقت ہوگا عمل میں لایا جائے گا پھر وہ حضرت (پیر مغاں) استفسار و استیذاں کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کرنے کی استدعا کرتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کا پاس کیا کرتا ہے تیرے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ نسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے اس طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کروں گا۔ (بقیہ حاشیہ )

علم میں آیات قرانیہ و احادیث نبویہ سب سے آنکھیں بند حد سے تجاوز اس قدر کہ پیرجی کے لئے معراج کا بھی قائل ہو گیا۔ لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا۔ حضور اقدس ﷺ کی معراج جو قرآن پاک و احادیث صحیح مشہور سے ثابت اس میں تو بے دین نے طرح طرح کے حیلے بہانے نکالے مگر پیرجی کی معراج کا اس طرح قائل کہ گویا اس کا معاذ اللہ تعالیٰ سے یارانہ ہی ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک ہاتھ ہی سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا۔ کیا خدا کے ہاتھ کا چومنا بھی شرک تھا۔ پھر یہ تمام کہانی خواب نہیں بتاتا۔ خیال نہیں کہتا۔ دیکھی اس کی گمراہی۔

اب صراط مستقیم کی اس عبارت کا حکم تقویت الایمان میں تلاش کیجئے تاکہ معلوم ہو کہ اسمٰعیل اپنے پیر سید احمد کے حق میں یہ اعتقاد کر کے کس درجہ پر پہنچا ملاحظہ ہو۔

تقویت الایمان صفحہ ۳۲: اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کی برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے۔ اسی سے کافر ہو گئے۔ اب آپ دیکھئے حکم صاف معلوم ہو گیا کہ اسمٰعیل جو اپنے پیر کو اللہ کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے اپنے تمام مریدوں کو پہلے ہی بخشوا لیا تو وہ تقویت الایمان کے اس حکم سے باقرار خود کافر۔

اس بت کا پاؤں الجھا ہے زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

صاحب تقویت الایمان کی پیر پرستی کا حکم تقویت الایمان سے تو معلوم ہوا۔ اب ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی ملاحظہ ہو۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۹: وَقَالَ الْكَوَاشِىْ فِىْ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ النَّجْمِ وَمُعْتَقِدُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى هُنَا بِالْعَيْنِ لِغَيْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُسْلِمٍ وَقَالَ الْاُرْدُ بَيْلِىْ فِىْ كِتَابِهِ الْاَنْوَارِ وَلَوْ قَالَ اِنِّىْ اَرَى اللّٰهَ عَيَانًا فِى الدُّنْيَا اَوْيُكَلِّمُنِىْ شِفَاهاً كَفَرَ اَنْتَهٰى۔

یعنی کراشی نے سورہ النجم کی تفسیر میں کہا کہ حضور سید عالم ﷺ کے سوا کسی اور کے لئے



آنکھ سے خدا کے دیدار کا اعتقاد رکھنے والا نا مسلم ہے اور اردبیلی نے اپنے کتاب انوار میں کہا کہ جس نے کہا کہ میں اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے کلام کرتا ہے وہ شخص کافر ہو گیا۔

اب بتائیں وہابی کہ پیر کی نسبت رویت و کلام کا اعتقاد کر کے اسمٰعیل کیا ہوا۔ اس کا کیا حکم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تو شفاعت کا بھی انکار اور پیرجی کا حضرت حق سے یارانہ بتا دیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

## شفاعت کا بیان

خاصان حق کی شفاعت حق ہے۔ اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیات قرآنی اس کی شاہد ہیں۔ احادیث اس باب میں درجہ شہرت بلکہ تواتر معنی تک پہنچی ہیں۔ کتب دینیہ اس سے مالا مال ہیں۔

فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ؓ فرماتے ہیں۔ شَفَاعَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَقٌّ وَ شَفَاعَةُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْمُذْنِبِيْنَ وَلِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْهُمْ الْمُسْتَوْجِبِيْنَ لِلْعِقَابِ حَقٌّ ثَابِتٌ یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور ﷺ کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق و ثابت ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری اس کی شرح میں صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں: فَقَدْ وَرَدَ[1] شَفَاعَتِىْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِىْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىْ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ

[1] حدیث شریف میں وارد ہوا حضور نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ اس حدیث کو امام احمد و ابوداؤد ترمذی و ابن حبان و حاکم نے حضرت انس سے اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے جابر سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور خطیب نے حضرت ابن عمرو کعب بن عجرہ ؓ سے روایت کیا تو یہ حدیث مشہور المبنی بلکہ باب شفاعت

عَنْ اَنَسٍ وَالتِّرْمِذِی وَابْنُ مَاجَۃَ وَالْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْخَطِیْبُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عَجْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وَھُوَ حَدِیْثٌ مَشْھُوْرٌ فِی الْمَعْنٰی بَلِ الْاَحَادِیْثُ فِیْ بَابِ الشَّفَاعَۃِ مُتَوَاتِرَۃُ الْمَعْنٰی وَمِنَ الْاَدِلَّۃِ عَلٰی تَحْقِیْقِ الشَّفَاعَۃِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَمِنْہُ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ اَنَّ مَفْھُوْمَہٗ اَنَّھَا تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَکَذَا شَفَاعَۃُ الْمَلَائِکَۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا وَکَذَاشَفَاعَۃُ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالشُّھَدَاءِ وَالْفُقَرَاءِ وَاَطْفَالِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالصَّابِرِیْنَ عَلَی الْبَلَاءِ۔

وَقَالَ [1] الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْوَصِیَّۃِ وَشَفَاعَۃُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقٌّ لِکُلِّ مَنْ ھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ صَاحِبَ کَبِیْرَۃٍ اِنْتَھٰی اَنَّ الشَّفَاعَۃَ لَیْسَتْ مُخْتَصَّۃً بِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ کَاشِفُ الْغُمَّۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ لَہٗ عَلَیْہِ

---

میں احادیث متواتر المعنی ہیں اور ثبوت شفاعت کے دلائل میں سے آیہ واستغفر لذنبک الایہ اور آیہ فما تنفعھم الآیہ کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شفاعت مومنین کی نفع دے گی۔ ایسے ہی ملائکہ کی شفاعت آیہ یوم یقوم الروح الآیہ سے ثابت ہے اسی طرح علماء و اولیاء شہداء و فقراء اور بلا پر صبر کرنے والے مومنین کی بچوں کی شفاعت ثابت ہے۔(بقیہ حاشیہ )

[1] امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق و ثابت ہے جو اہل جنت میں سے ہو اگرچہ صاحب کبیرہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اسی امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی شفاعت کئی قسم کی ہے۔ یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں۔ اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے نیک لوگوں کے لئے اہل کبائر کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے اس شفاعت کے جو رفع درجہ کے لئے ہو۔



الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنْوَاعًا مِنَ الشَّفَاعَۃِ لَیْسَ ھٰذَا مَقَامُ بَسْطِھَا وَفِی الْعَقَائِدِ النَّسَفِیَّۃِ وَالشَّفَاعَۃُ ثَابِتَۃٌ لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَخْیَارِ فِیْ حَقِّ اَھْلِ الْکَبَائِرِ بِالْمُسْتَفِیْضِ مِنَ الْاَخْبَارِ وَفِی الْمَسْئَلَۃِ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَۃِ اِلَّا فِیْ نَوْعِ الشَّفَاعَۃِ لِرَفْعِ الدَّرَجَۃِ۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری ضوء المعالی شرح قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں: وَالْمَعْنٰی شَفَاعَۃُ اَھْلِ الْخَیْرِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ لِاَھْلِ الذُّنُوْبِ الْکَبَائِرِ فَضْلًا عَنِ الذُّنُوْبِ الصَّغَائِرِ مَرْجُوٌّ مَا مُوْلٌ نیز اسی میں ہے: وَفِیْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَۃَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَرْفُوْعًا اَنَّہٗ قَالَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلَاثَۃٌ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ وَاعْلَمْ اَنَّ قَوْلَہٗ مَرْجُوٌّ تُوْھِمُ اَنَّ الشَّفَاعَۃَ ظَنِّیَّۃٌ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ بَلْ ھِیَ قَطْعِیَّۃٌ لِوُرُوْدِ اَحَادِیْثَ مُشْتَھِرَۃٍ کَادَتْ اَنْ تَکُوْنَ مُتَوَاتِرَۃً

عقائد کی ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء و علماء شہداء کی شفاعت حق ہے اور ایماندار اس سے نفع پائیں گے خواہ وہ گناہگار ہوں یا ان سے کبائر سرزد ہوئے ہوں اور حضور ﷺ کے لئے بہت اقسام کی شفاعتیں ثابت ہیں اور تمام امتیں حضور کی شفاعت سے فائدہ اٹھائیں گی اور مسئلہ شفاعت قطعی ہے بکثرت آیات اور بیشمار حدیثیں اس میں وارد ہیں تمام ائمہ حدیث نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ تھا وہ شفاعت کا منکر تھا مگر اتنا وہ بھی مانتا تھا کہ رفع درجات کے لئے شفاعت ہو گی۔ وہابیہ نے انکار شفاعت میں شاگردی تو اس کی مگر استاد سے بڑھ گئے کہ شفاعت کو سرے سے جھٹلا دیا اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اس عقیدہ کو شرک ٹھہرا دیا۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

علامہ علی قاری شرح شفائے قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۴۶۰ فرماتے ہیں: اَلشَّفَاعَۃُ [1] ثَابِتَۃٌ عَلٰی مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ السُّنَّۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ

---

[1] شفاعت باجماع اہل سنت ثابت ہے قرآن پاک میں فرمایا۔ روز قیامت شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کیلئے رحمن نے اذن فرمایا۔ اور اس کی بات سے راضی ہوا۔

لَهُ الرَّحمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلاً وَلاَ عِبْرَةَ بِمَنْعِ الْخَوَارِجِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ مُسْتَدِلِّیْنَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ فَاِنَّهٗ مَخْصُوْصٌ بِالْكَافِرِیْنَ وَاَمَّا تَخْصِیْصُهُمْ اَحَادِیْثَ الشَّفَاعَةِ بِزِیَادَةِ الدَّرَجَاتِ فِی الْجَنَّةِ فَبَاطِلٌ لِتَصْرِیْحِ الْاَدِلَّةِ بِاِخْرَاجِ مَنْ دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهَا۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انکار شفاعت خوارج و معتزلہ کی گمراہی تھی۔ وہابیہ نے ان کا فضلہ کھایا اور خارجی معتزلی اپنی دلیل میں وہ آیت پیش کرتے تھے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے یہی روش وہابیہ نے اختیار کی اور اتنا اور اضافہ کیا کہ معتزلہ وغیرہ تو ایک طرف مانتے بھی تھے یہ کسی طرح نہیں مانتے اور وہ فقط وہ آیتیں انکار شفاعت میں پیش کرتے تھے۔ جو کافروں کی شان میں وارد ہیں یہ ان کے ساتھ ایسی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں جو بتوں کے حق میں ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو اس کا مصداق ٹھہرا کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کرتے ہیں۔ تقویت الایمان والے نے انکار شفاعت میں بڑا ہی غضب ڈھایا۔ آیتوں اور حدیثوں کے معنی میں تحریفیں کیں۔ کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقربان بارگاہ حق پر چسپاں کیا۔ قرآن و حدیث پر افترا اٹھائے اس مسئلہ میں اس کے عقائد و اقوال کا خلاصہ یہ ہے جو بحوالہ صفحات تقویت الایمان پیش کیا جاتا ہے۔

## مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویت الایمان کے اقوال کے خلاصے

(۱) انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ صفحہ ۵' (۲) اوروں کو ماننا محض خبط ہے صفحہ ۸' (۳) کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی صفحہ ۸' (۴) کوئی کسی کی

ا؎ اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیہ فما تنفعهم سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل سنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جنم سے بھی نکالیں گے۔



حمایت نہیں کر سکتا صفحہ ۸' (۵) اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی کفار کا شرک تھا صفحہ ۸' (۶) یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ مخلوق سمجھے۔ جب بھی ابو جہل کے برابر مشرک صفحہ ۸' (۷) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی نہیں صفحہ ۹' (۸) کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے صفحہ ۹ (۹) اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے صفحہ ۳۲ (۱۰) تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچالے گا کیونکہ وہ بات محض غلط ہے کیونکہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں صفحہ ۳۳ (۱۱) شفاعت کی تین قسمیں (پہلی قسم) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اسکا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے۔ پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادی اور بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا (تقویت الایمان میں پہلی قسم کا نام شفاعت و جاہت اور دوسری کا شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا) سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل صفحہ ۳۴ و ۳۵۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر د آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے۔ بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا

ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں صفحہ ۳۶، ۳۷، (۱۲) وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں صفحہ ۳۸، اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آوں گا میں تیرے اللہ کے ہاں صفحہ ۴۲، (۱۳) اللہ کے ہاں معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا صفحہ ۴۲، (۱۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی۔ صفحہ ۴۲

مسئلہ شفاعت میں تقویت الایمان کے عقائد و اقوال یہ ہیں جن کے خلاصے درج کئے گئے ان میں سے اکثر کا رد بشرح و تفصیل مذکور ہو چکا چنانچہ (۱) کا جواب صفحہ ۳۴۔ ۳۵۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۵۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۶۳۔ ۶۹، (۲) کا جواب صفحہ ۱۰۰، ۱۱۰ میں اور (۳) و (۹) کا جواب صفحہ ۳۰ و ۱۳۹، ۱۵۶ و ۱۵۸ میں اور (۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۱۴) کا جواب صفحہ ۹۰ ۔ ۹۱ ۔ ۹۲ میں مذکور ہو چکا۔ اس کے علاوہ ان تمام طوفانوں کا ایک یہی جواب کافی ہے کہ ملاجی کے یہ تمام جملے اپنے ہی اوپر ہیں اور کفر و شرک کے تمام احکام کا اتم مصداق خود ان کی اپنی ذات ہے کہ وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر کی نسبت خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ و عہد لینے کا اعلان کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم صفحہ ۲۴۸ میں ذکر کر چکے ہیں۔ تاہم مزید بصیرت کے لئے ہم چند آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو گا کہ تقویت الایمان میں کس دھڑلے سے قرآن و احادیث کی مخالفت کی گئی۔ قرآن پاک میں محبوبوں حق کی شفاعت کا اثبات ہے اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے اور ان کے اس



اعتقاد کا ابطال کیا گیا ہے کہ بت بارگاہ الٰہی میں شفیع ہیں کیونکہ شفاعت مقربین کی ہو سکتی ہیں نہ کہ مغضوبین کی یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں اپنے دشمنوں پر صادر فرمایا ہے۔ وہ اس کے محبوبان اور مقربوں پر لگاتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی باوجودیکہ قرآن حکیم میں جابجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین و محبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولان بارگاہ کا استثنا فرمایا گیا مثال کے طور پر چند آیتیں ملاحظہ کیجئے۔

آیت (۱) مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (سورہ بقر پارہ ۳) یعنی وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے ہے اس کے حکم کے۔

تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ میں ہے: وَالْمَعْنٰی لَا یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ زَعَمُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ بِقَوْلِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَةَ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ شَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ یعنی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر و ارادہ سے یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے۔ اس کا رد فرمایا اور خبر دی کہ اللہ کے حضور میں کوئی شفاعت نہیں سوائے اس کے جس کو اس نے اِلَّا بِاِذْنِهٖ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور بعض انبیاء و ملائکہ کی شفاعت اور بعض مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے مگر مقربان بارگاہ کا استثناء فرما کر ان کی شفاعت ثابت کر دی۔

آیت (۲): مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ (سورہ یونس رکوع ۱، پارہ ۱۱) کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد اس میں بھی بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربین ماذونین کا استثناء ہے۔

آیت (۳): لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (سورہ مریم رکوع ۶ پارہ ۱۶) شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جنھوں نے رحمٰن کے پاس اقرار کر رکھا ہے۔

آیت (۴): يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۶ پارہ ۱۶) اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دیگی۔ مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

آیت (۵): وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهُ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۔ (سورہ سبا رکوع ۳ پارہ ۲۲) اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں حق فرمایا (یعنی اذن شفاعت فرما دیا) وہی ہے بلند بڑا۔

آیت (۶): وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (سورہ زخرف رکوع ۷ پارہ ۲۵) اور جس کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

ان آیتوں میں بتوں اور کافروں کی شفاعت کی نفی ہے۔ اور مشرکین کے زعم باطل کا ابطال ہے ساتھ ہی مقبول و ماذون بندوں کا استثناء اور ان کی شفاعت کا اثبات ہے باوجود اس کے اولیاء و انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں جو انبیاء و اولیا کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک، کیسی بے دینی فریب دہی اور قرآن پاک کی مخالفت ہے۔ تقویت الایمان والے نے قرآن پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر قرآن کی مخالفت کی ہے اور عوام کو مغالطہ دیا ہے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ یہ مضمون قرآن ہی کا ہے۔ باوجودیکہ قرآن میں جابجا اس کے خلاف ارشاد ہے۔ اب چند آیتیں اور پیش کروں جس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کیا رتبہ دیا ہے اور کیسی شفاعت عطا فرمائی ہے۔

آیت (۷): وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ



جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (سورہ نساء رکوع ۹ پارہ ۵) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ باذن اللہ اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت (۸): وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورہ انفال رکوع ۴ پارہ ۹) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

آیت (۹): وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

تفسیر مدارک میں ہے: وَقِيْلَ هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الدَّارَيْنِ وَ لِلْكَافِرِيْنَ فِي الدُّنْيَا بِتَاخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ فِيْهَا۔ یعنی کہا گیا کہ آپ مومنین کے لئے دنیا و آخرت میں رحمت ہیں اور کافروں کے لئے دنیا میں کہ آپ ہی کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۸۶ میں ہے: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَامٌّ فِيْ حَقِّ مَنْ اٰمَنَ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ فَمَنْ آمَنَ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِتَاخِيْرِ الْعَذَابِ عَنْهُ وَرُفِعَ الْمَسْخُ وَ الْخَسْفُ وَالْاِسْتِئْصَالُ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ مومن و غیر مومن سب کے حق میں عام ہے کیونکہ ایماندار کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور کافر کے لئے دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت وہ استحصال اور خسف مسخ سے امن میں رہے اور عذاب میں تاخیر فرمائی گئی۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۶۸ میں ہے: قال الکاشفی در کشف الاسرار آوردہ کہ از رحمت وے بود کہ امت را در ہیچ مقام فراموش نکرد اگر در مکہ معظمہ بود اگر در مدینہ زاہرہ اگر در مسجد مکرم بود و اگر در حجرۂ طاہرہ ہمچنیں در ذروۂ عرش اعلیٰ و مقام قاب قوسین او ادنیٰ یاد فرمود کہ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین فرد اور مقام محمود بساط شفاعت گستردہ گوید امتی امتی ؎

عاصیان پر گنہ در دامن آخر زمان دست در دامان تو دارند و جاں در آستیں
نا امید از حضرت بانصرتت نتواں شدن چوں توئی در ہر دو عالم رحمۃ للعالمین

قَالَ بَعْضُ الْکِبَارِ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَۃً مُطْلَقَۃً تَامَّۃً کَامِلَۃً عَامَّۃً شَامِلَۃً جَامِعَۃً مُحِیْطَۃً بِجَمِیْعِ الْمُقَیَّدَاتِ مِنَ الرَّحْمَۃِ الْغَیْبِیَّۃِ وَالشَّہَادَۃِ الْعِلْمِیَّۃِ وَالْعَیْنِیَّۃِ وَالْوَجُوْدِیَّۃِ وَالشُّہُوْدِیَّۃِ وَالسَّابِقَۃِ وَاللَّاحِقَۃِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ لِلْعٰلَمِیْنَ جَمْعُ عَوَالِمَ ذُوالْعُقُوْلِ وَغَیْرُھُمْ مِنْ عَالِمِ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَامِ وَمَنْ کَانَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ لَزِمَ اَنْ یَکُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ کُلِّ الْعَالَمِیْنَ۔ یعنی کاشفی نے کہا کہ کشف الاسرار میں نقل کیا ہے کہ آپ کی شان رحمت یہ ہے کہ امت کو کسی مقام میں فرمواش نہ فرمایا نہ مکہ مکرمہ میں نہ مدینہ زاہرہ میں. نہ مسجد مکرم میں نہ حجرۂ طاہرہ میں ایسے ہی عرش اعلیٰ کی بلندی اور مقام قاب قوسین میں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ عرض کر کے یاد فرمایا کل مقام محمود میں بساط شفاعت مبسوط فرماکر اُمتی اُمتی فرمائیں گے۔

عاصیوں کو ہے سہارا آپ ہی کی ذات سے آپ ہیں دونوں جہاں میں رحمۃ للعالمین

بعض اکابر نے اس آیت کے معنی میں فرمایا مَا اَرْسَلْنٰكَ یعنی ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ ووجودیہ شہود یہ سابقہ ولاحقہ وغیرہ تمام مقیدات کو محیط ہے۔ پھر ایسی رحمت کس کے لئے للعالمین تمام عالموں کل جہانوں کے لئے عالم ذی العقول کے لئے بھی غیرذوی العقول کے لئے بھی عالم ارواح کے لئے بھی عالم اجسام کے لئے بھی اور جو تمام عوالم کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ کل عالمین سے افضل ہو۔ اور اسی میں ہے: وَفِیْ[1] التَّاوِیْلَاتِ النَّجْمِیَّۃِ فِیْ

[1] تاویلات نجمیہ میں ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حق میں سورہ مریم میں ورحمۃ منا فرمایا اور ہمارے حضور کی شان میں ما ارسلناک الا رحمہ للعالمین ارشاد ہوا ان دونوں میں فرق عظیم ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حق میں رحمت کو مقید کیا گیا من کے ساتھ اور من تبعیض کے لئے



سُوْرَۃِ مَرْیَمَ بَیْنَ قَوْلِہٖ وَرَحْمَۃً مِّنَّا فِیْ حَقِّ عِیْسٰی وَ بَیْنَ قَوْلِہٖ فِیْ حَقِّ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ فَرْقٌ عَظِیْمٌ وَھُوَ اَنَّہٗ فِیْ حَقِّ عِیْسٰی ذَکَرَ الرَّحْمَۃَ مُقَیَّدَۃً بِحَرْفِ مِنْ لِلتَّبْعِیْضِ فَلِھٰذَا کَانَ رَحْمَۃً لِّمَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَاتَّبَعَ مَاجَاءَ بِہٖ اِلٰی اَنْ بَعَثَ نَبِیَّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اِنْقَطَعَتِ الرَّحْمَۃُ مِنْ اُمَّتِہٖ بِنَسْخِ دِیْنِہٖ وَفِیْ حَقِّ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ السَّلَام ذَکَرَ الرَّحْمَۃَ لِلْعَالَمِیْنَ مُطْلَقًا فَلِھٰذَا لَا تَنْقَطِعُ الرَّحْمَۃُ عَنِ الْعَالَمِیْنَ اَبَدًا اَمَّا فِی الدُّنْیَا فَبِاَنْ لَّا یُنْسَخُ دِیْنُہٗ وَاَمَّا فِی الْاٰخِرَۃِ فَبِاَنْ یَّکُوْنَ الْخَلْقُ مُحْتَاجِیْنَ اِلٰی شَفَاعَتِہٖ حَتّٰی اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَافْھَمْ جِدًّا قَالَ فِیْ عَرَائِسِ الْبَقْلِیِ اَیُّھَا الْفَھِیْمُ اِنَّ اللّٰہَ اَخْبَرَنَا اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَاخَلَقَہٗ ثُمَّ خَلَقَ جَمِیْعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْعَرْشِ اِلَی الثَّرٰی مِنْ بَعْدِ نُوْرِہٖ فَاِرْسَالُہٗ اِلَی الْوُجُوْدِ وَالشُّھُوْدِ رَحْمَۃٌ لِّکُلِّ مَوْجُوْدٍ اِذَا الْجَمِیْعُ صَدَرَ مِنْہُ فَکَوْنُہٗ کَوْنُ الْخَلْقِ کَوْنُہٗ سَبَبُ وَجُوْدِ الْخَلْقِ وَسَبَبُ رَحْمَۃِ اللّٰہِ عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ فَھُوَ رَحْمَۃٌ کَافِیَۃٌ۔ اب معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مومن کے لئے بھی رحمت کافر کے لئے بھی عالم اجسام کے لئے بھی عالم ارواح کے لئے بھی اور سب آپ کی شفاعت کے محتاج ہیں حتی کہ حضرت ابراہیم خلیل بھی اور آپ کا وجود

(بقیہ حاشیہ ص ) ہوتا ہے اسی لئے حضرت عیسی علیہ السلام اپنی امت کے مومنین و متبعین کے لئے اس وقت رحمت میں جب تک ہمارے حضور ﷺ کی بعثت ہوئی پھر آپ کا دین منسوخ ہو گیا اور اس امت سے وہ رحمت منقطع ہو گئی اور ہمارے حضور کو تمام عالمین کے لئے مطلقاً رحمت فرمایا اسی لئے رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہ ہوگی دنیا میں تو اس طرح کہ آپ کا دین منسوخ نہ ہو گا اور آخرت میں اس طرح کہ خلق آپ کی شفاعت کی محتاج ہو گی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرائس بقلی میں کہا ہے کہ اے دانا اللہ تعالی نے ہمیں خبر دی کہ اللہ تعالی نے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا کیا پھر عرش سے ثری تک تمام مخلوقات کو آپ کے نور کی جھلک سے بنایا تو وجود شہودگی کی طرف آپ کا ارسال ہر موجود کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا مصدر آپ کی ذات ہے تو آپ کی ہستی ہی خلق کی ہستی ہے اور آپ کا وجود خلق کے لئے وجود کا سبب اور تمام خلق یہ رحمت الٰہی کا سبب تو آپ رحمت کاملہ ہیں۔

ہر موجود اور تمام مخلوق کے لئے رحمت مطلق عامہ تامہ کاملہ شاملہ کافیہ ہے اور بفضل اللہ اس رحمت کو انقطاع نہیں ابد تک برسر فیض رہے گی۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ز مہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی ز مہجوراں چرا فارغ نشینی
زخاک اے الہ سیراب برخیز چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
اگرچہ غرق دریائے گناہم فتادہ خشک لب برخاک راہم
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی درحال لب خشکاں نگاہے

آیت (۱۰) لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ٥ (سورہ توبہ رکوع آخر پارہ ۱۱) بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اس آیت مبارکہ میں بیان ہے کہ حضور پر ہم غلاموں کی تکلیف شاق و گراں ہے وہ ہماری بہبود چاہتے ہیں مسلمانوں پر رؤف و رحیم ہیں وہابیہ کے نزدیک یہ خالی لفظ ہیں یا ان کے کچھ معنی بھی جب تفویت الایمان والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ وکیل سفارشی نہیں ہو سکتا تو وہ ان آیات پر کس طرح ایمان رکھ سکتے ہیں جن میں حضور کو رؤف و رحیم بتایا جا رہا ہے۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ رَؤُفٌ بِالْمُطِيْعِيْنَ رَحِيْمٌ بِالْمُذْنِبِيْنَ کہ حضور فرمانبرداروں کے حق میں رؤف اور گنہگاروں کے لئے رحیم ہیں۔ اب پوچھو وہابیہ سے کہ وکیل و سفارشی تک نہ ماننے کا ناپاک عقیدہ قرآن پاک کی مخالفت ہے یا نہیں۔

آیت (۱۱) عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود میں قائم فرمائے۔ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں مقام محمود کی تفسیر میں



فرمایا: وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ هُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ لِاَنَّهٗ يَحْمَدُهٗ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔ (کذا فی المدارک وغیرہا من التفاسیر) یعنی مقام محمود مقام شفاعت ہے کیونکہ وہاں اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے اور آپ کے ثناگر ہوں گے۔

آیت (۱۲) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ (پارہ عم سورہ والضحیٰ) آپ کا رب آپ پر ایسی عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۴۲۲ میں ہے: وَلَسَوْفَ [۱] يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَمَقَامِ الشَّفَاعَةِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ فَتَرْضٰى وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّا اَرْضٰى قَطُّ وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۴۲۶ میں فرمایا: قَالَ [۱] اِبْنُ عَبَّاسٍ هِيَ الشَّفَاعَةُ فِيْ اُمَّتِهٖ حَتّٰى يَرْضٰى۔

وَفِيْهِ اَيْضًا [۲] وَاَعْطَاهُ فِي الْاٰخِرَةِ الشَّفَاعَةَ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا اَعْطَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اللہ اکبر شان محبوبیت ہے۔ قرآن پاک میں کس شکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے۔ کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں اپنی شان کرم سے انہیں راضی کرنے کے ذمہ لیا ہے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام نے شان ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی

---

۱ یعنی یقینا آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔

۱ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس عطا سے امت کے حق میں آپ کی شفاعت مراد ہے اس حد تک کہ آپ راضی ہو جائیں۔

۲ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخرت میں شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود اور اس کے سوا بیشمار دنیوی و اخروی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

شفاعت سے چڑتے ہیں قرآن پاک بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے پروردگار عالم اپنے کرم سے انہیں راضی کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

اب کہو اے بے دینو تمہارے یہ قول کہ (انبیا کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا) (کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا) (میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اللہ سے ورے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا (بچاسکوں گا) اور پھر یہ افتراء کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا (نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ) اور یہ کہ (اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے) اور ایسے ہی اور بے ہودہ اقوال جو تقویت الایمان میں لکھے ہیں اور جن پر وہابی ایمان رکھتے ہیں قرآن پاک نے سب جہنم رسید کر دیئے اور آیات الہیہ سے معلوم ہوگیا کہ یہ دشمن دین انبیاء علیہم السلام کی عداوت میں قرآن پاک کے خلاف زہر اگل رہا ہے وہابیو خدا کا خوف کرو قرآن پاک پر ایمان لاؤ۔ کب تک قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر تقویت الایمان پر مرتے رہو گے۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ شفاعت خوب واضح ہوگیا اور تقویت الایمان کی مکاریوں کا پردہ چاک چاک ہوگیا۔ اب مسلمانوں کی مزید تازگی ایمان کے لئے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

احادیث متعلق شفاعت۔ آیت (۱) بخاری شریف مطبوع مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۱ پارہ ۳۰ باب (قول اللہ لما خلقت بیدی) میں ایک طویل حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت مومنین جمع کئے جائیں گے۔ پس کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرتے کہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دیتا تب حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے آدم کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کے اسماء کا علم دیا آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ وہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دے۔ (یعنی موقف کے اہوال اور آفتاب کی تیز گرمی اور غم و کرب سے جن کی برداشت نہیں ہے) حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں ہے کہ (پہلے



شفاعت کے لئے میں لب کشائی کروں) اور اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف بھیجا۔ یعنی انبیاء اولو العزم میں سے پہلے رسول ہیں یا انبیاء مابعد میں سے پہلے یا ان انبیاء میں سب سے پہلے جو روئے زمین کے کفار کی طرف مبعوث فرمائے گئے) پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرا یہ کام اور یہ مقام نہیں (کہ فتح باب شفاعت کروں) اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی لغزش کو یاد کریں گے (کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی بیٹے کی نجات کی درخواست کی تھی) اور حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ حضرت رحمن کے خلیل ہیں۔ تب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ میرا یہ رتبہ نہیں (کہ ابتداء شفاعت کرو) اور اپنی لغزشیں یاد فرمائیں گے اور فرمائیں گے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ بندۂ خاص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت عطا فرمائی شرف کلام سے مشرف کیا لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں تب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ یہ میرا نصیب نہیں لیکن تم حضرت سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو جو اللہ تعالیٰ کے بندہ خاص ہیں اور اس نے آپ کے لئے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادی (یہ آپ کی عصمت کا بیان ہے کہ ذات مقدس کو گناہوں کے لوث سے پاک رکھا اور تکریم ہے کہ آپ کے لئے اس بارگاہ میں عام معافی ہے اول و آخر کسی حال میں گرفت نہیں اس جملہ کے معانی میں محدثین نے بہت کچھ بیان کیا ہے کما ذکرہ الشیخ الدہلوی قدس سرہ) حضور فرماتے ہیں اب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اذن چاہوں گا اور مجھے حضور کی اجازت ملے گی۔ جب میں اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ سجدہ

میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اسی حال میں رہوں گا۔ پھر فرمائے گا: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وسَلْ تُعْطَه وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ سر اٹھایئے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بات کہئے سنی جائے گی اور سوال کیجئے جو آپ مانگیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور فرماتے ہیں۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعلیم فرمائے پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ پس میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں رجوع کروں گا اور جب مجھے میرے رب کا دیدار ہوگا سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اور جب تک وہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر کہا جائے گا اے محمد سر اٹھایئے جو فرمانا ہو فرمایئے سنا جائے گا۔ جو مانگنا ہو مانگئے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم فرمائی۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ میرے لئے ایک حد مقرر فرمائی جائے گی۔ پس میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر رجوع فرماؤں گا۔ پھر جب مجھے اپنے رب کا دیدار ہو گا سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا پھر فرمایا جائے گا اے محمد سر اٹھایئے جو کہنا ہو کہئے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ مانگئے جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعیم فرمائی پھر میں شفاعت کروں گا۔ پھر میرے لئے حد مقرر کی جائے گی پھر میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اپنے رب کی طرف رجوع کر کے عرض کروں گا یا رب دوزخ میں سوائے ان کفار کے کوئی باقی نہ رہا جو بحکم قرآن جہنمی ہیں اور جن کا خلود اور ہمیشہ میں رہنا واجب ہے۔ حضور نے فرمایا جس نے لا الٰہ الاّ اللّٰہ کہا اور اس کے دل میں جو بھر بھی نیکی ہے وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ کہا ہو اور اس کے دل میں دانہ گندم کی برابر بھلائی ہو پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ جس نے لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ کی برابر بھلائی ہو یعنی ایمان۔

بخاری شریف اور باقی صحاح اور تمام کتب احادیث میں اس مضمون کی بکثرت حدیثیں



جابجا وارد ہیں۔

ان احادیث سے چند فائدے ظاہر طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا فائدہ اکثر احادیث میں شافع جستجو کرنے والوں کا ذکر مُؤمنُوْنَ کے الفاظ میں فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں: یَجْمَعُ الْمُؤمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ لَو اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا اور بخاری شریف کی دوسری حدیث میں جو صفحہ ۱۱۰۸ میں ہے یہ الفاظ ہیں: یَحْبَسُ الْمُؤمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَھِمُّوْا بِذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا ایسے ہی اور بکثرت میں یہی ہے کہ ایماندار شافع کی جستجو میں پھریں گے اگرچہ بعض احادیث میں الناس بھی وارد ہے جیسے بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۸ پارہ ۳۰ کی حدیث اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُھُمْ فِیْ بَعْضٍ الخ یا بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۷ صفحہ ۹۷۱ کی حدیث یَجْمَعُ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الخ میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ الناس سے بھی مومنین مراد ہیں کیونکہ تفصیل و تصریح اجمال و ابہام کا بیان ہوتی ہے۔ فتح الباری شرح بخاری مطبوع مطبع انصاری دہلی پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔ بَانَ[1] ھٰذَا الَّذِیْ وُصِفَ مِنْ کَلَامِ اَھْلِ الْمَوْقِفِ کُلُّه یَقَعُ عِنْدَ نَصْبِ الصِّرَاطِ بَعْدَ تَسَاقُطِ الْکُفَّارِ فِی النَّارِ جب اہل موقف کا کلام کفار کے جہنم میں پہنچنے کے بعد ہے تو وہ ضرور ایمانداروں ہی کا کلام ہے۔ اس سے بڑھ کر تصریح اسی فتح الباری کے صفحہ ۱۹۴ میں ہے: لٰکِنَّ الَّذِیْ یَطْلُبُ الشَّفَاعَةَ ھُمُ الْمُؤمِنُوْنَ کہ طالب شفاعت مومن ہی ہوں گے۔

اب یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ طلبگار شفاعت نہ ہونا کفار کی شان ہے۔ وہابی منکر شفاعت بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کس گروہ میں داخل کریں گے۔ تفویت الایمان والے نے شفاعت کا صاف انکار کر دیا ہے اور معاذ اللہ حضور کی نسبت لکھ دیا ہے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں دوسرے کو کیا بچاسکوں (تفویت الایمان صفحہ ۳۳) اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تفویت الایمان ص ۴۲) اب بتاؤ شفاعت کا ایسا انکار کرنے والے مومنین میں کس

[1] یعنی اہل موقف کی یہ تمام گفتگو کفار کے جہنم میں گر چکنے کے بعد صراط کے نصب کے وقت واقع ہوگی۔

طرح شمار ہوں گے یہ لوگ شفاعت سے تو محروم ہیں۔
حدیث: اَخرج [1] سعیدُ بنُ منصُورٍ بِسَندٍ صَحِیحٍ عَن انسٍ قَالَ مَنْ كَذَّبَ بالشَفاعة فلا نصیبَ لهُ فِیها۔ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۰) جب وہابی مکذب و منکر شفاعت ہوں تو اس حدیث کے حکم سے شفاعت سے محروم ہوئے تو طلبگار شفاعت کیسے ہوں گے اور طلبگار شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں ان کا شمار کیسے ہوگا کیونکہ مومن تو سارے ہی طلبگار شفاعت ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی ان کو خبر دیدی ہے۔
حدیث: اَخرج [2] البَیهقِی فِی البَعثِ مِنْ طَرِیقِ یُوسُفَ بن مِهرَانَ عَنْ اِبنِ عبَّاسٍ خطبَ عُمَرُ فقالَ انَّهُ سیکُونَ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ یُکذِّبُوْنَ بالرَّجمِ وَیُکذِّبُوْنَ بالدَّجَالِ وَیُکذِّبُوْنَ بِعذَابِ القَبرِ وَیُکذِّبُوْنَ بِالشَّفاعَةِ وَیُکذِّبُوْنَ بِقَوْمٍ یُخرجُوْنَ مِنَ النَّارِ۔
دوسرا فائدہ: بخاری شریف کی حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومنین کا ایک ایک فرد روز قیامت طلب گار شفاعت ہوگا حتی کہ پچھلی امتوں کے تمام ایماندار بھی طالب شفاعت ہوں گے۔ بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۹ صفحہ ۶۸۶ میں ہے۔
حدیث: عن آدم بن علیٍّ قال سمعتُ ابنَ عُمرَ یقُولُ انَّ النّاسَ یَصِیرُوْنَ یوْمَ القِیمة جثی کُلُّ اُمّةٍ تتبعُ نبیّها یقُولُوْنَ یافلانُ اشفَعْ حتّی تنتهیَ الشَّفاعةُ الی النّبیّ صلّی اللهُ علیهِ وَسلّمَ۔ ان احادیث سے ثابت ہوا اولین و آخرین میں سے کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جو طلبگار شفاعت نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کا مسئلہ اتنا زبردست مسئلہ ہے جس پر تمام عالم کے مومنین زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام ایماندار کا اجماع ہے ایک کو بھی تردد و انکار نہیں کسی کو بھی شک و شبہ نہیں اس کیساتھ

---

[1] یعنی جس شخص نے شفاعت کی تکذیب کی اور اس کو جھٹلایا شفاعت میں اس کا حصہ نہیں۔
[2] یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا قریب ہے کہ اس امت میں ایسی قوم ہوگی جو رجم کی تکذیب کرے اور جو فتنہ دجال کی تکذیب کرے اور عذاب قبر کی تکذیب کرے اور جو شفاعت کو جھٹلادے اور جو اس کی تکذیب کرے جو دوزخ سے نکالی جائے گی۔



ساتھ محشر میں انبیاء علیہم السلام کی تصدیقیں ہیں۔ جس نبی کے پاس لوگ جاتے ہیں وہ تقویت الایمان کا مسئلہ نہیں بتاتے کہ شفاعت کیسی اللہ کی جناب میں کسی کو وکیل اور سفارشی سمجھنا وہابی دین میں اصل شرک ہے۔ کیا کلمہ منہ سے نکالتے ہو دنیا میں شرک کرتے کرتے یہاں محشر میں بھی معاذ اللہ شرک ہی کرنے آئے بلکہ علی رغم انف وہابیہ فتح باب شفاعت سے اپنا عذر بیان کرکے دوسرے نبی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور ان کے فضائل ذکر کرکے اس بات کو صاف کردیتے ہیں کہ آج وہی شفاعت کے لئے سب سے پہلے لب کشائی کریں گے۔ جنہیں بارگاہ حق میں قرب و وجاہت حاصل ہو یعنی شفاعت بالوجاہت حق ہے وہی کام آئے گی جس کا تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی وجاہت ان الفاظ میں بیان فرمائیں گے۔ اَنَّهُ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعثَهُ اللّٰهُ اِلی اَهْلِ الْاَرْضِ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجاہت ان لفظوں میں بیان فرمائیں گے۔ عَبْدٌ اٰتاهُ التَّوْرٰاةَ وَکَلَّمَهُ تَکْلِیْمًا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجاہت ان لفظوں میں عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَکَلِمَتُهٗ وَرُوْحُهٗ یہ تمام انبیاء ایک دوسرے کی وجاہت بیان فرماکر بتا رہے ہیں کہ ذریعہ شفاعت بارگاہ حق میں وجاہت ہے یہ تو شفاعت بالوجاہت ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فرماتے ہیں خلیل الرحمن (رحمن کے دوست) یہ شفاعت بالمحبتہ ہوئی اس کا بھی تقویت الایمان میں انکار کیا مگر بخاری شریف اور صحابہ کی حدیثیں اس کو ثابت کرتی ہیں یہاں جتنے الفاظ ہم نے شان انبیاء میں نقل کئے یہ سب بخاری شریف کی حدیث کے ہیں جو احادیث شفاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ پھر یہ تمام مومنین اولین و آخرین بالہام الٰہی طالب شفاعت

---

[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ روز قیامت جماعت جماعت ہو جائیں گے ہر امت اپنے نبی کی پیرو ہو کر عرض کرے گی یا حضرت شفاعت فرمایئے یا حضرت شفاعت فرمایئے (پھر ان کی رہنمائی سے سلسلہ وار تمام انبیاء کے پاس ہوتی ہوئی بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوگی۔

ہوں گے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے فَیُلْهَمُوْنَ اور طالب شفاعت وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں اپنی حاجات میں انبیاء علیہم السلام سے توسل کیا کرتے تھے وہ جانی گے کہ یہاں کبھی حاجت براری انہیں کے ذریعہ سے ہوگی فتح الباری شرح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۹ میں ہے: وَفِیْهِ[1] اَنَّ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَسْتَصْحِبُوْنَ حَالَهُمْ فِی الدُّنْیَا مِنَ التَّوَسُّلِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ حَوَائِجِهِمْ بِاَنْبِیَائِهِمْ وَالْبَاعِثُ عَلٰی ذٰلِكَ الْاِلْهَامُ كَمَا تَقَدَّمَ فِیْ صَدْرِ الْحَدِیْثِ۔ تو جو لوگ دنیا میں انبیاء سے توسل کے قائل نہ تھے اور شفاعت کے بھی منکر تھے وہ طالب شفاعت کس طرح ہونگے اور طالب شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں کس طرح داخل ہونگے کہ حدیث سے تو ثابت ہے کہ ہرایک مومن طلبگار شفاعت ہوگا تفویت الایمان میں شفاعت کے ایسے زبردست مسئلہ کا انکار کیا ہے جس پر تمام امتوں کے کل ایمانداروں کا اجماع ہے انبیاء مرسلین کی تصدیق کی مہریں ثبت ہیں۔

وہابیو! خدا کا خوف کرو ابھی وقت ہے توبہ کرو اور گمراہی سے باز آؤ۔

تیسرا فائدہ: سب انبیاء کے پاس ہو کر لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور درخواست شفاعت کریں گے۔ تفویت الایمان والا تو یہ افتراء کرتا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تفویت الایمان ص ۴۲) لیکن حضور سید الانبیاء ﷺ محشر میں یہ نہیں فرماتے کہ میں تو کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا تم سارے جہان کے مسلمان اور تمام امتوں کے مومن جمع ہو کر آئے ہو بلکہ حضور ﷺ ان کی شفاعت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

حدیث (۹) فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا (بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۳۰ صفحہ ۱۸) شفاعت کے لئے میں ہوں۔

---

[1] یعنی اس حدیث میں یہ بھی (افادہ ہے) کہ روز قیامت اسی حال پر ہوں گے جو دنیا میں تھا کہ اپنی حاجات میں انبیاء سے توسل کیا کرتے تھے اور طلب شفاعت کا باعث الہام ہوگا۔ جس کا ذکر صدر حدیث کی شرح میں گزرا۔



سبحان اللہ امیدواروں کی تسلی فرمادی کہ شفاعت ہمارا منصب ہے اور آج تمہاری حاجت روائی ہمارا کام ہے۔ ہم اس کے لئے موجود[1] ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حضور فرط کرم سے اپنی امت کا انتظار فرمائیں گے اور تمام انبیاء آپ سے امتوں کی شفاعت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوں گے۔

حدیث (۱۰) رِوَایَةُ[2] نَضْرِبْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْهِ حَدَّثَنِیْ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَقَائِمٌ اَنْتَظِرُ اُمَّتِیْ تَعْبُرُ الصِّرَاطَ اِذْ جَاءَ عِیْسٰی فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هٰذِهِ الْاَنْبِیَاءُ قَدْ جَاءَتْكَ یَسْاَلُوْنَ لِتَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ یُفَرِّقَ جَمِیْعَ الْاُمَمِ اِلٰی حَیْثُ یَشَاءُ لِغَمِّ مَاهُمْ فِیْهِ۔ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶) امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث نے افادہ کیا اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ جَمِیْعًا یَسْاَلُوْنَهٗ فِیْ ذٰلِكَ۔ (فتح الباری) تمام انبیاء جمع ہو کر حضور سے درخواست شفاعت کریں گے۔

چوتھا فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے پہلے دروازہ شفاعت حضور کے لئے کھلے گا۔ حضور سے قبل کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی۔ ثابت کی روایت میں ہے۔

حدیث (۱۱) خَاتَمُ[1] النَّبِیِّیْنَ قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِیْ وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ

---

[1] محی الدین نوی شرح مسلم شریف جلد ثانی ص ۱۰۸ میں فرماتے ہیں وَاَمَّا مُبَادَرَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ وَاِجَابَتُهٗ دَعْوَتَهُمْ فَلِتَحَقُّقِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ هٰذِهِ الْكَرَامَةَ وَالْمَقَامَ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً یعنی حضور ﷺ کا بے تامل آمادۂ شفاعت ہو جانا اور لوگوں کی درخواست قبول فرمانا بدیں سبب ہے کہ آپ یقین سے جانتے ہیں کہ عزت و منزلت آپ کے لئے مخصوص ہے ﷺ۔

[2] یعنی نبی ﷺ نے فرمایا میں منتظر کھڑا رہوں گا کہ میری امت صراط پر گزرے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کریں گے یہ تمام انبیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ تمام امتوں کو جہاں چاہے متفرق فرما دے تاکہ جس غم میں وہ ہیں اس سے نجات ملے۔

[1] یعنی آج خاتم النبیین تشریف فرما ہیں کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی ظرف میں متاع ہو اور اس پر مہر لگی ہو تو مہر کے کھلنے سے پہلے اس متاع پر دسترس نہیں ہو سکتا۔

علیہ اکان یقدر علی مافی الوعاء حتی یفض الخاتم۔ (فتح الباری پارہ ۲ صفحہ ۱۹۶)

پانچواں فائدہ: کرم الٰہی کی ناز برداری کی حبیب کا سر سجدہ نیاز میں ہے ان سے ارشاد فرماتا ہے اے محمد سر اٹھایئے فرمایئے آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگئے آپ جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ آپ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اندھوں سے کہو یہ ہے شفاعت بالاکرام شفاعت بالوجاہت شفاعت بالمحبۃ رب کریم حبیب کی رضا جوئی فرماتا ہے اور خود ارشاد کرتا ہے کہ جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا جو شفاعت کریں گے قبول ہو گی۔ ساری تقویت الایمان پر پانی پھر گیا۔ اندھو دیکھو اللہ کے کرم سے اللہ کے ہاں اللہ کے حبیب کا یہ اختیار ہے کہ فرماتے ہیں۔

حدیث (۱۲) اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ۔ (بخاری شریف پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۷) میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔

چھٹا فائدہ: حضرت رب العزت عزوعلا تبارک وتعالیٰ کا کرم اور حضور سید انبیاء ﷺ کی شان محبوبیت اس حدیث سے ظاہر ہو رہی ہے کہ سرکار دولتمدار ﷺ نے دربار حق میں سجدہ کیا ہے۔

ابھی حرف شفاعت زبان اقدس پر نہیں آیا ابھی لفظ سوال عرض نہیں کیا۔ ابھی کوئی بات نہیں فرمائی کہ رحمت حق نے سبقت کی۔ آج کے سرافرازان عالم انبیاء و مرسلین کا مقدس گروہ لب کشائی کی جرات نہیں کرتا۔ محبوب ﷺ کی وجاہت و منزلت یہ ہے کہ آپ کو اپنے مقصد کے لئے جنبش لب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔ سجدہ سے سر مبارک اٹھایئے بات فرمایئے سنی جائے گی جو مانگئے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ کس درجہ حبیب کی دلداری و رضا جوئی ہے ادھر سے کرم ہے تو حبیب کی ہمت علیا کا بھی یہ حال ہے کہ جہنم میں ایک ایماندار کو بھی نہیں چھوڑتے سب کو نکال لاتے ہیں اور آخر میں حضرت رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ یارب مابقی فی النار الا من حبسہ القرآن ووجب علیہ الخلود یارب جہنم میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا صرف وہی کفار باقی رہ گئے جو بحکم قرآن جہنم ہی کے لئے ہیں اور



ان کا اس میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے: کہ حبیب کی شان شفاعت یہ ہے کہ خود جہنم سے ایمانداروں کو نکال لیتے ہیں اور ایک ایماندار کو اس میں نہیں چھوڑتے۔ تقویت الایمان والے اندھے کو دکھاؤ کہ بخاری شریف سے تو بکرمہ تعالیٰ مصطفیٰ ﷺ کی ایسی شان اختیار معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی ایماندار کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے چاہے کیسا ہی مجرم کتنا ہی عاصی سیہ کار گناہوں کا عادی ہو عمر بھر گناہوں میں گزاری ہو کبھی نیکی کی طرف مائل نہ ہوا ہر ایک گناہ کیا ہو تمام نامہ اعمال سیاہ ہو چکا ہو مگر دل میں ایمان رکھتا ہو تو حضور اس کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ تقویت الایمان والے نے جو شفاعت بالاذن کے معنی اپنے دل سے گھڑے ہیں اور ان میں شفاعت کے انکار کے لئے یہ قیدیں لگائی ہیں۔ کہ مجرم ہمیشہ کا چور نہ ہو۔ چوری کو اس نے اپنا پیشہ نہ ٹھہرایا ہو۔ قصور پر شرمندہ ہو۔ کسی امیر وزیر کی پناہ نہ ڈھونڈھتا ہو (یعنی شفاعت کا طالب نہ ہو) یہ تمام قیود اس حدیث نے باطل کر دیئے۔ تقویت الایمان والے کے نزدیک تو نہ ہمیشہ کے چور کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ نہ اس کی جس نے چوری کا پیشہ بنا لیا ہو۔ نہ اس کی جس نے توبہ نہ کی ہو نہ اس کی جو امیدوار شفاعت ہو مگر حدیث شریف میں ہے کہ تمام مومن امیدوار شفاعت ہوں گے اور حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے اور ایک ایک گنہگار کو جہنم سے نکال لائیں گے خواہ وہ عمر بھر گناہوں میں غرق رہا ہو مگر ایمان رکھتا ہو۔

ساتواں فائدہ: حدیث شریف میں یہ وارد ہوا کہ لوگ طلب شفاعت کے لئے انبیاء کے پاس جائیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء دوسرے نبی کی طرف رہنمائی فرمائیں گے یہاں تک کہ یہ سوال ہوتا ہے کہ پہلے ہی حضرت آدم علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں کیوں نہ بھیجیں گے تاکہ جلد اپنا مقصد پالیں اس کی توجیہہ نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے۔ یَحْتَمِلُ[1] اَنَّهُمْ

---

[1] یعنی ایک توجیہہ یہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام اچھی طرح جانتے ہیں کہ صاحب شفاعت عظمیٰ بالتعین

عَلِمُوْا اَنَّ صَاحِبُها مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَیَّنًا وَتَکُوْنُ اِحَالَۃُ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ عَلَی الْاٰخَرِ عَلٰی تَدْرِیْجِ الشَّفَاعَۃِ فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

آٹھواں فائدہ: اس پر سوال بھی ہوتا ہے کہ طلب شفاعت تو لوگ بالہام الٰہی کریں گے جیسا کہ مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ کی حدیثوں میں ہے۔ فَیُلْھَمُوْنَ لِذٰلِکَ تو الہام میں نہ بتا دیا جائے گا کہ حاجت روائی دربار محمدی سے ہوگی اس کی حکمت نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے: وَالْحِکْمَۃُ [۲] فِیْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَلْھَمَھُمْ سُوَالَ اٰدَمَ وَمَنْ بَعْدَہٗ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ فِی الْاِبْتِدَآءِ وَلَمْ یُلْھَمُوْا سُوَالَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اِظْھَارُ فَضِیْلَۃِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّھُمْ لَوْ سَاَلُوْہُ اِبْتِدَاءً لَکَانَ یَحْتَمِلُ اَنْ غَیْرَہٗ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ...) حضور سید انبیاء محمد مصطفیٰ ہیں ﷺ ہر ایک نبی کا دوسرے کی طرف حوالہ کرنا اس لئے ہے کہ یہ لوگ ایک کی شفاعت سے دوسرے کے پاس اور دوسرے کی شفاعت سے تیسرے کے پاس اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ حضور کی خدمت تک باریابی حاصل کریں اور حضور کی توجہ اور نظر کرم کے لئے حضور کی بارگاہ میں انبیاء کی شفاعتیں لائیں ایسا ہی بخاری شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو ہم دوسرے فائدہ میں ذکر کر آئے اور اسی طرح اس حدیث سے بھی جو ہم نے تیسرے فائدہ میں بحوالہ فتح الباری نقل کی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اہل محشر کو حضرت آدم اور ان کے بعد اور انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں طلب شفاعت کا الہام فرمایا اور ابتداءً حضور سید عالم ﷺ کے حضور درخواست پیش کرنے کا الہام نہ فرمایا اس میں یہ حکمت ہے کہ حضور ﷺ کی فضیلت کا اظہار ہو کیونکہ اگر وہ پہلے ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو یہ احتمال رہتا کہ شاید دوسر انبیاء سے بھی کام چل سکتا اور مراد حاصل ہو جاتی۔ لیکن جب دوسرے اصفیاء و مرسلین سے سوال کر چکے اور سب نے منع کر دیا پھر حضور کی خدمت میں درخواست کی اور حضور نے فورا قبول فرمائی اور ان کی مراد حاصل ہو گئی تو معلوم ہوا کہ حضور کو رفعت منزلت اور کمال قرب اور محبوبیت تامہ میں کسی کی شرکت نہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ آپ تمام انبیاء و مرسلین اور کل آدمیوں اور فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں کہ شفاعت عظمیٰ پر اقدام کرنے کی آپ کے سوا کسی میں قدرت نہیں۔



مِنْ رُّسُلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَصْفِیَائِہٖ فَامْتَنِعُوْا ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَجَابَ وَحَصَّلَ غَرَضَھُمْ فَھُوَ النِّھَایَۃُ فِیْ اِرْتِفَاعِ الْمَنْزِلَۃِ وَکَمَالِ الْقُرْبِ وَعَظِیْمِ الْاِدْلَالِ وَالْاُنْسِ وَفِیْہِ تَفْضِیْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَمِیْعِ الْمَخْلُوْقِیْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاٰدِمِیِّیْنَ وَالْمَلَائِکَۃِ فَاِنَّ ھٰذِہِ الْاَمْرُ الْعَظِیْمُ وَھِیَ الشَّفَاعَۃُ الْعُظْمٰی لَایَقْدِرُ عَلَی الْاِقْدَامِ عَلَیْہِ غَیْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

نواں فائدہ: جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے۔ حضور فرماتے ہیں: فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّیْ میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا سوال یہ ہوتا ہے کہاں سے کہاں جائیں گے اور اجازت کس بات کی چاہیں گے اور اجازت کے لئے جانے کی حکمت کیا ہے وہیں سے کیوں عرض نہ کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اس موقف سے شفاعت کے لئے جنت دارالسلام میں تشریف لے جائیں گے۔ اور اول دخول جنت کی اجازت چاہیں گے۔ فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔

حدیث (۱۲) فِیْ رِوَایَۃِ ھِشَامٍ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰی اَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّیْ زَادَ ھَمَّامٌ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ قَالَ اَیْ فِی الشَّفَاعَۃِ وَتَعَقَّبُ بِاَنَّ ظَاھِرَ مَاتَقَدَّمَ اَنَّ اِسْتِیْذَانَہُ الْاَوَّلَ وَالْاِذْنُ لَہٗ اِنَّمَا ھُوَ فِیْ دَخُوْلِ الدَّارِ وَھِیَ الْجَنَّۃُ اس کے بعد حضور سجدہ کا اذن چاہیں گے جیسا کہ فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے:

حدیث (۱۳) سلمان میں ہے: فَیَسْتَاذِنُ فِی السُّجُوْدِ فَیُؤْذَنَ لَہٗ اور موقف سے دارالسلام میں جانے کی حکمت یہ ہے کہ دارالسلام مقام اکرام ہے اس لئے شافع کے لئے وہ مناسب ہے۔ فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے: قِیْلَ الْحِکْمَۃُ فِیْ اِنْتِقَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَانِہٖ اِلٰی دَارِالسَّلَامِ اَنَّ اَرْضَ الْمَوْقِفِ لَمَّا کَانَتْ مَقَامَ عَرْضٍ وَحِسَابٍ کَانَتْ مَکَانَ مَخَافَۃٍ وَاِشْفَاقٍ وَمَقَامَ الشَّافِعُ یُنَاسِبُ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ مَکَانِ اِکْرَامٍ ایک سوال یہ بھی یہیں حل کیجئے کہ اس مقام میں حضور کی کیا شان ہوگی۔

حدیث (۱۴) ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے: ثُمَّ یَکْسُوْنِیْ رَبِّیْ حُلَّۃً فَاَلْبِسُھَا فَاَقُوْمُ

عَنْ یمِیْنِ الْعَرْشِ مَقَامًا لاَ یَقُوْمُهٗ اَحَدٌ یَغْبِطُنِیْ اِلَیْهِ الْاَ وَّلُوْنَ والْاٰحِرُوْنَ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۰) میرا رب مجھے حلہ (لباس عزت) پہنائے گا میں پہن کر عرش کے داہنے کھڑا ہوں گا جہاں کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ اس پر اولین و آخرین رشک کریں گے مجاہد سے مقام محمود کی تفسیر میں منقول ہے: یَجْلِسهٗ معهٗ علٰی عَرْشِهٖ (فتح الباری صفحہ ۱۹۰) آپ کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ عبداللہ بن سلام سے مروی ہے: قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی کُرْسِی الرَّبِّ بَیْنَ یَدَیِ الرَّبِّ اخرجہ الطبری (فتح الباری صفحہ ۱۹۱) حضور ﷺ روز قیامت اپنے رب کے حضور اس کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔ جب حضور شفاعت کے لئے اٹھیں گے تو آپ کی مجلس مبارک سے ایک بے نظیر پاکیزہ خوشبو مہکے گی۔

حدیث (۱۵) فَاَقُوْمُ فَیَتُوْرُ مِنْ مَجْلِسِیْ اَطْیَبُ رِیْحٍ مَاشَمَّهَا اَحَدٌ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶) حضور کی وجاہت و محبوبیت۔

حدیث (۱۶) قَالَ رَسُوْلُ [1] اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَشْفَعُ فِی الْجَنَّةِ وَاَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءِ تَبْعًا۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۱۲)

حدیث (۱۷) اَنَا [1] اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءُ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ۔ (مسلم شریف ص ۱۱۲)

حدیث(۱۸) قَالَ [2] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَااَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ (مسلم شریف جلد ص ۱۱۲)

---

[1] حضور نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت کروں گا اور میں بلحاظ متبعین کے انبیاء میں سب سے بڑھ کر ہوں۔

[1] میں انبیاء میں متبعین کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہوں اور پہلا شخص ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے۔

[2] حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ روز قیامت میں دروازہ جنت پر جاکر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن عرض کرے گا کہ آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا کہ آپ ہی کے لئے مجھے دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔



حدیث (۱۹) حضور سید عالم ﷺ نے آیہ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ اور آیہ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الایہ پڑھ کر دست مبارک اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اور حضور آبدیدہ ہوئے۔ فَقَالَ اللّٰهُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَاسْاَلْهُ مَا یُبْکِیْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَام فَسَالَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۱۳) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرو کہ سبب گریہ کیا ہے؟ باوجودیکہ اللہ اعلم ہے۔ جبریل نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا حضور نے ان کو اس دعا کی خبر دی جو اپنی امت کے حق میں فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً ہم آپ کو عنقریب آپ کی امت کے باب میں راضی کریں گے۔ اور غمگین نہ ہونے دیں گے (نووی) [1] شرح مسلم ص ۱۱۳ ہے کہ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: نبی ﷺ کی اپنی امت پر کمال شفقت کا بیان ہے۔ اور اس کا کہ آپ ان

---

[1] عبارت نووی کی یہ ہے: هذا الحدیث مشتمل علی انواع من الفوائد منها بیان کمال شفقه النبی صلی الله علیه وسلم علی امته واعتناء بمصالحهم واهتمامه بامرهم ومنها استحباب رفع الیدین فی الدعاء ومنها البشاره العظیمه لهده الامه بما وعدها الله تعالی بقوله انا سنرضیک فی امتک ولانسوک وهذا من ارجی الاحادیث بهده الامه ومنها بیان عظم منزله النبی صلی الله علیه وسلم عندالله تعالی وعظیم لطفه سبحانه به صلی الله علیه وسلم والحکمه فی ارسال جبریل لسواله صلی الله علیه وسلم اظهار شرف النبی صلی الله علیه وسلم وانه بالمحل الاعلی فیترضی و یکرم بما یرضیه والله اعلم وهذا الحدیث موافق لقول تعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی واما قوله تعالی ولا نسوک فقال صاحب التحریر هو تاکید المعنی لان الارضاء قد یحصل فی حق البعض بالعفو عنهم ویدخل الباقی النار فقال تعالی نرضیک ولا ندخل علیک حزنا بل ننجی الجمیع والله اعلم۔

کے مصالح و امور میں کمال توجہ و اہتمام فرماتے ہیں۔

دوسرا فائدہ: یہ کہ دعا میں ہاتھ کا اٹھانا مستحب ہے۔

تیسرا فائدہ: اس امت کے لئے بشارت عظیمہ ہے کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے یہ حدیث اس امت کے لئے بہت زیادہ امید دلانے والی ہے۔

چوتھا فائدہ: بارگاہ الٰہی میں حضور کے رتبہ عظیمہ یعنی وجاہت اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے کمال لطف و کرم یعنی محبوبیت کا بیان ہے۔

حکمت حضور ﷺ سے سبب گریہ دریافت فرمانے کے لئے حضرت جبریل کو بھیجنے کی حکمت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے شرف کا اظہار فرمایا جائے اور ظاہر کردیا جائے کہ آپ کا وہ بلند مرتبہ ہے کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے اور آپ پر وہ اکرام فرمایا جاتا ہے جس سے آپ راضی ہوں اور یہ حدیث آیہ ولسوف یعطیک ربک فترضی کے موافق ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے اس کی نسبت صاحب تحریر نے کہا کہ یہ معنی کی تاکید ہے کیونکہ راضی کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بعض کو معاف فرما دیا جائے باقی کو سزا دی جائے اس احتمال کو قطع فرما دیا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے یعنی سب کو نجات دیں گے۔

حدیث (۲۰) اِذَا [1] کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۱)

حدیث (۲۱) اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۱) میں روز قیامت آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

---

۱۔ یعنی حضور نے فرمایا کہ روز قیامت میں انبیاء کا امام اور خطیب اور ان کا صاحب شفاعت ہوں گا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔



اَلسَّیِّد [1] الذی یَفُوْقُ قَوْمَهٗ وَالَّذِیْ یَفْزَعُ اِلَیْهِ فِی الشَّدَائِدِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیِّدُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنَّمَا خَصَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِاِرْتِفَاعِ السُّوْدُدِ فِیْهَا وَتَسْلِیْمِ جَمِیْعِهِمْ لَهٗ وَلِکَوْنِ اٰدَمَ وَ جَمِیْعَ اَوْلَادِهٖ تَحْتَ لِوَائِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ حدیث (۲۲) قَالَ [2] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَ بَیْنَ الشَّفَاعَةِ وَهِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا (ترمذی جلد ۲ ص ۶۷)

حدیث (۲۳) عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول شفاعتی لاھل الکبائر من امتی (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی ص ۳۲۹)

حضرت جابر سے مروی ہے میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میری شفاعت میری امت کے کبیرہ کرنے والوں کے لئے ثابت ہے۔

حدیث (۲۴) اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْنَفْسِهٖ (رواہ البخاری مشکوۃ شریف ص ۴۸۹) حضور فرماتے ہیں میری شفاعت سے خوب بہرہ اندوز وہ ہے جس نے بخلوص لا الہ الا اللہ کہا۔

حدیث (۲۵) اُعْطِیْتُ [1] الشَّفَاعَةَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی

---

۱۔ سید وہ ہے جو اپنی قوم میں فائق ہو اور سختیوں اور مصیبتوں میں لوگ اس کی طرف دوڑیں اور نبی ﷺ سب آدمیوں کے سید ہیں دنیا میں بھی رحمت اور آخرت میں بھی یہاں روز قیامت کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہوا کہ سیادت اس دن کمال بلندی پر ہو گی اور سب لوگ آپ کی سیادت تسلیم کرلیں گے اور اس لئے کہ حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔

۲۔ حضور نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور اس میں کہ ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس مخلص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو یعنی تمام ایمانداروں کے لئے چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ھی لکل مسلم۔

النّاس عامّۃً متفق علیہ (مشکوۃ شریف ص ۵۱۲)

حدیث (۲۶) اَخرج الطّبْرانیْ مِنْ حَدیْث اِبْن عُمر رَفعہٗ اَوّلُ من اَشْفعُ لہٗ اَھْل بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فالْاَقْرَبُ ثُمَّ سَائِرُ الْعَرَبِ ثُمَّ الْاَعَاجِمْ (فتح الباری پارہ ۲۷ ص۱۹۱) حضور ﷺ نے فرمایا پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر مرتبہ بمرتبہ قریب تر کی پھر تمام عرب کی۔ پھر عجمیوں کی۔ یہاں اسمٰعیل اور ان کے چیلوں کو دکھاؤ کہ یہاں شفاعت .علاقہ قرابت ہو رہی ہے۔ تفویت الایمان صفحہ ۳۷ کا یہ قول کہ (سفارش اس لئے نہیں کی اس کا قرابتی ہے یا آشنا) اس حدیث سے باطل ہوا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعات کے بیان میں صدہا حدیثیں اور پیش کی جاسکتی ہیں مگر اب ہم دو ایک حدیثیں دوسرے انبیاء اور علماء و مومنین کی شفاعت کے متعلق بھی ذکر کر دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ روز قیامت غلامان مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت بھی قبول ہوں۔[1]

حدیث (۲۷) یشْفعُ یوْم الْقیمۃِ ثلٰثۃٌ الْاَنْبیاءُ ثُمَّ الْعُلماءُ ثُمَّ الشُّھداءُ (ابن ماجہ ص ۳۳۰)

حدیث (۲۸) لَیَدْ خُلَنَّ بِشَفَاعَۃِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمِ (ابن ماجہ ص ۳۳۰) حضور نے فرمایا میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے (جو بہت

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ) حضور فرماتے ہیں مجھے شفاعت عطا کی گئی اور پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں عام طور پر تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا۔

[1] روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء اس حدیث کے حاشیہ میں ہے کہ مراد یہ بطریق عموم تین گروہ شفاعت کریں گے۔ ورنہ حفاظ اور بچوں کی شفاعت خاص لوگوں کے حق میں احادیث سے ثابت ہے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۴۳۲ میں فرمایا کہ ان تین گروہوں کی تخصیص ان کے زیادت فضل و کرامت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اہل خیر کے لئے شفاعت ثابت ہے اور اس بات میں احادیث مشہور وارد ہیں۔ آخر میں فرمایا اور انکار شفاعت بدعت ضلالت است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ بداں رفتہ اند۔



بڑا قبیلہ ہے) زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ حضور کے امتی اور غلام شفاعت کر رہے ہیں ان کی شان شفاعت بھی دیکھئے۔

حدیث (۲۹) حتّٰی اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ اَحد منْکُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَۃً فِیْ اسْتِیْفَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاِخْوَانِھِمُ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَیحجُّوْنَ فَیُقَالُ لَھُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُھُمْ عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْھَا خیراً (مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۰۲)

یعنی جب مومن آتش دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنا حق پانے کے لئے اپنے خصم سے ایسی سخت طلب و مخاصمت کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ مومن اپنے ان بھائیوں کی رہائی کے لئے جو آتش دوزخ میں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت وسوال میں مبالغہ کریں گے عرض کریں گے اے رب وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے۔ حج کرتے تھے فرمایا جائے گا جنہیں پہچانو نکال لو پھر ان (دوزخ والوں) کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی۔ (تاکہ شفاعت کرنے والے مومن ان کو پہچان لیں) پھر خلق کثیر کو وہ دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر عرض کریں گے یارب ہم نے ادنیٰ نیکی والا بھی دوزخ میں نہیں چھوڑا۔

غلامان مصطفیٰ کی اس شان شفاعت کو دیکھئے کہ جسطرح قرض خواہ قرضدار پر سخت تقاضا کرتا ہے اس شدت مطالبہ کیساتھ وہ بارگاہ الٰہی میں اپنے بھائیوں کی رہائی طلب کریں گے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی شمادر حقے کہ ثابت و ظاہر باشد بر خصم چگونہ مطالبت میں و مواخذت بجد و مبالغہ می کنید مومنان در شفاعت کردن برادران خود کہ در آتش دوزخ ماندہ اند و بیرون آوردن ایشان ازاں جد و مبالغت در مسئلت از جناب حق تعالیٰ بیشتر می نمایند اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۳۱۶)

وہابیوں کا مستند ترجمہ جو شاہ اسحٰق صاحب کا مصدقہ ہے۔ یعنی مظاہر حق اس کی جلد ۴ ص ۴۳ میں اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔ نہیں ہے کوئی تم میں سے سخت ترازو روئے طلب اور سوال اور جھگڑنے کے بیچ حق کے کہ تحقیق ظاہر اور ثابت ہو تمہارے لئے مومنوں سے بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت کے اپنے بھائیوں کے لئے۔

اب تقویت الایمان کے وہ بے ہودہ کلمات دیکھئے جو ہم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ میں نقل کر آئے اور جو اس نے بحث شفاعت میں لکھے اور یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔

ابھی تو بدنصیب کو حضور کے غلاموں کی شان بھی نظر نہ آئی کہ ان پر کیسا کرم الٰہی ہے آقا کی نسبت گستاخ زبان کھول بیٹھا یہ ہے شفاعت بالوجاہت کہ مومنین اپنے بھائیوں کے حق میں اس اصرار و مبالغہ سے شفاعت کریں گے جیسے صاحب حق اپنا حق لینے کیلئے مبالغہ کرتا ہے وہابیوں کے ترجمہ میں تو اللہ سے جھگڑنے کا لفظ لکھا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کی گمراہی کہ احادیث کی ایسی ظاہر اور روشن تصریحات کے باوجود ان کو شفاعت کا انکار ہے۔

حدیث (۳۰) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ للفئامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَۃِ وَ مِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۶۷) حضور نے فرمایا میرے بعضے امتی بڑی بڑی جماعتوں کی شفاعت کریں گے بعض قبیلہ کی بعض ایک گروہ کی بعض ایک شخص کی یہاں تک کہ ساری امت بہشت میں داخل ہو۔

یہ تمیں حدیثیں خاص بیان شفاعت میں مذکور ہوئیں اور بحمد اللہ تعالیٰ تقویت الایمان کے اکاذیب باطلہ کا اس سے قلع قمع ہوگیا۔

صاحب تقویت الایمان نے شفاعت کی تین قسمیں بتائیں ہیں۔ شفاعت بالوجاہت' شفاعت بالمحبتہ' شفاعت بالاذن یہ بات اس کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ کہیں سے منقول نہیں۔ علاوہ بریں ان کے جو معنی اس نے تجویز کئے ہیں ان پر شفاعت صادق ہی نہیں آتی کیونکہ شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لئے



سفارش کرنا۔

مفردات راغب میں ہے: اَلشَّفَاعَۃُ الاِنْضِمَامُ اِلٰی اٰخَرَ نَاصِراً لَہٗ وَسَائلاً عَنْہُ وَاَکْثَرُ مَایُسْتَعْمَلُ فِیْ اِنْضِمَامِ مَنْ ھُوَ اَعْلٰی حُرْمَۃً وَ مَرْتَبَۃً اِلٰی مَنْ ھُوَ اَدْنٰی۔ فتح الباری: پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۴ میں ہے: ھِیَ اِنْضِمَامُ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی لِیَسْتَعِیْنَ بِہٖ عَلٰی مَا یَرُوْمُہٗ اگرچہ معتبر کتب میں شفاعت کے یہ معنی لکھے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ شفاعت و سفارش اس کا نام ہے کہ کسی صاحب مرتبت علیا کی جناب میں کوئی قرب و اختصاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیاز مندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے مگر امام الوہابیہ کو اب تک شفاعت کے معنی معلوم نہیں ہیں وہ اسی جہل مرکب میں گرفتار ہے کہ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو کہتے ہیں اور شافع کی بات کسی خوف یا اندیشہ کی وجہ سے مانی جاتی ہے چنانچہ اس نے شفاعت کی تینوں قسموں میں اندیشہ اور خوف کو ملحوظ رکھا ہے۔

شفاعت بالوجاہت کی صورت یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کا جی تو چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے کہ اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جائیں اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔ (تقویت الایمان ص ۳۵)

امام الوہابیہ کے نزدیک شفاعت ڈر اور دب کر مانی جاتی ہے یہ تو ان کی عقل ہے مگر دنیا کے عام لوگ بھی اتنا جانتے ہیں کہ دب کر بات ماننا قبول سفارش نہیں بلکہ نامردی و بزدلی اور مجبوری و ناچاری ہے اور دباؤ سے کام نکالنے کی دھمکی اور دھونس کہتے ہیں نہ کہ شفاعت و سفارش۔

صاحب تقویت الایمان نے دوسری قسم شفاعت بالمحبتہ کی یہ صورت لکھی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جائے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کرلی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے جو کہ اس محبوب کے روٹ جانے سے مجھ کو ہوگا۔

(تقویت الایمان ص ۳۶) اس میں بھی قبول شفاعت کا باعث مجبوری اور دباؤ ہی بتایا۔ پہلی صورت میں اراکین سلطنت کا دباؤ بتا دیا تھا۔ دوسری میں محبوب کا اور دباؤ سے مجبور ہو کر کسی بات کا منظور کرنا شفاعت نہیں لہٰذا ان دونوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آئے ان کو شفاعت کہنا اور شفاعت کے یہ معنی لینا بالکل باطل ہے نہ یہ معنی لغت میں ہیں نہ شرع میں نہ عرف میں یہ امام الوہابیہ کا فریب اور دھوکہ ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرنے کے لئے ایسے معنی گھڑتا ہے۔

وجاہت و محبت دونوں ذریعہ قرب و شفاعت کا ہیں آیات و احادیث سے شفاعت بالوجاہت بھی ثابت ہوئی اور بالمحبۃ بھی چنانچہ اس کا بیان اوپر گزر چکا۔ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرمایا وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک تو وجاہت میں دباؤ ہوتا ہے تو اس کے طور پر تو معاذ اللہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دباؤ کا بیان ہوا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

مولوی اشرف علی اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت کے فوائد میں لکھتے ہیں۔ دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ وہ پیغمبر ہو کر آئے۔ شریعت لائے بیمار کو اچھا کرتے مردے کو جلاتے آخرت میں یہ وجاہت ہوگی کہ جس کے لئے اذن ہوگا اس کی شفاعت کریں گے وہ قبول ہوگی جس طرح کہ شفاعت اور اولوالعزم پیغمبروں کی بھی جو ان کے بھائی ہیں منظور ٹھہرے گی (ترجمہ مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطابع ص ۶) یہاں مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت قرآن شریف سے ثابت بتائی اور مولوی اسمٰعیل نے تقویت الایمان



صفحہ ۳۵ میں اس کی نسبت یہ لکھا اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی شفاعت قبول کی اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے۔

اب تقویت الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی اصلی مشرک ہوئے اور جتنے وہابی مولوی اشرف علی کے معتقد ہیں اور ترجمہ کو مانتے ہیں وہ بھی سب اصلی مشرک ہوئے مولوی اسمٰعیل نے تیسری شفاعت بالاذن کی یہ صورت لکھی ہے۔ اس (یعنی گناہگار کا) یہ حال دیکھ کر کہ اس نے اتفاقیہ گناہ کیا تھا عادی نہیں ہے گناہ پر شرمندہ قصور کا معترف ہے شفاعت کا بھی معتقد نہیں ہے کسی کی پناہ نہیں ڈھونڈتا) بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے (پالیسی کے ساتھ) اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر (تقویت الایمان صفحہ ۳۷) اس صورت میں بھی قبول شفاعت کا باعث خوف آئین و اندیشہ قانون ہی بتایا کہ شفاعت صرف اس اندیشہ نے کرائی کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے قانون کی قدر نہ گھٹ جائے۔

اس گمراہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کو قانون کی قدر گھٹنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور وہ اس سے خائف ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے اس گمراہ فرقہ کا ایمان اور پھر شفاعت مانی تو اس طرح کہ خدا بخشنا تو خود چاہتا ہے گنہگار کی حالت دیکھ کر اس کے دل میں ترس آگیا ہے مگر آئین کا نام کر کے بخش دیتا ہے یعنی مجبور ہے پالیسی اختیار کرتا ہے وہابیوں کی طرح ان کے خدا کا بھی ظاہر و باطن یکساں نہیں شافع پر مفت کرم داشتن بے فائدہ احسان رکھتا ہے ما قدروا اللہ حق قدرہ۔

اب وہابیہ سے پوچھئے یہ شفاعت ہوئی یا تقیہ اور پالیسی غرض ان تینوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آتے آؤ جب صاحب تقویت الایمان کے نزدیک اس کی گھڑی ہوئی شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبتہ ممکن نہیں اور ان قسموں کی شفاعت کا ماننے والا مشرک ہے۔ صرف اس لئے کہ اس میں دباؤ پایا جاتا ہے تو اسمٰعیل کی فرض کی ہوئی شفاعت بالاذن کیسے ممکن ہوئی خوف اور اندیشہ تو اس میں بھی لگا ہوا ہے۔ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ تقویت الایمان والے نے شان الٰہی میں ایسی ناقص تشبیہ دی جس سے حضرت قدوس قدیر عزاسمہ پر عجز و خوف کا دھبہ لگتا ہے۔ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ۔

تقویت الایمان کا یہ قول بھی باطل و خلاف شرع ہے کہ شفاعت کسی قرابت یا آشنائی کی وجہ سے نہیں ہوتی قرابت تو قرابت وہاں تو ادنیٰ ادنیٰ تعلق بھی ظاہر کئے جائیں گے اور کام آئیں گے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے: تُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَیَمُرُّبِهِمِ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ یَا فُلَانُ اَمَّا تَعْرِفُنِیَ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوۃ شریف ۴۹۴ باب الحوض والشفاعۃ)

یعنی دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے پھر ان پر ایک جنتی گزرے گا۔ اس سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا پس وہ بہشتی اس کی شفاعت کر کے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

ازینجا معلوم می شود کہ فاسقاں و گناہگاراں اگر خدمتے و امدادے باہل طاعت و تقوی در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آں بیابند و بامداد شفاعت ایشاں در بہشت در آیند۔

اب دیکھئے کہ پانی پلانا بھی کام آئے گا اور اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے گا۔ چہ جائیکہ قرابت و آشنائی۔ تقویت الایمان والے نے صریح حدیث کی مخالفت کی یہ تو اس کا شیوہ ہی ہے ایک ستم یہ کیا کہ اس نے شفاعت کرنے والوں کو چور اور چوروں کا تھانگی کہا چنانچہ



لکھتا ہے۔ امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی۔ جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۳۷) اس بدتمیزی کی کچھ انتہا ہے قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے چور کی شفاعت کرنے والے کو چور اور چور کا تھانگی نہ خدا نے فرمایا نہ رسول نے۔ بدنصیب نے مسئلہ دل سے گھڑ دیا۔ یہ ہے بدعت سیئہ اور احداث فی الدین۔ تقویت الایمان پر ایمان رکھنے والے وہابی یاد رکھیں کہ کوئی رشتہ دار کسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کے مقدمہ کی پیروی اور سفارش نہ کریں ورنہ خود اس جرم میں پکڑے جائیں گے۔ چور کی سفارش کی تو چور ہو جائیں گے وہابی کچھ بھی ہو جائیں ہماری بلا سے دیکھنا یہ ہے کہ یہ کلمہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث سے ابھی معلوم ہو چکا کہ مقبولین بارگاہ ادنیٰ تعلق سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ طبرانی و دارقطنی کی حدیث یہ ہے: اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ مِنْ اُمَّتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَب الحدیث (صواعق محرقہ ص ۹۵) حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے اپنی امت میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اقارب کی۔

اندھے وہابیوں کو دکھاؤ کہ حضور علاقہ قرابت شفاعت فرما رہے ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے گستاخ بے ادب چور اور چوروں کا تھانگی کس کو کہتا ہے خاک بدہن ناپاکش ایسی گستاخی و بیباکی تمام انبیاء و مرسلین و جملہ مقربین کی جناب میں کفر نہیں تو کیا۔ وہابیہ کا ایمان ہے خذلہم اللہ تعالیٰ۔

اسی سلسلہ میں تقویت الایمان والے نے مشکوۃ شریف کی ایک حدیث لکھی کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنے اہل قرابت کو جمع فرمایا حتی کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ یَافَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِیْنِیْ مَاشِئْتِ مِنْ مَالِیْ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ اور اس کا یہ ترجمہ لکھا۔ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ (تقویت الایمان ص

۴۲) اور اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی۔ (تفویت الایمان ص ۴۲)

انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا فریب کاری ہے حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو علاوہ بریں بکثرت آیات اور احادیث صحیحہ اثبات شفاعت میں پیش کی گئیں ان سب سے اندھا بن جانا اور اس حدیث کو پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا بے دینی ہے اور لَا اُغْنِیْ مِنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا کا یہ ترجمہ کہ نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ جو صاحب تفویت الایمان نے کیا ہے بالکل غلط ترجمہ اور احادیث کے خلاف ہے ابھی ہم طبرانی و دار قطنی کی حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی یہ تو حضور کے اہل قرابت ہیں ہم صفحہ میں بخاری کی حدیث نقل کر چکے کہ حضور ہر ایماندار کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیں گے اور ایک ایماندار کو بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے باوجود اس کے یہ لکھ دینا کہ حضور خاتون جنت کے بھی کام نہ آئیں گے اور حضور کی طرف اس کو نسبت افتراء اور بکثرت احادیث صحیح کی مخالفت ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی صواعق محرقہ صفحہ ۹۲ میں ایک حدیث صحیح نقل فرماتے ہیں: صَحَّ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوة وَالسَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ اَنَّ رَحْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَعُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَلٰى وَاللّٰهِ اَنَّ رَحْمِیْ مَوْصُوْلَةٌ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنِّیْ اَيُّهَا النَّاسُ فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ حضور سید عالم ﷺ نے بر سر منبر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ روز قیامت رسول اللہ ﷺ کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی ہاں خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں موصولہ ہے اور میں اے لوگو حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ اس حدیث کے الفاظ خاص تفویت الایمان کے اس قول کا رد صریح و بلیغ ہیں ایک تو وہ لوگ تھے جن کا حضور نے قسم کھا کر رد فرمایا مگر بہت بد تر یہ وہابی ہے جو حضور کی قسم کے بعد پھر وہی بکواس کرتا ہے۔ اسی صواعق محرقہ کے اسی صفحہ میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث لائے ہیں۔ كُلُّ سَبَبٍ



وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا خَلَا سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ روز قیامت تمام قرابتی و نسبتی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے قرابتی و نسبی رشتوں کے باوجود ان احادیث کے صاحب تفویت الایمان کا یہ قول حضور خاتون جنت تک کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے کس قدر بیباکی و ناحق کوشی ہے۔ امام ابن حجر نے اسی صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ میں تمام و بزار و طبرانی و ابو نعیم سے حدیث روایت کی: اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔ یعنی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا فاطمہ صاحب عفت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت تک کو آتش دوزخ پر حرام کر دیا وہابیہ سے پوچھو اب بھی کچھ خبر ہوئی حضور ﷺ کیسے کام آئے اب یہ بھی دیکھئے کہ صاحب تفویت الایمان نے جو حدیث لکھی ہے محدثین اس کے معنی کیا بتاتے ہیں امام ابن حجر صواعق محرقہ صفحہ ۹۴ میں لکھتے ہیں:

وَجْهُ عَدَمِ الْمُنَافَاةِ كَمَا قَالَهُ الْمُحِبُّ الطِّبْرِیُّ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْلِكُ لِاَحَدٍ شَيْئًا لَا نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَلٰكِنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُمْلِكُهٗ نَفْعَ اَقَارِبِهٖ بَلْ وَجَمِيْعِ اُمَّتِهٖ بِالشَّفَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ فَهُوَ لَا يَمْلِكُ اِلَّا مَا يُمْلِكُهٗ مَوْلَاهُ كَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحْمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا وَكَذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اَیْ بِمُجَرَّدِ نَفْسِیْ مِنْ غَيْرِ مَا يُكْرِمُنِیْ بِهِ اللّٰهُ مِنْ نَحْوِ شَفَاعَةٍ اَوْ مَغْفِرَةٍ وَخَاطَبَهُمْ بِذٰلِكَ رِعَايَةً لِمَقَامِ التَّخْوِيْفِ وَالْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ وَالْحِرْصِ اَنْ يَكُوْنُوْا اَوْلَى النَّاسِ حَظًّا فِیْ تَقْوَى اللّٰهِ وَخَشْيَتِهٖ ثُمَّ اَوْمَا اِلٰى حَقِّ رَحْمَتِهٖ اِشَارَةً اِلٰى اِدْخَالِ نَوْعِ طَمَانِيَّةٍ عَلَيْهِمْ وَقِيْلَ هٰذَا قَبْلَ عِلْمِهٖ بِاَنَّ الْاِنْتِسَابَ اِلَيْهِ يَنْفَعُ وَبِاَنَّهٗ يَشْفَعُ فِیْ اِدْخَالِ قَوْمٍ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَرَفْعِ دَرَجَاتِ الْاٰخَرِيْنَ وَاِخْرَاجِ قَوْمٍ مِنَ النَّارِ یعنی حدیث لا اَمْلِكُ لَكُمْ وَ اَمْثَالِهٖ۔

اور حدیث شفاعت میں کوئی منافات نہیں اس کی وجہ جیسی کہ محب طبری وغیرہ اجلہ علماء نے فرمائی یہ ہے کہ حضور ﷺ خود کسی کے لئے کسی شے کے مالک نہیں نہ نفع

کے نہ ضرر کے لیکن اللہ عزو جل آپ کو آپ کے اقارب بلکہ تمام امت کے نفع کا مالک بنائے گا۔ شفاعت عامہ و خاصہ کے ساتھ تو آپ مالک ہوں گے مگر اپنے مولیٰ کے مالک بنانے سے جیسا کہ حضور نے اپنے غَیْرِ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح آپ کا یہ ارشاد لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا بغیر اس کے اللہ تعالیٰ مجھ پر یہ اکرام فرمائے اور شفاعت و مغفرت وغیرہ کرامت کرے حضور ﷺ نے یہ مخاطبوں سے اس لئے فرمایا کہ آپ کو مقام تخویف کی رعایت اور عمل پر ترغیب منظور تھی اور یہ خواہش تھی کہ اہل بیت و اقارب تقویٰ و خشیت الٰہی میں اوروں سے اعلیٰ و اولیٰ ہوں پھر حق رحم کی طرف اشارہ فرما کر ان کے دلوں کو اطمینان بھی بخشا۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حضور نے پہلے فرمایا تھا اس کے بعد حضور کو اس کا علم دیا گیا کہ آپ کے ساتھ نسبت رکھنا آخرت میں نافع ہو گا اور یہ کہ آپ مقبول الشفاعہ ہیں ایک گروہ کو اپنی شفاعت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل کریں گے ایک کے درجے بلند کرائیں گے ایک قوم کو دوزخ سے نکالیں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف جلد رابع صفحہ ۲۹۴ میں فرماتے ہیں: ما لکم نیستم مر شمارا از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او امر او قدرت تصرف و دخل دران نباشد۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ نفی اختیار ذاتی کی ہے نہ کی عطائی کی۔ اس سے چند سطر بعد حضرت شیخ نے فرمایا: وایں غایت تخویف و انذار و مبالغہ دراں ست والا فضل بعضے ازیں مذکورین و در آمدن ایشان بہشت را و شفاعت آن سرور عصاۃ امت را چہ جائے اقربا و خویشاں دے با حادیث صحیح ثابت شدہ است۔ حضرت خاتون جنت پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ چنانچہ یہ مضمون طبرانی کی حدیث میں بھی مذکور ہے جو بحوالہ صواعق محرقہ نقل کی گئی اور وہابیہ کی مستند و معتمد کتاب مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف جلد ۴ صفحہ ۳۰۹



میں لکھا ہے کہ فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی ان پر حرام ہوئی۔ تو ان کو آتش دوزخ کے خوف لانے کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ گناہگار امت کو خوف دلانا منظور ہے مظاہر الحق کے اسی صفحہ میں لکھا ہے اور اس حدیث میں نہایت ڈر دلانا اور مبالغہ ہے۔ والا فضیلت ان مذکورین سے اور داخل ہونا ان کا بہشت میں اور شفاعت آں سرور کی گنہگاران امت کے لئے چہ جائے اقرباء حضرت کے لئے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ حدیث لَا اُغْنِی عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًاء کو انکار شفاعت کی دلیل بتانا باطل اور احادیث و شروح احادیث کے خلاف ہے۔

## تفویت الایمان کی بد عقید گیوں گستاخیوں گمراہیوں کے چند نمونے

### شان الٰہی میں وہابیہ کے ناپاک عقیدے

(۱) تفویت الایمان صفحہ ۲۳ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم لازم و ضروری تو ہے نہیں بلکہ ممکن و اختیاری ہے چاہے دریافت کر لے چاہے جاہل رہے۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۵۸ میں ہے: یَکْفُرُ اِذَا[۱] وَصَفَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِمَا لَا یَلِیْقُ بِہٖ اَوْ نَسَبَہٗ اِلَی الْجَھْلِ اَوِ الْعَجْزِ اَوِ النَّقْصِ اھ مختصرا

---

۱۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اس کو عجز یا جہل یا نقص کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

(۲) تفویت الایمان کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کو غیب کا علم ابھی تک تو ہے نہیں ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا یہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ لَوْ قَالَ [۱] علم خدائے قدیم نیست یکفر اہ ملخصا۔

(۳) علم الٰہی کا عطائی ہونا تفویت الایمان صفحہ ۱۰ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم اوروں کیلئے ماننا جب ہی شرک ہوگا جبکہ خدا کا علم بھی کسی کا دیا ہوا مانا جائے۔ چنانچہ اسی تفویت میں اس سے چند سطر اوپر اشراک فی العلم کے معنی میں لکھا ہے۔ یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اسکا کوئی کمال غیر سے حاصل کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

(۴) قدرت الٰہی کو عطائی ٹھہرانا۔ تفویت الایمان ص ۱۱' خواہ یوں سمجھئے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھئے کہ اللہ نے اس کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ خدا کی عطا کی ہوئی قدرت ماننے سے شرک ثابت ہونے کے یہ معنی ہیں کہ معاذ اللہ اس کی قدرت بھی کسی کی دی ہوئی ہے یہ عقیدہ کفر ہے کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کے علم و قدرت کا حادث اور مکتسب من الغیر ہونا لازم ہوتا ہے۔ فقہ اکبر صفحہ اول میں ہے: مَنْ [۲] قَالَ اَنَّھَا مَخْلُوْقَةٌ اَوْمُحْدَثَةٌ اَوْ وَقَفَ فِیْھَا اَوْشَكَّ فَھُوَ کَافِرٌ بِاللّٰهِ تَعَالٰی نیز اسی میں فرمایا۔ یَعْلَمُ لاَ کَعِلْمِنَا وَیَقْدِرُ لاَ کَقُدْرَتِنَا یعنی اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی ذات ہمارے علم و قدرت کی طرح نہیں۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۳ میں اس کے تحت فرماتے ہیں:

[۱] جو کہے کہ خدا کا علم قدیم نہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

[۲] جو صفات الٰہی کو حادث و مخلوق بتائے یا اس میں توقف و شک کرے وہ کافر ہے۔



لِاَنَّ قَدِرَتَهٗ تعالٰی قَدِیْمَةٌ لَابآلَةٍ وَلاَ بِمُشَارَکَةٍ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ وَنَحْنُ لاَنَقْدِرُ اِلاَّ عَلٰی بَعْضِ الْاَشْیَاءِ بِالْاِقْدَارِ ذٰلِكَ الْمِقْدَارُ اَیْضًا بِالْاٰلات وَالْاَعْوَانِ وَالْاَنْصَارِ۔

(۵) اللہ تعالیٰ کو مکار بتانا معاذ اللہ۔ تفویت الایمان صفحہ ۵۲ سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے کیا نابکار نے گستاخی کی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی بے ادبی کی جرات نہ کرے گا۔ یہ ہے بے دین کا ایمان اور یہ گستاخیاں دیکھتے ہوئے بھی دل کے اندھے اسی کا اتباع کئے جاتے ہیں اور اس کی طرفداری میں اپنا دین برباد کرتے ہیں۔ شان الٰہی میں ایسے کھلے ناقص کلمہ کو دیکھ کر ان کا دل بیزار نہیں ہوتا [۲]۔ لَاحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ۔

(٦) خدا کو قانون کی بے قدری کا خوف (معاذ اللہ) تفویت الایمان صفحہ ۷۳' بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے تو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس پر چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے (الی ان قال) سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ دیکھئے کیسی کھلی بے ایمانی ہے اللہ تعالیٰ پر ترس آنا قانون کی بے قدری سے ڈرنا۔ ظاہری دکھاوے کے لئے سفارش کا نام کرنا

[۲] آیہ وَ مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وغیرہا سے وہابیہ اس لفظ کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اردو میں مکر قبیح معنی ہی میں مستعمل ہوتا ہے کسی اچھے معنی میں نہیں بولا جاتا بخلاف عربی کے کہ اس میں اس کے دو معنی ہیں ایک اچھے ایک برے۔ مفردات راغب صفحہ ۸۷ میں ہے: وذلک ضربان مکر محمود و ذلک ان یتحری فذلک فعل جمیل و علی ذلک قال واللہ خیر الماکرین ومذموم وھوان یتحری بہ فعل قبیح علاوہ بریں لفظ مکر کو مفسرین نے متشابہات میں سے قرار دیا ہے تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ٦٨٨ میں ہے المکر فی حقہ من المتشابہات و متہائے جواز اطلاق کی دلیل قرار دینا باطل ہے قال اللہ تعالی واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابھم منہ ابتغاء الفتنہ الخ منہ مد ظلہ العالی۔

کیسے کیسے عیوب لگائے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا حضرت قدیر قدوس جل شانہ کو بھی بے دینوں نے اپنے اوپر قیاس کیا کہ وہ ایک مجبور انسان کی طرح ترس کھاتا ہے۔ قانون کی بے قدری سے ڈرتا ہے ظاہر داری کے لئے دوسرے کا نام کر دیتا ہے۔ معاذ اللہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۲ میں ہے۔ اِنَّهٗ[1] لَيْسَ كَالْاَشْيَاءِ الْمَخْلُوْقِهِ ذَاتًا وَصِفَةً كَمَا يُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔

خدا کے لئے مورچھل اور شامیانہ دیکھو تقویت الایمان صفحہ ۱۲، ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے الی ان قال اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اور شرک کی تعریف تقویت الایمان صفحہ ۸ میں یہ لکھی:

جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی۔

کیا وہابیہ نے اپنے خدا کے لئے کوئی قبر تجویز کرلی ہے جس کو بوسہ دینا اور اس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس نے اپنے لئے خاص کیا ہو اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا ہو۔ وہ خدا کسی مجسم کو مانتے ہیں جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے اور یہ نشان بندگی وہابیہ کس تیرتھ میں جاکر ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے وہابیہ کی نظر میں خدا کی عظمت و شان لا حول ولا قوہ الا باللہ کیوں وہابیو اس کو بھی کفر نہ کہو گے یہی تمہارا ایمان ہے۔

(۸) خدا کا شریک ٹھہرانے سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان تقویت الایمان صفحہ ۵۹ میں مشکوۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ مَنْ اَتٰى عَرَافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَا يَقْبَلُ لَهٗ صَلَاةَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اس سے قطع نظر کی حدیث کے لفظ بدل ڈالے لَمْ یقبل کما لا یقبل کر دیا اربعین لیلہ کا اربعین یوما[1] بنا دیا۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ

[1] یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ذات و صفات میں مخلوقات کے مثل نہیں یہ مضمون قرآن پاک کی اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے لیس کمثلہ شئی اس کی مثل کوئی شے نہیں۔



حدیث وارد ہوئی تھی کاہن و منجم کے حق میں مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ میں ہے: اَلْعَرَافُ هُنَا الْمُنَجِّمُ اَوِ الْحَازِیُّ الَّذِیْ یَدَّعِیْ عِلْمَ الْغَیْبِ وَهُوَ قِسْمُ الْكُهَّانِ۔ یعنی عراف سے یہاں وہ نجومی و کاہن مراد ہے جو علم غیب کا دعوی کرتا ہو خود صاحب مشکوۃ اس حدیث کو باب الکہانۃ میں لائے باوجود اس کے تقویت الایمان والے نے اصحاب کشف و استخارہ کو بھی اس میں داخل کر دیا چنانچہ صفحہ ۶۰ پر لکھا اور کشف و استخارہ کا بیان ہم صفحہ ۲۴۶ میں لکھ آئے ہیں۔

استخارہ مسنون ہے اور کشف اہل اللہ کے لئے احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں خطبہ فرماتے ہوئے نہاوند میں اپنے لشکر کا حال ملاحظہ فرمایا اور اثنائے خطبہ میں یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ فرما کر مدد فرمائی (رواہ ابن عمر۔ مشکوۃ شریف باب الکرامات صفحہ ۵۴۶) اس حدیث کے حاشیہ میں مرقاۃ سے منقول ہے۔ وَفِیْهِ اَنْوَاعٌ مِنَ الْكَرَامَةِ لَهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَشْفُ الْمَعْرَكَةِ وَاِيْصَالُ صَوْتِهٖ وَسِمَاعُ كُلٍّ مِنْهُمْ بَصِيْحَةِ وَفَتْحُهُمْ وَنُصْرَتُهُمْ بِبَرْكَتِهٖ یعنی اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو معرکہ کے حال کا کشف دوسرے وہاں تک آواز پہنچا دینا تیسرے ہر ایک کا وہ آواز سن لینا چوتھے آپ کی برکت سے لشکر اسلام کا فتحیات ہونا اس کے علاوہ بکثرت احادیث سے اہل اللہ کے لئے کشف ثابت ہے بد نصیب نے اہل اللہ کو مشرک بنا ڈالا کہ تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے۔

یعنی جو کوئی غیب کی بات بتانے کا دعوی رکھتا ہے اس کے پاس جو کوئی جاکر پوچھے تو اس کی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی کیونکہ اس نے شرک کی بات کی۔ اہل اللہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ) چونکہ لیلہ کا لفظ محتمل تھا کہ مراد نماز تہجد ہو جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے شرح میں فرمایا ویحتمل کہ مراد نماز شب دارند کہ نماز تہجد ست (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۲۴) اس لئے بجائے لیلہ کے یوما بنا دیا تاکہ یہ احتمال نہ رہے اور نماز پنجگانہ پر حدیث حمل کی جاسکے۔

مشرک بنانا تو اس شخص کی عادت ہی ہے یہاں دکھانا یہ مقصود ہے کہ شرک قرار دیتے ہوئے اس کی سزا صرف چالیس روز کی عبادت کا نامقبول ہونا۔ وہ بھی اتنا کہ فرض ادا بھی ہو جائے جیسا کہ مجمع البحار میں ہے: وَعَدَمُ قُبُوْلِ صَلٰوتِهٖ عِبَارَةٌ عَنْ عَدَمِ الثَّوَابِ لَا عَنْ وُجُوْبِ الْقَضَاءِ تو اس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا صرف یہ مرتبہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے سے فقط چالیس روز کی نمازیں بے نور ہو جاتی ہیں۔ قضا تک لازم نہیں آتی یہ ہے وہابیہ کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

## قرآن پاک کے متعلق وہابیہ کا عقیدہ

تفویت الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے پر بھی حملہ کر دیا۔ انبیاء و اولیاء کی عداوت اس قدر دل میں ہے کہ کتاب اللہ کی عظمت کا بھی لحاظ نہ رہا۔ انبیاء کی شان میں لکھا ہے۔

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کرسکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے (تفویت الایمان صفحہ ۳۴) جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ وہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں کلام سمجھ نہیں سکتے۔ دوبارہ دریافت نہیں کرسکتے۔ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر آمنا صدقنا کر لیتے ہیں۔ یہ باہمی مشورہ ہوا کلام الٰہی نہ ہوا کیونکہ کلام الٰہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں دوبارہ دریافت نہ کیا[1] لا حول ولا قوہ الا باللہ یہ ہے بے دینوں کا ایمان اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الٰہی پر کیسے حملے کریں۔ یہ ستم کہ ظالم نے یہ مضمون ایک آیت کے تحت میں لکھا جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ

---

[1] وہابی جو تفویت الایمان پر ایمان رکھتے ہیں وہ کس منہ سے قرآن پاک کو کلام الٰہی کہیں گے۔



مضمون آیت ہی میں آیا ہے یہ طرفہ فریب کاری ہے نہ آیت میں انبیاء و اولیاء کی طرف اس مضمون کی نسبت نہ کہیں بے حواس ہونے کا ذکر نہ دوبارہ دریافت کرنے سے قاصر ہونے کا بیان یہ سب باتیں صاحب تفویت الایمان نے دل سے تراشیں۔

## ایمان کے متعلق وہابیہ کے اعتقاد

وہابیہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے اس کے دو جزو ہیں توحید اور اتباع سنت یعنی عمل داخل ایمان ہے۔ تفویت الایمان میں لکھا ہے ایمان کے دو جزو ہیں خدا کو جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا۔ اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے [2]۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔ اس عبارت میں ایمان کی دو جز و بتائے توحید اور اتباع سنت اور ان دونوں کو ایک درجہ میں رکھا۔ اتباع سنت عمل کے قبیل سے ہے اس کو بھی توحید کی طرح داخل ایمان کیا اور شرک و بدعت کو ایک درجہ میں رکھا کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان میں خلل آتا ہے اسی طرح بدعت سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے اور بکثرت آیات[1] قرانیہ

---

[2] نہ صحابہ کی نہ تابعین کی نہ آئمہ کی نہ مجتہدین کی نہ مومنین صالحین کی اس سے تو صحابہ کا اتباع بھی بدعت ہوا اور بدعت قرون ثلثہ میں جا پہنچی۔

[1] نیز تفویت الایمان ص۵ میں پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارنا ان سے مرادیں مانگنا، منتیں ماننا نذر و نیاز کرنا عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک بتایا باوجودیکہ یہ تمام اعمال کے قبیل سے ہیں اور طرفہ یہ کہ اعتقاد و اقرار کا بالکل اعتبار نہ کیا چنانچہ ص ۶ میں لکھا کہ وہ عقیدہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ اور اسی کا مخلوق سمجھتے ہیں اس کو خرافات کہا اور اس اعتقاد کے صرف عمل پر مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب تفویت الایمان کے نزدیک عمل

کے خلاف ہے۔ شرح عقائد مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ ۷۰ میں ہے: اَلْکَبِیْرَةُ لَاتُخْرِجُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْاِیْمَانِ لِبَقَاءِ التَّصْدِیْقَ الَّذِیْ هُوَ حَقِیْقَةُ الْاِیْمَانِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ حَیْثُ زَعْمُوْا اَنَّ مُرْتَکِبَ الْکَبِیْرَةِ لَیْسَ بِمُؤْمِنٍ وَلَا کَافِرٍ هٰذَا هُوَا لْمَنْزَلَةُ بَیْنَ الْمَنْزِلَتَیْنِ بِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْاَعْمَالَ عِنْدَهُمْ جُزْءٌ مِنْ حَقِیْقَةِ الْاِیْمَانِ وَلَا تُدْخِلُهٗ اَیِ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ فِی الْکُفْرِ خِلَافًا لِلْخَوَارِجِ فَاِنَّهُمْ ذَهَبُوْ اِلٰی اَنَّ مُرْتَکِبَ الْکَبِیْرَةِ بَلِ الصَّغِیْرَةِ اَیْضًا کَافِرٌ۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۷ میں ہے: تَرْکُ الطَّاعَاتِ بِالْکُلِّیَةِ وَ اِرْتِکَابُ السَّیِّئَاتِ بَاسْرِهَا لَا یُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ عَنِ الْاِیْمَانِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِخِلَافِ الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ۔ اب ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جز نہیں اعمال کو ایمان کا جزو قرار دینا خوارج اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ جمہور کے نزدیک رکن ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار دنیا میں اجرائے احکام کے لئے شرط بعض علماء کے نزدیک ایمان تصدیق و اقرار کا نام ہے مگر اقرار محتمل السقوط ہے جیسا کہ حالت بکم واکراہ میں شرح عقائد ص ۷۷ میں ہے: هٰذَا الَّذِیْ ذَکَرَهٗ مِنْ اَنَّ الْاِیْمَانَ هُوَ التَّصْدِیْقُ وَالْاِقْرَارُ مَذْهَبُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ اِخْتِیَارُ الشَّمْسِ الْاَئِمَّةِ وَ فَخْرِ الْاِسْلَامِ وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الْمُحَقِّقِیْنَ اِلٰی اَنَّهٗ هُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ وَاِنَّمَا الْاِقْرَارُ شَرْطُ اِجْرَاءِ الْاَحْکَامِ فِی الدُّنْیَا لِمَا اَنَّ التَّصْدِیْقَ بِالْقَلْبِ اَمْرٌ بَاطِنٌ لَا بُدَّلَهٗ مِنْ عَلَامَةٍ فَمَنْ صَدَّقَ بِقَلْبِهٖ وَلَمْ یُقِرَّ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ عِنْدَاللّٰهِ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ مُؤْمِنًا فِیْ اِحْکَامِ الدُّنْیَا۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ایمان کے دو جزو کہیں قرآن و حدیث میں تو آئے نہیں خدا اور رسول ﷺ نے بتائے نہیں تو بقول صاحب تفویت الایمان کے بدعت اور اصل ایمان میں خلل ڈالنے والے ہوئے۔ وہابیو سنبھالو تو اپنے پیشوا کا ایمان۔

وہابیہ کے نزدیک ایمان صرف خدا کو جاننے اور رسول کو رسول [2] سمجھنے کا نام ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ) حقیقت ایمان میں داخل ہے یہ خارجیوں کا مذہب ہے نہ اہل سنت کا۔

[2] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



پس یہی ان کے نزدیک ایمان [1] کی حقیقت ہے نہ اعتقاد کی ضرورت نہ اقرار کی حاجت ایسا ایمان تو یہود و نصاری بھی رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان قرار نہ دیا۔ سورۂ انعام میں فرمایا: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ یہ اہل کتاب اس نبی (ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہ اعلم علماء یہود سے تھے جب مشرف باسلام ہوئے اس آیہ کریمہ کو سن کر عرض کیا یارسول اللہ واللہ ہم حضور کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پہچانتے تھے۔ بیٹے میں احتمال ہے شاید عورت نے خیانت کی ہو اور حضور کی رسالت میں کوئی شک نہ تھا۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے: جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ۔ جان بوجھ کر مکرے اور دلوں میں خوب یقین تھا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَقَدْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ مَا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔ اور بیشک اس نبیؐ کے ظہور سے قبل لڑائیوں میں ان کے صدقہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے کہ الٰہی اس نبی آخر الزمان کا صدقہ ہمیں ان پر فتح دے پھر جب وہ جانا پہچانا نبی تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت ان کافروں پر ان آیات سے ثابت ہے کہ خدا کو اور رسول کو جاننا صرف اتنا ہی ایمان نہیں جانتے تو یہود و نصاری بھی تھے مگر قرآن کریم کی متعدد آیات میں باوجود اس کے

[1] چنانچہ تفویت الایمان ص ۴ میں ہے ایمان کی دو جزو ہیں خدا کو جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا سمجھنے پر ہی دار و مدار ہے اور سمجھنا یہیں ختم ہوگیا۔ اب قرآن شریف ملائکہ جنت نار حشرباقی انبیاء و مرسلین کتب سابقہ وغیرہ کسی کو کچھ سمجھے یا نہ سمجھے وہابیہ کے نزدیک مومن ہوچکا ظالم کو آمنت باللہ بھی یاد نہ تھی یا اس کو بھی نہ مانتا ہو جیسا کہ اس نے تفویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے صفحہ ۸ میں لکھا کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے اور بھی کئی جگہ یہ مضمون لکھا تو قرآن ملائکہ جنت و دوزخ حشر و نشر و کتب سابقہ و انبیاء سابقین کے ماننے کا تو انکار کر ہی دیا ساتھ ہی محبوب خدا محمد مصطفی ﷺ کے ماننے کا بھی انکار کر دیا حضور بھی اللہ کے سوا میں داخل ہیں تو اب حضور کا ماننا کس طرح داخل ایمان ہو سکتا ہے۔ یہ عجیب طرح کا ایمان ہے کہ جس کا ماننا اس میں داخل ہو اسی کا ماننا خبط بھی بتایا جائے۔

انہیں کافر فرمایا۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان اللہ کی پناہ۔

(۳) وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا۔ تقویت الایمان صفحہ ۵۰ حدیث مشکوۃ کے ترجمہ میں لکھا۔

پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ پھر اس کے فائدہ میں لکھا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مرجاویں گے۔ اس کے بعد اسی صفحہ میں لکھا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی ایماندار اتنا بھی نہ رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان سب بے ایمان ہی رہ گئے اس میں وہ خود بھی داخل ہے اور اس کے تمام ماننے والے بھی سارے وہابی تقویت الایمان کے اس حکم سے کافر بت پرست ہوئے اس قول پر دو وجہ سے کفر لازم ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اپنے کفر کا اقرار کفر ہے۔ فتاوی عالمگیری طبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ صفحہ ۲۷۹ میں ہے: مُسْلِمٌ قَالَ اَنَا مُلْحِدٌ یَکْفُرُ وَلَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ اَنَّہٗ کُفْرَ لَا یُعْذَرُ بِھٰذَا۔ مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ اقرار کفر ہے تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ تمام امت کو کافر بتانا کفر ہے۔ شفا شریف صفحہ ۳۶۲ میں ہے: نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوْلًا یُتَوَصَّلُ بِہٖ اِلٰی تَضْلِیْلِ الْاُمَّۃِ جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی راہ نکلے اس کے کفر میں شبہہ نہیں۔

فریب کاری یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا تھا کہ ہوا دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آئے گی۔ تقویت الایمان صفحہ ۵۱ میں بھی یہ حدیث نقل کر کے ان لفظوں میں ترجمہ لکھا تھا نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے تو نہ باقی رہے گا کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی۔ مار باوجود اس کے لکھ دیا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ



ہو چل گئی۔ نہ دجال نکلا نہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نازل ہوئے اور ظالم نے اس ہوا کے چل جانے کا اپنی ہی طرف سے حکم لگا کر تمام دنیا کو بے دین قرار دے دیا

## بزرگان دین اولیاء انبیاء ملائکہ اور سید[1] الانبیاء کی نسبت وہابیہ کے اعتقاد اور تقویت الایمان کی گستاخیاں

(۱) تقویت الایمان صفحہ ۸ میں ہے۔ اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ صفحہ ۲۹۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ صفحہ ۲۹۔ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ صفحہ ۲۳' کسی نبی ولی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ تقویت الایمان میں اس طرح کی بہت عبارات ہیں جن میں مقبولان بارگاہ اور مقربین درگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت و پری کو ملا کر ذکر کیا ہے اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر اور بے خبری و نادانی میں یکساں بتایا اور فرق کا انکار کیا ہے اول تو سب کو آپس میں برابر کہنا غلط و باطل اور کذب خالص اور مخالف آیات قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا[1] یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّۃِ دوسری جگہ ارشاد ہے: ھَلْ[2] یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ تقویت الایمان والے کا انبیاء و اولیاء اور جن و شیطان میں فرق نہ ماننا اور سب کو بے خبری و نادانی میں یکساں کہنا ان آیات کی مخالفت ہے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا یَسْتَوِی[3] الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ

---

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

[2] دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں۔ [2] برابر نہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں۔ [3] اندھا اور آنکھوں والا تاریکیاں اور نور اور سایہ اور تیز دھوپ برابر نہیں اور زندہ اور مردے برابر نہیں۔

وَلاَ النُّوْرُ وَلاَ الظِّلُّ وَلاَ الْحَرُوْرُ وَمَا يَسْتَوِىْ الْاَحْيَاءُ وَالْاَمْوَاتُ۔

علاوہ بریں مقبولوں کا مبغوضوں کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا ہی بے ادبی و گستاخی ہے چہ جائیکہ انہیں یکساں بتانا۔ کیا کوئی شخص کہے کہ مخلوق ہونے میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور جن و شیطان بھوت پری میں کچھ فرق نہیں اس بات میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور کتے، سور، بلی، بندر سب یکساں اور برابر ہیں تو کیا یہ مولوی اسمٰعیل کی توہین نہ ہوئی ضرور ہوئی تو یہی کلمے انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں لکھنا یقیناً گستاخی اور اہانت ہے اور انبیاء کی اہانت کفر ہے۔ اعلیٰ کے ساتھ ادنیٰ کو ایک حکم میں شامل کرنا اگرچہ دونوں کو برابر نہ کیا ہو وہ بھی اہانت ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۳ میں ہے۔ وَلَوْ قَالَ بِاللّٰه وَبِتُرَابِ قَدْمِكَ كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ یعنی اگر کسی نے کہا کہ اللہ کی اور تیرے قدموں کی خاک کی قسم تو کافر ہو گیا اس کی علت یہ تحریر فرمائی۔ فِى الْاٰخِرِ مَايُشِيْرُ اِلٰى اِهَانَتِهٖ تَعَالٰى مصنف تفویت الایمان کا مقصد یہ ہے کہ وہ انبیاء اور سید انبیاء ﷺ کی شان میں بے ادبانہ گستاخانہ توہین کے کلمے لکھ کر ان کی عظمت دلوں سے نکالے یہاں تو اس نے ان کا ذکر شیطان اور بھوت و پری کے ساتھ ملا کر کیا اور مذکورۂ بالا پہلی اور چوتھی عبارت میں اولیاء و انبیاء کے لفظ لکھے اور دوسری تیسری عبارت میں سب بندے بڑے کہہ کر ان کو مبارک ہستیوں کی طرف اشارہ کیا آئندہ بھی اس کی ایسی عبارتیں آئیں گی جن میں ایسے کلموں سے انبیاء علیہم السلام یا سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر کرے گا۔

(۲) تفویت الایمان صفحہ ۳۶ کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ سب نیک بد برابر کر دیئے۔ وجاہت خلت محبوبیت اصطفا اجتبا بلکہ نبوت و رسالت تک تمام فضیلتیں کالعدم قرار دے دیں کیا یہ ساری تکریمیں برائے گفتن ہیں اور سب بندے اللہ کے نزدیک یکساں ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ قرآن پاک میں تو محبوبان حق کے لئے فضائل و درجات ثابت کرتا ہے مگر تفویت الایمان والا سب کو برابر بتاتا ہے فرقہ جہمیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور



اسی پر امیر عراق نے جعد بن درہم کو واسط میں علمائے دین کے فتوی سے قتل کیا۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۹ میں فرماتے ہیں: اَنْكَرَ الْجُهْمِيَّةُ[1] حَقِيْقَةَ الْمَحَبَّةِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ زَعْمًا مِنْهُمْ اَنَّ الْمَحَبَّةَ لاَ تَكُوْنُ اِلاَّ لِمُنَاسَبَةٍ بَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ وَاَنَّهُ لاَ مُنَاسَبَةَ بَيْنَ الْقَدِيْمِ وَالْحَادِثِ تُوْجِبُ الْمَحَبَّةَ وَكَانَ اَوَّلُ مَنِ ابْتَدَعَ هٰذَا فِى الْاِسْلاَمِ هُوَ الْجَعْدُبْنُ دِرْهَمٍ فِى اَوَائِلِ الْمَائِةِ الثَّانِيَةِ فَضَحّٰى بِهٖ خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْقَسْرِىُّ اَمِيْرِ الْعِرَاقِ وَالْمَشْرِقِ بِوَاسِطٍ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ضَحُّوا تَقَبَّلَ اللّٰهُ ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهٗ مُضَحٍّ بِالْجَعْدِبْنِ دِرْهَمٍ اَنَّهٗ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَتَّخِذْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً ثُمَّ نَزَلَ فَذَبَحَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ بِفَتْوٰى اَهْلَ زَمَانِهٖ مِنْ عُلَمَاءِ الدِّيْنِ۔ صاحب تفویت الایمان انبیاء و اولیاء کی فضیلتیں مٹانے اور ان کی عظمت گھٹانے کے درپے ہے تمام کتاب ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۷۰: یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہہ دینے میں آ جاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ رسول کہنے میں جو کمالات آ جاتے ہیں وہ یقیناً ہر رسول کے لئے حاصل ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہو گئے۔ ان میں فرق مراتب و درجات[1] نہ رہا یہ **فضلنا بعضهم على**

---

[1] یعنی جہمیہ نے خالق و مخلوق کے درمیان جانبین سے محبت کی حقیقت کا انکار کیا بایں گمان کہ محبت کسی مناسبت سے ہوتی ہے جو محب و محبوب کے درمیان ہوا اور قدیم اور حادث کے درمیان کوئی مناسبت ایسی نہیں جو محبت کا سبب ہو سکے۔ دوسری صدی کے اول میں ایک شخص جعد بن درہم تھا جس نے اول یہ بدعت نکالی اس کو خالد بن عبداللہ قسری امیر عراق و مشرق نے واسط میں عیدالضحیٰ کے روز ذبح کیا۔ اس امیر نے خطبہ میں کہا اے لوگو قربانی کرو۔ اللہ تمہاری قربانی قبول فرمائے۔ میں جعد بن درہم کی قربانی کروں گا جس نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا پھر امیر نے منبر سے اتر کر اپنے زمانہ کے علماء دین کے فتوی سے جعد بن درہم کو قتل کیا۔

[1] اگر تمام کمالات رسول کے کہنے میں آ جاتے ہیں تو جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا قرآن میں کیوں بیان کیا گیا۔ اور حضور کی نعت شریف سے قرآن شریف کیوں مامور ہے۔ کہیں بالمومنین

بعض کی کھلی مخالفت ہے اور حضور کے تمام فضائل و کمالات مخصوصہ جن میں آپ فرد ہیں اور جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں سب کا انکار ہے یہاں تو رسالت کے سوا حضور کے تمام فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ رسالت کی اس نے کیا قدر و منزلت رکھی ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۲۸:۔ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔ صفحہ ۷۵ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں۔ رسالت کی ان نزدیک اتنی حقیقت ہے کہ رسول برے بھلے کاموں سے واقف ہوں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں ایک مولوی کے برابر رہ گئے۔ سارے کمالات کا انکار تو رسالت کی آڑ میں کیا اور رسالت کو اس طرح بے قدر کیا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ علم و عصمت وغیرہ رسالت کے کمالات تو اڑا ہی گیا تھا۔ وحی آنا کتاب اترنا اور لزوم طاعت جس کا آیہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ میں بیان ہے اس سے آنکھ بند کرلی اور حقیقت میں لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتی کہ کھانے پینے پہننے میں انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ دیکھو تفویت الایمان صفحہ ۱۳ اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس پر چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا (اس کے ساتھ اور بہت چیزیں ملا کر کہتا ہے) ان سب باتوں سے شرک ثابت ہے۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ) رؤف رحیم ارشاد ہے کہیں انک لعلی خلق عظیم فرمایا ہے۔ کہیں انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا و منیرا مذکور ہے۔ کہیں رحمۃ للعلمین کہیں ولکن رسول اللہ وخاتم النبین وارد ہے ورفعنا لک ذکرک فرمایا ہے۔ کہیں الم نشرح لک صدرک کہیں انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد لیا جاتا ہے کہیں لتومنن بہ ولتنصرنہ کہیں ولسوف یعطیک ربک فترضی کی منزلت کا بیان ہوتا ہے جو خوبیاں رسول کہنے میں آجائیں تو پھر ان کے بیان کا فائدہ کیا تھا وہابیو کیا تمہیں ان سب کا انکار ہے اپنے ایمان درست کرو۔



اب بدعت کا کیا ذکر ہے۔ اتباع سنت ہی شرک کر دیا جس کو صفحہ ۴ میں داخل ایمان بتایا تھا اب دیکھئے کہ صاحب تفویت الایمان نے رسولوں کے تمام کمالات رسالت میں منحصر کی اور وہ سکھائیں تو ان کی اطاعت شرک کر دی تو اب کمالات رسالت اور رسالت کا ماننا کہاں رہا۔ تمام دین ہی بے دین نے درہم برہم کر ڈالا اس پر بھی صبر نہیں۔ رسالت برائے گفتن بھی گوارا نہیں کرتا انبیاء و محبوبان حق کو عوام کی برابر کہے ڈالتا ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۳۳: کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔[1]

تفویت الایمان صفحہ ۴۷ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تفویت الایمان صفحہ ۶۶ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے غلاموں اور نیاز مندوں کی خدا داد طاقت اور اختیار کا بیان تو ہم بہ تفصیل لکھ چکے ہیں۔ یہ بحث اس کتاب کے صفحہ ۶۱ اور صفحہ ۱۵۶ پر دیکھئے یہاں یہ دکھا منظور ہے کہ تفویت الایمان والا شان انبیاء کے گھٹانے کے کس قدر درپے ہے اور کس بد تمیزی اور گستاخی کے ساتھ ان کی جناب میں زبان درازی کرتا ہے اس نے انبیاء کو عوام کے برابر کر ڈالا۔

تفویت الایمان صفحہ ۶۸: انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء و اولیاء مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے۔ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں

---

[1] طاقت کا حال تو صحیح بخاری شریف میں دیکھو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور میں عرض کرتی ہیں اری ربک یسارع فی ھواك میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش میں جلدی کرتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے: اِذَا اَرَادَ اَمْرًا لا یکون خَلَافُهٗ وَ لَيْسَ لِذَالِكَ الْاَمْرِ فِي الْكَوْنِ صَارِفَ حضور جو چاہتے ہیں اس کے خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا کوئی جہان بھر میں پھیرنے والا نہیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمی صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں:

یہ ہے اجابت حق کو نری دعا کا لحاظ ۔۔۔ قضائے مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار
خدا ترا تو جہان کا ہے واجب الطاعۃ ۔۔۔ جہان کو تجھ سے تجھے اپنے رب سے ہے سروکار

اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ [1] حضور ﷺ کے تمام کمالات بزعم خود مٹا کر برادری جوڑی اور بھائی بندی کا رشتہ گھڑا تاکہ عوام کے قلوب سے حضور کی عظمت بالکل ہی نکال دے۔ یہ حضور کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا اگر کہے تو گستاخ بے ادب سمجھا جائے مگر یہ بے ادب شان رسالت میں بیباکانہ گستاخی کرتا ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے۔ باپ دادا' استاد پیر' آقا' بادشاہ سب اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر صحابہ کرام کا ادب تھا کہ جب حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو پہلے بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ کہتے یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اصحاب کرام بات بات میں جس پر ماں باپ کو قربان کریں اس کو بڑا بھائی بتانا نہایت بے ادبی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ حضور کا تعلق اس طرح بیان فرمایا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ یعنی نبی ﷺ مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور آپ کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں۔ تفسیر مدارک میں ہے: وفی قراہ ابن مسعود النبی اولی بالمومنین من انفسهم وھو اب لھم۔ یعنی نبی کریم مومنین کے ان کے جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور حضور ان کے والد ہیں۔ قرآن پاک تو حضور کو مومنین کی جانوں کا مالک بنائے ان کا والد بتائے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمائے اور وہابی بے ادب حضور کو بھائی ٹھہرائے بعضے گستاخ کہا کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے: انما المومنون اخوہ کہ مومن آپس میں بھائی [2] ہیں۔ تو حضور بھی بھائی ہوئے۔ معاذ اللہ اس جاہل سے پوچھو پھر تو باپ کس کو بتائے گا۔ قرآن کریم نے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمایا اس رشتہ سے مومن بھائی ہوئے چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے: قَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ نَبِیٍّ اَبُوْ اُمَّتِهٖ وَلِذٰلِكَ صَارَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةً لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

[1] یہاں بڑے بھی نہ رہے صرف بھائی ہی رہے۔

[2] ابھی تو رسول اللہ ﷺ ہی کو بھائی بتایا ہے ایسے گستاخوں سے کیا تعجب کہیں اللہ تعالیٰ کو بھائی نہ کہہ گزریں کہ اس کا نام پاک بھی مومن ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)



وَسَلَّمَ اَبُوْهُمْ فِی الدِّیْنِ یعنی مجاہد نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے والد ہوتے ہیں اسی سے مومن آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ حضور ان کے دینی باپ ہیں تو حضور کو بھائی کہنا کس قدر بے ادبی ہے۔ بھائی کو اہانت کفر نہیں ہوتی اور حضور علیہ الصلوۃ کے غلام علماء ان کی بھی اہانت کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۱۱ میں ہے: مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَيْلِمٌ اَوْلِعَلَوِیٍّ عُلَيْوِیٌّ اَیْ بِصِيْغَةِ التَّصْغِيْرِ فِيْهِمَا لِلتَّحْقِيْرِ كَمَا قَيَّدَهٗ بِقَوْلِهٖ قَاصِدًا بِهٖ الْاِسْتِخْفَافَ كفر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بنظر حقارت عالم کو عویلم صیغہ تصغیر کہے کافر ہو جاتا ہے۔ حضور کے امی عالم کا یہ مرتبہ ہے کہ حضور کو بھائی کہنا کتنا ادب سے دور ہے رہی یہ بات کہ حضور ﷺ نے اضعا اپنے آپ کو بھائی فرمایا تو اس کو دلیل بنانا انتہا درجہ کی جہالت [1] ہے تواضع کے کملے تواضع کرنے والے کا تو کمال ہوتے ہیں مگر ان کو لوٹ کر کہہ دینا گستاخی ہوتا ہے علماء مشائخ اپنے آپ کو بندہ ذلیل سگ دنیا کمترین خلایق لکھا کرتے ہیں تو کیا دوسروں کو بھی ان کے شان میں یہ لفظ کہنا درست ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے جن اصحاب سے اَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ فرمایا انہوں نے حضور کو بھائی نہ کہا اور اگر وہ کہتے بھی تو دوسرا کون تھا جو ان کو ہمسری کرتا اور جو با انہیں دربار حبیب میں حاصل ہے اس کا مدعی ہوتا۔ ان میں وہ بھی ہیں۔ جن کی نسبت ارشاد ہوا کہ ان کے عمل تمام امت کے عملوں کے مجموعہ سے زیادہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی۔ پھر ستم یہ کہ تقویت الایمان والے نے حضور کو صرف مومنین ہی کا بھائی نہ کہا بلکہ وہ ظالم یہ کہتا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ انسان میں بھنگی بھی ہیں' چمار بھی' کنجر بھی' کافر بھی۔ مردود نے سب کا بھائی بتا دیا اور عقل کے اندھے تیرہ دروں کی

[1] ایسے تو حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ - اس میں حضرت یونس علیہ الصلوۃ والسلام نے براہ تواضع اپنے آپ کو ظالم فرمایا تو کیا اس سے یہ جائز ہو گیا کہ دوسرے بھی ان کی شان عالی میں یہ لفظ کہیں اور وہابیہ کی طرح یہ عذر کریں کہ یہ تو انہوں نے خود فرمایا ہے ایسا عذر ہرگز کام نہ آئے گا اور انہیں ظالم کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

طرف داری کئے جاتے ہیں۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ اور یہ بتاؤ کہ اسمٰعیل نے یہ کہاں سے کہا قرآن و حدیث میں کہاں آیا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے یہ ہے دین میں احداث اور بدعت ضلالت جس پر وہابی مرتے ہیں۔ وہابیہ نے نبی کا مرتبہ باپ سے بھی کم رکھا استاد اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۴۹۸ میں ہے: قَالَ الزَّنْدُ وَيَسْتَوِي حَقُّ الْعَالِمِ عَلَى الْجَاهِلِ وَحَقُّ الْاُسْتَاذِ عَلَى التِّلْمِيْذِ وَاحِدٌ عَلَى السَّوَاءِ وَهُوَ اَنْ لَايَفْتَحُ الْكَلَامَ قَبْلَهٗ وَلَا يَجْلِسُ مَكَانَهٗ وَاِنْ غَابَ وَلَا يَرُدُّ عَلَيْهِ كَلَامَهٗ وَلَا يَتَقَدَّمُ عَلَيْهِ فِيْ مَشْيِهٖ۔ یعنی عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا شاگرد پر برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ بات اس سے پہلے نہ شروع کرے اس کی غیبت میں بھی اس کی جگہ نہ بیٹھے اس کا کلام اس پر رد نہ کرے چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے یہ تو عالم اور استاد کا ادب ہے انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ تو ان سے بہت بلند و بالا ہے اور پھر سید انبیاء ﷺ کی منزلت ان سے بھی اعلیٰ مخلوق خدا میں کوئی ان کا ہمسر و ہمتا نہیں۔ ترمذی شریف میں بروایت انس وارد ہے اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی روز قیامت میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ فخرا نہیں فرماتا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے: مَا [1] مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمَ وَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ۔ ترمذی میں بروایت ابو ہریرہ وارد ہے: [2] اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامِ غَيْرِيْ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّ [3] اللّٰهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ وَعَلَى الْاَنْبِيَاءِ۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۶)

احادیث سے تو معلوم ہوا کہ حضور کا مرتبہ سارے عالم اور تمام خلق سے اعلیٰ ہے

---

[1] روز قیامت حضرت آدم اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

[2] سب سے اول زمین میرے لئے شق ہو گی اور مجھے جنتی لباس پہنائے جائیں گے اور میں عرش کے داہنی جانب قیام فرما ہوں گا مخلوقات میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس مقام پر قیام کر سکے۔

[3] اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام آسمان والوں اور کل نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی۔



اور بارگاہ حق میں جو عزت و عظمت آپ کی ہے وہ کسی کو میسر نہیں۔ مگر تفویت الایمان والے اپنے بڑے بھائیوں کا یہی درجہ سمجھتے ہیں۔ اور حضور کی تعظیم محض بڑے بھائی کے برابر رکھتے ہیں۔ بارگاہ نبوت میں یہ گستاخی کرنے پر انہیں تمام دیو بندی بھی کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کے مصدقہ فتوے (المہند میں دیکھو)۔

المہند صفحہ ۱۷ میں ہے۔ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ تفویت الایمان میں حضور اقدس ﷺ کو بھائی کہنے کے ساتھ بندہ عاجز بھی کہا ہے۔ یہ بھی ترک ادب ہے۔

ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۴۹۷ میں ہے لَايَجُوْزُ اَنْ يُقَالَ اِنَّهٗ فَقِيْرٌ غَرِيْبٌ مِسْكِيْنٌ [1] یہاں تک تفویت الایمان والے نے حضور کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجہ میں رکھا اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو (تفویت الایمان صفحہ ۷۱) اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہ ہوئی تو کہتا ہے اس میں بھی اختصار کرو۔ مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو پہلے کفار بھی انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے قرآن پاک نے ان کا مقولہ نقل فرمایا: وَقَالَ [2] الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَاهٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔ مولانا روی فرماتے ہیں:

همسری با انبیاء بر داشتند اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کمالات عطا فرماتا ہے کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں عظمت نہیں اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو

---

[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فقیر مسکین غریب کہنا جائز نہیں۔

[2] تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ہو۔

گوارا نہیں اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر نہ کرے صرف آدمی اور بشر کہے تو بے ادب گستاخ ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ بھی ایک آدمی ہیں خود وہابیہ اپنے مولویوں کے لئے بڑے القاب و آداب استعمال کرتے ہیں اگر ان کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیم نہ ہو تو ناراض ہو جائیں آدمی کہہ کر پکاریئے کیسے لال پیلے ہوتے ہیں جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں راضی ہی نہ ہوں یہ کبھی نہیں کہتے کہ خبردار ہمیں مولانا نہ کہو مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔ حدیث میں ہے۔ اللہ مولانا مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی عظمت کے کلمات سے فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیتا ہے۔

آیت (۱) تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ [1]

آیت (۲) یا [2] اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اس آیت میں حضور کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی ممانعت ہے اور ایسی ممانعت کہ ان کے حضور میں چلا کر بولنے سے عمل اکارت کر دیئے جائیں۔ وہابیہ سے کہو اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ مرتبہ دیا جو نہ کسی بادشاہ کو میسر نہ امیر کو، مگر وہابی باوجود اس کے حضور کو بھائی بنانا اور بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف کو کہتا ہے اس سے پوچھو ایسا کون سا بشر ہے۔ بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ حضور کے فرمانبردار غلاموں کو بھی اس طرح نہیں پکارتا حضور کے صدقہ میں ان کی بھی عزت کرتا ہے۔ اور جابجا یَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ مخاطب بناتا ہے۔ قرآن پاک میں

---

۱ تاکہ اس رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

۲ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوں اور تمہیں خبر نہ ہو۔



آدمی کہہ کر یَا اَيُّهَا النَّاسُ کے ساتھ اکثر اپنے اور حضور کے دشمنوں کو خطاب کرتا ہے۔ مگر وہابی یہ لفظ حضور کے لئے تجویز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو اللہ تعالیٰ اس کو منع فرماتا ہے کہ آپس میں باہم ایک دوسرے کو جس طرح پکارتے ہو حضور کو ویسے نہ پکارو۔

آیت (۳) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا حضور سے اور دوسروں سے کیا نسبت انبیاء کی بشریت ظاہری ہوتی ہے ان کے بواطن و ارواح رتبہ بشر سے اعلیٰ ہوتی ہیں۔ شفائے قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے۔

فَظَوَا [1] هِرُ هُمْ وَ اَجْسَادُ هُمْ وَبِنْيَتُهُمْ مُتَّصِفَةٌ بِاَوْصَافِ الْبَشَرِ طَارَ عَلَيْهَا مَايَطْرَا عَلَى الْبَشَرِ مِنَ الْاَعْرَاضِ وَالْاَسْقَامِ وَالْمَوْتِ وَنُعُوْتِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَاَرْوَا حُهُمْ وَبَوَاطِنُهُمْ مُتَّصِفَةٌ بِاَعْلٰى مِنْ اَوْصَافِ الْبَشَرِ جب فیض ربانی کی نسیم جان پرور چلتی ہے تو اس ظاہری بشریت کا یہ رنگ ہوتا ہے جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمتہ آیہ کریمہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یعنی [1] البتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از حالت اول تا آنکہ

---

۱ انبیاء کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور ان پر بشری اعراض و اسقام بیماری و موت طاری ہوتے ہیں اور انبیاء کی ارواح اور بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں جو بشریت سے اعلیٰ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۵۷۷ میں فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام جائز ست بر ایشان طریان عوارض بشری از آفات و تغیرات و آلام و اسقام انچہ جائز است بر سائر برو گذاشتہ شدہ است اجسام و ظہور ایشاں برحد بشریت و جبلیت و اما ارواح و بواطن ایشاں معصوم ست ازاں و متعلق بملاء اعلیٰ مولوی محمد قاسم نانوتوی قائد قاسمی صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت — نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

۱ یعنی بالضرور آپ کی ہر پچھلی حالت پہلی حالت سے بہتر ہوگی یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا بالکل وجود نہ رہے اور انوار حق کا غلبہ آپ پر علی الدوام ہوگا۔

بشریت ترا اصلا وجود نماند و غلبہ انوار حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود (تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورۂ والضحیٰ)

الحمد للہ قرآن پاک نے حضور کا مرتبہ ایسا بلند ثابت کیا مگر تفویت الایمان والے کی سیاہ دلی دیکھئے کہ وہ حضور کی اور تمام انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے۔

تفویت الایمان صفحہ ۲۷ جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ وہابیو کچھ تو انصاف کی کہہ دو کیا یہ کلمے شان انبیاء کی تنقیص اور ان کے ساتھ تمسخر نہیں ہیں؟ قرآن و حدیث حضور کی عظمت سے بھرے ہوئے ہیں سب کو چھوڑ کر چودھری کہتا ہے تو اراکین سلطنت اور وزیر کس کو سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ایشاں [1] دراں روز در جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند تفویت الایمان والا مسلمانوں کے قلوب سے حضور کی عظمت کم کرنے کے لئے اور زیادہ گستاخی کرتا ہے۔ دیکھئے تفویت الایمان صفحہ ۹۶ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ بیباکانہ گستاخی اور حضور پر افتراء حاشاء وکلاء حضور اقدس ﷺ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا یہ حضور پر بہتان ہے۔

حدیث بخاری شریف صفحہ ۲۱ کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ میں ہے: مَنْ كَذِبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّا مَقْعَدَه مِنَ النَّارِ حضور فرماتے ہیں جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے اور جھوٹ بھی ایسا جس سے احادیث کی مخالفت لازم آئے۔

---

[1] دربار خداوندی میں روز قیامت آپ کا وہ مرتبہ ہو گا جو دربار شاہی میں وزیر کا ہوتا ہے۔

[2] صاحب تفویت الایمان میں "بھی" کے لفظ سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ مضمون حدیث کا ہے اور حضور نے ایسا ہی فرمایا ہے یہ اس کا حضور پر بہتان ہے نہ یہ حدیث شریف میں آیا نہ حضور نے فرمایا۔



ابن ماجہ نے حضرت ابو دردا سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۲۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا تو خدا کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں قطع نظر اس سے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی نسبت مٹی میں ملنے کا لفظ قطعاً جھوٹ اور افتراء ہے مگر ساتھ ہی توہین و تنقیص بھی ہے۔ حضور کا مرتبہ تو بہت بلند و بالا ہے۔ مہذب لوگ اپنے برابر والوں کے لئے بھی کہنا گوارا نہیں کرتے جو خاک میں ملنے ہی والے ان کے نسبت بھی کہہ دیجئے تو ناگوار گزرے اگر کوئی کہدے کہ مولوی اسمٰعیل رشید احمد محمود حسن سب مر کر مٹی میں مل گئے تو ان کے معتقدین کو اس سے رنج ہو گا مگر حبیب خدا کی شان میں ان کا گر و لکھ گیا تو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ یہی ایک کلمہ کیا ساری تفویت الایمان ایسی گستاخیوں سے لبریز ہے ایک اور عبارت دیکھئے لکھتا ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تفویت الایمان صفحہ ۳۱) دیکھئے کیسی بے ادبی و گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیسا عناد و عداوت ہے۔ قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اور اپنے نیاز مندوں اور اخلاص کیش امتیوں کا بھی کہ ان پر وہ رحمت و کرم ہو گا کہ حضور راضی ہو جائیں۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور کفار نابکار کا بھی اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ عشرہ مبشرہ اور بہت اصحاب و آل بیت کے جنتی ہونے کی حضور نے خبر دی خود حضور کے ساتھ آخرت میں کیا کیا جائے گا اس کا بیان آیات میں بھی ہے اور احادیث کثیرہ میں بھی۔

حدیث (۱) اَنَا [1] سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۱)

حدیث (۲) اَنَا [2] اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۱) حدیث (۳) اٰتِیْ [3] بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ

اَلْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۱)

ان کے علاوہ اور بکثرت احادیث ہیں جن سے حضور کے درجات و مراتب اور آخرت میں حضور کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ بدنصیب بداندیش نے سب کو چھپایا بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا کہ انہیں دنیا قبر آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اور کا یعنی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں معاذ اللہ یہی مشرکین عرب نے بھی کیا تھا اور خوشی منائی تھی۔ خازن جلد صفحہ ۱۳۶ میں ہے: لَمَّا نَزَلَتْ [۴] هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَرِحَ الْمُشْرِكُوْنَ وَقَالُوْا وَللّاتِ وَالْعُزىٰ مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَاللّٰهِ اِلَّا وَاحِدٌ وَمَالَهٗ عَلَيْنَا مِنْ مَزِيَّةٍ وَ فَضْلٍ وَلَوْ لَا اَنَّهٗ اِبْتَدَعَ مَايَقُوْلَهٗ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ لَاخْبَرَهٗ الَّذِیْ بَعَثَهٗ بِمَا يُفْعَلُ بِهٖ صاحب تفویت الایمان انہیں مشرکین کا اتباع کر رہا ہے۔ جو حدیث اس نے نقل کی اس میں لفظ مَايُفْعَلُ بِیْ وہم راوی ہے۔ عمدہ القاری جلد ۴ ص ۱۸ میں ہے: قَالَ [۱] الدَّاوردی مَايُفْعَلُ بِیْ وَهْمٌ وَالصَّوَابُ مَايُفْعَلُ بِهٖ حدیث لکھی اور یہ خبر نہ ہوئی کہ جس لفظ سے استدلال کرتا ہے وہ

---

۱۔ میں نے روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جن کی قبر کھلے اور میں ہی پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعہ ہوں گا۔

۲۔ روز قیامت میرے تبع تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے۔

۳۔ روز قیامت میں جنت کے دروازے پر جاکر دروازہ کھلواؤں گا خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں میں فرماؤں گا محمد (ﷺ) وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

۴۔ جب آیہ ما کنت بدعاء الآیہ نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا اور محمد (ﷺ) کا ایک حال ہے انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں اگر قرآن انہوں نے خود نہ بنایا ہوتا تو ان کا بھیجنے والا ان کو خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیہ لیغفر لک اللہ الایہ نازل فرما کر انکار کر دیا۔

۱۔ دراوردی نے کہا مایفعل بی وہم ہے صحیح مایفعل بہ ہے۔ (بقیہ حاشیہ ص )



وہم و غلط ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے اس کے بعد نافع بن یزید سے بروایت عقیل ما یفعل بہ نقل کیا فتح الباری جز خامس صفحہ ۱۴۶ میں ہے: فِیْ رِوَايَةِ الْكَشْمِیْهَنِیْ بِهٖ وَهُوَ خَلْطٌ مِنْهُ فَاِنَّ الْمَحْفُوْظَ فِیْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ هٰذَا وَلِذٰلِكَ عَقَبَهُ الْمُصَنِّفُ بِرِوَايَةِ نَافِعِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَقِيْلِ الَّتِیْ لَفْظُهَا مَا يُفْعَلُ بِهٖ ۔ یہ تو حدیث دانی کا حال کہ روایت کے جس لفظ سے استدلال ہے وہ وہم راوی ہے اور آپ کو خبر نہیں اب فہم معنی کا کمال بھی دیکھئے کہ درایت و علم میں تمیز نہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ درایت کے معنی ہیں اِدْرَاكُ الْعَقْلِ بِالْقِيَاسِ یعنی اندازے اور اٹکل سے جاننا اسی لئے یہ لفظ شان الٰہی میں نہیں بولا جاتا اور علم الٰہی کو درایت نہیں کہا جاتا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون صحابی کی وفات ہوئی اور انہیں کفن دیا گیا۔ حضور نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور بہت عنایتیں فرمائیں۔ اس وقت ام العلاء نے بقسم کہا کہ اے عثمان تمہیں جنت مبارک یقیناً تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک غیبی بات پر جزم و یقین کے ساتھ حکم کرنا اور ارشاد نبی کا منتظر نہ رہنا منتظر نہ رہنا مقتضائے کمال ادب نہ تھا اس لئے زجراً ارشاد فرمایا وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ الْحَدِيْثَ مراد یہ ہے کہ یہ امور اندازے اور اٹکل سے جاننے کے نہیں ہیں جب تک خدا و رسول کی طرف سے خبر نہ دی جائے خاموش رہنا چاہیے نیز اس میں یہ بھی ہدایت تھی کہ حضور کے سامنے ایسا حکم کرنا دربار رسالت کے آداب کے خلاف ہے عینی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں ہے: فَاِنْ [۱] قُلْتَ هٰذَا اَيْضًا يُعَارِضُ قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فِیْ

---

۱۔ یعنی اگر تم کہو کہ اب بھی حدیث واللہ لا ادری کا حدیث جابر سے معارضہ باقی رہتا ہے جس میں یہ ہے کہ تمہارے اٹھانے تک فرشتے ان پر اپنے بازوؤں کا سایہ کرتے رہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے مکرم و مرحوم تھے تو میں کہوں گا کہ اس میں تعارض نہیں کیونکہ حضور ﷺ محض خیالی بات نہیں فرماتے تو حضور نے ام علا کو حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق بغیر جانے قطعی حکم لگانے سے منع فرمایا اور حدیث جابر میں جو ارشاد فرمایا وہ آپ کو بطریق وحی معلوم تھا اور وحی سے ہی ایسے امور کا علم قطعی حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو حضور نے فرمایا وہ ایسی

حَدِیْثِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَازَالَتِ الْمَلَآئِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِہَا حَتّٰی رَفَعْتُمُوْہُ قُلْتُ لَا تَعَارُضَ فِیْ ذٰلِکَ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی فَاَنْکَرَ عَلٰی اُمِّ الْعَلَاءِ قَطْعَہَا عَلٰی عُثْمَانَ اِذْ لَمْ تَعْلَمْ ھِیَ مِنْ اَمْرِہٖ شَیْئًا وَفِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ قَالَ مَا عَلِمَہٗ بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ اِذْ لَا یُقْطَعُ عَلٰی مِثْلِ ھٰذَا اِلَّا بِوَحْیٍ حَاصِلُہٗ اَنَّ مَاقَالَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِخْبَارُ مَنْ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی وَ ذٰلِکَ کَلَامُ اُمِّ الْعُلَاءِ وَلَیْسَا بِالسَّوَاءِ بلکہ درحقیقت اس کلام کے معنی محض زجر و منع ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۷۵ میں حدیث ام العلاء کی شرح میں فرماتے ہیں۔ و در حقیقت مضمون این زجر و منع ست بطریق مبالغہ بر سوء ادب در حضرت نبوت و حکم برغیب و جرم بدان۔ یہی حضرت شیخ اسی کتاب میں حدیث کے ترجمے کے بعد لکھتے ہیں۔ وایں در باب انبیاء و رسل خصوصاً درحق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم منفی ست بدلائل قطعیہ کہ دلالت دارند برجزم و یقین بحسن عاقبت ایشاں یعنی عاقبت کے حال کا نہ جاننا انبیاء اور مرسلین بالخصوص سید انبیاء ﷺ کے حق میں اسے قطعی دلائل سے منفی ہے جو ان حضرات کے حسن عاقبت کے قطعی و یقینی ہونے پر دلالت کرتے ہیں تو ضرور حدیث کا مفہوم صرف زجر و منع ہوگا۔ حدیث کے یہی معنی سب سے قوی ہیں اگرچہ حضرت شیخ اور دوسرے محدثین نے اور وجوہ بھی نکالے ہیں جن کو ہم نے اس لئے نقل نہیں کیا کہ وہ ضعیف ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ فرماتے ہیں' وایں معنی نہ موافق سوق حدیث ست مگر ان تمام وجوہ میں سے بھی کسی کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہیں یہ ناپاک مضمون صاحب تقویت الایمان نے اپنے عناد سے تمام مفسرین و محدثین کے خلاف لکھ کر حضور کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

---

(بقیہ حاشیہ ص ) ذات کی خبر ہے جو ہوا و خواہش نفس پر حکم نہیں فرماتے اور یہ جس کو منع فرمایا گیا ام علا کا کلام تھا دونوں برابر نہیں ہیں۔



تقویت الایمان صفحہ ۳۵: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے اس کے کچھ بعد لکھا ہے اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبریل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق نہ بڑھ جائے گی اور جو سب شیطان اور دجال سے ہی جاویں تو اس کی رونق گھٹنے کی نہیں۔ یہ کیسی کھلی گستاخی اور ظاہر توہین ہے علاوہ بریں اس سے حضور ﷺ کے ان تمام فضائل کا انکار لازم آتا ہے جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ہے جیسے اول مخلوقات و خاتم النبین و سید المرسلین و اول شافع و اول مشفع کہ حضور میں ان فضائل کو ماننا تو ایسا دوسرا پیدا ہونا بھی محال جاننا چہ جائیکہ کروڑوں اور صاحب تقویت الایمان کے مذکورہ بالا اقوال (بڑے بھائی بتانا بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف) سے یہی ظاہر ہے کہ حضور کا مرتبہ بڑے بھائی کا سا ہے تو واقع میں اس کے بڑے بھائی جیسے کروروں تحت قدرت ہیں۔ اللہ رب العزت جل و علیٰ تبارک و تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے قربان اس کی قدرت کا بیان ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم سے پوری طرح ہوسکے۔ ہماری عبادتیں اس کے بیان مرتبت سے قاصر جبکہ حضور سید انبیاء ﷺ نے فرمایا: لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اب دوسرے کا کیا حوصلہ کہ شان الٰہی کا دعویٰ کرسکے شان الٰہی کا بہترین بیان اور اس کی کامل ترین ثنا وہی ہے جو خود اس نے اپنے کلام پاک میں فرمائی تمام قرآن پاک اللہ کی تعریف سے بھرا ہے لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا جو تقویت الایمان والا لکھتا ہے باوجودیکہ قرآن کریم اس وقت نازل ہوا جبکہ کفر و شرک اور مخلوق پرستی سے دنیا تاریک ہو رہی تھی اور لوگ عناصر کو بھی پوجتے تھے اور حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کی بھی پرستش کرتے تھے اگر شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی ان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم میں ان کی نسبت ایسے کلمات فرمائے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے بطلان کا بیان فرمایا اور اپنے محبوبین مقربین کے حق میں عزت و تکریم کے الفاظ بیان

فرمائے اس میں ہدایت ہے کہ بیان توحید و عظمت شان الٰہی میں اس کے محبوبین و مقربین کے مراتب و درجات کا ادب رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اظہار عظمت و جلالت میں داخل ہے کیونکہ جن کو اس نے عزت دی ہے ان کی جناب میں گستاخی کرنا خدائے پاک کی جناب میں بے ادبی ہے ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ مشکوۃ شریف صفحہ ۳۲۱ جس نے اللہ کے بنائے ہوئے بادشاہ کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے جب بادشاہ دنیا کی اہانت اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تو محبوبان حق کی جناب میں گستاخی کس قدر ناپسند ہوگی علاوہ بریں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں جو کچھ بھی فرماتا اس میں ان کی عزت تھی خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں دوسرے کی کیا مجال کہ وہ خاصان حق کی جناب میں بے محابا زبان کھول بیٹھے اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ایسا فرمایا ہے لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مرج البحرین صفحہ ۶۱ میں فرماتے ہیں۔

اگر از جناب حق ایشاں عتابے و خطابے رود دیا سخن بروجہ عزت و کبریا آید یا از ایشاں بجناب کبریا سخن بر طریق تواضع و اظہار بندگی و مسکنت رود مار انشاید کہ دراں مشارکت جوئیم و سخن جز بطریق ادب و ملاحظہ علو شان و حفظ مرتبہ ایشاں گوئم خواجہ رامی رسد کہ بابندہ خود ہرچہ خواہد گوید و بندہ نیز ہرچہ از عجز و مسکنت تمسک جوید دیگرے راچہ مجالست کہ دم زند۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی طرف حق کی جانب سے کوئی عتاب و خطاب ہو یا کلام عزت و کبریائی کے طور پر جاری ہو یا خود وہ حضرات کبریا کی جناب میں تواضع و اظہار بندگی و مسکینی کے طور پر کچھ عرض کریں تو ہم کو نہ چاہیے کہ اس میں شرکت ڈھونڈیں اور کوئی طریق ادب کے اور ان کے شان عالی اور حفظ مراتب کے خلاف کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندے کو جو چاہے فرمائے بندہ بھی اس کی درگاہ میں جتنا چاہے عجز و مسکینی کرے دوسرے کی کیا مجال اب اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گستاخانہ کلمات کی تائید میں کوئی ایسی آیت یا روایت نہیں پیش کی جاسکتی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بطریق



عتاب و خطاب یا بوجہ عزت و کبریائی وارد ہو یا حضرات انبیاء نے تواضع و اظہار بندی کے طور پر عرض کی ہو اور تقویت الایمان میں تو اس جگہ شان الٰہی کا بیان بھی ہیں ہے بلکہ وہ بدنصیب انبیاء کی عظمت کے درپے ہو رہا ہے کہ ان کو بارگاہ الٰہی میں ایسی وجاہت حاصل نہیں جو باعث قبول شفاعت ہو اس موقع پر یہ لفظ لکھنا کہ چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل و محمد (ﷺ) کی برابر پیدا کرڈالے صاف مرتبہ انبیاء کے ساتھ عداوت ہے اس میں ان کی توہین ہے مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کروڑوں انسانوں کی طرح ایک ہیں اور ان میں کوئی وصف ایسا نہیں ہے جو ان کی یکتائی کا مقتضی ہو یہ قول ان حضرات کے کمال اور عطائے الٰہی کے انکار کا مستلزم ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو وہ کمال عطا فرمائے جن میں دوسرے کی شرکت ممکن ہی نہیں ہے جیسے اول مخلوقات "خاتم انبیاء سید المرسلین" اول شافع اول مشفع ہونا اور حقیقت میں جب صاحب تقویت الایمان انبیاء کو بڑا بھائی بتا چکا انسانوں کی سی بلکہ ان سے کم تعظیم کرنے کو لکھ چکا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ ان کے کمالات یکتائی کا قائل نہیں ہے اس کے بھائی جیسے تو کروڑوں ہو سکتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ مارے مارے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات و صفات میں یکتا بنایا۔ امام علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۱ میں فرماتے ہیں: وَمَیَّزَهٗ عَلٰی غَیْرِهٖ اَصْلًا وَ ذَاتًا وَصِفَةً یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کو اصل و ذات و صفت میں تمام ماسوا پر ممتاز فرمایا تو اب آپ سا کون ہو سکتا ہے۔ آپ کے عدیم النظیر ہونے پر ایمان لانا کمال ایمان ہے۔ اسی زرقانی کے اسی صفحہ میں فرماتے ہیں: اِعْلَمْ [1] اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ التَّصْدِیْقُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْهٍ اَیِّ حَالٍ وَهَیْئَةٍ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِثْلَهٗ اس کے بعد فرماتے

---

[1] جاننا چاہیے کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی آفرینش اس شان کے ساتھ فرمائی کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہو۔

ہیں: وَاِنْ [1] ظَھَرَ مِنْہُ کَمَالَاتٌ لَا تُحْصٰی فَھِیَ بِالنِّسْبَۃِ لِمَا خَفِیَ کَنُقْطَۃٍ مِنْ بِحَارٍ اب کمالات کی کیا نہایت ہے اور کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اس لئے حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ نے حضور کی توصیف کا حق ادا کرنے سے عجز کا اظہار فرمایا: فَقَالَ [2] اَمَا اَنِّی اُفْصِلُ فَلَا لِعِجْزِیْ عَنِ التَّفْصِیْلِ لِاَنَّ صِفَاتَہٗ لَا یُمْکِنُ الْاِحَاطَۃُ بِھَا امام بوصیری رضی اللہ عنہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خوبیوں میں ہیں منزہ شرکت اغیار سے جوہر حسن آپ کا ہے قابل قسمت کہاں

---

[1] یعنی اگرچہ آپ کے بے شمار کمالات ظاہر ہوئے لیکن یہ کل کے کل ان کمالات کی نسبت جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ایسے ہیں جیسے سمندر کے سامنے قطرہ ہے۔

[2] حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میں بہ تفصیل حضور کے اوصاف بیان کروں یہ تو ممکن ہی نہیں یعنی اس لئے کہ میں تفصیل سے عاجز ہوں اور آپ کے صفات کا احاطہ ممکن نہیں ہے اس لئے علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا: فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَصِلُ قَدْرَہٗ اَنْ یَقْدِرَ قَدْرَ الرَّسُوْلِ یعنی کس کی قدرت ہے کہ رسول کے مرتبہ کا اندازہ کرسکے اسی مواہب شریف میں ہے. لَمْ یَظْھَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ لَوْ ظَھَرَ لَنَا لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنَنَا رُؤْیَتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْبُوْصِیْرِیْ میری حَیْثُ قَالَ اَیْضًا اَعْیَی الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ کَالشَّمْسِ یَظْھَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعْدٍ صَغِیْرَۃً وَلٰکِلُّ الطَّرْفِ مِنْ اَمَمٖ۔ رتبہ دانی نے تیر عاجز کیا مخلوق کو' دور اور نزدیک والے سب ہیں عاجز بے زباں' جس طرح سورج نظر آتا ہے چھوٹا دور سے' پاس والے دیکھ سکتے ہی نہیں بے گماں۔ یعنی دور والے جس طرح آفتاب کو ایک چھوٹی سی قرص دیکھتے ہیں اور اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز ہیں اسی طرح جو آپ سے بعد دوری رکھتے ہیں وہ آپ کی منزلت و مرتبت سے بے خبر ہیں اور جس طرح آفتاب سے قریب والا اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسی طرح جو آپ سے بعد دوری رکھتے ہیں وہ آپ کی منزلت و مرتبت سے بے خبر ہیں اور جس طرح آفتاب کے قریب والا اس کی غایت نورانیت کی وجہ سے خیرہ چشم ہو کر دیکھنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسی طرح آپ کے مقربین بارگاہ آپ کے کمالات دیکھنے سے عاجز ہو جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ نزدیک والے کماحقہ دیکھ سکتے ہیں نہ دور والے۔



یعنی آپ کے کمالات میں آپ کا کوئی شریک و ہمسر نہیں علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۳ میں فرماتے ہیں: اِنَّ وَاصِفِیْہِ لَمْ یَبْلَغُوْا حَقِیْقَتَہٗ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) لِاَنَّھُمْ لَمْ یُحِیْطُوْا بِھَا۔ یعنی آپ کی توصیف کرنے والے آپ کی حقیقت تک رسائی نہ کرسکے کیونکہ انہیں اس کا احاطہ میسر نہ آیا یہ تو اہل ایمان کے اقوال ہیں اور وہابی بدنصیب تو آپ کو کروڑوں جیسا بتاتا ہے وہابی سے پوچھو کہ کیا کسی جمیل ممتنع النظیر کا پیدا کرنا قدرت الٰہی سے باہر جانتا ہے اور قادر مطلق کو اس سے عاجز سمجھتا ہے ایسا کہنے کی تو شاید جرات نہ کرے تو اگر جمیل ممتنع النظیر تحت قدرت ہوا تو اس جیسا ایک بھی مقدور نہ ہوگا کروڑوں کیسے لطف یہ ہے کہ اسی تقویت الایمان صفحہ ۳۹ میں لکھتا ہے اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا تو اب اس سے پوچھو کہ اللہ نے کروڑوں مثل حضرت کے لکھے یا نہیں لکھے ہیں اگر کہے کہ لکھے ہیں تو ممکن کیسا صاف کہے کہ ضرور ہوں گے اور اگر کہے کہ نہیں لکھتے تو ایک بھی مثل حضور کا نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے گا خدا کے لکھے سے بڑھ جائے قرآن میں حضور کو خاتم النبین فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد کوئی نبی نہیں خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ مجھ پر سلسلہ انبیاء ختم کیا گیا تو جب حضور آخر انبیاء ہوئے سلسلہ انبیاء آپ پر ختم ہوا تو آپ کا مثل محال ہوا علاوہ بریں سب باتوں سے قطع نظر کیجئے تو یہ طرز کلام تہذیب و ادب سے دور اور نہایت گستاخی ہے اگر کوئی شخص کہے کہ خدا چاہے تو وہابی اسمٰعیل کو کتے کی شکل میں اٹھائے اور اس کے متبعین کو چاہے سور بنائے کہ نجاست کھاتے پھریں اور چاہے تو ایک آن میں سارے وہابیوں کو بھنگی کر دے اور ان کے بڑے سے بڑے مولوی کو چاہے تو نچنیا ڈوم کر دے تو ان باتوں سے ایک بھی محال نہیں ہے مگر کہہ کر دیکھئے تو معلوم ہو جائے گا کیسی ناگوار گزرتی ہے اب ان سے کہئے بگڑتے کیوں ہو ہم تو شان الٰہی کا بیان کر رہے ہیں تو ایک نہ مانیں گے مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے لکھنا شیوہ کر لیا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ اس سے بڑھ کر گستاخیاں دیکھئے صفحہ ۱۶ میں لکھا: ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اب بڑی مخلوق سے

کیا مراد ہے یہ کس کی طرف اشارہ ہے کیا وہابی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے ہیں۔ کیا اس لفظ سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی ہے۔ پھر چمار سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا۔ چمار اس سے ضرور شریف ہوا تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا دونوں میں نہیں یا وہابی کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کی نظر میں عزت ہے تو چمار کی۔ معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے کیسی سخت گستاخی ہے۔ کیسی دل آزاری بے ادبی ہے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو کیا خدا و رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ○ اللہ کے لئے عزت ہے رسول کے لئے عزت ہے مومنین کے لئے عزت ہے اور جو اس عزت کو نہ جانے ان کو قرآن پاک منافق فرماتا ہے۔ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ یہ بدنصیب مقبولان بارگاہ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل کون ہوا اس کا نام تو افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلواۃ وسلام بھیجے اس کے ملائکہ صلوۃ و سلام بھیجیں مومنین کو صلوۃ و سلام کا حکم دیا جائے۔

آیت: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○ اللہ تبارک و تعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرمائے۔ آیت: وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی طاعت فرض کرے۔ آیت: اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ اپنی اور اپنے رسول کی نافرمانی کو سبب دخول جہنم قرار دے۔ آیت: مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا○ رسول اللہ ﷺ کے مطیع کو اپنا مطیع فرمائے۔ آیت: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ حتیٰ کہ ان کے تابع فرمان کو اپنا محبوب بنائے۔ آیت: فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ان کے حضور آواز بلند کرنے کو سبب حبط اعمال فرمائے۔ آیت: لَاتَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ○ کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور کہاں یہ گستاخانہ بد زبانی صراط مستقیم صفحہ ۱۴ میں اسی اسماعیل نے لکھا نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است یعنی نفس کاملہ تمام موجودات میں سب سے اشرف



اور ذات الٰہی کا نمونہ ہے تو وہ نفس کامل بڑا مخلوق تو ہو گا تقویت الایمان کے حکم سے چمار سے زیادہ ذلیل ہوا تو نمونہ ذات الٰہی کو چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے اور خداوند عالم کی بھی توہین کر رہا ہے کہ معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی وہابی نفرت نہ کریں اور اس گستاخ کا ساتھ دیئے جائیں تو بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ان کے دل حضرات انبیاء کی عداوت سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ایمان کی روشنی سے محروم ہیں بعضے بیباک ایسے کلمے سننے اور دیکھنے کے بعد بھی اس کی طرفداری کرتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک تو کہا ہے فوائد الفواد میں بھی ہے کہ ایمان کسے تمام نشود تاہم خلق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشک شتر یعنی کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اس کو دنیا اونٹ کی مینگنی کی طرح نہ معلوم ہوا دل تو فوائد الفواد ملفوظات ہیں اور ملفوظات جن بزرگ کے ہوں وہ اپنے قلم سے تو لکھتے نہیں بلکہ ان کے مریدین دوسرے اوقات میں اپنی یاد پر لکھ لیتے ہی بعینہ اس بزرگ کے الفاظ نہیں رہتے اس لئے بالیقین نہیں کہا جاسکتا کہ کلام اس بزرگ کا ہے لہٰذا ایسے کلام کو پیش کرنے سے فائدہ اور تقویت الایمان کے کسی کلام کی تائید میں تو کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ تقویت الایمان میں جابجا کہا ہے کہ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان اس کی تائید کے لئے اولیاء کے کلام کو پیش کرنے کا کیا کام۔ اسی طرح مولویوں اور درویشوں کے ماننے کو تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں اس نے شرک بتایا ہے تو اب کسی درویش کا کلام پیش کر دینا اور وہ بھی اللہ کے کلام کے مقابل بحکم تقویت الایمان شرک ہوا اور ایسے کلام کو پیش کرنے والا اسمٰعیل کے حکم سے مشرک ثالثاً بے ادبی کے الفاظ میں تاویل خود صاحب تقویت الایمان کو مقبول نہیں تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اس کے کلام کی تاویل کا قصد بھی کرے تقویت الایمان صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے کہ یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے اس سب سے قطع نظر کر کے فرض کرو کہ فوائد الفواد میں وہ عبارت ہو تو وہاں "ہمہ خلق" ہے جس سے اجمالاً تمام دنیا مراد ہے اور اس کی طرف سے توجہ ہٹا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جانے

کی تعلیم ہے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو مقبولین بارگہ و مقربین درگاہ حق کی طرف اشارہ کرتا ہو اور تقویت الایمان میں ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہہ کر خاص اکابر پر حملہ کیا ہے اور اس کا کیا کیجئے گا کہ تمام کتاب میں عظمت انبیاء کے در پے ہے کہاں کہاں تاویل و تحریف کی جائے گی تقویت الایمان ص ۶۳ میں لکھا ہے سب انبیاء اور اولیاء اس کے نزدیک ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ یہاں خاص انبیاء اور اولیاء کہہ دیئے اور انہیں ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنا دیا تقویت الایمان صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے اور کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر پوچھو وہابیوں سے کہ یہاں چوہڑے چمار سے کون مراد ہے۔ یہی بے ادبی کے الفاظ اس کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں تقویت الایمان صفحہ ۳۴ میں عاجز اور ناکارہ کا لفظ لکھا ہے کل کتاب کی گستاخیوں و بے ادبیوں سے بھری ہوئی ہے کہاں تک کوئی طرف داری کر سکے گا ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ یہ کلمے جو وہابیہ فوائد الفواد کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اس میں ہوں بھی اور اگر ہوئے بھی تو کیا کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے کہ یقیناً یہ الفاظ حضرت محبوب الٰہی صاحب کے ہیں حضرت کے تو بالیقین نہیں کیونکہ ملفوظات کا دستور ہی ہے کہ ناقل اپنے لفظوں میں مضمون ادا کرتے ہیں۔ مگر وہابی اس کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے کہ یہ الفاظ ملفوظات کے جامع کے بھی ہوں بکثرت کتابوں میں تحریفیں ہیں۔ روافض نے سنیوں کی کتابوں کو اپنی امکان تک بگاڑنے میں پوری کوششیں کی ہیں اور وہابیوں کے نزدیک تو غلط حوالے شاید ثواب ہوں ان کے شیخ اعظم مولوی اسحاق صاحب کی مائۃ مسائل تک میں حوالے غلط ہیں اور سیف النقی وغیرہ کتب وہابیہ میں جو اہل سنت پر افترا باندھے ہیں فرضی کتابیں گھڑی ہیں جعلی مطبع فرض کر لئے جن کا عالم میں کہیں نام و نشان نہیں ایسے جھوٹے حوالے دینے والوں اور ایسے طوفان باندھنے والوں کے حوالوں کا کیا اعتبار علاوہ بریں ملفوظات متداول کتابیں تو ہیں نہیں جو ان اکابر سے بتواتر منقول ہوں ان میں تحریف و تبدیل کیا بعید ہے ہم تو یہ بھی مان لیتے کہ تقویت الایمان میں بھی یہ قول کسی نے بڑھا دیا ہو گا اگر اس میں صرف ایک عبارت ایسی ہوتی اور تمام کتاب بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری نہ ہوتی اس کے علاوہ وہابیہ کی پیش کردہ عبارت میں اور بھی بہت



گفتگوئیں ہیں جو بنظر اختصار چھوڑی جاتی ہیں۔

اسی طرح تقویت الایمان صفحہ ۴۸ میں بت کی دو قسمیں بتائی ہیں ایک صنم ایک وثن' اور وثن کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد الخ کتنا ظلم ہے کہ انبیاء و اولیاء و مقبولان حق کی قبروں چلوں وغیرہ کو بت بنا دیا اس بے ادبی اور بدلگامی کی کوئی انتہا ہے قبروں اور چلوں کو تو کوئی پوجتا نہیں حضرت عیسیٰ و عزیر علیہم السلام کو تو نصاریٰ اور یہود پوجتے اور معبود مانتے ہیں یہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا یہ بدنصیب ان پاک جنابوں میں بھی ایسے گستاخانہ کلمات روا رکھیں گے۔ جو بات ہے بے ادبی و گستاخی کی ہے حضور ﷺ کے مزار مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان ہم اول کتاب میں بہت تفصیل سے لکھ آئے ہیں مگر وہابی اپنی کتابوں میں مولوی رشید احمد کی قیام گاہ کے فوٹو تک چھاپتے[1] ہیں تقویت الایمان کے حکم سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی بیٹھک وثن اور تھان ہوئی اور وہابی مشرک خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی گستاخیاں بیباکیاں مقربین بارگاہ کے حق میں کوئی ضعیف الایمان بھی گوارا نہیں کر سکتا اور ایسے گستاخ کی حمایت و طرف داری اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش اور اس کے کلام کو حق بتانا ایماندار کا کام نہیں اور ایسی طرف داری سے کوئی نتیجہ بھی نہیں کیونکہ وہ خود اپنی عیب داری کا مقر ہے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھتا ہے آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔

## وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب

تقویت الایمان میں وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب دی ہے چنانچہ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے جس کی توحید کامل ہوتی ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی صاحب تقویت الایمان کے نزدیک توحید تو وہابی ہی کی کامل ہے جو اولیاء وانبیاء علیہم السلام

[1] دیکھو تذکرۃ الرشید۔ ۱۲

سے دشمنی رکھے اس عداوت کے صلہ میں اس کے لئے تمام حرام حلال کر دیئے اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے گناہ دوسروں کی عبادات سے افضل بتا دیئے اب وہابی گناہوں میں کمی کرے تو کیوں گناہ سے اندیشہ ہی کیا رہا اس کے بعد لکھا ہے کہ فاسق مواحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے یہ عجب معمہ ہے کہ شرک سے تقوی میں خلل نہیں آتا مشرک ہو کر بھی آدمی متقی بنا رہتا ہے مسلمانوں کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ تقوی کا شرک و کفر سے بچنا ہے مگر وہابیہ کے نزدیک شرک سے ایمان تو کیا تقوی بھی نہیں جاتا پھر بھی شرک سے بچے تو اس کو امام الوہابیہ کی طرف گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت ہے تفویت الایمان صفحہ ۵۲ میں ہے آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ برائی بھلائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔ اب بتایئے کہ مشرک تو متقی رہا اور گناہوں میں ڈوبنے محض بے حیا بننے پرایا مال کھانے میں کمی نہ کرنے والا اس سے بہتر ہوا تو اخیار میں ہوا یا ابرار میں ہوا وہابی اس کا درجہ بھی تو بیان کر دیں۔

## اسمٰعیل صاحب تفویت الایمان کا کفر!

تفویت الایمان کے کثیر کفریات مذکور ہو چکے حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین و تنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے ایسے کلمات بیشک کفر ہیں شفا شریعت جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ میں ہے: اَنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْعَابَہٗ اَوْ اَلْحَقَ بِہٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَوْنَسبِہٖ اَوْ خَصْلَۃً مِنْ خِصَالِہٖ اَوْ عَرَّضَ بِہٖ اَوْ شَبَّھَہٗ بِشَیْئٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَہٗ اَوْ الْاِزْرَاءِ عَلَیْہِ اَوْ التَّصْغِیْرِ لِشَانِہٖ اَوِ النَّقْصِ وَ الْعَیْبِ لَہٗ فَھُوَ سَابٌّ لَہٗ وَالْحُکْمُ فِیْہِ حُکْمُ السَّابِ لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور [1] تھا کہ اس نے اپنے ان تمام

---

[1] اور پرانے وہابی اکثر یہی کہا کرتے تھے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ان کفریات سے توبہ کرکے مرے ہیں۔

یا اللہ جل جلالہٗ

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا - الآیۃ

# سَیفُ الجَبّار

## المسلول علی الاعداء الابرار

۱۲۶۵ھ

تالیف لطیف

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول

قادری بدایونی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۲۸۹ھ)


ناشر

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچینت گڑھ انجن شیڈ

لاہور

مکتبہ رضائے حبیب مریدکے ضلع شیخوپورہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۸

| | |
|---|---|
| نام کتاب | سیف الجبار |
| مؤلف ۔ | مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہ |
| مقدمہ ۔ | محمد عبدالحکیم شرف قادری |
| کتابت ۔ | میاں محمد اقبال ۔ (رانا) |
| طباعت بار ششم ۔ | ربیع الاول ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء |
| ناشر ۔ | مکتبہ رضویہ انجمن شیڈ لاہور |
| تعداد | ایک ہزار ۔ |
| صفحات | ۲۱۶ |
| قیمت | ۸ — ۵۰ |
| مطبع | لاہور آرٹ پریس ۔ لاہور ۔ |


## ملنے کا پتہ

مکتبہ حامدیہ، مکتبہ نبویہ، مکتبہ المعارف ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور ۔
رضوی کتب خانہ ۔ نزد جلال الدین ڈسپنسری وقف سرکلر روڈ لاہور ۔
سنی دارالاشاعت ۔ مکتبہ علویہ ۔ ڈچکوٹ روڈ ۔ لائل پور ۔
مولانا محمد انور قادری ۔ دارالعلوم مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع سرگودھا
مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری خطیب فردوس تھیٹر مریدکے ضلع شیخوپورہ
مولانا غلام رسول صاحب سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
استاذ العلماء مولانا عبدالقیوم صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور ۔
انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ضلع جہلم ۔
مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچنت گڑھ انجمن شیڈ لاہور ۔



# فہرست


| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| حالات مصنف از محمد عبدالحکیم شرف قادری | ۷ |
| تمہید تردید مذہب جدید | ۲۵ |
| تقسیم حکم ۔ | ۲۷ |
| مقدمہ صراط مستقیم کے بیان میں | ۳۰ |
| پہلے باب میں مذہب نجدیہ کے پیدا ہونے اور پھیلنے کا بیان ۔ | ۳۸ |
| مکہ مکرمہ پر چڑھائی ۔ | ۴۱ |
| طائف میں قتل و غارتگری ۔ | ۴۳ |
| آثار متبرکہ منہدم کردیئے ۔ | ۴۳ |
| علمائے مکہ کا نجدیہ کے خلاف اتفاق | ۴۳ |
| مکہ مکرمہ میں سفاکی کی انتہا ۔ | ۴۴ |
| مدینہ منورہ پر لشکر کشی ۔ | ۴۵ |
| مساجد مقدسہ اور آثار صحابہ مسمار کردیئے | ۴۵ |
| روضہ مقدسہ کی بے ادبی اور اسکا نتیجہ | ۴۶ |
| محمد علی پاشا والی مصر کا نجدیہ کے خلاف حکم جہاد اور ان کا استیصال ۔ | ۴۶ |
| مصنف کا مشاہدہ ۔ | ۴۷ |
| ہندوستان میں اس دین کے پھیلنے کی کیفیت ۔ | ۴۸ |
| مولوی اسمٰعیل دہلوی سے تین فتنے پیدا ہوئے پہلا فتنہ اہل ظواہر کا ۔ | ۴۹ |
| تقلید ائمہ کی حقیقت ۔ | ۵۰ |
| سُنی اور حنفی میں نسبت ۔ | ۵۲ |
| مناقب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ۵۲ |
| دہلوی صاحب کا پہلا لطیفہ ۔ | ۶۱ |
| دوسرا لطیفہ ۔ | ۶۱ |
| تقویۃ الایمان کی ایک عبارت کا رد | ۶۲ |
| کیا کتاب و سنت کے سمجھنے کے لئے علم کی ضرورت نہیں ؟ | [illegible] |
| دوسرا فتنہ ۔ | [illegible] |
| سید صاحب نے فاحشہ رنڈیوں کا نذرانہ قبول کیا ۔ | [illegible] |
| صراط مستقیم لکھنے کا سبب اور اس کے اقتباسات | ۶۳ |

| مضامین | صفحہ | مضامین | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ان عبارات کا تجزیہ۔ | ۷۹ | مولوی عبد الحی صاحب نے طوعاً کرہاً مسائل اہل سنت کی تاکید کی۔ | ۹۱ |
| پہلی خرابی | ۷۹ | رد وہابیت میں چند تصانیف کی فہرست | ۹۱ |
| دوسری خرابی | ۸۰ | تحریک جہاد | ۹۴ |
| تیسری خرابی | ۸۰ | سید صاحب اور دہلوی صاحب کا سفر آخرت۔ | ۹۶ |
| صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان میں باہمی تخالف | ۸۱ | شاہ اسحٰق دہلوی کا طرز عمل۔ | ۹۷ |
| سفر حجاز سے واپسی پر عجیب غریب مکتوب کی اشاعت۔ | ۸۲ | دوسرا باب عقائد نجدیہ کے بیان میں۔ | ۹۹ |
| سید صاحب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہاز غرق نہ کر سکا۔ (نعوذ باللہ منہ) | ۸۳ | کتاب التوحید صغیر اور اس کا رد | ۹۹ |
| سید صاحب کے غلام "لطافت علی" پر وحی آتی تھی۔ | ۸۴ | نجدی مظالم اور علمائے مکہ کا اجتماع | ۱۰۰ |
| لطافت علی کا عجیب واقعہ | ۸۴ | عامۃ المسلمین کو نجدی نے مشرک قرار دیا۔ | ۱۰۴ |
| تیسرا فتنہ "کتاب التوحید" سے متاثر ہو کر اس کے مضامین کی اشاعت | ۸۵ | مسئلہ شفاعت۔ | ۱۰۴ |
| "تحقیق الفتوی" از علامہ محمد فضل حق خیرآبادی کا خلاصہ۔ | ۸۶ | زیارت کا طریقہ اور اسکے آداب | ۱۱۱ |
| مناظرہ دہلی کی روئداد۔ | ۸۸ | امام مالک کی ابو جعفر سے گفتگو۔ | ۱۱۳ |
| مولوی اسمٰعیل دہلوی مجلس مناظرہ سے چلے گئے۔ | ۹۰ | روضہ مقدسہ تمام مقامات سے افضل ہے۔ | ۱۱۴ |
| | | مقامات متبرکہ میں عبادت کرنے | |





| مضامین | صفحہ | مضامین | صفحہ |
|---|---|---|---|
| سے انوار عظیمہ حاصل ہوتے ہیں۔ (تفسیر عزیزی) | ۱۱۷ | حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ کا ارشاد | |
| آداب کی تین قسمیں | ۱۱۹ | مغیبات خمسہ کے بارے میں ابن حجر مکی کا قول | |
| نجدی نے اپنا سنی مذہب ظاہر کیا | ۱۲۰ | سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاتمہ کا علم نہ تھا (نجدی) | |
| ترکیب کبیرہ کے بارے میں حضرت شاہ عبد العزیز کا فرمان | ۱۲۱ | علم شریف کے متعلق علامہ خفاجی کا قول | |
| تحقیق شرک۔ | ۱۲۵ | ابن تیمیہ کا ذکر۔ | |
| مسئلہ علم غیب۔ | ۱۲۸ | علامہ ماوردی کا قول | |
| غیب کی تحقیق از تفسیر عزیزی۔ | ۱۲۸ | روح کا علم | |
| "فلا یظہر علی غیبہ" الآیۃ کی تحقیق تفسیر عزیزی سے۔ | ۱۲۹ | مسئلہ تصرف | |
| ندا "یا رسول اللہ" | ۱۳۰ | اگلے لات عزیٰ سواع کو اور پچھلے محمد علی عبد القادر کو پکارتے ہیں اگلے پچھلے سب برابر ہیں۔ (نجدی) | |
| اہل قبور سے تعلق۔ | ۱۳۲ | شفاعت بالوجاہت | |
| استمداد از دربار رسالت | ۱۳۲ | کیفیت شفاعت کے بیان میں | |
| حضرت ملا علی قاری کا ارشاد اللہ تعالیٰ مکان و جہت سے پاک ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ) | ۱۳۴ | کتاب التوحید و تقویۃ الایمان کی ہمنوائی | |
| جو آیات بتوں کے حق میں ہیں انکو انبیاء و اولیاء پر محمول کرنا جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے تحریف قبیح ہے۔ | ۱۳۵ | محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جو... کی کیا ضرورت ہے (نجدی) | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| امداد بہ شفاعت | ۱۶۱ | میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (تقویۃ الایمان) | ۱۸۶ |
| نجدی نے جمہور اہلسنت کی مخالفت کی۔ | ۱۶۶ | انبیاء کرام کے اجسام کو مٹی نقصان نہیں پہنچاتی | ۱۸۷ |
| سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم کی تحقیق تفسیر عزیزی سے | ۱۶۷ | عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنا | ۱۸۷ |
| انبیاء و اولیاء کے مزارات کی طرف سفر کرنا شرک (نجدی)۔ | ۱۶۹ | مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعریف کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا | ۱۹۰ |
| کشفِ قبور کا طریقہ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | ۱۷۰ | مظلومانِ طائف کا مسجد حرام میں ورود | ۱۹۲ |
| ما اُہل بہ لغیر اللہ۔ | ۱۷۰ | خاتمہ مکائد نجدیہ کے بیان میں | ۱۹۳ |
| قیام تعظیمی شرک (نجدی)۔ | ۱۷۱ | تحریف معنوی کی مثال۔ | ۱۹۵ |
| مسئلۂ نذر۔ | ۱۷۴ | درمیان سے عبارت حذف کرنے کی مثال | ۱۹۵ |
| حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی کی تحقیق | ۱۷۷ | درمیان میں عبارت زائد کرنے کی مثال | ۱۹۵ |
| انفاس العارفین کا اہم اقتباس | ۱۷۸ | قولِ مردود پر اکتفا کی مثال۔ | ۱۹۷ |
| تحفۂ اثنا عشریہ کا حوالہ۔ | ۱۷۹ | نقل کے اصل میں موجود نہ ہونے کی مثال | ۱۹۷ |
| ہٰذا امام سعد الحدیث | ۱۸۰ | مائۃ مسائل و اربعین میں باہمی تخالف کی مثال۔ | ۱۹۷ |
| فتویٰ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی | ۱۸۳ | ایک کتاب میں اختلاف کی مثال | ۱۹۷ |
| "یا محمد اغثنی اللہ" کہنا شرک ہے (نجدی) | ۱۸۴ | | |
| مکتوب مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی | ۱۹۹ | تحریر مولانا رضا علی مجددی | ۲۰۹ |
| نقل اشتہار علمائے فرنگی محل | ۲۰۴ | خاتمہ | ۲۱۲ |
| مکتوب مولانا مشتاق احمد کانپوری | ۲۰۵ | جامعہ امدادیہ مظہریہ کا اجمالی تعارف | ۲۱۳ |
| مکتوب مولانا برکات احمد ٹونکی | ۲۰۷ | | |




# سیف اللہ المسلول معین الحق شاہ فضل رسول قادری

## بدایونی قدس سرہ العزیز

آپ معقول و منقول کے جامع اور شریعت و طریقت کے شیخ کامل تھے عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ خلق خدا کے جسمانی و روحانی امراض کے علاج میں صرف کیا، اَن گنت افراد آپ سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے علاوہ تحریر و تقریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے قابلِ قدر کوششیں کیں۔

اس دور میں کچھ لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی "کتاب التوحید" سے بُری طرح متاثر ہو گئے اور شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدست اسرارہم کے مسلک سے منحرف ہو کر فتنۂ نجدیت کے پھیلانے میں بڑے زور و شور سے مصروف ہو گئے۔ اس فتنہ کے سدّ باب کیلئے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی جگہ قابل قدر کوششیں کیں جن میں استاذ مطلق مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادے مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ دہلوی، مولانا منور الدین دہلوی (مولانا ابو الکلام آزاد کے والد کے نانا) اور معین الحق شاہ فضل رسول قادری وغیرہم نے نمایاں طور پر احقاق حق کا فریضہ ادا کیا۔ بیشمار سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اور لاتعداد افراد کو راہِ راست دکھائی ——— مولوی محمد رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں۔

"بالخصوص ہنگام اقامتِ ملک دکن میں وہابیہ و شیعہ بکثرت آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے و نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپکی ہدایت و برکت سے شرفِ اسلام حاصل ہوا تمام مشائخ کرام، علمائے عظام بلادِ اسلام کے آپ کو آپکے عصر میں شریعت و طریقت کا امام مانتے ہیں"[1]

---

[1] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین حصہ اول مطبوعہ نظامی پریس بدایوں (۱۳۴۵ھ) ص ۲۵۵

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما تک پہنچتا ہے۔ آپکے والد ماجد مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ العزیز (متوفی ۱۲۶۳ھ) کے ہاں متواتر صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ لہٰذا آپکی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھیں کہ مرشد برحق شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں نرینہ اولاد کی دعا کیلئے گزارش کریں لیکن شاہ عین الحق پاس ادب کی بناء پر ذکر نہ کرتے جب حضرت شاہ فضل رسول کی ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالٰی نے خود فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی[1]

چنانچہ ماہِ صفر المظفر (۱۲۱۳ھ/۹-۱۷۹۸ء) میں آپکی ولادت ہوئی[2] حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام "فضل رسول" رکھا گیا اور تاریخی نام "ظہور محمدی" منتخب ہوا۔[3]

---

صرف و نحو کی ابتدائی تعلیم جد امجد مولانا عبد الحمید سے اور کچھ والد ماجد مولانا شاہ عبد المجید سے حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے پاپیادہ لکھنؤ کا سفر کیا اور فرنگی محل لکھنؤ میں ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہٗ کے جلیل القدر شاگرد مولانا نور الحق قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۳۸ھ/۲۳-۱۸۲۲ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے خاندانی عزت و عظمت اور ذہانت کے پیش نظر اپنی اولاد سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی۔ حتیٰ کہ آپ چار سال میں تمام علوم و فنون سے فارغ ہو گئے[4]

جمادی الاخری (۱۲۲۸ھ) کو حضرت مخدوم شاہ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالٰی

---

[1] ایضاً ص ۲۵۰۔ [2] رحمٰن علی۔ تذکرہ علمائے ہند اردو مطبوعہ کراچی ص ۲۸۰۔
[3] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۰۔
نوٹ۔ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی میں تاریخی نام "ظہور محمد" غلط لکھا ہے کیونکہ اسکے مطابق سن ولادت ۱۲۰۳ھ ہونا چاہیئے۔ تاریخی نام "ظہور محمدی" (۱۲۱۳ھ) ہے [4] ایضاً ص ۲۵۱

مزار کے سامنے عرس کے موقعہ پر مولانا عبد الواسع لکھنوی، مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی اور دیگر اجلہ علماء کی موجودگی میں رسم دستار بندی ادا کی اور وطن جانے کی اجازت دی[1] ۔۔۔ وطن آکر مارہرہ شریف حاضر ہوئے، حضور اچھے میاں آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا۔ "اب فن طب کی تکمیل کر لینی چاہیئے کہ اللہ تعالٰی کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دنیاوی فیض جاری کرنا منظور ہے" چنانچہ آپ نے دھول پور میں حکیم ببر علی موہانی سے طب کی تکمیل کی۔

ابھی آپ دھول پور ہی تھے کہ حضور اچھے میاں قدس سرہٗ کے انتقال پُر ملال کا سانحہ پیش آگیا۔ وصال سے قبل تنہائی میں شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کو طلب فرما کر طرح طرح کی بشارتوں سے نوازا۔ اور شاہ فضل رسول قادری کے دستِ شفا کی مبارکباد دی[2]۔

والد ماجد کے بلانے پر دھول پور سے واپس وطن پہنچے اور مدرسہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے اہل شہر کے علاوہ دیگر بلاد کے لوگوں نے بھی فیض حاصل کیا پھر صلۂ رحمی کے خیال سے ملازمت کا ارادہ کیا۔ ریاست بنارس وغیرہ میں قیام کیا لیکن درس و تدریس کا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہوا۔

اس عرصے میں کئی بار والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی ہر دفعہ معاملہ دوسرے وقت پر ٹال دیا جاتا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ جب تک دنیاوی تعلق ختم نہیں کیا جاتا حصول مقصد میں تاخیر رہے گی چنانچہ تعلقات دنیاویہ ختم کر کے حاضر ہوئے اور حصول مدعا کی درخواست کی۔ والد ماجد نے قبول فرما کر "فصوص الحکم شریف" اور "مثنوی مولانا روم" کا بالاستیعاب درس دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اکثر اوقات ہولناک جنگلوں میں گزارتے کئی سال تک یہ حالت رہی پھر جا کر سلوک کی طرف رجوع ہوا[3]۔

آپ کو والد گرامی کی طرف سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے علاوہ سلسلۂ چشتیہ،

---

[1] ماہنامہ پاسبان الہ آباد امام احمد رضا نمبر مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۴۸۔
[2] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۱۔ [3] ایضاً۔ ص ۲۵۲۔

نقشبندیہ ابو العلائیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر معتکف تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کی زیارت کا شوق ایسا غالب ہوا کہ سفر خرچ کا فکر کئے بغیر پیادہ پا بمبئی روانہ ہو گئے۔ دو ماہ کا سفر تائید ایزدی سے اس قدر جلد طے ہوا کہ آپ ساتویں دن بمبئی پہنچ گئے۔ حالانکہ زخموں کی وجہ سے کچھ دن راستے میں قیام بھی کرنا پڑا۔ بمبئی سے سفر مبارک کی اجازت حاصل کرنے کے لئے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ انہوں نے بہ کمال خوشی اجازت مرحمت فرمائی حرمین شریفین پہنچنے کے بعد عبادت و ریاضت کے شوق کو اور جلا ملی۔ شب و روز یاد الٰہی میں بسر کئے۔ اور خلق خدا کی خدمت کے لئے پوری طرح کمربستہ رہے۔

مولوی رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں۔

"جو کچھ ریاضتیں آپ نے ان اماکن متبرکہ میں ادا فرمائیں بجز قدمائے اولیائے کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئیں۔ حرمین شریفین کی راہ میں پیادہ پا سفر فرمایا اور یتیموں مسکینوں کے آرام پہنچانے میں اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی۔[1]

اسی مبارک سفر میں حضرت شیخ مکہ عبداللہ سراج اور حضرت شیخ مدینہ عابد مدنی سے علم تفسیر و حدیث کا استفادہ کیا۔ اسی سال کامل جذب ارادت سے بغداد شریف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور بیشمار فیوض و برکات حاصل کئے۔ درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین نقیب الاشراف حضرت سید علی نے آپ کو از خود اجازت و خلافت مرحمت فرمائی[2] اور انکے بڑے صاحبزادے حضرت سید سلمان نے آپ کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور اجازت حاصل کی[3]

جب آپ واپس وطن پہنچے تو والدہ ماجدہ اسی سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت

۱۔ رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۱۔

۲۔ رحمان علی۔ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۳۸۰

۳۔ محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۳



قصد فرما کر بمقام بڑودہ پہنچ چکے تھے حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس عمر میں آپ نے اس قدر طویل سفر کا ارادہ فرمایا ہے۔ لہٰذا میں مفارقت گوارا نہیں کر سکتا۔ وہیں سے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اجازت طلب کی اور والدہ ماجدہ کے ساتھ پھر سوئے حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں عبادات و ریاضات کے علاوہ والدہ مکرمہ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اور ان کی دعاؤں سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے۔

مولانا کی ذات والا صفات مرجع انام تھی۔ ان کے پاس کوئی علاج معالجے کے لئے آتا اور کوئی مسائل شریعت دریافت کرنے حاضر ہوتا۔ کوئی ظاہری علوم کی گتھیاں سلجھانے کے لئے شرف باریابی حاصل کرتا۔ تو کوئی باطنی علوم کے عقدے حل کرانے کی غرض سے دامن عقیدت وا کرتا۔ غرض وہ علم و فضل کے نیر اعظم اور شریعت و طریقت کے سنگم تھے۔ جہاں سے علم و عرفان کے چشمے پھوٹتے تھے۔ وہ ایک شمع انجمن تھے جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسب ضیا کرتا تھا۔

ذیل میں وہ استفتاء نقل کیا جاتا ہے جو ہند کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے دربار سے بعض اختلافی مسائل کی تحقیق کے لئے مولانا شاہ فضل رسول قادری کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اصل استفتاء طویل اور فارسی میں ہے۔ لہٰذا اختصار کے ساتھ اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

# استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**سوال**۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شخص کے متعلق جو یہ کہتا ہے کہ دن متعین کر کے محفل میلاد شریف منعقد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور محفل مولود شریف میں قیام کرنا شرک ہے۔ اور فاتحہ کرنا طعام و شیرینی پر حرام ہے۔ اور اولیاء اللہ

۱۔ محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۳۔

سے مراد چاہنا شرک ہے۔ اور حسبِ دستورِ قدیم ختم میں پانچ آیتوں کا پڑھنا بدعت سیئہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا معجزہ حق نہیں ہے اور کہتا ہے تعزیہ کا بالقصد یا بلا قصد دیکھنا کفر ہے اور ہولی کا دیکھنا اور دسہرے میں سیر کرنا اگرچہ بلا ارادہ ہو تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اس کی عورت پر طلاق ہو جائیگی اور کعبہ شریف و مدینہ منورہ کے خطہ میں کوئی بزرگی نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ اس زمین میں ظلم ہوا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے باشندگان ظالم ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قتل کیا اور مکہ معظمہ میں عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مکہ سے باہر کیا۔

پس ایسی صورت میں ان لوگوں کی اقتداء اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا مسلمانوں کو ان سے بیعت ہونا درست ہے یا نہیں؟ اور شرع شریف کا ایسے لوگوں پر کیا حکم ہے۔ و نیز ان کے متبعین پر کیا حکم ہے۔ فقط

نقل مہر حضرت ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی بادشاہ دین پناہ وفقہ اللہ لما یحبہ و یرضاہ

| |
|---|
| محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی |
| ابو ظفر سراج الدین |

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری نے پندرہ صفحات میں تفصیل سے جواب لکھا اور مسلک اہل سنت و جماعت کو دلائل سے بیان کیا۔ اس فتوٰی پر اجلہ علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے۔

آپ نے خدمت خلق، عبادت و ریاضت، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ سفر و حضر میں آپ کا دریائے فیض بکمال استحضار کے ساتھ جاری رہتا۔ آپ نے اعتقادیات، درسیات طب اور فقہ و تصوف میں قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔ مشہور تصانیف درج ذیل

۱؎ ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر (الہ آباد شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء) ص۔ ۵۰، ۵۱۔
بحوالہ اکمل التاریخ جلد دوم۔ ص ۱۵۴ تا ۱۶۹۔



ہیں۔ سیف الجبار، بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، فوز المؤمنین، تلخیص الحق، احقاق الحق، شرح فصوص الحکم، رسالہ طریقت، حاشیہ میر زاہد رسالہ قطبیہ، حاشیہ میر زاہد ملا جلال، طب الغریب، تثبیت القدمین، شرح احادیث ملتقطہ الابواب صحیح مسلم، فصل الخطاب، حرز معظم۔

چند کتب کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) المعتقد المنتقد (عربی) عقائد اہل سنت پر نہایت اہم کتاب ہے۔ اس میں بعض نئے اٹھنے والے فتنوں کی بھی سرکوبی کی گئی ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی فرمائش پر لکھی۔ اس پر بڑے بڑے نامور علماء مثلاً مجاہد آزادی استاذ مطلق مولٰنا محمد فضل حق خیر آبادی، مفتی محمد صدر الدین خاں آزردہ، صدر الصدور دہلی، شیخ المشائخ مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی اور مولانا حیدر علی مؤلف منتہی الکلام وغیرہم نے گرانقدر تقریظیں لکھیں اور نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔

مولانا حکیم محمد سراج الحق خلف رشید مجاہد عظیم مولانا فیض احمد بدایونی نے اس پر حاشیہ لکھا اور جب یہ کتاب بریلی شریف سے شائع ہوئی تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی نے "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" کے نام سے قلم برداشتہ نہایت وقیع حاشیہ تحریر کیا۔ "المعتقد المنتقد" اس لائق ہے کہ اسے درسیات میں شامل کیا جائے مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور کی طرف سے آب و تاب سے شائع ہو چکی ہے

(۲) بوارق محمدیہ۔ المعروف بہ "سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان" (فارسی) مولوی محمد رضی الدین اس کی تصنیف کا باعث یوں بیان کرتے ہیں۔

"بالخصوص رد وہابیہ میں جس قدر بلیغ کوشش بحکم اولیاء کرام آپ نے فرمائی وہ مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ جب آپ بمقام دہلی روضہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں مزار مبارک پر مراقب تھے۔ عین مراقبہ میں آپ نے دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں۔

اور دونوں دستِ مبارک پر اس قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حدِ نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ اس قدر تکلیف حضور نے کس لئے گوارا فرمائی ہے، ارشاد مبارک ہوا کہ تم یہ بار اپنے ذمہ لیکر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو۔ بمجرد اس ارشاد مبارک کے آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد واجب الضروری خیال فرما کر اسی ہفتہ میں کتاب مستطاب "بوارق محمدیہ" تالیف فرمائی۔[1]

اس کتاب کو علماء و مشائخ نے نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۲۶ھ) نے "الشوارق الصمدیہ" کے نام سے خلاصۃً ترجمہ کیا۔ جو عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ اس کی وقعت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ) نے بھی اسے بطور حوالہ ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"صاحب بوارق محمدیہ صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں"[2] دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"در بوارق مے نویسد امام احمد وغیرہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں حدیث روایت کردہ اند"[3] ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"ایں جا بر ذکر چندے از انفاس متبرکہ حضرت خاتم المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نقل نمودہ است آنہارا مولانا فضل رسول قادری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکتفا نمودہ می آید"[4]

حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ نے جا بجا بوارق محمدیہ کے حوالہ جات نقل کر کے اور ان پر اعتماد کا اظہار کر کے اس کی قبولیت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں بیانِ توحید کیلئے بہت سخت زبان استعمال کی ہے۔ جس کا خود انہوں نے ایک موقعہ پر اعتراف بھی کیا تھا عقیدہ

---

[1] محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص ۲۵۴۔ [2] حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ۔ اعلاء کلمۃ اللہ طبع چہارم۔ ص ۱۳۹۔

[3] ایضاً۔ ص ۱۶۳۔ [4] ایضاً ۱۹۵۔



توحید کی بنیادی حیثیت سے انکار کر کے کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا لیکن ایسا اندازِ بیان یقیناً قابلِ تردید ہوگا جس میں شانِ الوہیت کی عظمت کے اظہار کیلئے شانِ رسالت کو نظر انداز کر دیا جائے اور تنقیص شان کا ارتکاب کیا جائے۔ بتوں کے حق میں وارد ہونے والی آیات کو انبیاء و اولیاء کی ذواتِ مقدسہ پر چسپاں کیا جائے وہ توحید ہرگز قابلِ قبول نہیں جو شانِ رسالت کی تنقیص پر مشتمل ہو۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ نے اس حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"الحاصل ما بین اصنام و ارواح مکمل فرقیست بیّن و امتیاز لیست باہر پس آیات واردہ فی حق الاصنام را بر انبیاء و اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین حمل نمودن کمافی "تقویۃ الایمان" تحریفے است قبیح و تخریبے است شنیع"[1]

الحاصل بتوں اور کاملین کی ارواح میں فرق ظاہر و باہر ہے لہٰذا اُن آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا جو بتوں کے حق میں وارد ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے۔ قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔

دیگر علماء اسلام کی طرح مولانا شاہ فضل رسول قادری نے "بوارق محمدیہ" اور "سیف الجبار" وغیرہ کتب میں تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی عبارات پر محض جذبۂ دینی کے تحت عالمانہ تنقید کی ہے۔

(۳) سیف الجبار (اردو) متعدد دفعہ مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق آخری دفعہ دار العلوم منظر اسلام بریلی کے شعبۂ تبلیغ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا تاریخی نام "سیف الجبار علی الاعداء للابرار" (۱۲۶۵ھ) ہے ——— اس میں فتنۂ نجدیت کی ابتداء، اس کے پھیلاؤ، حرمین شریفین اور دیگر مقامات کے مسلمانوں پر نجدیوں کے لرزہ خیز مظالم کا تفصیلی نقشہ پیش کیا گیا ہے، تاریخی اعتبار سے یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ مصنف نے نجدی مظالم کے

---

[1] حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ۔ اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۷۱۔

اثرات بچشم خود ملاحظہ کئے تھے ۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ۔

"زید بہ مذہب سیدوں ساکن نواح نخا دحدیدہ نے مذہب نجدیہ اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر پھر تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہو گیا، عجب ظلم برپا کیا۔ راقم نے ۱۲۵۰ھ میں اسی حال پر چھوڑا۔"[1]

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں مولوی حسین احمد مدنی کی رائے قابلِ ملاحظہ ہے ۔ لکھتے ہیں ۔

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہلِ سنت وجماعت سے قتل و قتال کیا اور انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی و بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے ۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکے تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا ۔ اور ہزاروں آدمی اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے ۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔"[2]

شاہ فضل رسول قادری نے مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کو قریب سے دیکھا ۔ ان کے عقائد اور عزائم کا بنظر غائر جائزہ لیا ۔ ان کے طور طریق کو بخوبی جانچا اور پھر ضمیر کی آواز کو بلاکم وکاست تحریر کر دیا ۔ فرماتے ہیں ۔

"فاحشہ رنڈیوں کی بھی پیش کش (نذر) لینے میں تامل نہ تھا ، یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں ۔ چنانچہ بنارس کا ریزیڈنٹ اگنسن بروگ نام اسکے گھر میں ایک فاحشہ تھی ، بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید

---

[1] مولانا فضل رسول قادری ۔ سیف الجبار ص ۴۷

[2] مولوی حسین احمد مدنی ۔ الشہاب الثاقب ۔ ص ۵۰



ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کئے ۔ اور اس کے مرید ہونے سے ریزیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اسکو اپنی بیٹی فرمایا تھا راقم بھی وہاں موجود تھا۔"[1] سیف الجبار میں تقلید کی حقیقت اور امام الائمہ ، سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بڑے دل نشین پیرائے میں ذکر کئے گئے ہیں ۔

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید (صغیر) ، محرم بروز جمعہ ۱۲۲۱ھ کی صبح علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے پیش ہوئی ۔ اس وقت نجدی لشکر طائف میں قتل و غارتگری اور مسجد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما منہدم کر کے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر رہے تھے علمائے مکہ مکرمہ نماز جمعہ کے بعد جمع ہوئے اور کتاب التوحید کا مطالعہ کر کے اس کا رد کیا ۔ مولانا احمد بن یونس باعلوی اس تردید کو ضبطِ تحریر میں لائے ۔ نماز عصر تک اسکے ایک باب کا رد مکمل ہوا تھا کہ طائف کے مظلوموں کا ایک گروہ مسجد حرام میں پہنچ گیا ، اور مشہور ہو گیا ، کہ نجدیہ کا لشکر حرم شریف میں پہنچ کر قتل و غارت کرنے والا ہے اس عام اضطراب کی وجہ سے دوسرے باب پر نظر نہ کی جا سکی ۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے سیف الجبار کے آخر میں کتاب التوحید کا پہلا باب اور اس پر علماء مکہ مکرمہ کا رد بمع ترجمہ نقل کر دیا ہے ، جابجا تقویۃ الایمان کی عبارتیں نقل کی ہیں ، جن سے یہ عجیب و غریب حقیقت سامنے آتی ہے کہ تقویۃ الایمان اسی "کتاب التوحید" کا ترجمہ اور شرح ہے ۔ علماء مکہ مکرمہ کی تقریرات کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ، حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور مولانا شاہ محمد فضل حق خیر آبادی کی عبارات نقل کی ہیں ، جن سے یہ امر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ حضرات نہ تو "کتاب التوحید" کے معتقد ہیں اور نہ تقویۃ الایمان کے مندرجات سے متفق ، ان کے عقائد وہی ہیں جو اس وقت کے علماء مکہ مکرمہ اور علماء اہل سنت وجماعت کے ہیں ۔

شاہ فضل رسول قادری پر عام طور پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ "انہوں نے انگریز کی حکومت کے دور میں منصب افتاء ، قضاء اور صدر الصدوری کے ذریعہ اقتدار

---

[1] مولانا فضل رسول قادری ۔ سیف الجبار ص ۴۲ ، ۴۳ ۔

حکومت کو بحال اور مضبوط تر کیا"۔[۱]

تعجب ہے کہ جب علماء دیوبند میں سے مولوی محمد احسن نانوتوی، مولوی محمد مظہر، مولوی محمد منیر، مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمٰن، مولوی مملوک علی اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی وغیرہم بھی "سرکار انگریز" کے ملازم تھے تو فرنگی حکومت کے اقتدار کو مضبوط تر کرنے کا الزام علماء اہل سنت پر ہی کیوں عائد کیا جاتا ہے؟

پھر یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اگر علماء منصب افتاء، قضاء اور صدر الصدوری کو قبول نہ کرتے تو ان مناصب پر فائز ہو کر فیصلہ کرنے والے ہندو ہوتے یا انگریز۔ کیا یہ اچھا ہوتا کہ علماء ان مناصب کو قبول نہ کرتے اور مسلمان اپنے مقدمات کے فیصلوں کے لئے ہندو یا انگریز کی کچہریوں میں مارے مارے پھرتے۔

اسی سلسلے میں ہمارے کرم فرما پروفیسر محمد ایوب قادری نے ایک اچھی بات کہی ہے۔

"مولانا فضل رسول بدایونی کی تصانیف کے سلسلے میں ایک بات ہم نے خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوتی ہیں"۔[۲] بر تقدیر تسلیم ہمارے نزدیک مولانا پر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ "ان کی اکثر کتابیں کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوتی ہیں"۔ کیونکہ انگریز دوستی یا انگریز سے ساز باز بیشک جرم اور قابل اعتراض امر ہے فقط سرکاری ملازم ہونا کوئی جرم کی بات نہیں ہے بشرطیکہ کسی خلاف اسلام امر میں ان کا تعاون نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے مولوی عبد الحی کو ملازمت کی اجازت دیکر اس قسم کے شبہات کو ختم کر دیا تھا۔ سرکاری ملازمت سے ہر شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کر لینا کہ یہ انگریز کا خیر خواہ وفادار اور محب ہے کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اکثر و بیشتر انہی علماء نے کھل کر حصہ لیا جو انگریز کے دور اقتدار میں صدر الصدور اور افتاء وغیرہ کے مناصب پر فائز تھے۔

پھر یہ بھی ایک فکر انگیز حقیقت ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" پہلے پہل رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے شائع ہوئی۔ اگر کسی کتاب کو سرکاری ملازم شائع

---

۱۔ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید (مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۸ء) ص ۱۸
۲۔ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۶۔
۳۔ محمد ایوب قادری، مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۱۸۔



کرے۔ تو ضروری نہیں کہ اس میں حکومت کا ایماء شامل ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کتاب سرکاری پالیسی کے مطابق ہو لیکن جب کسی کتاب کو "رائل ایشیاٹک سوسائٹی" ایسا سرکاری ادارہ شائع کرے تو معمولی سی سمجھ بوجھ والا آدمی بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ وہ کتاب یقیناً سرکاری پالیسی کے مطابق ہوگی۔ مخالف ہرگز نہیں ہو سکتی۔

یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مولانا فضل رسول قادری کی تصانیف کو کسی ذریعہ سے بھی سرکاری حمایت حاصل ہوتی تو بعض دیگر مصنفین کی طرح انکی تصنیفات بھی کثرت سے طبع ہوتیں حالانکہ "تقویۃ الایمان"[۱] وغیرہ کتابیں جس کثرت سے اشاعت پذیر ہوئیں، مولانا فضل رسول قادری کی کتابیں اس کثرت سے شائع نہیں ہوئیں۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے کتنے واضح الفاظ میں انگریزی اقتدار سے نفرت و استحقار کا اظہار کیا ہے اور انگریز کے اقتدار کو دین میں فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ درج ذیل اقتباس سے باسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں بسبب ہو جانے کفر کے حکومت (انگریزی اقتدار) اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے"۔[۲] ——— دوسری جانب مولوی اسمٰعیل دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو، تاکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ مولانا فضل رسول قادری اور دیگر علماء اہل سنت پر انگریز دوستی کے الزام میں کتنی سچائی ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایک موقعہ پر کہا۔

"انگریزی سرکار گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم و تعدی نہیں کرتی نہ انکو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے۔ ہم انکے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع و مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر کوئی ہم پر زیادتی کرتا ہے تو اسکو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت

---

۱۔ پروفیسر محمد شجاع الدین (متوفی ۱۹۶۵ء) صدر شعبۂ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے پروفیسر خالد بزمی (لاہور) کے نام ایک مکتوب میں اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ تقویۃ الایمان کو انگریز نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ تبصرہ لاہور، جولائی ۱۹۶۵ء ص ۶۔
۲۔ مولانا فضل رسول قادری۔ سیف الجبار ص ۲۷۔

توحید الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین کا خون گرا دیں۔[1]"

مولانا شاہ فضل رسول قادری کے بارے میں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے۔

مولانا حیدر علی ٹونکی نے اس سلسلے میں ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی نے مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کی شہادت (۱۸۳۱ء) کے بیس سال بعد وہابیوں کے رد میں کتابیں لکھنی شروع کیں۔ ظاہر ہے پنجاب کے انگریزوں کے قبضہ میں آجانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہ راست انگریز سے تھا۔[2]

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلک اہل سنت وجماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا تو اکثر و بیشتر علماء تحفظ دین و مسلک کی خاطر میدان میں اتر آئے، بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا، مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ (صاحبزادگان حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی) منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاذ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، مولانا رشید الدین خاں اور علمائے پشاور وغیرہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی۔ بعض نے تقریری طور پر رد و ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہار ناراضگی فرمایا۔

"حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک کافر بنانا شروع کیا اس وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے، افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں۔ آنکھوں سے بھی معذور ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدۂ فاسدہ کا رد بھی تحفہ اثنا عشریہ

۱ منشی محمد جعفر تھانیسری۔ حیات سید احمد شہید ص ۱۷۱
۲ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۲۴



کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔[1]"

مولانا شاہ فضل رسول قادری ان علماء میں سے تھے جنہوں نے اس نئے فتنہ کی تردید کے لئے بھرپور تقریری کام کیا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور ایسی کتابیں لکھیں جنہیں اہل علم سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ مولانا کی ساری زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی کوششوں میں حفاظت دین کے سوا اور کوئی مقصد نظر نہیں آئیگا۔ کیا اس بات کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی ابتدائی زندگی میں تقریر کے ذریعے عقائد باطلہ کی تردید نہیں کی حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۳۹ تالیف ملک العلماء مولینا ظفر الدین بہاری کے مطالعہ سے واضح طور پر . . . . . . . . . .

پتہ چلتا ہے کہ مولانا طالب علمی کے زمانہ ہی سے ردِ وہابیت کی ابتداء کر چکے تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی، سید صاحب اور ان کے رفقاء کو انگریزوں سے کوئی مخاصمت نہ تھی اور نہ وہ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ ہی رکھتے تھے۔[2]

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے جس شخصیت نے طویل مدت تک سفر و حضر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہو۔ اس کے شاگردوں کا شمار لازماً دشوار ہوگا۔ چند فضلاء کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جنہوں نے آپ کے بحر علم سے استفادہ کیا۔

مولانا شاہ محی الدین ابن شاہ فضل رسول قادری (م ۱۲۷۰ھ) مولانا محب الرسول شاہ محمد عبد القادر بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی، قاضی القضاۃ مولانا مفتی اسد اللہ خاں الہ آبادی (م ۱۳۰۰ھ) استاد مولوی رحمن علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی[3] مولانا شاہ احمد سعید دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) مولانا کرامت علی جونپوری (م ۱۲۹۰ھ) مرید سید احمد بریلوی،

۱ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری، ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر ص ۱۹، ۲۰ ۔ ۲ اس سلسلے میں مقالات سرسید حصہ شانزدہم مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور کے حاشیہ پر شیخ اسماعیل پانی پتی کا نوٹ ص ۲۴۸ تا ۲۵۲ اور ص ۳۱۸ تا ۳۱۹ قابل ملاحظہ ہے نیز سید صاحب کی تحریک کی صحیح پوزیشن سمجھنے کے لئے جناب وحید احمد مسعود بدایونی کی تحقیقی کتاب "سید احمد شہید کی صحیح تصویر" مطبوعہ لاہور ملاحظہ کی جائے۔ ۳ نامور فاضل مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۹۰۹ء) استاذ شبلی نعمانی، مولانا عنایت رسول کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے

مولانا سید عبد الفتاح گلشن آبادی، مولانا عبد القادر حیدرآبادی (م ۲۹ ۱۳۲ھ) مولانا سید اشفاق حسین (م ۱۳۱۸ھ) مولانا خرم علی بلہوری (۱۲۷۳ھ) مولانا حکیم محمد ابراہیم کہانپوری سید منیا شاہ سنبھلی، مولانا سید خادم علی، مولانا سید ارجمند علی، مولانا سید اولاد حسن خلف سید آل حسین، مولانا غلام حیدر، مولانا جلال الدین رئیس سوتھ محلہ، مولانا فصاحت اللہ متوئی، مولانا امانت حسین دانشمند، مولانا بہادر شاہ دانشمند وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے مریدین کا سلسلہ عرب و عجم میں پھیلا ہوا ہے، بیشمار لوگ مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ سے تائب ہو کر آپ کے دستِ حق پر بیعت ہوتے۔

آپ کے چند مریدین کے نام یہ ہیں۔

مولانا محب الرسول شاہ، محمد عبد القادر بدایونی خلف رشید شاہ فضل رسول قادری، مولانا حکیم سراج الحق ابنِ مولانا فیض احمد بدایونی (م ۲۲ ۱۱ھ / ۱۹۰۵ء) مولانا سید آل نبی حسنی حسینی شاہجہانپوری (م ۱۲۷۸ھ) مولیٰسنا حکیم عبد العزیز، مولانا عبید اللہ بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ بمبئی (م ۱۳۱۵ھ) ملا اکبر شاہ افغانی، مولانا عون الحق حافظ محمد ضیاء الدین حیدرآباد دکن، قاضی حمید الدین خاں مچھلی بندر، شیخ محمد صدیق متوطن بمبئی، شیخ عبد الرحیم رئیس بدایوں، شیخ عبد الہادی ملقب بہ شاہ سالار وغیرہ وغیرہ

جب آپ کی عمر شریف ۷۷ برس ہوئی تو آپ کے شانوں کے درمیان پشت پر زخم نمودار ہوا۔ ایک دن قاضی شمس الاسلام عباسی جو آپ کے والد ماجد کے مرید تھے۔ عیادت کے لئے حاضر تھے، آپ نے فرمایا۔

"قاضی صاحب بمقتضائے "وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" آج آپ سے کہتا ہوں کہ دربارِ نبوت سے استیصال فرقۂ وہابیہ کے لئے مامور کیا گیا۔ الحمد للہ! کہ فرقۂ باطلہ اسمٰعیلیہ و اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا دربارِ نبوت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی، میرے دل میں اب کوئی آرزو باقی نہ رہی، میں اس دارِ فانی سے جانے والا ہوں[1]"

[1] ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر، ص ۵۳۔



آخری دنوں میں کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ مگر عبادت و ریاضت اور تہجد کیلئے شب بیداری میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ ۲ جمادی الاخریٰ (۱۲۸۹ھ/۲/۷، ۱۸ء) بروزِ جمعرات خلف رشید مولانا شاہ محمد عبد القادر قادری بدایونی کو بلا کر نمازِ جنازہ کی وصیت کی، ظہر کے وقت اسم ذات کے ذکر خفی میں مصروف تھے کہ اچانک دو دفعہ بلند آواز سے "اللہ اللہ" کہا ایک نور دہن مبارک سے چمکا اور بلند ہو کر غائب ہو گیا اور ساتھ ہی روح قفسِ عنصری سے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

رحلت کے وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی پھر بھی ہزارہا افراد نے جنازہ میں شرکت کی مغرب کے بعد عیدگاہ شمسی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور شب جمعہ والد ماجد کے روضہ میں مدفون ہوئے[1] مولوی عبد السلام سنبھلی نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے۔

معدنِ فضلِ الٰہی حضرت فضل رسول    پیشوائے اہلِ عرفاں سرورِ اہلِ قبول
واقفِ اسرارِ شرع و کاشفِ اسرارِ دیں    ماہرِ کامل بہر فن از فروع تا اصول
سطوتِ تقریرِ او بگداخت جانِ منکراں    ہیبتِ تحریرِ او انداخت در کنجِ خمول
جامعِ علم و ولایت دافعِ آثارِ جہل    قامعِ بنیادِ کفر و رافعِ اوجِ قبول
رفت از دنیا و دنیا از غمِ او تیرہ شد    کرد روشن منزلِ اول بانوارِ نزول
ایں جہاں را سنگِ ماتم بر جبین مدعا است    آں جہاں را گوہرِ مقصود در دستِ وصول
خواستم تاریخِ وصلِ وے نویسم ناگہاں
شد بمن الہام از روحش "انا فضل الرسول"

(۱۲۸۹ھ)

مولانا معین الدین نے درج ذیل تاریخ وصال کہی ہے۔

حضرت فضلِ رسول نامدار    با فضیلت با کرم با افتخار
کان فی عزٍ و فضلٍ کاملاً    فضلہ کالشمس فی نصف النہار
واقفِ اسرارِ علم و معرفت    مرشدِ دیں سرِ حق را راز دار

[1] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۴
[2] تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۳۸۱

دوئم از ماہِ جمادی الآخرہ — راہِ دارِ آخرت کرد اختیار
وقت رحلت داشت شغل ذکر حق — بود از دم ضربِ ذکار آشکار
ناگہاں آورد با جہر تمام — اسم ذاتِ پاکِ حق بر ریب دوبارہ
اللہ اللہ گفت و جاں دادہ بحق — کرد بر نامِ خدا جاں را نثار
گشت مفہوم آں زماں از شش جہت
لفظ اللہ از در و دیوار و دار

آخر میں بقیۃ السلف حضرت مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی دام ظلہ جناب حکیم محمد موسٰی امرتسری (لاہور) اور حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن کی راہنمائی اور معاونت سے یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ جزاہم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

مولانا غلام رسول سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔ مؤلف "توضیح البیان" کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مکتبہ رضویہ کی مطبوعات کی اشاعت کے سلسلے میں ہمارے ساتھ ہمیشہ فی سبیل اللہ تعاون کرتے ہیں اور ہماری حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

۱۰۔ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ — محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۹۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء — اشاعت العلوم چکوال۔

---



# تمہید تردید مذاہب جدیدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ حال وہابیہ کا کہ محمد ابن عبدالوہاب ساکن نجد کے پیرو ہیں یہ ہے کہ ۱۲۲۱ھ میں برہمی انتظام سلطنت روم دیکھ کر خروج کیا اور اس بنا پر سب مسلمانوں کو مشرک ٹھیرایا۔ اور ایک نیا عقیدہ بنایا جو اُس کے خلاف ہو مشرک ہے اور حرمین پر تغلب کیا اور اہل سنت کے قتل کو مباح کیا اور ایک زمانہ تک حرمین طیبین اور بعض عراق کے شہروں پر مثل کربلا وغیرہ کے اُن کا تسلط رہا۔ آخر مسلمانوں کے لشکر نے اُن پر فتح پائی۔ اور استیصال کلی اُس کا ۱۲۳۳ھ میں ہوگیا اور اُن کے نئے عقیدہ کی کتاب (کتاب التوحید) جو ہندوستان میں آئی تھی۔ مولوی اسمٰعیل نے اُس کو اختیار کیا اور ایک رسالہ اس کے مطابق کر گویا اس کا ترجمہ اور شرح ہے اُردو زبان میں تصنیف کیا اور تقویۃ الایمان اُس کا نام رکھا کہ اس کی رُو سے اُن کے اُستادوں سے لے کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی شرک سے نہیں بچتا۔ ہند کے علماء اہل سنت نے اُن کے آگے اور پیچھے تحریر و تقریر سے رد کیا۔ ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو حق سمجھے اور مولوی اسمٰعیل کے مذہب کو اچھا کہے فقط اور وہ جو وہابیہ کے عقیدہ کا حال ہے اوپر مذکور ہوا اس کی ایک سند بہت بڑی معتبر لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ درمختار نام فقہ حنفی کی کتاب مشہور ہے۔ علامہ شامی نے اس پر ایک حاشیہ لکھا۔ اُس کا نام ردالمحتار ہے اور وہ حاشیہ تمام بلاد اسلامیہ میں مشہور و معروف ہے۔ اور ہند کے وہابی یعنی مولوی اسمٰعیل کے پیرو تھے۔ جیسے مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی بشیرالدین قنوجی

اور مولوی سید احمد سی۔ایس۔آئی۔ اور مولوی امداد علی صاحب مجسٹریٹ ڈپٹی کلکٹر وغیرہم جو بحمایت مولوی اسمٰعیل کے، مذہب اہل سنت کے رد میں رسالے تصنیف کرتے ہیں اور مولوی اسمٰعیل کی طرف سے جواب لکھتے ہیں اور چھپواتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اس حاشیہ شامی سے اپنے رسالوں میں سند لاتے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہے۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون فاستباحوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر علیهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتهی۔

یہ عبارت نسخہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد کے صفحہ ۳۰۹ پر باب البغاۃ میں ہے، اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہندوستان کے وہابی یعنی اسماعیلیہ جو اپنی وہابیت کی برائی چھپانے کے واسطے وہابیہ نجد کی تعریفیں زبانی بیان کرتے ہیں اور رسالوں میں لکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ لوگ بہت اچھے اور دیندار تھے اور اہل سنت وجماعت سے کچھ مخالفت نہ تھی اور انہوں نے کچھ اور ظلم نہیں کیا اور اُس ملک کے لوگ اُن کو برا نہیں جانتے ہیں یہ سب باتیں وہابیہ اسمٰعیلیہ کی کذب و افترا ہیں اور اسی حرکت سے ان کا وہابی ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

فقط



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ کتاب "سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار" اس کا نام ہے اور یہی اس کی تاریخ انجام ہے منجملہ تالیفات شریفہ جناب ہدایت مآب زبدۃ العلماء المحققین عمدۃ الفضلاء المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف سند الاولیاء مستند الاصفیاء واقف حقائق المعقول والمنقول کاشف دقائق الفروع والاصول سیف اللہ المسلول حضرت مولانا **فضل الرسول** الحنفی القادری العثمانی البدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وافاض علینا برکاتہ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں بسبب ہو جانے کفر[1] کی حکومت کے اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔ حکم شرع کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ کہ حکم ہے کسی چیز کے جان لینے اور مان لینے کا کچھ کام کرنا نہ کرنا اُس میں نہیں ہے۔ جیسے اللہ ایک ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ قیامت حق ہے، شفاعت حق ہے، بہشت و دوزخ حق ہے، اس کو علم عقائد کہتے ہیں۔ دوسری قسم حکم ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان سے کام کرنے یا نہ کرنے کا۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کرنا، چوری، شراب خواری

[1] انگریزوں کی حکومت، یہ کتاب اس وقت لکھی گئی اور چھپی جبکہ انگریز حکومت کر رہے تھے دوسری طرف مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا فرمان ملاحظہ ہو۔ سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔ ہم صرف سکھوں سے اپنے بھائیوں کا انتقام لیں گے۔ (ص۷۱۔ در حیات طیبہ مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ۱۳۵۱ھ) شرف قادری۔

نہ کرنا اس کو علم فقہ کہتے ہیں تیسری قسم حکم ہے دل سے کام کرنے نہ کرنے کا۔ جیسے صبر و توکل تسلیم و رضا تبتل[1] کرنا عجب حسد بغض ریا نہ کرنا اس کو علم تصوف کہتے ہیں اور علم اخلاق اور علم زہد اور علم توحید اور احسان بھی کہتے ہیں پہلے ان تینوں کو فقہ کہتے تھے پھر جُدا جُدا نام ہو گئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے جو فقہ کی تعریف کی یعنی اس کے معنی بیان کئے اُس میں تینوں کو داخل رکھا اور شرع و دین نام ہے مجموعہ ان تینوں کا جو نہ ہو وہی دین کا نقصان[2] ہے اس زمانے میں کہ قاضی مفتی محتسب خلیفہ سرپرست نہ رہے جن کا خوف نہ ہو نفس اور شیطان نے جو آدمی کے دشمن ہیں قابو پایا۔ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا کہ ہر شخص گویا مالک دین کا ہے جو چاہتا ہے حکم کر دیتا ہے تیسری قسم شرع کی یعنی تصوف کہ دین کا کمال ہے بالکل چھوٹ گیا۔ نام و نشان باقی نہ رہا۔ عمل کا تو کیا مذکور علم بھی کمیاب بلکہ گویا نایاب ہو گیا اور بے ادب زبان دراز جاہل لوگ اُس کو بُرا کہنے لگے اور پہلی قسم کی جڑ ہے دین کی سو جیسا سلف نے کہا ہے۔ اُس کو بدعت سیئہ میں داخل کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم میں بھی جو پہلوں نے لکھا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں کرتے کفر اسلام حرام

[1] دُنیا کے علاقے چھوڑ کر اللہ ہی کی یاد میں رہنا [2] صدر الشریعۃ نے تنقیح میں لکھا ہے الفقہ معرفۃ النفس ما لہا وما علیہا یعنی علم فقہ جاننا نفس کا ہے اُس چیز کو کہ اُسکے واسطے ہے اور جو اس پر ہے اور شرح میں کہ توضیح نام ہے لکھا ہے کہ یہ تعریف منقول ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آخر قول میں لکھا ہے کہ وہ شامل ہے اعتقادیات و وجدانیات و عملیات کو فمعرفۃ ما لہا وما علیہا من الاعتقادیات ہی علم الکلام ومعرفۃ ما لہا وما علیہا من الوجدانیات ہی علم الاخلاق والتصوف کالزہد والصبر والرضا وحضور القلب فی الصلوۃ ونحو ذلک ومعرفۃ ما لہا وما علیہا فی العملیات ہی الفقہ المصطلحۃ فان اردت بالفقہ ہذا المصطلح زدت عملا علی قولہ ما لہا وما علیہا وان اردت ما یشتمل الاقسام الثلثۃ لم تزد وابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ انما لم یزد حیث اراد الشمول یعنی جاننا نفس کا اس چیز کو کہ اُسکے واسطے ہے اور اس پر ہے اعتقادیات سے علم کلام اور وجدانیات سے علم اخلاق و تصوف ہے جیسے زہد صبر رضا حضور قلب وغیرہ اور عملیات سے فقہ مصطلح ہے اگر فقہ سے ===



حلال اُن کے اختیار میں ہے۔ جیسا جس کے جی میں آتا ہے کہہ دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ صراط مستقیم یہی ہے۔ سو اس خیر خواہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ جو اس کے علم و فہم میں آیا ہے۔ قلم سے لکھ دے کہ اوروں کو بھی مفید ہو اس واسطے یہ رسالہ محض للہ لکھا ہے۔ اور ہر مسلمان دیندار بھائی کے حضور میں عرض ہے کہ اسے دیکھیں۔ اگر پسند خاطر ہو۔ تو دعائے خیر سے فقیر کو یاد کریں اور اگر کسی مقام میں شک و شبہ ہو یا کسی صاحب کے نزدیک کسی طرح کا سقم ہو تو ضرور بالضرور تقریر و تحریر سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فقیر کو مطلع کریں کہ ممنون احسان ہوگا اور جو بات حق معلوم ہو گی اُسے بدل و جان قبول کریگا اور انشاء اللہ تعالیٰ نفسانیت کو دخل نہ دے گا۔ اور جو فقیر کی سمجھ میں اُس بات کی حقیقت ٹھہر گی پھر اُن صاحب کے حضور میں عرض کریگا یہانتک کہ طرفین کے نزدیک ایک بات حق مقرر ہو جاوے۔ اخوت اسلامی کا حق یہی ہے۔ مگر ایک عرض اور بھی ہے کہ سب اوراق کو اول سے آخر تک خوب ملاحظہ فرما کر اس تصریح سے کہ تمام کتاب میں ہمارے نزدیک فلانی فلانی بات مشکوک یا غلط اور باقی مسلم و مقبول مجھ کو نصیحت کریں کہ الدین النصیحۃ اور فائدہ نصیحت کا اُسی صورت میں حاصل ہوتا ہے کہ میں اپنی سب خطا و صواب پر آگاہ ہو جاؤں تاکہ خطا کے دُور کرنے اور صواب کے قائم رکھنے سے ماخوذ خدا کا نہ ہوں۔ اور کسی بات ناتمام یا زائد خارج از مطلب کا اظہار نہ کروں وغیرہ یا از قسم امثال و حکایات یا الفاظ میں اُلجھنا اور جھگڑا کھڑا کرنا بے فائدہ اور خلاف راہ انصاف کے ہے جو اصل مطلب ہیں ہاں اس میں اگر شک و شبہ ہو اس کے ارشاد سے ممنون منت کریں اور اگر کسی شخص کو کسی سقم پر اطلاع ہووے اور مجھ کو خبر نہ کرے وہ خدا کے ہاں ماخوذ

=== یہی ارادہ کرے تو عمل کی قید بڑھا دے اور اگر تینوں کو شامل رکھے تو نہ بڑھاوے اور ابو حنیفہ نے قید عمل کی نہ بڑھائی اس سبب سے کہ ارادہ کیا شامل ہونا فقہ کا تینوں قسموں کو ۱۲۔

ہوگا اور میرا حق اس پر رہے گا۔ اس رسالہ میں ایک مقدمہ ہے اور دو باب ہیں۔ اور ایک خاتمہ۔

## مقدمہ میں بیان ہے صراطِ مستقیم کا[1]

یہ بات ظاہر ہے کہ ہر فرقہ آپ کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھی راہ پر جانتا ہے مگر صرف ایک کا جاننا اور کہنا کفایت نہیں کرتا اور اُن کے فقط کہہ دینے سے ثابت نہیں ہو جاتا۔ بلکہ حق وُہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہو۔ اس واسطے ہم رجوع کرتے ہیں خدا اور رسول کے کلام کی طرف یہ بات دریافت کرنے کے لئے کہ سیدھی راہ اور صراطِ مستقیم کونسی ہے۔ سو قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت مانگیں اور یوں کہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور اُسی جگہ صراطِ مستقیم کا بیان بھی فرمادیا کہ وہ راہ اُن لوگوں کی ہے جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اور دوسری جگہ اُن لوگوں کا بھی بیان فرمایا کہ کون ہیں یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء اور صالحین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ۔

[1] عبارت تفسیر عزیزی کی یہ ہے۔ وچوں بندہ را تعلیم فرمودند کہ ہدایت راہِ راست طلب نماید لازم آمد ذکر کسانیکہ بواسطہ آنہا راہِ راست بہ بندگان رسیدہ است بر دیدن اعمال وشنیدن اقوال آنہا راہِ راست از غیر راہِ راست متمیز شدہ والا ہر کسے از اہل مذاہب مختلفہ دعوٰی میکند کہ من بر راہِ راستم پس جماعت را یقین باید کرد در ذہن خود کہ بیان کنندہ راہِ راست باشند ولہذا بیان راہِ راست بایں طریق تعلیم فرمودند صراط الذین انعمت علیہم یعنی راہ کسانیکہ انعام کردۂ بر ایشاں وایں لفظ را در جائے دیگر از قرآن مجید تفسیر فرمودہ اند۔ بچہار فرقہ کہ انبیاء و صدیقاں وشہیداں وصالحاں باشند پس معلوم شد کہ راہِ راست راہ ایں چہار فرقہ است و در وقت مناجات با پروردگار بندہ را می باید کہ ایں چہار فرقہ را ملحوظ نظر اجمالی سازد و راہ آنہا طلب کند چنانکہ در قرآن مجید در سورۂ نساء می فرماید ═══



جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت طلب کرے تو اُن لوگوں کا ذکر کرنا لازم ہُوا کہ جن کے واسطے سے سیدھی راہ بندوں کو پہنچی ہے اور اُن کے اعمال کے دیکھنے اور اقوال کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جُدا ہو جاتی ہے اور نہیں تو سب مختلف مذاہب والوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ میں سیدھی راہ پر ہوں سو ایک جماعت کو مقرر کیا چاہیئے کہ سیدھی راہ کے بیان کرنے والے ہوں اس واسطے راہ کا بیان اس طرح تعلیم فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ کہ انعام کیا تو نے جن پر اس لفظ کی قرآن مجید میں دوسری جگہ تفسیر فرمائی ہے کہ وے چار فرقے ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین۔ سو معلوم ہُوا کہ سیدھی راہ انہیں چار فرقوں

═══ ومن یطع اللہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٓئک رفیقا یعنی ہر کہ اطاعت خدا و رسول خدا بجا آورد بگفتہ ہر دو عمل کند پس او در راہ ہمراہ کساں می رود کہ انعام کردہ است اللہ تعالیٰ بر آنہا و آنہا چہار فرقہ اند انبیاء و صدیقان و شہیداں و صالحان وایں گروہ نیک رفیق را ہند پس در اھدنا الصراط المستقیم ہمیں راہ حق است واز صراط الذین انعمت علیہم طلب رفیق است کہ الرفیق ثم الطریق و در اینجا باید دانست کہ عوام مؤمنین را رفاقت صالحان طلب باید کرد صالحان را رفاقت شہیداں و شہیداں را رفاقت صدیقاں و صدیقاں را رفاقت انبیاء۔ اگر کسے از عوام مؤمنین خواہد کہ رفاقت انبیا نماید او را از رفاقت ایں سہ گروہ درجہ بدرجہ ناچار است چنانچہ اگر کسے رفاقت بادشاہ خواہد بدون رفاقت جماعت داری کہ او در رفاقت رسالہ داری و او در رفاقت امیری از امرا و کبار باشد ممکن نیست ولہذا دخول در طریق اہل اللہ و توسل بانہا جستن محو اہل اسلام شدہ و نیز باید دانست کہ چوں اصل راہ از عالم غیب بحضرت انبیا تعلیم فرمودہ لہذا از ایشان بہ صدیقان واز صدیقان بشہدا و از شہدا بصالحان رسیدہ لازم است کہ دل را معرفت انبیاء حاصل شود بعد از آں معرفت ایں سہ گروہ دیگر بہ طلب رفاقت آنہا میسر گردد ۱۲۔

کی ہے اور بندے کو چاہیے کہ اللہ سے مناجات کے وقت میں ان چار فرقوں کو اپنی نظر میں لحاظ کرے اور اُن کی راہ طلب کرے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے سورۂ نساء میں۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

یعنی جو کوئی اطاعت خدا و رسول کی بجالاوے اور دونوں کے کہے پر عمل کرے سو وہ راہ میں اُن کے ساتھ جاتا ہے کہ انعام کیا ہے۔ اللہ نے اُن پر اور وہ چار فرقے ہیں انبیاء اور صدیقین و شہدا اور صالحین یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں راہ حق کا ڈھونڈھنا ہے اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں رفیق کا طلب کرنا ہے کہ الرفیق ثم الطریق پہلے رفیق پھر راہ اس جگہ جاننا چاہیے کہ عوام مومنوں کو صالحوں کی رفاقت کرنی چاہیے اور صالحوں کو شہیدوں کی اور شہیدوں کو صدیقوں کی اور صدیقوں کو انبیاء کی اور جو کوئی عوام مومنین سے چاہے کہ رفاقت انبیاء کی کرے۔ اُس کو ان تین گروہوں کی رفاقت درجہ بدرجہ ضروری ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے تو بغیر رفاقت جمعدار کے کہ وہ کسی رسالہ دار کی رفاقت میں ہو اور رسالہ دار کسی امیر کے بڑے امیروں میں سے رفاقت میں ہو ممکن نہیں اسی واسطے اہل اللہ کے طریقوں میں داخل ہونا اہل اسلام کا مقصود ہوا۔ اور یہی جاننا چاہیئے کہ جو اصل راہ عالم غیب سے انبیاء کو تعلیم فرمائی اور انبیاء سے صدیقوں کو اور صدیقوں سے شہیدوں کو اور شہیدوں سے صالحوں کو پہنچی ہے لازم ہوا پہلے انبیاء کو جاننا اور اس کے بعد ان تینوں کو تو اُن کی رفاقت کی طلب میسر ہو۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے یہاں چاروں لفظوں کے معنے بیان



کئے اور لکھا کہ شہید[1] اُسے کہتے ہیں کہ دل کو اُس کے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اور جو کچھ انبیاء سے اُس کو پہنچا ہو اُس کا دل ایسا قبول کرتا ہے کہ گویا دیکھتا ہے۔ اسی واسطے دین کے کام میں جان دینا اس کے نزدیک آسان کام ہے گو ظاہر میں مارا نہ گیا ہو۔ اور آخر کو شاہ صاحب نے لکھا۔

ولی[2] ان تینوں فرقوں کو شامل ہے لیکن اکثر صالحوں کو کہتے ہیں اور وہ چیز کہ ان چاروں فرقوں کو شامل ہے اُس کے علامات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور اُن کے رزق کی کفالت کرتا ہے اس طرح کہ اوروں سے ممتاز ہوں اور دشمنوں سے بچاتا ہے اور غربت میں اُن کا انیس ہوتا ہے اور اُنکے نفسوں میں غیرت دیتا ہے کہ امیروں اور بادشاہوں کی خدمت سے

---

[1] شہید آن است کہ قلب او بمشاہدہ مستحق باشد و آنچہ انبیا علیہم السلام باو رسانیدہ اند بہ نہجے قلب او آن را قبول کند کہ گویا او را می بیند و لہذا دادن جان در امر دین نزد او سہل کارے باشد گو بہ حسب ظاہر مقتول نہ شدہ باشد [2] و نام ولی ہر چند شامل این سہ گروہ است لیکن بیشتر این لفظ بر صالحین اطلاق کردہ می شود و چیزے کہ شامل این چہار فرقہ است یعنی انبیاء و صدیقان و شہدا و صالحین از علامات آن است کہ حضرت ایشان را دوست می دارد و تکفل رزق ایشان میفرماید بہ نہجے کہ ممتاز از سائر الناس باشند و از اعدائے خود ایشان را محفوظ می دارد و انیس ایشان می باشد در غربت و در نفوس ایشان غیرتے می دہد کہ بہ سبب آن غیرت بخدمت ملوک و امراء راضی نہ می شوند و ہمت ایشان را بلند میفرماید پس راضی نمی شوند بآنکہ لقمہ از ذورات دنیا آلودہ گردند و دلہائے ایشان را منور می سازد پس ایشان را چیزہا معلوم می گردد کہ غیر ایشان از ارباب نظر و فکر بایشان نرسند مگر بجہد شدید و عمر طویل و سینہ ہائے ایشان را کشادہ می سازد و پس بہ تنعمہائے دنیا و مصیبت ہائے آن و مردن اقارب و دیگر تکلیفات و شدائد تنگدل نمی شوند و نیز برائے ایشان ہیبتے می دہد کہ در قلوب سرکشان و جباران اثر کند و برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و در ہم صحبتان ایشان و در اولاد و نسل ایشان و در زیارت کنندگان پے در پے ظاہر می گرداند و زود شود ایشان را بجاہت و مرتبہ ے بخشد کہ دعائے ایشان مستجاب شود بلکہ در حاجتے کہ بایشان توسل نماید حاجت او روا می گردد و خصوصیات و علاماتے کہ ایشان را در عالم برزخ و بواقعہ قیامت و در عالم ملکوت می دہند از ان قبیل نیست کہ عوام مومنین بآن استدلال

[illegible]

راضی نہیں ہوتے اور ہمت بلند کرتا ہے کہ دنیا کی ناپاکی سے آلودہ نہیں ہوتے
اور ان کے دلوں کو روشن کرتا ہے اور ان کو وہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے
عالم قابلوں کو معلوم نہیں ہوتیں مگر بڑی کوشش سے اور عمر طویل ہیں اور کسی
مصیبت سے تنگدل نہیں ہوتے اور اُن کو ہیبت دیتا ہے کہ جبا نوں اور
زبردستوں پر تاثیر کرتی ہے اور ان کے کلام اور انفاس اور افعال اور مکانات میں
اور ہم صحبتوں اور اولاد و نسل میں اور ان کی زیارت کرنے والوں میں برکتیں
پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک قُرب اُن کو ایسا جاہ و مرتبہ بخشتا ہے کہ اُن
کی دعا مستجاب ہوتی ہے بلکہ جو کوئی اپنی حاجت میں اُن سے توسل کرے اُس
کی حاجت بھی روا ہو جاتی ہے اور جو خصوصیتیں اور علامتیں کہ اُن کو عالم
برزخ میں اور قیامت اور عالم ملکوت میں دیتا ہے۔ اُس قبیل سے نہیں
ہیں کہ عوام مومنین اُس کو دریافت کر سکیں مگر بعد دیکھنے اُن عالموں کے یہ خلاصہ
ہے تفسیر عزیزی کا اور بھی اُس میں ہے کہ اس جگہ ایک شبہہ[1] ہوتا ہے کہ سبدھی

[1] درین جا شبہ وارد می شود کہ صراط مستقیم راہ واحد است و این چار گروہ مختلف الطریق پس راہ واحد راہ این چہار گروہ چہ قسم توان شد و نیز ہر نبی وضعے و شریعتے دیگر داشت و ہر ولی اشغال واذکار جداگانہ در طریق معمولے دارد پس با وجود کثرت طریق کہ در قول مشہور الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق مذکور است وحدت راہ چہ قسم است آید جواب این شبہ بہ تمثیلی خاطر نشان تواں کرد و آں آنست کہ طب یونانیان مثلاً را مستقیم علاج است و از وقت بقراط و جالینوس تا عہد علوی خان محفوظ و مسلوک با وجود آنکہ معالجات بقراط و جالینوس در زمان خود بوضعے دیگر بود و معالجات علوی خان و حکیم علی گیلانی در وقت خود بوضعے دیگر آنہا مفردات را استعمال میکردند از تنقیہ بفصد واسہال بکمال احتراز داشتند و اینہا مرکبات را از معاجین واشربہ بکار میبرند و در ہر مرض اقدام بر تنقیہ فصد واسہال می نمایند پس معلوم شد کہ این قسم اختلافات و کثرت ہائے منافی وحدت طریق نیست و نیز بعضے از اطبائے یونانی واضع قواعد گشتہ و بعضے مقلدان قواعد پس این اختلاف نیز موجب اختلاف راہ نمی شود ہمہ رنگ آنکہ یک قافلہ از شہرے بشہرے در دن یک راہ روانہ می ... بعضے بدرقہ ...



اور صراط مستقیم ایک ہوتی ہے اور چار گروہوں کی راہیں مختلف چاروں کی ایک
راہ کیونکر ہو سکے ہر نبی کا دین و شریعت اور ہے اور ہر ولی کے اشغال و اذکار جدا
طریقت میں معمول ہیں اور قول مشہور ہے۔
الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق" یعنی جتنے آدمی ہیں اُتنی ہی راہیں
ہیں اللہ کی طرف۔" پھر باوجود کثرت کے ایک راہ کیونکر ہو۔ جواب یہ ہے کہ
اس طرح کی کثرت اور اختلاف کچھ ضد ایک ہونے کا نہیں ہے۔ اور اس
اختلاف سے راہ مختلف نہیں ہوتی۔ یہ ایسا ہے کہ ایک قافلہ ایک شہر سے
ایک شہر کو ایک راہ میں جاتا ہے۔ کوئی اس میں سوداگر ہے۔ کوئی بوجھ اُٹھانے
والا کوئی نگہبان کوئی پاسدار سب ایک ہی راہ میں جاتے ہیں۔ مگر اپنے اپنے مناسب
اور اپنے اپنے منصبوں اور خدمتوں کے مناسب کام مختلف کرتے ہیں ایسے ہی انبیاء
اس راہ میں راہبر اور بدرقہ ہیں۔ اور صدیق اور شہید اور صالح مرتبہ بمرتبہ رفیق
اور باربردار اور پاسدار ہیں۔ راہ ایک ہی ہے۔ یہانتک سب تفسیر عزیزی سے
لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

| | |
|---|---|
| ویتبع غیر سبیل المؤمنین | یعنے اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اُسکو |
| نوله ما تولی ونصله جہنم | پھیر دینگے جس طرف کو پھر گیا اور پہنچا دینگے اس کو |
| وساءت مصیرا۔ | دوزخ میں اور پہنچا بُری جگہ۔ |

مولوی عبدالقادر نے ترجمہ میں اس آیت کا فائدہ یوں لکھا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جُدا راہ

و پاسدار حال آنکہ آن ہمہ بیک راہ می روند لیکن کارہائے مختلف بہ حسب خدمات و مناصب خود بہ عمل می آرند ہم چنیں انبیاء علیہم السلام درہمیں راہ راہبر و بدرقہ اند و صدیقان و شہیدان و صالحین مرتبہ بمرتبہ رفیق و دیست کش و باربردار پاسداراین ہمہ مراتب وحدت طریق را منافی و مخالف نیست ۱۲۔ تفسیر عزیزی۔

پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو سو دوزخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا یحل دم امرء مسلم یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے مسلمان کا کہ خدا کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دے خون حلال نہیں مگر تین کا ایک جو کسی کو مار ڈالے۔ اس کا مار ڈالنا بطریق قصاص کے چاہیئے۔ دوسرا جو بیاہا ہوا زنا کرے سنگسار کیا جائے۔ تیسرا دین کا تارک اس کا بیان فرمایا کہ چھوڑنے والا جماعت کا۔

نووی علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکلے نئی بات نکال کر اجماع کے خلاف جیسے رافضی اور خارجی اور ان کے سوا سب اس میں داخل ہیں۔ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

یعنی سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو اکیلا ہوا اکثروں کی متابعت سے وہ اکیلا دوزخ میں گرایا جائے گا۔

شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جس جانب میں اکثر علما ہوں اس کی پیروی کرو۔ ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار۔

یعنی جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو جماعت سے اکیلا ہوا دوزخ میں پڑیگا اکیلا۔

ابو داؤد اور امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والکافۃ

یعنے شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا کہ پکڑ لیتا ہے جسکو کہ اپنے بھائیوں سے نفرت اور بے انسی کے سبب اکیلے رہے اور جس کو کہ گلے سے اکیلی چلی جائے اور جس کو کہ اکیلی رہ جائے اپنی جماعت سے گھاٹیوں میں مت جاؤ اور جماعت کو لازم پکڑو۔

شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جماعت سے باہر نہ ہو اور اکثر عالم جس طرف ہوں اس کی پیروی کرو۔

**فائدہ** ۔ یہ بات قرآن و حدیث سے خوب ثابت ہوگئی کہ راہِ حق اور صراط مستقیم راہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی ہے۔ موافق جماعت اور سواد اعظم کے جو جماعت اور سوادِ اعظم کے خلاف ہوا وہ دوزخی ہے۔ اب دریافت کرنا چاہیئے کہ جماعت اور سوادِ اعظم کون اور تارک جماعت اور سوادِ اعظم کے مخالف کون ہیں سو بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قرنِ اول یعنی صحابہ کے وقت خلافت حقہ تک ایک مذہب ایک راہ ایک طریق صحابہ اور ان کے شاگرد جو تابعین کہلاتے ہیں۔ طریقۂ پیغمبر پر باہم متفق رہے۔ اگرچہ کسی مسئلہ فرعی میں اختلاف ہوا کہ وہ اختلاف رحمت تھا۔ مگر خلاف اور شقاق اور اختلاف ملت نہ تھا آخر خلافت حقہ میں خارجیوں نے جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا اور حضرت فاتحۂ ولایت خاتم خلافت اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کافر ٹھیرایا۔ نعوذ باللہ منہ اسی طرح رافضی پیدا ہوئے پھر معتزلی ظاہر ہوئے غرض

ہر وقت میں جماعت اور سواد اعظم سے بعضے بعضے گمراہ فرقے نکلتے گئے۔ اور کسی کسی وقت میں کسی کسی طرف میں اظہار بد مذہبی کا بھی منتشر ہوا مگر وہ جو فرقہ ناجیہ جمہور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اُن کے اتباع کا ہے کہ جن کو اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب سے اَبتک اُسی صراط مستقیم پر ہیں اور جماعت اور اعظم امت وہی ہے۔ اور ہر وقت میں اکثر اطراف میں اظہارِ حق اور مددگاری دین کی اُنہیں سے ہوتی رہی اور سب بد مذہبوں کو تادیب اور تنبیہ لسانی اور سنانی کرتے رہے اور بموجب وعدۂ الٰہی کے الا ان حزب الله هم الغالبون۔ غلبہ عام اُسی فرقہ کا رہا اور وہ سوادِ اعظم عقائد میں اشعری ماتریدی اور فقہ میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں جو اُن کے سوا ہے۔ وہ جماعت سے خارج اور سواد اعظم کا تارک اور دین کا سارق ہے۔ اور جماعت کے تارک اور سوادِ اعظم کے مخالف جو فرقے اَبتک ہوئے اُن کے رَدّ و ابطال اور دفع و زوال میں جو جو کہ پیش آیا اس کا ذکر کرنا بسبب شہرت کے ضرور نہیں ہے۔ سردست جو فتنہ نجدیہ کا پھیل رہا ہے اُس کا بیان کرنا بہت مناسب ہے۔ کہ اکثر عوام اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اس سبب سے دھوکوں میں پڑے ہیں۔

## پہلے باب میں مذہب نجدیہ کے پیدا ہونے اور اُسکے پھیلنے کی کیفیت ہے

اصل اس فتنہ کی یہ ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اللّٰھم بارك لنا فی شامنا و یمننا — اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں اور ملک شام میں

سو جیسے اس فاحد جاری باستد و جیسے کمالان ولدایس و جیسے بلدرفہ



قالوا وفی نجدنا۔ یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دعا فرمائی۔ واسطے ملک شام و یمن کے پھر لوگوں نے عرض کیا واسطے ملک نجد کے آخر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

هناك الزلازل والفتن و بها يطلع قرن الشيطان — یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے ہونگے اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۴۱۔ ج ۲ ص ۱۰۵۱)

اے مسلمانو تم دیکھو یہ معجزہ پیغمبر خدا کا بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا۔ شرح اُس کی یُوں ہے کہ ۱۲۰۳ھ میں سلطان عبدالحمید خان غازی بادشاہ روم کہ بڑا عادل و دیندار صاحب عزم تھا راہی جنت ہوا سلطان سلیم ثالث اُس کے بھتیجے نے اُس کے بیٹوں کو نظر بند کیا اور زبردستی سے بادشاہ ہوگیا۔ اور بہت امیروں اور سرداروں کو اس خیال سے کہ ہوا خواہ سلطان اور اُس کی اولاد کی سلطنت کے خواہاں ہیں مع اکثر فوج عمدہ کے حالت غفلت میں بجرد قبض روح سلطان مرحوم کے مروا ڈالا۔ اور رعیت پر بھی ظلم شروع کیا ایسی باتوں سے روم کی سلطنت میں خلل پڑ گیا۔ سارے صوبے کہ ترکی زبان میں پاشا کہلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ کہ سلطان روم کے تابع تھے سب پھر گئے۔ اپنے آپ حاکم ہوگئے سلطان کا حکم کچھ نہ رہا۔ آپس میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ جو زبردست ہوگیا کمزور کا ملک چھین لیا تمام ملک میں کہ روم کی بادشاہی کے حکم میں تھا۔ بڑی بدانتظامی ہوگئی۔ ہر ایک کو حوصلہ ہوا حکومت اور بادشاہی کا جس کے ساتھ کچھ شورہ پشت مفسد اکٹھے ہوگئے جس مکان پر قابو پایا وہاں کا حاکم بن بیٹھا۔ حرمین محترمین یعنی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے جو ملک متعلق تھا اُس کی حکومت بہت مدت سے مکہ کے شریف کی تھی یعنی ایک ہزار

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہاں کا مالک رہتا تھا اور اُسی کا حکم تھا اور اس کے ملک کا بہت حاصل نہ تھا۔ ہر موسم حج میں سلطان روم کے یہاں سے ایک امیر فوج کے ساتھ آتا تھا اور نقد و جنس بیشمار لاتا اور وہاں کے سادات اور اہل خدمات کو علیٰ حسب المراتب پہنچاتا اور عام رہنے والوں کو مکہ اور مدینہ اور اُن کے گرد و نواح کے واسطے بھی جو مقرر تھا دیتا اور ہدیہ اور نذریں سوائے مقرر کے سلطان اور ہر ایک وزیر امیر کی طرف سے بہت سی آتی تھیں کہ سب آمدنی کا حساب کروڑوں کو پہنچتا تھا۔ اور فوج سلطانی کو اگر شریف کسی سرکش گروہ کی تنبیہ کا حکم دیتا بجالاتے۔ اس سبب سے وہاں کے رہنے والے سب خوش و خرم آرام تمام سے زندگی بسر کرتے تھے جب روم کی سلطنت بگڑ گئی ان سب باتوں میں خلل پڑ گیا۔ شریف کی وہ شوکت نہ رہی۔ مفسد لوگوں نے ہر طرف سے سر اُٹھایا۔ بڑے بڑے حادثے اور فتنے برپا ہوئے۔ سب سے بڑا فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے کہ وہ ایک ملک ہے حجاز و عراق کے بیچ میں، شیطان ملعون اُسی نجد کے شیخ کی صورت بن کر مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا تھا[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لئے اس سبب سے شیطان کو شیخ نجدی[2] کہتے ہیں۔ اس حادثہ کا کیا بیان کروں مکہ مدینہ کے رہنے والوں نے یزید علیہ ما علیہ اور حجاج پلید کے ظلم جو کانوں سے سنے تھے۔ نجدیوں کے ہاتھ سے اپنی آنکھ سے دیکھے تفصیل اُس کی یہ ہے کہ۔

عبدالوہاب نام ایک رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور باپ دادے اس کے علم ظاہری اور باطنی میں اس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ تھے اور اس کے خاندان کا اس ملک میں بڑا اعتبار تھا عبدالوہاب نے حال سلطنت کی

---

[1] عطرالورد شرح قصیدہ بردہ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی ص ۴۵
شفا شریف ج ۲ ص ۱۰۲-۱۲ (شرف قادری) [2] ملاحظہ ہو غیاث اللغات



خرابی کا دیکھ کر ارادہ کیا بادشاہی کا اور یہ صلاح ٹھیری کہ دینداری کے حیلے سے لوگوں کو جمع کر کے مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیجئے کہ فوج و لشکر سے خالی ہیں اور مال و خزانہ اُن میں بیشمار ہے۔ جب یہ ملک قبضہ میں آگیا اور خزانہ بیشمار ہاتھ لگا تو پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہو جانا آسان ہے کیونکہ وہ سب آپس میں نفاق اور نزاع کے سبب خراب حال ہیں۔ یہ صلاح ٹھیرا کر عبدالوہاب مع اپنے عزیزوں و قریبوں کے وعظ کہنے اور مرید کرنے میں کہ طریقہ باپ دادے کا تھا خوب مشغول ہوا۔ اور خلائق کو اپنا معتقد و مطیع کر کے جمعہ کے دن ایک مجمع عام کیا اور بڑے آدمیوں کو اطراف و جوانب سے بلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ شرع میں بادشاہ ضرور ہے احکام دین کا جاری ہونا ظالم کا تدارک مظلوم کی دادرسی عید جمعہ وغیرہ سب بادشاہ ہی پر موقوف ہیں۔ اور بادشاہ روم و شام صرف برائے نام ہیں۔ حکم اُن کا ذرا نہیں۔ اُن کو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے کہ بڑا گناہ ہے اور خطبہ میں کہ عبادت ہے جھوٹ بولنا نہایت ہی بیجا ہے۔ چاہئے کہ سب حاضرین مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں۔ مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی طرف رغبت نہیں رکھتا ہوں۔ پہلے اُن لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے۔ پھر سبھوں نے کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریف کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں کہا کہ مجبور ہوں جماعت مسلمین کے خلاف کیونکر کروں۔ ناچاری سے قبول کرتا ہوں مگر ایک شرط سے کہ عقائد اعمال میں میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پھرو۔ آخر سب نے بیعت لیکر امیر المومنین بنا اور نام اُس کا سلطان کی جگہ خطبہ میں داخل ہوا قصبہ درعیہ کو کہ وطن تھا تخت گاہ قرار دیکر اپنی اولاد و اقارب کو شہر شہر کا حاکم کیا اور عدل و انصاف دینداری و تاکید نماز و روزہ کی خوب جاری کی اور اجلاس امامت کے زور سے ملک کا انتظام اپنی ذریت کو حوالہ کیا اور آپ مشغول ہوا ایک نیا مذہب

بتلاتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت وغیرہ کے مشہور مذہبوں سے جدا ہو کہ
اس مذہب کی رو سے وہ کافر ٹھہریں۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے کچھ
معتزلہ کے کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ کے مذہبوں سے لیکر کچھ اپنے دل سے
جوڑ کر ایک رسالہ بنایا۔ محمد نام اس کے چھوٹے بیٹے نے اس میں کچھ بڑھا کر
کتاب[1] التوحید نام رکھا اور پھر اس کو آپ اختصار کیا۔ حاصل اس کا یہ
ہے کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے خصوصاً رہنے والے حرمین شریفین کے تاکہ اُن
کا لوٹنا اور مار ڈالنا جہاد ٹھہرے چند نسخے اُس کے حاکموں کے پاس بھیجے گئے
حاکموں نے اُسے ظاہر کیا۔ محکوموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ
اور جہاد کا ثواب ملا۔ آخر مسعود نام اخبث ذریت اس عاقبت نامحمود نے
بنام نہاد زیارت کعبہ ۱۲۲۰ھ اور آخر ایام سلطنت سلطان سلیم ثالث میں
بڑی بھیڑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر پہ چڑھائی کا ارادہ کیا۔ یہاں کے رہنے
والے اُن کا پہلا حال عدالت اور دینداری کا سنکر اُن کے آنے سے بہت خوش
ہوئے اور مشتاق ملاقات کے ہوئے اگرچہ چند آدمی کہ قریب اس حرمیت سے وہاں
گئے تھے۔ اور نئے دین کا حال دیکھ سنکر آئے تھے انہوں نے مکہ میں اس کا تذکرہ
کیا۔ اور لوگوں نے شریف سے عرض کی کہ حال اُن کا اچھا نہیں ہے۔ ترک کی فوج
کو شام و مصر کی چھاؤنیوں سے طلب کیجئے اور عرب کے قبائل کو جمع کیجئے اور نجد
کا بند و بست کرنا ضروری ہے کہ سرحد حجاز میں نہ آجاویں اگر وہ یہاں آگئے تو پھر
کچھ تدارک نہیں ہو سکے گا۔ شریف نے اُسی پہلے حال سے دھوکا کھا کر کہا کہ معاذ اللہ

---

[1] قدرت خداوندی کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ عبدالوہاب کے سب سے بڑے بیٹے مولانا شیخ محمد سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ وہابیت سے سخت بیزار تھے انہوں نے رد نجدیت میں "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" نامی کتاب لکھی جسے مولانا غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ مدیر سواد اعظم نے اس کا ترجمہ کر کے شائع کیا تھا۔ ۱۲ (اشرف قادری)



میں خانہ خدا کی زیارت کرنے والوں کو روکوں اور کہنے والوں پر بڑا غصہ کیا۔
کہ پھر کوئی اس طرح مفسدانہ بات نہ کہے اسی عرصہ میں خبر آئی کہ مسعود نامسعود
انبوہ نا محدود لے کر چڑھا آتا ہے۔ پھر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت سے
حرم کی ہتک اور جانوں کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جائیگی۔ شریف نے وہی جواب
دیا کہ مسلمان سنت پر چلتے اور تقویٰ کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ایسے بڑے گناہ اُن سے
نہیں ہونے کے یہاں یہی قیل و قال رہی کہ وہ اشقیا قرن المنازل تک کہ میقات نجد
کا ہے۔ آپہنچے وہاں سے مکہ کو چھوڑ دوڑ ماری طائف پر اور بے جہت اور بے
باز پرس چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کیا جو سامنے آیا۔ کیا مرد کیا عورت
کیا چھوٹا کیا بڑا سب کو شہید کیا۔ اور مسجد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما کی اور آثار متبرکہ سب ڈھا کر زمین کے برابر کر دیئے۔ تمام مال و متاع پر
تصرف کر کے گماشتے چھوڑ مارا ماری کرتے مکہ معظمہ پر آئے۔ ایک منزل مکہ باقی رہا
تھا کہ کچھ بچے بچا کے طائف کے آگے آپہنچے اور طائف کا ماجرا شریف سے
عرض کیا۔ شریف کے پاس صرف پانچ سو غلام تھا اور مدد بلانے کی مہلت کہاں
تھی۔ اور کتاب التوحید بھی ایک دن پہلے مکے میں آئی تھی۔ علمائے مکہ نے اس کی
حرم میں اجماع کیا کفر پر نجدیہ کے اور حرم کے خدام اور شہر و بازار کے لوگوں کو متفق
کیا۔ اس سے لڑنے پر اور فتویٰ اجماعی مہری چاروں مذہبوں کے عالموں کا بعد
مہر کے شریف کو دیا اور کہا کہ سب مسلمان آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں اور
سامان درست کرنے میں لڑائی کے مشغول ہیں۔ علی الصباح آپ سب جمعیت
کے ساتھ حرم کی حد پر چل کر اُن کو روکیں اور لڑیں۔ یہ ماجرا اجماع وغیرہ کا جمعہ
کے دن ساتویں محرم سنہ ۱۲۲۱ھ کو ہوا۔ آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر
شریف کی برآمد کے تھے۔ شریف برآمد ہوئے۔ طائف کا حال سن کر گھبرا گئے اور

اپنی غفلت پر شرمندہ اور فوج کے نہ ہونے سے ڈرے ہوئے تھے اور ابھی تک اس شبہ میں کہ شاید طائف والوں نے پہلے قصہ شروع کیا ہو اور اس گمان پر مطمئن کہ طائف میں جو ہوا سو ہوا حرم میں تلوار نہ چلائیں گے اور لوٹ مار نہ کریں گے کہ کلمہ پڑھتے ہیں لوگوں نے ہر چند عرض کیا کہ یزید حجاج و قرامطہ کے وقت میں کیا کیا نہ ہوا۔ وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے اور حال نجدیہ کے عقائد کا کتاب التوحید سے اور افعال کا واقعہ طائف سے ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرح کی باتیں بوساطت معروض کیں مگر شریف باہر نہ نکلے۔ اس عرصہ میں شریف کے غلام بھی اہل شہر سے متفق ہوئے اور شریف سے نکلنا چاہا۔ شریف نے کہا کہ میں حکم قتال کا بیت اللہ کی زیارت کے آنے والوں کو کیونکر دوں۔ اس تکرار میں پھر دن آگیا اور کوئی بات قرار نہیں پائی تھی کہ ناگہاں خبر آئی کہ نجدیہ تلواریں مارتے اور لوٹ کرتے ہوئے داخل حد حرم کے ہوئے۔ اس وقت شریف کو ان خبیثوں کی خباثت کا یقین ہوا سوائے بھاگ جانے کے کچھ چارہ نہ دیکھا اپنے غلاموں کو ساتھ لے جدہ کو چلے گئے۔ اور وہاں کے قلعہ میں پناہ پکڑی اور مکہ کے رہنے والے مرد و عورت گھروں کو چھوڑ کر کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ کچھ مسجد الحرام کو پناہ سمجھ کر اس میں آ بھرے نجدی بے دین بے اس کے کہ کوئی مقابلہ کریں۔ چاروں طرف سے کمال سفاکی اور بے باکی کے ساتھ مسجد الحرام میں گھسے۔ وہ لوگ کہ کعبہ کے پردہ میں چھپے اور قبہ زمزم و حطیم و مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے ان کا بھی پاس نہ کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کیا کہوں جو انہوں نے کیا۔ دل یاری نہیں دیتا حجرِ اسود تک ان کے ظلم سے نہ بچا کہ اس میں بھی صدمات زد و ضرب سے شق آگیا تمام مال شریف اور اہل مکہ کے گھروں کا اور حرم کے کارخانوں کا اور نذر کعبہ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ نہ چھوڑا جب حکم دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آکر اپنے گھروں میں آباد



ہوں۔ مگر جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو اس کو مار ڈالو۔ لیکن مکہ کے شریفوں کی قوم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت اور سیادت انکی صحیح اور تمام عالم میں معتبر کسی کو امان نہیں دیا کیا مرد کیا عورت کیا چھوٹا کیا بڑا جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اس حکم کے مشہور ہونے سے اہلبیت نبوی میں جس کو طاقت بھاگنے کی تھی جدھر کو راہ پائی آوارہ ہو گئے۔ اور جو ان اشقیا کے ہاتھ پڑا شہید ہوا۔ باقیماندہ لوگ اپنے گھروں میں آئے اور سامان و اسباب سے صاف خالی تھے اے مسلمانوں سنو اور روؤ اور عبرت پکڑو جس جگہ کے جانور کا شکار کرنا اور سایہ اور پانی سے بھگانا اور درخت کا کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا اور پتہ جھاڑنا حرام ہوا اور آدمی وہاں گناہ کے قصد کرنے پر ماخوذ ہو۔ اور درندہ جانور بکری وغیرہ کے پیچھے دوڑے اور وہ بکری حرم کی حد میں گھس جاوے۔ درندہ پھر جاتا ہے اور حرم کی حد میں داخل نہیں ہوتا اور اڑنے والے جانور جو اڑتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے مقابل آجاتے ہیں تو دائیں بائیں پھر جاتے ہیں۔ اس گھر کے اوپر نہیں گذرتے ہیں اور اسی طرح کے بہت ہیں۔ ان شیاطین اور سفاکان بیدین نے ایسے مکان متبرک میں کیا کیا بیدینیاں کیں۔ بعد فراغت کے تخریب مکہ معظمہ سے متوجہ ہوئے مدینہ منورہ[1] کے غارت کرنے پر تھوڑی سی فوج لے کر دوڑے۔ راہ میں جس کو پایا شہید کرتے ہوئے مدینہ منورہ پر جا چھاپہ مارا اور جو مکہ معظمہ میں کیا تھا اسی سے مدینہ منورہ میں بھی منہ اپنا کالا کیا۔ لوٹ مار کے سوا مساجد مقدسہ و مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ و اہل بیت سب مسمار کر ڈالے۔ کیا مکہ معظمہ میں کیا مدینہ منورہ میں کیا طائف میں اور وہ سب مسجدیں کہ ان ملحدوں نے ڈھائیں بنائی ہوئی صحابہ و تابعین اور اس وقت سے اب تک زیارت گاہ تمام مسلمانوں کی تھیں۔ کتب فقہ و حدیث

---

[1] حدیث شریف میں ہے جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسکو آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دیگا جیسے پانی میں نمک (مسلم شریف ج ۱ ص ۴۴۱) ۲ شرف قادری

ہیں اُن مکانوں کی زیارت اور اُن میں نماز کو ادا کرنا آداب میں لکھا ہے اور بعضے گھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے بنائی ہوئی تھیں یہ غضب دیکھو مسجد قبا میں بھی ان ملحدوں نے کمال بے ادبی کی آخر کو روضہ مقدسہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کہ صنم اکبر نام رکھا تھا ارادہ ڈھانے کا کیا اور ایک جماعت نیت ناپاک سے وہاں گئی جبھی کہ دروازہ کھولا ایک اژدھا کی پھنکار کی آواز آئی کہ سب خاک سیاہ ہو گئے اور روح ناپاک اُن کی دوزخ کو پہنچی سالحاصل وہاں ظلم سے پیٹ بھر کر مع تمام اسباب و سامان نقد و جنس مکہ کو ہوکر فوج میں ملے اور پاؤں پھیلائے حجاز و نجد کے پاس کے شہروں پر دست درازی کی بعضے عراق کے شہروں کو بھی جو فوج سے خالی تھے لوٹ لیا اور قتل کیا کربلائے معلی میں بھی جو مدینہ منورہ میں کیا تھا کیا مگر جدہ پر قصد نہ کر سکے کہ قلعہ مستحکم تھا اور اس میں توپیں بھی تھیں اور شریف بھی باہر آنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اسی حال میں ایک زمانہ گذر گیا عجیب طرح کا مخمصہ تمام ملک کے رہنے والوں کی جان پر تھا شروع اس فتنہ کا سلطان سلیم ثالث کی سلطنت میں ہوا کہ اسکی بدفکری اور بے عقلی کے سبب سلطنت کی کچھ شوکت نہ رہی تھی اور سب پاشا آپس میں لڑتے مرتے تھے کسی کو اس طرف توجہ کی فرصت نہ تھی۔ یہ فتنہ زور پکڑ گیا اس عرصہ میں سلطان مصطفیٰ رابع خلف سلطان عبد الحمید خاں مرحوم نے سلطان سلیم ثالث کو مارا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹھا کئی مہینے گذرے تھے کہ مصطفیٰ بیرقدار نے سلطان مصطفیٰ کا خلع و قتل کیا جب سلطان محمود خان غازی خلف سلطان عبد الحمید خان کہ مرد باخدا تھا۔ بادشاہ ہوا اپنی سلطنت کی پراگندگی کو حکمت عملی سے جمع کیا۔ محمد علی پاشا والی مصر کو حکم جہاد کا نجدیوں پر دیا۔ محمد علی پاشا نے ابراہیم پاشا کو حجاز پر بھیجا اُس نے آکر ایسا تدارک کیا کہ نام و نشان



نجدیوں کا باقی نہ رہا اور قتل عام کیا جتنا اسباب کہ مکہ مدینہ کربلا وغیرہ کا لوٹ لے گئے تھے سب لا کر جہاں کا تہاں پہنچا دیا اور جس مالک نے اپنی چیز کی شناخت کی اس کے حوالے کر دیا اور باقی مال مملوکہ نجدیوں کا مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جیسا چاہیئے ویسی تلافی کی اور مسجدیں متبرکہ اور آثار شریفہ جو نجدیہ نے توڑ ڈالے تھے۔ سب کے بننے کا حکم دیا۔ اُسی عرصہ میں ملک یمن کے جنگلی گنواروں شیعہ زیدیہ مذہب نے کہ دین و آئین سے محض ناواقف اپنے طریق کے اصول و فروع سے جاہل مطلق سوائے راہ لوٹنے اور ڈاکہ ڈالنے کے کچھ جانتے نہ تھے۔ اس مذہب کو اپنے مذاق کے موافق پایا اور بڑی خوشی سے قبول کیا مسلمانوں پر جہاد کیا مخا اور حدیدہ دو شہر ہیں ملک یمن کے سمندر کے کنارے پر لوٹ لئے جب فوج ترک کی حجاز سے آئی کچھ مارے گئے کچھ جنگلوں کو بھاگ گئے جب سلطان محمود خان غازی جنت نصیب ہوا اس کا بیٹا عبد المجید خان غازی تخت نشین سلطنت روم ہوا نظم و نسق اپنا شاہانہ جاری کیا سب پاشا اس کے مطیع ہوئے محمد علی پاشا والی مصر سے ملک حجاز و یمن وغیرہ جو ضعف سلطنت کے حال میں اُن پر متصرف ہو گیا تھا نکال لئے بموجب اس حکم کے فوج محمد علی پاشا کی لوا تمصر ہوئی اور فوج سلطانی بنادر یمن تک آئی تھی کہ زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح مخا و حدیدہ نے مذہب نجدیہ کا اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر پھر تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہو گیا عجب طرح کا ظلم برپا کیا۔ راقم نے ۱۲۷۵ھ میں اسی حال پر چھوڑا پھر سنا کہ فوج ترک کے آنے سے ان کا کام تمام ہو گیا۔ اسی طرح ملک مسقط کے گنواروں خارجی مذہب والوں نے اس مذہب کو پسند کیا اور لوٹ مار شروع کی۔ حاجیوں اور سوداگروں کے جہاز لوٹ لئے مسقط کے بادشاہ نے کہ نام اُس کا سعید ہے

اُن کا قتلِ عام کیا بالآخر سب کا استیصال ہوگیا۔ اب تمام ملک عرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں اس مذہب کا نام و نشان باقی نہیں سوائے چند گنواروں ایک چھوٹے سے جنگل بریمن کے کہ تمام اُس قبیلہ کا اسیر ہے کہتے ہیں کہ کچھ کچھ باقی ہیں۔ و العلم عند اللہ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور تمام مسلمانوں کے شہروں میں جو روم و شام و مصر و عراق وغیرہ کے ہیں۔ کوئی اس مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا یہ حال ہے عرب کے نئے دین والوں کا۔

اور ہندوستان میں اس دین کے پھیلنے کا یہ قصہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کی فکر میں حد سے اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی اور گ

ل بعد کا واقعہ یہ ہے کہ فرانس برطانیہ اور روس کی متحدہ طاقت نے جب ترکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ۱۹۱۱ اور ۱۹۲۳ء میں ملحد کمال پاشا نے ترکی کے بقیہ حصے پر غیر اسلامی راج قائم کیا تو اسکے بعد حرمین شریفین کا کوئی محافظ نہ رہ گیا میدان خالی دیکھتے ہوئے پھر دوبارہ نجد کا بھیڑیا انگریزوں کی شہ پاکر مکہ و مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ الحجاج و یزید کی یادگار بن کر حرمین پر ظلم کے پہاڑ توڑے (ملاحظہ ہو النور ص ۱۷ مصنفہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ) ماہنامہ رضوان لاہور بابت جولائی ۱۹۶۲ء ص ۲۷ میں ہے کہ ۱۹۲۵ء کے آخر میں ایک فتنہ عظیم رونما ہوا۔ امیر ابن سعود والی نجد نے انگریزوں کے ایماء پر مملکت حجاز پر فوج کشی کر دی شریف حسین بادشاہ حجاز سے چونکہ بعض سیاسی وجوہ کی بناء پر سلطنت برطانیہ کا بگاڑ ہو گیا تھا اس لئے انگریزوں نے والی نجد کو سیاسی جوڑ توڑ اور مالی و فوجی امداد و اعانت کے ذریعہ حجاز پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ نجدیوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں چند مختصر لڑائیوں کے بعد سلطنت حجاز پر قبضہ کر لیا۔ شریف حسین گرفتار ہوا۔ اور انگریزوں نے اسکو جزیرۂ قبرص میں لے جا کر نظر بند کر دیا اور کچھ عرصہ بعد اسی مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شریف علی چند روز کیلئے تخت حجاز پر بیٹھا لیکن جلد ہی اسکو ابن سعود کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی اور وہ بھی بالآخر مجبور ہوا۔ نجدیوں نے حرمین شریفین کے مآثر متبرکہ و مقابر و مساجد کو منہدم کرا دیا۔ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کے تمام قبے مسمار کر دیئے گئے مکہ معظمہ کے آثار مقدسہ مثل مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسی قسم کے دیگر مقامات مطہرہ کو بالکل پامال کرا دیا مسجد جن =



اُن کے اس سبب سے اُن سے ناراض بھی تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کرا دیا مگر مولوی اسمٰعیل کو کچھ نہ دیا جب شاہ صاحب نے انتقال کیا۔ کوئی بزرگوں میں نہ رہا۔ مولوی اسمٰعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے تین چشمے فساد کے دین میں اُن کی ذات سے جاری ہوئے۔ ایک فتنہ ظاہریہ[ل] کا کہ قیاس و تقلید حرام ہیں۔ اور ائمہ مجتہدین و فقہائے مقلدین فاسق ہیں۔ بلکہ کافر یہ مفسدہ تھوڑا سا شاہجہان آباد میں اور پورا نواح عظیم آباد وغیرہ پورب کے شہروں میں پھیلا۔ ایسے جاہل کہ ابوحنیفہ کا لفظ بھی صحیح نہیں بول سکتے تھے کو پے اور شین کو سین کہتے ہیں۔ اماموں اور مقلدوں کو بُرا کہتے ہیں۔ اور اُن کی طرف خطا اور گمراہی کی نسبت کرتے ہیں کچھ تامل نہیں کرتے اور مولوی اسمٰعیل کی زبان درازیاں اور بے ادبیاں ائمہ و فقہاء کے ساتھ مشہور ہیں۔ دیکھو تنویر العینین میں لکھا ہے۔

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم الصریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترك قول امامه ففیه شائبة من الشرك. ترجمہ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص معین کی تقلید کا التزام

= مسجد ابو قبیس مسجد نور وغیرہ کو منہدم کرا دیا حتی کہ روضۂ مطہرہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی گرانے کا ارادہ کیا۔ ۱۲ سوانح اعلیٰ حضرت از مولانا بدرالدین احمد قادری

ل ظاہریہ ایک فرقہ ہے۔ خارج اہل سنت سے رجوم الشیاطین میں جو رد ہے تحفہ اثنا عشریہ کے جواب تصنیف مرزا محمد کشمیری کا لکھا ہے قولہ آنکہ بعضے از اہل سنت مانند داؤد و متبعانش الخ طرفہ تماشا ست کہ ایں معترض را تمام عالم اہل سنت بنظر می آید داؤد ظاہری و متبعانش را از اہل سنت شمردن در حد مرتبہ از سفاہت است اہل سنت او را متروک ساختہ اند و بہ اختلال عقل و فساد عقیدہ نسبت کردہ اند چہ او منکر قیاس است و قائل بحدوث قرآن ولہذا امام احمد بن حنبل او را پیش خود آمدن نداده اند و ایں خود مشہور و معروف است کہ مذہب اہل سنت را مقابل مذہب اہل ظواہر و ظاہریہ گویند =

کرنا کیونکر جائز ہوا باوجود ممکن ہونے رجوع کے اُن روایتوں کی طرف کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کہ صاف دلالت کرتی ہیں تقلید کئے گئے امام کے قول کے خلاف پر پھر اگر اپنے امام کے قول کو چھوڑ نہ دے۔ تو اس میں میل ہے شرک کا فقط پہلے اماموں کی تقلید کی حقیقت سمجھ لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ بعد گذر جانے زمانۂ اصحاب کرام کے حدیث کی روایتوں میں اختلاف و تعارض بکثرت ہوا

---

چنانچہ مقابل معتزلہ وجہمیہ باطنیہ وکرامیہ ونجاریہ وغیرہ غلط این رافضی معترض است چنانچہ سابق مکرر گذشت کہ تسنن را قیاس بر تشیع می کند چنانکہ مدار تشیع بر قول بامامت حضرت مرتضیٰ ست بلا فصل با ہر عقیدہ کہ باشد ہمچناں مدار تسنن بر قول خلافت خلفاء ثلثہ است با ہر عقیدہ کہ باشد حالی آنکہ چنین نیست بلکہ تسنن مقابل مذاہب باطلہ وعقائد فاسدہ است شروط ولوازم تسنن بسیار است یکے ازان جملہ بخلافت خلفاء ثلثہ ہم است ۱۲

لہ ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجا ست ✦ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔ حالا اقوال علماء اہل سنت درحق داؤد ظاہری باید شنید در لسان المیزان شیخ ابن حجر مرقوم است وقد کان داؤد اراد الدخول علی الامام احمد فمنعه وقال كتب الی محمد بن یحیی الذہلی فی امره انه زعم ان القرآن محدث فلا یقربنی قال محمد بن حسین بن صبیح سمعت داؤد يقول القرآن محدث قال ابن ابی حاتم تفقه علی الشافعی ثم ترك ذلك ونفی القياس والف فی الفقه علی ذلك كتبا شذ فيها علی السلف وابتدع طريقه هجره اهل العلم عليها ونقل وراق داؤد عن ابی حاتم انه قال فی داؤد من كان ذا فضل لا يلتفت الی وساوسه وخطراته۔ انتہی وہر گاہ حال داؤد ومتبعانش نزد اہل سنت معلوم شد پس استشہاد این معترض سفیہ باقوال او از قبل استشہاد تغلب مذہب خود است محتاج جواب نیست نزد عقلاء وعلماء اہل سنت ہرگز در کتب فقہ قول او را نقل نمی کنند واگر در شرح حدیث نقل کردہ اند محض برائے عبرت نقل کردہ اند تا دیگران درین معنی احادیث خود بر خطا ہر نمود این قسم یاوہ گوئی نکردہ باشند رجوم الشیاطین ۱۲ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

والظاہری من لا یقول بالقیاس ولا باثار الصحابة والتابعين كذا داؤد وابن حزم

---



اور راویوں میں اچھے بُرے مل گئے۔ یہانتک کہ بد مذہب لوگ بھی جیسے رافضی خارجی وغیرہ داخل ہوئے اور راویوں کے رد و قبول میں اختلاف ہوا۔ ایک جس کو مانتا ہے دوسرا نہیں مانتا اور ایسے ہی الفاظ حدیث کے معنے میں بھی مختلف ہوئے کوئی ایک حدیث کے کچھ معنی کہتا ہے۔ کوئی اسی حدیث کی اور مراد ٹھیراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاص خاص بندوں کو توفیق دی کہ اپنی ساری ہمت اور سعی مصروف کی اس کام پر کہ دریافت کریں کونسی روایت صحیح کونسی غیر صحیح کونسی مقدم کونسی مؤخر کونسی راجح کون مرجوح کون راوی عدل کون راوی غیر عدل کونسے معنی معتبر کونسے غیر معتبر۔ سو انہوں نے اس طرح کی ہر ایک بات کو جیسا چاہیئے خوب تحقیق کر کے ایک امر منقح لکھدیا اور جو صورتیں مسئلوں کی پیش آئیں کہ بعینہٖ قرآن واحادیث میں نہ ملیں۔ اُن کو قرآن وحدیث سے نکالا اور اصول شرعیہ کا ضبط کیا اس کا نام مذہب ہے، ہر ایک شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہ تھا ان لوگوں کی پیروی کی۔ اس کا نام تقلید ہے۔ اور یہ بات کہ جب چاہا جس کسی کی چاہی پیروی کر لی کسی مسئلہ میں کسی کی اور کسی میں کسی کی۔ نرا دین میں کھیل ہے ایک چیز کو کبھی حرام کبھی حلال کبھی مکروہ جانے کبھی مباح۔ ایک صورت کے دو مقدموں میں کبھی مدعی کو حق دلاوے کبھی مدعا علیہ کو اماموں کے زمانہ میں اور قریب قریب اُس کے اور بہت مجتہد تھے۔ رفتہ رفتہ اُن کے مذہبوں کا نشان نہ رہا۔ انہیں چار مذہبوں کی تحریر وتقریر وضبط اصول و فروع ونظم کلیات وجزئیات جیسا چاہیئے ویسا دائر وسائر ہوا۔ سواد اعظم امت مرحومہ نے ان چار مذہبوں میں سے جس کی چاہی تقلید اختیار کی۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں کہ چھ فرقوں کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے۔ " از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشاں بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشاں را میسر است فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " اب دیکھو کہ مولوی اسمٰعیل

نے تمام لاحقین امت مرحومہ کو مشرک ٹھیرایا کہ اماموں کے وقت کے بعد سے اب تک اہل سُنّت[1] بھی چار فرقے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور حدیث کی کتابوں میں کوئی حدیث مخالف اپنے امام کی دیکھ کر تقلید کو چھوڑ دینا جاری نہیں ہے کیونکہ تحقیق حدیث کی جیسی کہ اماموں کو تھی۔ حدیث کی کتابوں کے جمع کرنے والوں کو نہ تھی۔ اُن کتابوں کے دیکھنے والوں کا تو کیا مرتبہ ہے۔ ہر ایک کام کے واسطے ہر ایک شخص خاص ہے تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح کے تعارض دُور کرنا الفاظ سے مطالب کا نکالنا اور اس طرح کی باتیں جو ضروری ہیں اور اصول کی کتابوں میں بتفصیل مذکور ہیں۔ مجتہدوں کا کام ہے۔ اُن چاروں اماموں کے برابر اس کام میں اور کوئی نہیں ہے۔ گویا اس بات پر امت کا اجماع و اتفاق ہو گیا ہے۔ اور حضرات محدثین کا کام جمع کرنا حدیثوں کا ہے۔

عقود الجمان فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ ”اعمش علیہ الرحمۃ سے کچھ مسئلے پوچھے گئے۔ انہوں نے ابوحنیفہ سے کہا کہ تم ان میں کیا کہتے ہو۔ ابوحنیفہ نے سب کے حکم بیان کئے۔ اعمش نے کہا کہاں سے کہتے ہو، جواب دیا کہ تم نے فلانی حدیث کی فلانے سے اور فلانی فلانے سے یوں روایت کی ہے اور بہت سی حدیثیں اسی طرح پر بیان کیں۔ اعمش نے کہا کہ جو میں نے سو دنوں میں حدیث کی تھی تم نے ایک ساعت میں بیان کی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم کو یہ حدیثیں معلوم ہونگی۔ گروہ

---

[1] تنبیہ جلیل سنی حنفی یہ دو لفظ ایسے دائر و سائر ہیں جن سے شاید ہی کوئی شخص ناواقف ہو مگر اکثر لوگ ان دونوں کا مفہوم ایک خیال کرتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں سُنّی وہ ہے جو اعتقاداً مذہب اہل سنت و جماعت رکھتا ہو۔ فروعاً حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہو اور حنفی وہ ہے جو فروع میں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مقلد ہو۔ اعتقاداً کچھ ہی مذہب رکھتا ہو معتزلی ہو یا سنی یا کوئی اور مذہب، اسی بنا پر غیر مقلدین نہ سُنی ہیں نہ حنفی۔ اور دیوبندی حنفی ہیں لیکن سنی نہیں۔ یعنی یہ لوگ اعتقاداً تابع محمد بن عبدالوہاب نجدی ہیں۔ عملاً مقلد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ ہیں۔ غیر مقلدین عملاً و اعتقاداً ہر طرح وہابی ہیں۔ ۱۲۔ از تاریخ وہابیہ و دیوبندیہ مرتبہ مولانا منشی محمد لعل خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مدراسی۔ (المعتمد المستند ص ۲۰۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ۔



فقہاء کے تم طبیب ہو اور ہم عطار اور تو نے اے شخص دونوں کو لے لیا ہے اور اعمش جب حج کو چلے علی بن مسہر کو بھیج کر ابوحنیفہ سے مناسک لکھوا منگوائے اور اعمش سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا انہوں نے اشارہ کیا ابوحنیفہ کے حلقہ کی طرف اور کہا کہ ان کو لازم پکڑ و کہ جب اُن کو کوئی مسئلہ آگے آتا ہے تو ہمیشہ اُس کو آپس میں پھیرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صواب کو پہنچے۔ وکیع بن جراح کے آگے کسی نے کہا کہ ابوحنیفہ نے خطا کی۔ وکیع نے کہا کہ وہ کیونکر خطا کرے حال یہ کہ اُس کے ساتھ ابویوسف و زفر و محمد سے لوگ ہوں۔ اجتہاد اور قیاس میں اور عیسےٰ بن زکریا اور حفص و حبان و مندل سے لوگ حفظ حدیث میں اور قاسم سے لغت عربیہ میں اور داؤد فضیل سے زہد و ورع میں جس کے ایسے اصحاب جلسہ ہوں وہ خطا نہ کریگا اور اگر کریگا بھی تو یہ لوگ حق کی طرف پھیر دینگے۔ وکیع نے کہا کہ جو اس طرح کی بات کہے وہ مثل انعام کے ہے بلکہ ان سے بھی گمراہ تر عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ابوحنیفہ کا قول ہمارے نزدیک مثل اثر رسول کے ہے جہاں ہم اثر نہیں پاتے۔ مسعر بن کدام نے کہا کہ ہم نے طلب کیا ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث کو۔ سو حدیث میں غالب آیا ہم پر ایسے ہی زہد میں اور فقہ میں تو دیکھتے ہو کیا حال ہے۔ حافظ عبدالعزیز اور ابومحمد حارثی اور ابراہیم بن حلویہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ علامت سنی ہونے کی ہے۔ محبت ابوحنیفہ کی اور بغض ابوحنیفہ کا علامت بد مذہبی کی ہے۔ ابوحنیفہ بڑے حافظ حدیث تھے۔ ورنہ یہ رتبہ اجتہاد کا کیونکر حاصل ہوتا۔ چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے حدیث لی اور اُن سے جتنے لوگوں نے روایت کی ہے شمار سے باہر ہیں اور ائمہ اسلام سے اُتنے لوگوں نے روایت نہیں کی اور نہ اوروں کے اتنے اصحاب و تلامذہ ہیں اور کسی شخص سے علماء کو ایسا انتفاع نہیں ہوا۔ جیسا کہ ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب سے احادیث مشتبہ کی تفسیر میں سفیان ثوری نے کہا کہ ابوحنیفہ کا علم بہت بڑا تھا جو اثر رسول اللہ سے صحیح ہوتا اس کو لیتے اور حدیث کے ناسخ و منسوخ کو

خوب جانتے تھے اور ثقات کی حدیث طلب کیا کرتے تھے اور یہ کہ آخر فعل رسول اللہ کا کیا ہے اور علمائے کیا کہا ہے۔ امام شافعی اور سفیان بن عیینہ اور عبداللہ ابن المبارک وغیرہم نے کہا کہ ابو حنیفہ سے بڑا ہم نے کوئی فقیہ نہ دیکھا نہ سنا۔ یزید بن ہارون نے کہا احفظ اپنے زمانہ کے تھے حافظ مکی نے کہا اعلم زمانہ کے تھے ابی یحیٰے حمانی نے کہا کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہ سے بڑھ کر نہ دیکھا۔ ہر باب میں ابواب خیر سے جس کو ملایا ابو حنیفہ کے ساتھ ابو حنیفہ کو ہر بات میں افضل پایا میں نے یہ تھوڑا سا کچھ بطور نمونہ نقل کیا ہے اُس کتاب سے کہ تصنیف شافعی مذہب کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اعتقاد اکابر کا ایسا تھا۔ پھر مولوی اسمٰعیل نے لکھا۔

کمایدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم فقال یارسول اللہ انا لم نتخذ احبارنا ورھباننا اربابا فقال الکم احللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا اذ لیس المراد بالتقلید فی العقائد علیٰ ما ینطق بہ لفظ احللتم وحرمتم فان التحلیل و التحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد بہ التقلید مطلقا والالزم تکلیف کل عامی بالاجتہاد ولیس المراد بہ رد النصوص و

جیسے کہ دلالت کرتی ہے اُس پر حدیث ترمذی کی عدی بن حاتم سے کہ سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نصاریٰ نے احبار اور رہبان کو رب ٹھیرایا اور ہم نے رب نہیں ٹھیرایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے حلال جانا اسکو کہ انہوں نے حلال کیا اور حرام جانا اسکو کہ اُنہوں نے حرام کیا مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں اسواسطے کہ مراد تقلید عقائد میں نہیں ہے کہ حرام حلال کا لفظ افعال ہی میں آتا ہے اور نہ مطلق تقلید مراد ہے کہ ہر عامی کو اجتہاد کی تکلیف لازم ہوگی۔ اور نہ نصوں کا رد و انکار اماموں کے مقابلہ میں مراد ہے اور اگر نہیں یعنے یہ مراد ہو تو وہ



انکارھا فی مقابلۃ قول ائمتھم والالم یکونوا نصاریٰ بل المراد ھوتاویل الدلائل الشرعیۃ الیٰ قول ائمتھم فعلم من ھذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبتت علیٰ خلافہ دلائل من السنۃ والکتاب ویؤول الیٰ قولہ شرب من النصرانیۃ وحظ من الشرک والعجب من القوم لایخافون من مثل ھذا الاتباع بل یخیفون تارکہ فلحق ھذہ الامۃ فی جوابھم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون فتدبر وانصف لا تکن من الممترین و نعوذ باللہ ان تکون من المتعصبین

نصاریٰ نہ ہوتے بلکہ مراد دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا ہے۔ اپنے اماموں کے قول کی طرف اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص معین کی پیروی کرنی کہ اس کے قول کو مانے۔ اگرچہ اس کے خلاف پر حدیث و قرآن سے دلیلیں ثابت ہوں اور امام کے قول کی طرف تاویل کرے نصرانیت کا میل ہے اور حصہ ہے شرک سے اور تعجب ہے قوم سے کہ نہیں ڈرتے۔ ایسی پیروی سے بلکہ ڈراتے ہیں اُس کے چھوڑنے والے کو۔ سو کیا ٹھیک ہے یہ آیت اُن کے جواب میں وکیف اخاف الآیۃ یعنی میں کیونکر ڈروں۔ تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھیراتے ہو اللہ کے ساتھ جس پر نہیں اُتاری اُس نے تم کو کچھ سند اب دونوں فرقوں میں کس کو چاہیئے کہ خاطر جمع رکھے اگر سمجھ رکھتے ہو۔

دیکھو نصاریٰ جو کرتے تھے اُس کا انکار کیا اور جو اُن پر ثابت کیا وہ آپ عمل میں لائے۔ نصاریٰ احبار و رہبان کی اطاعت بالاستقلال کرتے تھے اُن کے احکام کو اللہ کے احکام کے مانند جانتے تھے ان کے حلال حرام کئے ہوئے کو۔ اللہ کے حرام حلال کئے ہوئے کے مانند جانتے تھے اور اُنکے حکم اللہ کے حکم کے خلاف ہوتے۔ جب بھی اُنہیں کے حکم کی پیروی کرتے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے

"درایں جا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر است اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ ربقۂ اطاعت او در گردن انداز و تقلید او لازم شمارد و باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او برندارد و ایں ہم نوعے است از اتخاذ انداد کہ آیت اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ بسبب تکوہش آن فرمودہ اند" دوسری جگہ لکھا ہے۔ "در یہودیت شما و نصرانیت شما بغیر خدا میلان بسیار است گاہے بعزیر میل میکنید گاہے بہ مسیح و گاہے بر پیشوایان خود بے تحقیق صدق و راستی ایشان میل مے کنید و احکام انہا را مانند احکام خدا میدانید چنانچہ در آیت دیگر مصرح است۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ حال آنکہ ابراہیم از ایں ہمہ وجوہ شرک و کفر مبرا بودہ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یعنی و نبود ابراہیم از مشرکان نہ در عبادت و نہ در خلق و تدبیر و نہ در تحریم و تحلیل و شما ہم در عبادت عزیر و مسیح را شریک او میکنید و ہم در خلق و تدبیر اسلاف خود را شریک میکنید و میدانید کہ آنہا بر خلاف مرضی

---

لہ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ومنها انهم كانوا يتخذون احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله تعالى بمعنى انهم كانوا يعتقدون ان ما احله هؤلاء حلال ولا باس به فى نفس الامر وان ما حرمه هؤلاء حرام يؤاخذون به فى نفس الامر ولما نزل قوله تعالى اتخذوا احبارهم ورهبانهم الاية سال عدى بن حاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال كانوا يحلون لهم اشياء فيحللونها ويحرمون عليهم اشياء فيحرمونها وسر ذالك ان التحليل والتحريم عبارة عن تكوين نافذ فى الملكوت ان الشئ الفلانى يؤاخذ بها ولا يؤاخذ به فيكون هذا التكوين سببا للمؤاخذة وتركها وهذا فى صفات الله تعالى واما نسبة التحليل والتحريم الى النبى صلى الله عليه وسلم فبمعنى ان قوله امارة قطعية لتحليل الله وتحريمه واما نسبتهما الى المجتهدين من الامة فبمعنى روايتهم ذالك فى الشرع او استنباط [illegible]



او تعالیٰ ما را فتح و نصرت میدہند و وزی میرسانند و اولاد میدہند و در آخرت بزور از عذاب خلاص خواہند کرد و نیز در سحر استعانت بارواح خبیثہ جنیان مے نمائند و ارواح کواکب را مدبر میدانند و در تحلیل و تحریم پیشوایان خود را از احبار و رہبان ہا او شریک مے کنند حلال و حرام کردۂ آنہا را مانند حلال و حرام کردۂ خدا میدانند و باوجود یافتن نصوص کتاب بر خلاف آن تقلید ایشان نمی گذرانند۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کا کافر ہو جانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفسیر فرماتے ہیں تحلیل و تحریم میں شریک ٹھیرانے سے اور مفسرین صاف لکھتے ہیں کہ باستقلال اُنکی اطاعت لازم جانتے تھے اور اُن کے حکم کو مانند خدا کے حکم کے جانتے تھے اور اُن کا حکم اگرچہ کھلا ہُوا مخالف ہوتا اللہ کے حکم سے اُنہیں کے حکم کی پیروی کرتے تھے یہی اُن کا کفر تھا۔

مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ وہ اماموں کے قول کے مقابلہ میں اللہ کے حکموں کا رد و انکار نہ کرتے تھے اور اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے فقط کیا خوش فہمی ہے قطع نظر اس سے کہ مولوی اسمٰعیل کا بیان خلاف ہے نص قرآنی کے اور مخالف حدیث و تفسیر کے طرفہ یہ ہے کہ دلیل میں لکھتے ہیں۔ والا لم یکونوا نصاریٰ۔ یعنی اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ تو نصاریٰ کا کافر ہو جانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل اُس کے مقابلہ میں کہ اگر وہ اپنے اماموں کے قول کے مقابلہ میں نصوص کا رد و انکار کرتے تو نصاریٰ نہ ہوتے۔ یہ بڑی خیر خواہی کی نصاریٰ کی؟ مگر معلوم نہیں کہ نصاریٰ کس چیز کو سمجھے مسیح کو ابن اللہ کہنے سے نصاریٰ نصاریٰ رہے اور اس فعل سے نصاریٰ نہ ہوتے تا زعم برایں فہم ایسی ہی سمجھ تھی جبھی تو مجتہد بنے پھر لکھتے ہیں کہ مراد تا دیل کرنا دلائل شرعیہ کا ہے۔ اماموں کے قول کی طرف فقط اس کلام میں کئی خلل ہیں۔

ایک[۱] یہ کہ وہ صریح خلاف ہے قرآن وحدیث وتفسیر کے۔ دوسرے[۲] یہ کہ مذہب اہل سنت میں ماول کافر نہیں ہوتا جاحد[۱] کافر ہوتا ہے یہ مسئلہ نہایت مشہور ہے۔ تیسرے[۳] یہ کہ شخص معین کی جو پیروی کرتا ہے اور اس کے قول کو مانتا ہے سو سبب یہ ہے کہ اُس نے دلائل شرعیہ سے اس قول کو ثابت کیا ہے اور جو باتیں دلیل سے مدعا ثابت ہونے میں ضرور ہیں۔ اس کو سب حاصل تھیں اور اس نے بعد ملاحظہ اطراف وجوانب اور تحقیق ناسخ ومنسوخ راجح ومرجوح ضعیف وصحیح و رعایت جمیع شرائط کے ایک حکم لکھا اور اُس کی دیانت وعدالت وتقویٰ و

---

[۱] جاحد کہتے ہیں نص قرآنی کے انکار کرنیوالے کو وہ کافر اور ماول یعنی تاویل کرنے والا کافر نہیں ۱۲

ف۔ تقویۃ الایمان کے اول میں لکھا ہے اور اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں اور کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کرلے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑے اور جو رسم اُس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے ہمکو وہ طاقت کہاں کہ اُنکا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اُسکے موافق چلیں بلکہ ہمکو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات بہت غلط ہے۔ اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا ہے۔ ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بہا الا الفاسقون اور بیشک اتاری ہم نے تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔
ف۔ یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ اُن پر چلنا نفس پر مشکل ہے اس واسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اس لئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ اُن کا انکار رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کے کلام کے سمجھنے کو بہت علم نہ چاہیئے کہ پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے آئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ جمعہ میں فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (ترجمہ) وہ اللہ ایسا ہے جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول اُن میں سے کہ پڑھتا ہے



علم کا کمال متفق علیہ امت کا ہے۔ پھر اگر تم ایسے لوگ کہ کسی بات میں اس شخص سے ایک اور لاکھ کی بھی نسبت نہیں رکھتے ہو کم علمی اور کج فہمی کے سبب کسی دلیل کو اس کی مخالف سمجھو اپنی عقل وفہم کے یا کوئی روایت کسی کتاب میں کہ وہ کتاب الا بھی اُس شخص کی سی تحقیقات نہ رکھتا تھا۔ دیکھو اور اس شخص کے متبع پر شبہ وارد کرو وہ شخص دونوں کا حال و رتبہ دیکھ کر مفضول کا کہنا نہ مانے اور اس کی تقلید کو افضل کی تقلید سے اچھا نہ جانے یا اُن شبہوں کا جواب دے اُن باتوں سے کہ شخص معین کے کلام سے ضمناً یا صریحاً موافق دلائل تامہ شرعیہ کے معلوم ہیں یا اُنکی تاویل بیان کرے اور ایسی چیزوں سے کافر ہوجائے تو تم اپنے نزدیک پیغمبر ٹھیرے کہ جو تمہاری بات نہ مانے وہ کافر ہوجائے۔ ورنہ تم دعویٰ کرتے ہو۔ دلیل شرعی کا اپنے مطلب پر شخص معین نے بھی دلیل شرعی ہی سے لکھا تم اس کی دلیل کی تاویل کرتے ہو۔ اپنے قول کی طرف شخص معین کا متبع تمہاری دلیل کو تاویل کرتا ہے۔ اُسکے قول کی طرف فرق

---

اُن پر آیتیں اسکی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں ف یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اُس نے ایسا رسول بھیجا کہ اُس نے بیخبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بہکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر جو کوئی یہ آیت سُن کر پھر کہنے لگے کہ پیغمبروں کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور اُن کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی نہیں چل سکتا سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا۔ اور اُس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہوجاتے ہیں۔ اور گمراہ لوگ اُن کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں۔ اس بات کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اس کا علاج کرا تو وہ بیمار یہ جواب دیوے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کروانا بڑے تندرستوں کا کام ہے۔ یہ مجھ سے کیونکر ہوسکے کہ میں سخت بیمار رہوں سو وہ بیمار بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں ہی کا علاج کرے اور انہیں کو اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا۔ غرض کہ جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ ورسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بہت گنہگار ہے اُس کو اللہ ورسول کی راہ پر چلنے میں زیادہ کوشش چاہیئے۔ سو ہر خاص وعام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اُس کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو درست کریں ۱۲

کیا ہے کہ وہی بیچارہ اکیلا کافر ہو جائے نہایت یہ کہ وہ بلحاظ اس کے کہ شخص معین تم سے علم و فہم و دیانت و عدالت میں بہت زائد ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں بڑے بڑے اہل علم و فضل و صاحب کمال کہ تمہارے سارے استاد اب سے لیکر وہاں تک اور جن کتابوں کا کہ تم نام لیتے ہو۔ ان کتاب والوں کے بھی صدہا استاد اس شخص معین کے متبع ہیں اور تمہارا طریقہ شاذ سوادِ اعظم کے خلاف تم کو قابل اس کے نہیں جانتا کہ ..... تمہاری تقلید اختیار کرے اور تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہمارے سوا سب مخالف شرع ہیں۔ شرع صرف اسی کا نام ہے۔ جو ہم نے سمجھا اور دیکھا اتنا بھی تو تم نہیں سمجھتے ہو کہ تم بھی شخص معین ہو۔ جب تم نے کہا کہ دلیل شرعی سے یوں ثابت ہوا تمہارا کہنا جو کوئی مانے اور اس پر دوسری طرح کی دلیلیں جو وارد ہوں تو وہ ان کی تاویل کرے۔ وہ بھی تو اسی میں داخل ہو گیا۔ پھر تمہاری تکلیف لاطائل سے کیا حاصل ہوا۔ چوتھے یہ کہ نص قرآنی سے صاف ظاہر ہے کہ نصاریٰ کافر شرک ہو گئے۔ احبار و رہبان کو رب ٹھہرانے سے اور حدیث شریف میں اس کی تفسیر موجود ہے کہ تحلیل و تحریم میں شریک کرنے سے پھر جو مولوی اسمٰعیل نے لکھا کہ مراد تاویل دلائل شرعیہ کی ہے۔ دیکھو یہ کیسی تاویل بعید ابعد محض بیگانہ ہے بلکہ قابل تاویل کہنے کے بھی نہیں کہاں رب ٹھیرانا اور تحلیل و تحریم میں اللہ کا شریک ماننا اور کہاں دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا۔ اب صاف ثابت ہو گیا کہ جو مولوی اسمٰعیل نے مراد آیت کی نہ پائی اور نسبت کیا نصاریٰ کی طرف۔ اس مقام میں آپ نے اسی پر عمل کیا بقول ان کے نصاریٰ تاویل کرتے تھے۔ نص کو اپنے اماموں کے قول کی طرف مولوی اسمٰعیل نے تاویل کی اپنے قول کی طرف جس طرح نصاریٰ نے رب الٰہ ٹھیرایا۔ احبار و رہبان کو مولوی اسمٰعیل نے اسی طرح بقول اپنے رب الٰہ ٹھیرایا۔ اپنے آپ کو۔

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابًا۔ نصاریٰ کا حال ہے من اتخذ الٰھہ ھواہ ان کا حال ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تقویۃ الایمان کے اول میں بھی ظاہریت کو خوب چمکایا اور لکھا۔ "اس زمانے



میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں، اور کوئی اپنی عقل کو کچھ دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دے"۱ فقط اور تقریر طویل کے بعد لکھا۔ "سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پہ چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں"۲ فقط۔

پہلے دو لطیفے ان کے سمجھنا چاہیئے کہ کیا کام کیا ہے۔ ایک تو ہر خاص و عام کو طلب علم دین اور تحقیق کتاب و سنت کا حکم دیا اور یہ بات صریح مخالف ہے کلام الٰہی کے سورہ توبہ میں فرمایا ہے۔

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

اور نہیں ہے کہ سارے مسلمان نکلیں سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے، ایک گروہ کہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور خبر دیں اپنی قوم کو جب پھر کر آویں ان کی طرف شاید وہ بچتے رہیں۔

سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہر فرقہ میں سے چند لوگ دین میں فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو خبر دیں۔ سب مسلمانوں کے واسطے یہ نہیں ہے۔ مولوی اسمٰعیل برخلاف حکم خدا کے حکم کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام کو چاہیئے اور جمہور مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

"طلب علم دین کی فرض کفایہ ہے۔ یعنی بعضوں نے ادا کیا سب کے ذمہ سے اتر گیا"۔ دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں اصول دین کے چار ہیں کتاب ۱ سنت ۲ اجماع ۳ قیاس ۴۔ مولوی اسمٰعیل نے دو اصل دین کے جڑ سے اکھاڑ

---

۱ تقویۃ الایمان ص ۲۔ مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی۔ ۲ ایضاً ص ۴۔

ڈالے ایک قیاس کہ کل ظاہریہ اس کے منکر ہیں اور قیاس کو بہت بُرا کہتے ہیں اگرچہ آپ بھی قیاس کرتے ہیں اور یہ بیوقوفی وگمراہی کے سبب سمجھتے نہیں اتنا فرق ہے کہ اپنے قیاس فاسد کو نظر واستدلال نام رکھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ نام بدل کر رکھنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ قیاس کو جہاں رد کرتے ہیں اُسی رد کے بیان میں وہی قیاس جابجا بھرا ہوتا ہے۔ دلوں پر جو پردہ پڑا ہے سمجھ نہیں سکتے دوسرا اجماع کہ بعضے اس کے بھی منکر ہیں۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:۔

در ینجا باید دانست کہ اصول احکام دین چہار چیز است کتاب وسنت و اجماع وقیاس زیراکہ بعض احکام دین از کتاب ثابت شدہ مثل نماز وروزہ وزکوٰۃ وحرمت خنزیر وحلت گاؤ ومانند آن وبعضے از قول وفعل پیغمبر کہ آنرا سنّت نامند مثل نماز جنازہ وحرمت خر واستر ومانند آن وبعضے باجماع مجتہدین ثابت است مثل حرمت بیع کنیزک کہ از مالک، خود فرزندے آوردہ باشد وحرمت جمع درمیان دو خواہر در وطی بملک یمین وبعضے بقیاس ظاہر کہ غیر منصوص را بر منصوص قیاس کردہ باشند مثل حرمت سود گرفتن در فلوس وسکہا کہ صریح نطق بزر وسیم میشود دریں باب" اور تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ۔

"مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کی اطاعت اور اُن کے حکم کا اتباع عوام امت پر فرض ولازم ہے" دونوں لطیفوں کا بیان تمام ہُوا۔

اب اُن کی ایک ایک بات کا جواب سنو۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُس کی سند پکڑے ہم مولوی اسمٰعیل نے پہلوں کی رسموں کو سند پکڑنا اور بزرگوں کے قصے دیکھنا اور مولویوں کی باتوں کو سند پکڑنا اور عقل کو دخل دینا جُدا جُدا راہیں ٹھیرائیں اور اللہ ورسول کے کلام کو سند پکڑنا جُدا راہ ٹھیرائی اور یہ راہ جو وہ چلے سو صراطِ مستقیم سے بہت بھٹک گئے کیونکہ وہ چاروں باتیں اللہ اور رسول ہی کے کلام سے ثابت ہیں۔ اور وہ چاروں راہیں اسی شارع عام کے شعبے ہیں اور انہیں شعبوں سے اُس شارع عام . . . . . . .



کو سیدھی راہ ہے اور جس نے اُن شعبوں کو چھوڑا وہ ہرگز شارع عام کو نہیں پہنچا۔ کوئی کسی کوئیں میں گرا کوئی بھیڑ میں آوارہ ہو گیا۔ کوئی کسی جنگل میں شیر بھیڑیے کا لقمہ ہُوا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا

اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اس کو پھیریں گے جس طرف پھر گیا اور اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور پہنچا بُری جگہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ اور فرمایا ہے۔ باَیہم اقتدیتم اہتدیتم۔ اور فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار اور فرمایا ایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ وبالکافۃ اور فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور فرمایا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا۔

(بڑی جماعت کی پیروی کرو اسلئے کہ جو الگ ہُوا آگ میں ڈالا جائیگا صحابہ میں سے جس کی اتباع کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو الگ ہوا آگ میں ڈالا جائے گا گھاٹیوں سے بچو اور جماعت کو لازم پکڑو) لازم پکڑو میری سنت کو اور خلفاء راشدین جو میرے بعد ہونگے انکی سنت کو اسلام میں جو شخص کہ نکالے اچھی سنت کو سو انکو اس سنت کا اجر ہے اور جو اس سنت پر عمل کریگا عمل کرنے والے کا بھی اجر ہے نکالنے والے کے واسطے۔

اور آیا ہے۔

ماراٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن

مومنین جس کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

اور فقہا لکھتے ہیں۔

العادۃ الفاشیۃ من احدی الحجج

عادت جو مسلمانوں میں پھیل جائے ایک حجت ہے

اور سنت کی تعریف کرتے ہیں۔

الطریقة المسلوکة فی الدین — دین میں جو طریقہ جاری ہوگیا وہ سنت ہے

یہ حال ہے پہلوں کی رسموں کی سند پکڑنے کا۔ اور بزرگوں کے قصے اور مولویوں کی باتوں کا حال تو ابھی شاہ عبدالعزیز صاحب سے میں نے نقل کیا کہ مجتہدین شریعت اور مشائخ طریقت کی اطاعت بحکم خدا فرض ہے اور آیۂ کریمہ۔ فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اس مطلب پر سند لائے ہیں اور اهدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم راہِ انبیا وصدیقین وشہدا وصالحین کی ہے کہ اُن کے اعمال کے دیکھنے سے اور اُن کی باتوں کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لعلمه الذین یستنبطونه منهم۔ جان لیں گے وہ لوگ کہ استنباط کرتے ہیں اس کو تم میں سے یعنی نکال سکتے ہیں۔

اور وہ جو کہہ دیا کہ عقل کو کچھ دخل نہ دے۔ عجب بات ہے عاقل سے کیونکر سرزد ہوا اگر عقل کو کچھ دخل نہ دے تو اللہ ورسول کا کلام کیونکر سمجھے اور کس طرح سند پکڑے۔ عقل کو حاکم نہ سمجھنا چاہیئے اور کچھ دخل نہ دینا تو ہو ہی نہیں سکتا جن[1] نصوں کا ظاہر میں تعارض ہے۔ وہاں کیا کرے۔ یہ بحث اصول وعقائد کی کتابوں میں ہے۔ پھر تقویۃ الایمان میں دعویٰ کیا کہ عوام الناس کا کہنا کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے۔ ہم کو وہ طاقت نہیں غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ ان کا سمجھنا مشکل نہیں اور دلیل لائے اس آیت کو۔ ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بها الا الفاسقون۔ پھر لکھا ہے کہ اللہ ورسول

[1] شاہ ولی اللہ نے حجۃ البالغہ میں لکھا ہے یحرم الخوض فی التفسیر لمن لا یعرف اللسان الذی نزل القرآن به والمأثور عن النبی والصحابه والتابعین من شرح غریبه وسبب نزول وناسخ ومنسوخ۔



کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے اور دلیل لائے یہ آیت۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

(اللہ وہ ہے جس نے بے علموں میں رسول بھیجا انہی میں سے کہ ان پر اس کی آیتوں کو تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ پہلے صریح گمراہی میں تھے)

اور بعد لکھنے ترجمہ اور فائدہ کے کہا جو کوئی یہ آیت سُن کر پھر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا۔ فقط یہاں دو باتوں کو دریافت کرنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ اُن کا دعویٰ دلیل سے ثابت ہے یا نہیں یعنی آیتوں کا وہ مطلب ہے جو انہوں نے سمجھا یا نہیں۔ سو ہم نے پایا اُن کے بیان کو خلاف جمہور مفسرین کے اور چونکہ بہت سی تفسیروں کی عبارت نقل کرتے میں طول ہے۔ صرف تفسیر عزیزی کی نقل عبارت پر کفایت کی جاتی ہے۔

" ولقد انزلنا الیک یعنی بتحقیق ما از عظمت خود نازل کردیم بسوئے تو آیات یعنی آیتہائے قرآنی را وہرگز التباسے واشتباہے در آنکہ آن آیات نازل کردۂ ماست یا نازل کردۂ دیگرے گنجائش ندارد۔ زیرا کہ آن آیات بینات یعنی دلائل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ وہم از جہت مطابقت معنی آن آیات بمقتضائے عقل سلیم وہم از جہت موافقت آن آیات با کتب انبیائے پیشین کہ نزد یہودیاں مسلم الثبوت است پس انکار ایں آیات از ایشاں نمی تواند شد زیرا کہ متضمن انکار جمیع کتب سابقہ است وما یکفر بها الا الفاسقون یعنی انکار نمی کنند ایں آیات را مگر کسانیکہ در کفر از حد گذشتہ اند وہرگز بکتابے از کتبہائے سابق ایمان ندارند از مقتضائے عقل ونقل ہر دو قدم بیروں نہادہ"

اور چند سطر کے بعد لکھا "ومحتمل است کہ معنی آیت چنیں باشد کہ ایں یہودیاں اگرچہ باجبرئیل عداوت دارند وازیں جہت در ورطۂ کفر گرفتار اند اما

این امر موجب کفر بقرآن مجید نمی تواند زیرا کہ ما بلا واسطۂ جبرئیل بر تو معجزات بسیار نازل کردہ ایم مثل نالۂ ستون و اجابت درختان دعوت ترا و شکایت شتران و آہوان و سلام کردن سنگہا و کوہہا بر تو و جواب سوالات احبار یہود وغیر ذالک کہ بہیئت مجموعی موجب تیقن بصحت رسالت تو می شود و آن معجزات مرئیہ و مشاہدہ را انکار نمیکنند مگر کسے کہ از دائرۂ دین مطلقاً خارج باشد و ہیچ دین و آئین گرویدہ نشود و الا انکار معجزات دیگر انبیاء کم زیادہ ازیں نبودہ است او را لازم خواہد آمد۔"

آیت کریمہ کے معنی تفسیر عزیزی سے یہ ثابت ہوئے کہ ہونا آیات قرآنی کا اللہ کا کلام ظاہر ہے۔ اس سبب سے کہ لفظ معجزہ ہے اور اُن کے معنی مقتضائے عقل سلیم کے مطابق اور اگلی کتابوں کے موافق ہیں یا یہ کہ آیات بینات سے اور معجزات مراد ہیں اور یعلمکم الکتٰب و الحکمۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"ویعلمکم الکتاب یعنی و می آموزد شمارا معانی ظاہرہ کتاب و الحکمۃ یعنی و اسرار و دقائق آں کتاب کہ در ہر حکم او مستور و مخفی است تا فقط بعلم ظاہر اکتفا نمودہ در دام تقشف نیفتید و فقط بعلم باطن اکتفا نمودہ راہ بیقیدی و اباحت اختیار نکنید بلکہ ہر دو را جامع شدہ وراثت نبوت حاصل نمائید و مرتبۂ تکمیل یابید و ہر چند این دو علم یعنی علم ظاہر کتاب و بواطن آن بعد از نزول کتاب موافق لغت متعارفہ شما ممکن بود کہ بعض اذکیائے شما بجودی خود بے استمداد بارشاد پیغمبر حاصل توانند کرد لیکن ہنوز چیزہا باقی بود کہ ہرگز آنرا بقوت فکر یہ و قوت ذکا نتواں دریافت ہر چند سعی و تلاش باقصی الغایۃ رسانیدہ شود و لہذا ایں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در حق شما نعمت عظیم گردید کہ شمارا ازاں چیزہا ہم نشان مے دہد"

اب دیکھو کہ مولوی اسمٰعیل کا دعوٰی کہ عوام کو اللہ رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے



اور اس کو بہت علم نہ چاہیئے۔ موافق تفسیر شاہ صاحب کے دونوں آیتوں سے ثابت نہیں ہے اور مولوی اسمٰعیل کے معنی گویا قرآن کی تحریف ہے اور ظاہر ہو گیا کہ وہ خود آیتوں کے معنی نہ سمجھے۔ پھر جن کو وہ عوام کہیں اُن بیچاروں سے سمجھنے کا خیال کرنا تو نہایت عقل سے دور ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان آیتوں سے تو ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کا دعوٰی ثابت نہ ہوا مگر اس بات میں اللہ و رسول کے کلام سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ سو دیکھ لو کہ شاہ صاحب صاف لکھتے ہیں کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت کا سمجھنا مجتہدین اور مشائخ کو میسر ہے عوام کو اُن کی اطاعت فرض اور سند اس آیت کو۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ اٰیات محکمات ھن ام الکتاب واُخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔

اس آیت میں ایک روایت سے وقف ہے الا اللہ پر تو اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ اللہ ہی نے نازل کی تجھ پر کتاب۔ اس میں بعضی آیتیں محکم ہیں کہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ سو جن کے دلوں میں بدراہی ہے متابعت کرتے ہیں متشابہات کی واسطے خواہش فتنہ کے اور خواہش اُس کی تاویل کے اور نہیں جانتا اُس کی تاویل مگر اللہ اور جو علم میں راسخ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اُس پر سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں سمجھتے مگر عقلمند لوگ۔ اور ایک روایت میں وقف ہے فی العلم پر یعنی اللہ اور راسخون فی العلم اُس کی تاویل جانتے ہیں۔

دیکھو کہ اس آیت کریمہ سے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں سمجھتے مگر اولوا الالباب اور سوائے قید راسخون فی العلم کے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علم اس بات

کا بھی ضرور ہے کہ تمام کلام اللہ میں کون کونسی آیتیں محکم اور کون کونسی متشابہ ہیں۔
اب اسماعیلیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ جن کو آپ خواص سمجھیں انہیں سے پوچھ دیکھیں کہ بے رجوع کے کتابوں کی طرف کہ بڑے بڑے علم والوں نے تصنیف کی ہیں اس بات کو بیان نہ کر سکیں گے۔ بلکہ عجب نہیں کہ بعد صرف کرنے اپنے حوصلہ کے بھی اس بات کو تنقیح ذکر سکیں۔ عوام کا تو کیا مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وتلک الامثال نضربھا للناس ومایعقلھا الا العالمون اور
یہ باتیں بیان کرتے ہیں۔ ہم اُن کو آدمیوں کے لئے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر عالم لوگ

شاہ صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "مفسر و مجتہدین را می باید کہ علم ناسخ و منسوخ داشتہ باشد بدون این علم او را دخل کردن در علوم دینیہ نمی رسد زیرا کہ بدون این علم او را حکم شرع از غیر آن امتیاز نمی تواند شد و بسا کہ حکم منسوخ را حکم شارع دانستہ فتوی خواہد داد و در غلط خواہد افتاد و لہٰذا ابوجعفر نحاس از حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان روزے در مسجد کوفہ داخل شدند دیدند کہ شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ این کیست مردم عرض کردند کہ این واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند و از گناہان منع می کند فرمودند کہ غرض این شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد و از و پرسیدند کہ ناسخ را از منسوخ جدا می دانی یا نہ او گفت کہ این علم خود ندارم فرمودند کہ این را از مسجد بر آرید و دار می در مسند خود از حضرت حذیفہ بن الیمان کہ صاحب راز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود روایت نمودہ کہ از ایشان کسے مسئلہ پرسید و عرض کرد کہ درین باب حکمے بفرمائید ایشان گفتند کہ متصدی فتوی و حکم یکے از سہ کس می شود اول شخصے کہ ناسخ قرآن و منسوخ او را می شناسد این قسم شخص درین زمان حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ است دوم شخصے کہ او را قاضی ساختہ باشد چار و ناچار



این شغل بر ذمہ او افتادہ سوم احمقے کہ خود را بتکلف در اعداد علماء و مفتیان و مجتہدان داخل می کند من از قسم اول خود نیستم و از قسم ثانی طبع من راضی نمی شود بآنکہ از قسم سوم باشم"۔

شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں لکھا ہے۔

"اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود"۔ اور بھی لکھا ہے — پس عدم وصول بمراد لفظ گاہے بسبب استعمال لفظ غریب است و علاج آن نقل معنی لفظ از صحابہ و تابعین و سائر اہل معانی و گاہے بسبب یاد نداشتن اسباب نزول"

اور حجۃ البالغہ میں لکھا ہے کہ "تفسیر میں خوض کرنا حرام ہے اس کو کہ نہیں جانتا زبان کو کہ جس میں قرآن نازل ہوا اور نہیں جانتا جو کہ مروی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے شرح غریب اور سبب نزول اور ناسخ و منسوخ سے"۔

اور اصول تفسیر میں لکھا ہے کہ جو علوم تفسیر کے واسطے چاہئیں بے اُن کے تفسیر کرنا داخل ہے۔ تفسیر بالرائے میں کہ حدیث ہے۔ من فسر القرآن برآیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ ترمذی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار اس بیان سے مولوی اسمٰعیل کے دعوے کی غلطی خوب ثابت ہو گئی۔ حاجت نہیں ہے اور دلیلیں لانے کی اللہ اور رسول کے کلام سے اگرچہ بہت ساری ہیں اور طویل بھی ہوتا ہے اور وہ جو مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ جو کوئی یہ آیت منکر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا فقط۔ سو یہ طعن عائد ہوتا ہے شاہ صاحب پر کہ انہوں نے صاف لکھا کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت سوائے مجتہدین و مشائخ کے اور کوئی نہیں سمجھتا۔

اب چند باتیں بطور معقول ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ و رسول کا کلام عوام کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن میں باتیں بہت صاف و صریح ہیں۔ سو اس کی کیا صورت ہے۔ کیا ایسا ہے کہ جو قرآن کی عبارت سُنے ہند کا ہو یا فارس کا، ترک کا ہو یا حبش کا، چین کا یا فرنگ کا سننے کے ساتھ ہی سمجھ جاتا ہے۔ سو یہ تو خلاف بداہت کے ہے اور اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا ہے قرآناً عربیاً لقوم یعلمون[1] یا یہ کہو کہ جب ہم نے ہندی ترجمہ کر دیا تب عوام کو سمجھنا مشکل نہ رہا اور حاجت علم کی نہ رہی۔ سو یہ بات تو عجب ہو کہ تم کو بھی اللہ و رسول کے برابر سمجھیں اور ترجمہ کو بھی بعینہٖ اللہ و رسول کا کلام سمجھیں اور ایمان لانا اس پر فرض ہو اگرچہ تم غلط کہو۔

دوسرے یہ کہ تم نے جو آیتوں کا مطلب ٹھہرایا شاہ عبدالعزیز صاحب اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ بالفرض اگر تمہارا لکھنا سچ ہو تو شاہ صاحب اللہ کا کلام نہ سمجھے اور جب تمہارے اُستاد اور اُستاذ الاستاذ اور پیران پیر نے بھی باوجود اس قدر علم و فضل و کثرت مزاولت اور تمام عمر خرچ کرنے کے حدیث و تفسیر کی خدمت میں اور تصنیف کرنے تفسیر کے اللہ و رسول کا کلام نہ سمجھے اور کہا عوام نہیں سمجھتے تو عوام بیچاروں کو آپ کیونکر تکلیف دیتے ہیں اور کیونکر احمق اور منکر قرآن کا بناتے ہیں۔ اے مسلمانو سنو یہ بڑا دھوکا ہے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کے موافق کہتے ہیں۔ سب بدمذہب یہی کہتے چلے آئے ہیں اور سب اللہ و رسول ہی کے کلام کی سند لاتے ہیں۔ مگر اُن کے فہم میں غلطی ہے کہ معنی کلام کے خلاف تفسیر ماثور کے رسول اللہ اور صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے کہتے تھے یہی اُن کی گمراہی تھی۔ حدیث میں تو کثرت اختلاف روایت کی بھی بڑی گنجائش ہے

[1] قرآن عربی واسطے قوم کے کہ جانتے ہیں۔



کلام اللہ سے دیکھو کہ ہر فرقہ اپنے مذہب باطل پر دلیل لاتا ہے مجسمہ جو خدا کو جسم و جہت ثابت کرتے ہیں، آیتیں قرآن کی پیش کرتے ہیں ید اللہ فوق ایدیہم، ویبقیٰ وجہ ربک، یوم یکشف عن ساق۔ اور مکان پر دلیل لائے الرحمٰن علی العرش استویٰ معتزلہ وجوب لطف پر دلیل لائے۔ کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ، وکان حقاً علینا نصر المؤمنین اور انکار انتفاع اموات بر احیاء سے لیس للانسان الا ما سعیٰ اور انکار عذاب قبر اور انکار ادراک اموات پر لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ، انک لا تسمع الموتیٰ اور انکار رؤیت پر لا تدرکہ الابصار[1] وغیرہ وغیرہ انکار عصمت انبیاء پر عصیٰ آدم ربہ فغویٰ، جعلا لہ شرکاء، ظلمنا انفسنا، کنت من الظالمین، فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ۔ قرامطہ وغیرہ تناسخ پر کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلوداً غیرھا۔ حکیمیہ اللہ کے علم نہ ہونے پر قبل وجود اشیاء کے لیعلم الصابرین، ولیبلوکم۔ خارجی کفر مرتکب کبیرہ پر من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون، من قتل مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا۔ رافضی[2] امام کی عصمت پر لا ینال عہدی الظالمین بداء پر یمحو اللہ ما یشاء و یثبت۔ تفصیل کہاں تک لکھوں۔ ہر فرقہ ہر ہر مسئلہ پر اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتا ہے اور صرف اس قدر سے اُن کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نہ بدمذہبی سے نکل سکتے ہیں کیونکہ حق وہ ہے کہ قرآن و حدیث سے بعد تحقیق و تطبیق اور رعایت جمیع شرائط و لوازم کے جو باتفاق سواد اعظم قرار پایا۔ جو اس کے خلاف ہو وہ جماعت سے باہر بدمذہبوں میں داخل ہے صرف اتنا

[1] مولوی حسین علی نے بلغۃ الحیران، طبع اول (ص ۱۵۷-۱۵۸) پر اسی عقیدۂ باطلہ کی تائید کی ہے ۱۲۔

[2] روافض کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وقوع فعل کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اسے بداء کہتے ہیں ۱۲۔ شرف قادری۔

کہنے سے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتے ہیں جیسے مولوی اسمٰعیل نے کہا بد مذہبی سے نہیں نکل سکتے کہ سب بد مذہب یہی کہتے ہیں۔ جیسے وہ ویسے یہ اسمٰعیلیہ کو چاہیئے کہ اُن کو بھی حق پر کہدیں۔ بلکہ بد مذہبوں کی دلیل آیتیں جو میں نے ذکر کیں اُن سے جیسا کہ ظاہر ہیں اُن کے بیان کے موافق شبہہ ربط کا ناواقفوں کو ہوتا ہے۔ مولوی اسمٰعیل کے دعوے اور دلیل میں جو آیت و حدیث سے لائے ہیں۔ اتنا بھی نہیں ہے۔ یہ اُن سب سے بدتر ہیں کہ یہ حال آگے بہ تفصیل معلوم ہوگا کچھ اگلے بد مذہبوں کی باتیں لئے ہیں۔ کچھ اپنے ذہن کی کجی سے نکالی ہیں۔

دوسرا فساد سید احمد کو متنبّی بنانے کا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب شاہ صاحب نے اپنی ساری مملوکات اولاد کو ہبہ کر دی۔ مولوی اسمٰعیل گھبرائے اور مولوی عبد الحی شاہ صاحب کے داماد کہ عدالت ضلع میرٹھ کے محرروں میں فرنگی کے نوکر تھے موقوف ہو کر دہلی میں آئے۔ دونوں نے مل کر سید احمد نام ایک مرد جاہل شاہ صاحب کے مرید کو پیر بنایا اور ساتھ لے کر شہروں میں پھیری شروع کی اور در بدر گھر گھر قرآن و حدیث کے درس کو وسیلہ ٹھیرایا لوگوں کے رجوعات کا نذر دنیا و دعوت تر و خشک سے فائدہ خوب اُٹھایا اور نذور کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں[1] کی بھی پیشکش زنانہ لینے میں تامل نہ تھا یہانتک کہ جو

---

[1] اس سے بھی عجیب واقعہ ملاحظہ ہو کہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا رشید احمد گنگوہی سے نقل کرتے ہیں کہ "ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں۔ مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں۔ میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو



فرنگیوں کے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ بنارس کا ریذیڈنٹ اگنسن بروگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی۔ بڑے اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کئے اور اس کے مرید ہونے سے ریذیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا لہٰذا تم بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی عبد الحی سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ روپیہ فاحشہ کا کہ نصرانی سے زنا کے عوض میں اُس نے حاصل کیا ہے۔ کیونکر درست ہوا۔ کچھ جواب پریشان دیئے۔ آخر کو حوالہ کیا استفسار پر سید صاحب سے اُن دونوں صاحبوں نے زبانی بات پر کفایت نہ کی بلکہ ایک کتاب "صراط مستقیم" نام بنائی سید احمد کے حال میں جو وہاں لکھا خلاصہ اُس کا یہ ہے۔

"ازبسکہ نفس عالی حضرت ایشان برکمال مشابہت جناب رسالت مآب در بدو فطرت مخلوق شدہ بنا بر علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم رسمیہ و راہ دانشمندان و کلام و تحریر و تقریر مصفٰی ماندہ بود" و حضرت ایشان از بدو فطرت برکمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودہ اند کہ از یمن بیعت شاہ عبد العزیز صاحب کمالات طریق نبوت کہ مجملاً در بدو فطرت مندرج بودہ بتفصیل و شرح انجامید و مقامات طریق ولایت بر حسن وجوہ جلوہ گر گردید جناب رسالت مآب بہ خرما از دست مبارک خود

---

میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے۔ بی تم شرماتی کیوں ہو۔ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے۔ اور وہ چلدی۔" تذکرة الرشید دوسرا حصہ ص ۲۴۲۔ ملاحظہ ہو کہ ایک رنڈی کو بھی احساس جرم ہے مگر پیر مغاں اپنی زیارت کرانے کیلئے کیا کیا جتن کر رہے ہیں۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو کہ کس جسارت کا اظہار ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اسے بھی استغراق فی التوحید کا نام دیا جاتا ہے چنانچہ فاضل گنگوہی سے حافظ لطافت علی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیسے تھے تو حضرت نے فرمایا "پکا کافر تھا"۔ اور پھر مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے۔

خوابانیدند بعد بیداری اثر آن رویائے صادقہ بنفس خود یافتند ہمیں واقعہ ابتدائے
سلوک طریق نبوت شدہ بعد ازاں روزے جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ
وفاطمہ زہرا را بخواب دیدند جناب حضرت علی مرتضیٰ بدست مبارک خود غسل
دادند وفاطمہ زہرا لباس بس فاخرہ بدست خود پوشانیدند بسبب ہمیں وقائع
کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر گردیدہ . اقبال لم یزلی وعنایت رحمانی و
تربیت یزدانی بلا واسطہ احدے متکفل حال ایشان شد تا آنکہ روزے خدائے
تعالیٰ دست راست ایشان بدست قدرت خاص خود گرفتہ چیزے از امور
قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا ایں
چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصے استدعائے بیعت کرد
حضرت ایشان بجناب حق متوجہ شدہ استفسار واستیذان نمودند کہ دراں معاملہ
چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بدست تو بیعت خواہد کرد گو لکھوکھا باشند
ہر یک را کفایت خواہم کرد . الغرض مثل ایں وقائع صدہا پیش آمدہ تا آنکہ
کمالات طریق نبوت بذروۂ علیائے خود رسیدہ والہام وکشف بعلوم حکمت
انجامید انیست طریق استفادۂ کمالات راہ نبوت و بس واما استفادۂ کمالات
راہ ولایت پس قبل از تحصیل مبادی مجاہدات وریاضات واذکار واشغال و
مراقبات بطور علم لدنی حاصل شد نسبت قادریہ ونسبت نقشبندیہ بایں طور
کہ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
متوجہ حال حضرت ایشان گردید تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازع در مابین روحین
مقدسین ماندہ کہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشان بتمامہ
بجانب خود میفرمود وبعد انقضائے زمان تنازع وقوع مصالحت بر شرکت
روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند تا قریب یک پاس



ہر دو امام بر نفس نفیس ایشان توجہ قوی وتاثیر زور آور میفرمودند تا آنکہ در ہمان
یکپاس نسبت ہر دو طریق نصیبہ ایشان گردید ونسبت چشتیہ بدیں طور کہ روزے
حضرت ایشان بر مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی
قدس سرہٗ مراقب نشستند درین اثنا از روح پرفتوح ایشان ملاقات متحقق شد
وآنجناب توجہے بس قوی فرمودند کہ باں سبب ابتدائے حصول نسبت چشتیہ متحقق
شد بعد مدتے حق جل وعلیٰ بلا توسط احدے اختتام نسبت چشتیہ ارزانی فرمودند ہذا
ملخص مقالہ فی حالہ وخلاصہ کتاب صراط مستقیم آنکہ ثمرۂ طریقت وشریعت اساس
حقیقت ومعرفت است تحصیل حب خدا است وآں دو قسم است حب نفسانی کہ
ملقب بعشق است وحب ایمانی کہ مشہور بحب عقلی است ثانی را کہ ابتدائے آں از
حب ایمانی وانتہائے آں بر نبوت است براہ نبوت مسمّٰی کردہ شدہ واول را کہ ابتدائے
آں از حب عشقی وانتہائے آں بمعرفت کہ خلاصہ ولایت است براہ ولایت مسمّٰی
کردہ آمدہ

# باب اول

## در بیان وجوہ تمایز طریقین یعنے طریق نبوت وطریق ولایت

## فصل اول

در بیان وجوہ تمایز طریق ولایت افادۂ اول از ہدایت ثالثہ فصل
اول از جملہ آثار حب عشقی است کہ ایں حب بالذات مقتضی
انخراق حجاب بشری وشئون روح الٰہی باصل خود میکند وبس نمط طریقت ہیچ
قانونی خواہ قانون شرع خواہ قانون عرف نا ابتغائے رضائے کسے خواہ رضائے محبوب

---

؎ معلوم ہوا کہ اولیائے کرام بعد از وصال باطنی توجہات فرماتے ہیں ، وہاں سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے ۔ ؎ صراط مستقیم صفحہ ۳۶۹ ، ۳۷۰ ۔ ؎ شگفتہ شدن ۱۲

باشد خواه غیر آن و نه التزام متابعت کسے خواه متابعت محبوب باشد خواه غیر آن بالجمله مقصود ازیں کلام اہانت حب عشقی نیست حاشا و کلا بلکه اشارتیست بفرقیکه در حب عشقی و حب عقلی ست[1] **افادهٔ دوم** از جمله آثار آن تفرد است یعنی قطع علائق ماسوائے محبوب و تنگی حوصله از نظم و ترتیب امور متفرقه مثل سیاست مدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق ذوی الحقوق از اہل قرابات و امثال آن و لہذا از تزویج نہایت نفرت میگردد[2]

**افادهٔ سوم** از جمله آں شدت تعلق قلب است بمرشد خود استقلالاً نه بآن ملاحظه که این شخص نائب از فیض خدا و واسطهٔ ہدایت است بلکه بحیثیتے که متعلق عشق ہمان میگردد. چنانچه یکے از اکابر این طریق فرمود که اگر حق جل و علی بغیر کسوت مرشد من تجلی فرماید بر آئینه مرا با و التفات در کار نیست[3]

**افادهٔ چهارم** از جملهٔ آثار آن عدم اعتنا است بعلوم و طاعات ظاہره[4]

**افادهٔ اوّل** از ہدایت رابعه از ثمرات حب عشقی مشاہدهٔ جمال حضرت ذو الجلال دست میدہد و خلعت مکالمه و مسامره بدست می آید۔

**افادهٔ دوم**. باز چون قائد توفیق دست اہل مدہوش ابتہاج مشاہده را گرفته بالا می کشد مقام فنا و بقا بظہور می آید و زمزمهٔ انا الحق و لیس فی جبتی سوی الله از ان ایشان بر میخیزد[5] **ایضاً فیه** و از لوازم این مقام دم از وحدت وجود زدن۔

**ایضاً فیه** چون حب ایمانی بکمال خود میرسد آن شخص را در کنف خود گرفته و زیر سایه کفالت خود آورده جارحهٔ تدبیر تکوینی و تشریعی خود می سازد **ایضاً فیه** من وجه مقلد انبیا می باشد و من وجه محقق در شرائع اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او

---

۱ صراط مستقیم صفحه ۱۸ تا ۲۲۔ ۲ ایضاً صفحه ۲۴۔ ۳ صراط مستقیم صفحه ۳۴۔ ۴ ایضاً صفحه ۳۳۔ ۵ ایضاً صفحه ۳۸، ۳۷۔ ۶ ایضاً صفحه ۴۱ ۷ ایضاً صفحه ۷۹۔



بسوئے کلیات حقه منعقده در حظیرة القدس که برائے تربیت نوع انسانی عموماً تعیین گردیده او را از مضمون می سیفر مایند و آن کلیات در ذہن او علی مرالدہور والاعصار محفوظ میماند و استنباط جزئیات از آن کلیات می کند پس علوم شرعیه بدو و بسطه میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء پس در حکم و احکام ملت کلیات و جزئیات شریعت او را شاگرد می توان گفت[1] و طریق اخذ شعبهٔ البیت از شعب وحی که آنرا در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند و بعضے اہل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند پس فرقی در ما بین اولیائے کرام و انبیائے عظام باقامت اشباح حکم و مبعوثیت الی الامم است[2] بس و نسبت ایشان با انبیاء مثل نسبت اخوان صغار با اخوان کبار یا نسبت انبیاء کبار با آبائے خود ست و ایشان احق الناس بخلافت انبیاء مے باشند گوکه تسلط ظاہری نصیبهٔ ایشان نشود گوکه جمله اہل ملت ریاست ایشان را مسلم ندارند و ہمیں معنی را بوصایت و امامت تعبیر میکنند علم ایشان را که بعینه علم انبیاء ست لیکن بوحی ظاہری متعلق نشده به حکمت نامند و عنایتہائے مخصوصه که بجناب انبیاء مصروف شده ایشان را بسبب ہمان عنایت مخصوصه انبیائے درامثال خود حاصل گردیده و بسبب ہمیں اجتباء و اصطفا رضائے حق و رضائے ایشان مندرج و اتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردیده و سخط حق با سخط ایشان تلازمے و تلاصقے پیدا کرده نمونه از ان عنایت و عظمت و عزت نصیبهٔ این حکماء ربانیین می شود که آنرا وجاہت گویند و ابد او را به محافظتے مثل محافظت انبیاء که مسمیٰ بعصمت است فائز میکنند[3]

**ایضاً فیه** و حضرت مرتضیٰ را یک نوع تفضیل بر شیخین ہم ثابت و آن بحیثیت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل

---

۱ انبیاء ہم ۲ و ہم استاد ہم ۳ ایضاً صفحه ۸۸ تا ۹۳ ملخصاً ۱۲

قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا از عہد کرامت حضرت مرتضٰی تا انقضائے دنیا بواسطۂ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امراء ہمت ایشان را دخلے است کہ بر سیاحان عالم ملکوت مخفی نیست[1] ۔ **الیضاً فیہ** ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت مے باشند[2] ۔ **الیضاً فیہ** ۔ اکابر این فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آن می کوشند معدود ند پس احوال اولیائے کرام را بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد[3] ۔ **الیضاً فیہ** برائے کشف ارواح و ملائکہ مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و بہشت و دوزخ و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند باستعانت آن شغل بہر جا ئیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد توجہ شدہ سیر آن مقام نماید و احوال آنجا دریافت نماید و با اہل آن مقام ملاقات سازد ۔ **الیضاً فیہ** ۔ برائے کشف وقائع آئندہ کاملین فریق طرق معدود نوشتہ لہذا **الیضاً فیہ** ہر کسے کہ از احد الیہ کہ مراقبہ خواہد کرد ، بسبب آن خواہد یافت ہر کہ از اقیت او مراقبہ کند و بکمال رساند شائے الذاقیت فروع جلوہ گر خواہد بود ہر کہ مراقبہ اسم محی کند اثر ے از شان احیا خواہد یافت[4] ۔ **الیضاً فیہ** ارباب این کمال وقتیکہ باصطفا و اجتبا رفائز مے شوند سر فریق میگردند قومے بسبب کمال علو منصب خود التفاتے بانالہ مصائب و استحلال مشکلات اذلی ایشان سر بر نمیزند اگر چہ او را پایۂ عرض حاجات ہم رسیدہ است بمعنیکہ دعائے او واجب الاجابت و تعوذ او واجب القبول گردیدہ و قومے دیگر در عرض حاجات و استحلال مشکلات و سعی در شفاعات سرگرم می باشند و قومے دیگر کہ فیل شان اقتضائے استحلال مشکلات و شفاعت فقط و طلبات معروض مے شود

لہ صراط مستقیم ص ۱۳۱ ۔ ۲ے ایضاً ص ۱۳۲ ۔ ۳ے ایضاً ص ۱۳۲ ۔ ۴ے ایضاً ص ۱۳۳ ایضاً



لیکن زبان نمی کشایند اللہ تعالیٰ دعائے حالی ایشان قبول می فرماید و ایشان را بلکہ سائر عظما را محافل قرب را اصطلیع می سازد کہ ایجاد این امر محض برائے استرضائے ایشان است و تنفیذ اقتضائے قلبی ایشان متحقق گردیدہ ۔ انتہٰی ۔

دیکھو کہ اس کلام میں کیسی کیسی خرابیاں بھری ہیں ۔ پہلے سید احمد کو لکھا کہ کمال مشابہت پر ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلوق کئے گئے تھے اس سبب سے بے علم ہے ۔ استغفر اللہ استغفر اللہ یہ کیا جرأت و بے ادبی ہے خلیفہ میں رکھے ایسی گمراہی ہے ۔ شفائے قاضی عیاض وغیرہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی کو اس کی برائی کے واسطے تشبیہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس بات میں کہ ان پر دنیا میں جائز نہ تھی ۔ بہت برا ہے ۔ اور مرتبۂ نبوت اور رسالت کی بے توقیری اور بے تعظیمی ہے ۔ امی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا اور بڑی فضیلت تھی ۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے حق میں عیب ہے کہ سبب جہالت کا ہے اور ان کے حال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے کیا نسبت ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق قلب سبب ہوا کمال کا دوسروں کو سبب ہے ہلاک کا ۔ اس کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر و اہانت ہے اور لوگوں نے ایسے کلام کرنے والے کو کافر بھی کہا ہے اور حکم کیا ہے قتل کا ۔ یہ سب تفصیل شفا کی وجہ خامس اور وجہ سابع میں مذکور ہے ۔

لہ والامیۃ فی غیرہ نقیصۃ لانہا سبب الجہالۃ وعنوان الذباوۃ فسبحان من باین امرہ من امر غیرہ وجعل شرفہ فیما فیہ محطۃ سواہ وحیاتہ فیما فیہ ہلاک من عداہ ہذا شق قلبہ و اخراج حشوتہ کان تمام حیاتہ وغایۃ قوۃ نفسہ وثبات روعہ وہو فیمن سواہ منتہی ہلاکہ وحتم موتہ وفنائہ ۔ الا شفا شریف جلد ثانی مصری ص ۲۱۹ ۔ وجہ خامس میں ہے وقال ابو الحسن الیضانی شاب معروف بالخیر قال لرجل شیئاً فقال لہ الرجل اسکت فانک امی فقال الشاب الیس کان النبی

صراط مستقیم ص ۴۶-۴۷

دوسری[2] خرابی یہ کہ لکھا ہے کہ ایک مقام والوں کو احکامِ شرعیہ بے واسطہ پیغمبروں کے وحی باطنی سے معلوم ہوتے ہیں اُن لوگوں کو پیغمبروں کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور پیغمبروں کا ہم استاد بھی اور اُن کا علم بعینہ پیغمبروں کا علم ہے۔ مگر ظاہر کی وحی سے یعنی جبرائیل کے واسطے سے نہیں[1] اور اُن کو پیغمبروں کی سی عصمت بھی ملتی ہے دیکھو کیسا بے پردہ دعویٰ ہے۔ پیغمبری کا جب حکم و احکام ملت و شریعت اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ پیغمبر کے ایک معصوم کو پہنچیں۔ پیغمبری میں کیا باقی رہا۔ جبرائیل کا واسطہ ہونا تو کچھ پیغمبری کا رکن نہیں۔ بلکہ یہ پیغمبری اُس سے بھی بڑی ٹھہری کہ جبرائیل بھی درمیان میں نہیں خدا ہی سے لیا دیکھو کہ شیعہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کی بعض اولاد کرام کو معصوم کہتے ہیں۔ تمام اہل سنت اول سے آخر تک کیسا اُن پر طعن کرتے ہیں اور جو شیعہ کی تکفیر کرتے ہیں ایک سبب یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ غیر نبی کو معصوم کہتے ہیں واہ حضرت مرتضیٰ علی کے معصوم ہونے میں یہ کلام اور سید احمد معصوم صاحب وحی باطنی ہوں ہم استاد پیغمبر کے پھر اس دعوای کرنے والے کو جو شیعہ سے اچھا سمجھے وہ سُنّی نہیں ہے بلکہ نرا بیدین اور ختم نبوت کے معنی کا منکر۔

تیسرے[3] لکھا کہ ایک مقام والوں کو مکالمہ اور مسامرہ کا خلعت ملتا ہے یعنے اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے ہیں اور لکھا کہ "گاہے کلام حقیقی ہم میشود" اور خاص سید احمد کے حال میں لکھا کہ۔

"خدا سے یوں پوچھا اُس طرف سے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر یہ حکم ہُوا اور حال یہ کہ اہل سنت کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مکالمہ شفاہی حقیقی کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم اُمیًّا فشُنِّع علیہ مقالہ وکفّرہ الناس واشفق الشاب بما قال واظہر الندم علیہ فقال ابو الحسن اما اطلاق الکفر علیہ فخطأ لکنہ مخطیٔ فی استشہادہ بصفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکون النبی اُمیًّا اٰیۃ لہ وکون ہذا اُمیًّا نقیصۃ وجہالۃ۔ [1] شفا شریف جلد ثانی مصری ص ۲۱۳ [illegible]



شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے۔ والظاہر ان التکفیر فی المسئلۃ المذکورۃ بناءً علیٰ دعویٰ المکالمۃ شفاہا فانہ منصب النبوۃ بل اعلیٰ مراتبہا وفیہ ومخالفۃ ما ہو فی ضروریات الدین وہو انہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین۔ یعنی جو دعویٰ کرے کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں دنیا میں اور اللہ مجھ سے باتیں کرتا ہے بالمشافہ اس کا کافر کہنا اسی سبب سے ہے کہ خدا سے باتیں کرنے کا بالمشافہ دعویٰ کیا کیونکہ یہ منصب پیغمبری کا ہے۔ بلکہ پیغمبری کے مرتبوں سے بہت بڑا مرتبہ ہے اور اس میں مخالفت ہے اُس بات کی کہ ضروریات دین سے ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ہے۔ شفا[1] میں بیان کلمات کفر میں لکھا ہے۔ وکفّر الملٰث من ادعیٰ مجالسۃ اللہ تعالیٰ ومکالمتہ۔ الغرض اس طرح کی بے دینیاں اُس کتاب میں اول سے آخر تک بہت بھری ہوتی ہیں۔ طول کے لحاظ سے ان تین باتوں پر کفایت کی بیدینی و گمراہی کے واسطے ایک عقیدہ کا فاسد ہونا کافی ہے۔ یہ سب ایک قسم کی بیدینی ہے یعنی خلافِ عقائد اہل سنت کے دوسری قسم وہ ہے کہ صریح خلاف ہیں۔۔۔ تقویۃ الایمان کے وہاں جن باتوں کو کہ کفر و شرک لکھا ہے یہاں سب درست ہیں جیسے لکھا کہ ایک منصب والوں کو عالم مثال و شہادت میں تصرف کرنے کا ماذون مطلق کر دیتے ہیں یعنی حکم عام دیتے ہیں کہ وہ دونوں عالم میں جو چاہیں سو کریں اور یہ لوگ اُن فرشتوں کے زمرے میں داخل ہوتے ہیں کہ تدبیر کرنے والے امر کے ہیں یہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے منصب کی بڑائی کا لحاظ کر کے مصیبتوں کے دور کرنے اور مشکلوں کے کھولنے کی طرف التفات نہیں کرتے اگرچہ رتبہ اُن کا ایسا ہے کہ اُنکی دعا کا مستجاب کرنا اور اُن کو اپنی پناہ میں لے کے قبول کرنا واجب ہوجاتا ہے اور ایک قوم لوگوں کی حاجتوں کے عرض کرنے میں اور مشکلوں کے کھولنے اور شفاعتوں

[1] شفا شریف مصری جلد ۲ ص ۲۳۵۔

میں سعی کرنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ ایک ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے دل میں مشکلوں کے کھولنے اور حاجتمندوں کی شفاعت کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے لیکن زبان سے نہیں کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دعائے حالی قبول کرلیتا ہے اور اُن کو بلکہ قرب کے محافل کے سب بڑے شخصوں کو خبردار کرتا ہے کہ یہ امر صرف انکی رضامندی اور اُن کی خواہش دلی جاری کرنے کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اور حُبِ ایمانی جب کمال کو پہنچتی ہے اس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی کفالت میں لے کر اپنی تدبیر تکوینی و تشریعی کا ہاتھ کر دیتا ہے۔ یعنی شریعت کے حکموں میں اور دنیا کی چیزیں پیدا کرنے میں جو اس نے کیا اللہ نے کیا وہ اللہ کا ہاتھ ہوگیا۔ اور جناب غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحوں میں ایک مہینہ تک جھگڑا رہا کہ دونوں امام سید احمد کو بالکل اپنی اپنی طرف کھینچ لینا چاہتے تھے۔ بعد ایک مہینہ کے صلح ہوئی، شرکت پر ایک دن دونوں امام سید احمد پر ظاہر ہوئے اور پہر بھر تک توجہ قوی اور تاثیر زور آور کی کہ اُسی ایک پہر میں دونوں طریقوں کی نسبت سید احمد کو حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی قبر پر سید احمد مراقب ہوئے۔ اُنکی روح سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بڑی قوی توجہ کی، اُس کے سبب سے نسبت چشتیہ حاصل ہونا شروع ہوا اور واسطے کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات کے اور زمین و آسمان کے مکانات اور بہشت و دوزخ کی سیر کیلئے اور لوحِ محفوظ پر اطلاع کے واسطے شغل دورہ کرے اُس شغل کی مدد و استعانت سے زمین و آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام کا چاہے سیر کرے اور وہاں کا حال دریافت کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے اور اللہ کے ناموں سے جس نام کا مراقبہ کمال کو پہنچاویگا، اُس نام سے حصہ اس کو ملے گا جو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کمال کو پہنچاویگا اس میں ایک شان رزاقیت کی ظاہر ہوگی جو محی کا مراقبہ کریگا اثر مردے



کو زندہ کرنے کی شان کا پاویگا۔ الحاصل اس قسم کی باتوں سے ساری کتاب بھری ہے جیسے تقویۃ الایمان میں تفریط حد سے زیادہ ہے یعنی وہ امور کہ انبیاء و اولیاء کے واسطے واقع ہیں اور شرعاً جائز سب کا انکار اور سب شرک و کفر ٹھہرائے، ایسے ہی صراطِ مستقیم میں افراط کو حد سے زیادہ کر دیا کہ غیر ممکن اور ممنوع باتوں کو بھی واقع و جائز کر دیا۔ پاس دین کا نہ ایمان کا وہاں نہ یہاں۔ یہ جو میں نے نقل کیا تھوڑا سا ہے صراطِ مستقیم سے اور جو صراطِ مستقیم میں ہے تھوڑا سا ہے اس سے کہ مولوی اسمٰعیل زبانی بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو خطوں میں لکھتے تھے۔ سفر حجاز سے پھر کر جب جہاز سے اُترے ایک نامہ ایک مضمون کا ایک عبارت کا تمام مخصوصین کے نام شہر بشہر جاری کیا۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ جب سید صاحب سمندر کے کنارے پر گئے۔ روحانیت دریا کی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں۔ فرمایا کہ میں تجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ جب جہاز پر سوار ہوتے اللہ تعالےٰ نے کہا ہم اس جہاز کو غرق کریں گے تم اس پر سوار نہ ہو۔ سید صاحب نے پہلے ارادہ کیا اُس سے اترنے کا۔ پھر فرمایا کہ میں اُتروں اور لوگ جو اس پر سوار ہوں۔ ڈوبیں۔ یہ بات کچھ نہیں۔ جو ہو سو ہو۔ میں نہیں اُترتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارا ارادہ مقرر تھا اس جہاز کو غرق کرنے کا مگر اب جو تم نہ اُترے تو بس غرق نہیں کر سکتا۔ جب سید صاحب پہنچے میقات پر اور غسل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تیری خدمت میں مشغول ہیں سب کو ہم نے بخش دیا اور کچھ لوگوں نے لبیک کرنے میں تقدیم کی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جو تم پر تلبیہ میں سبقت کریگا۔ میں اس کی لبیک نہیں سنونگا اور حج کے بعد حکم ہوا کہ تیرے باعث سے ہم نے سب کا حج قبول کیا اور اس حج کی برکت سے ہند سے بخارا تک سب کو بخش دیا۔ اس خط کی خرافات کہاں تک لکھوں۔ لوگوں نے اُس خط میں گفتگو کی اور نوبت تحریر کی جانبین سے آئی۔ جرأت مولوی اسمٰعیل کی کیا بیان کروں کہ جب

لوگوں نے کہا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کہا کہ ہم اس جہاز کو غرق کریں گے پھر سید صاحب کے نہ اُترنے سے غرق نہ کر سکا۔ اس میں بہت سی قباحتیں ہیں کہ ایک اُن میں سے یہ ہے جس کے شیعہ قائل ہیں اور اہلِ سنت اس کو بُرا کہتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیل درپے ہو گئے اُس کے ثابت کرنے کے عصمت کی طرح بے پردگی کا نور یہاں تک پہنچا کہ لطافت نام غلام سید احمد پر کہ ابھی تک زندہ ٹونک میں موجود ہے۔ . . .

. . . . . وحی آتی تھی اور اُسی حالت میں چادر سے ہاتھ باہر نکال کر میوہ محفل میں پھینکتا۔ سب حضرات دوڑ کر لیتے اور کہتے کہ یہ بہشت کا میوہ ہے کبھی یہ بھی کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص سید صاحب کو بھیجا ہے۔ یا خاص مولوی اسمٰعیل کو دیا ہے۔ اس بات کو بڑے طمطراق سے سید صاحب کے مناقب میں بیان کرتے کہ صرف سید صاحب کی توجہ سے میاں لطافت صاحب کو یہ مرتبہ حاصل ہو گیا سید حمید الدین نام بھانجے سید احمد کے کہ آدمی صاف تھے اور بھی چند لوگ اس سوانگ کے شروع ہونے سے سید صاحب و مولوی اسمٰعیل سے گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ حرکت سخت بیجا ہے۔ یہ حضرات اُن کی بد اعتقادی سے ناخوش تھے۔ ایک روز کہ تقسیم بہشت کے میوے کی جو محفل وعظ میں لطافت کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کو بھیجا تھا ہوئی۔ ایک چھوہارہ سید حمید الدین کے حصہ میں آیا۔ اُنہوں نے توڑا تو اس میں ایک کیڑا نکلا۔ اُنہوں نے اہلِ مجلس کو علانیہ دکھا کر پکارا کہ دیکھو صاحبو کہ بہشت کے میوے میں بھی کیڑے ہوتے ہیں۔ سید صاحب اُن سے بہت ناراض ہوئے۔ وہ غصہ کھا کر داخل رہے۔ جب پھر اُس پر وہ حال آیا۔ سید حمید الدین نے چند آدمیوں کو موافق کر کے بے تامل اُس کو پکڑ کر ننگا کیا۔ کرامات کھل گئی کہ ایک تھیلی رانوں کے بیچ میں چھوہاروں کی بھری بندھی تھی۔ وہ خبیث

ے یعنی یہ بداء ہے جس کے روافض قائل ہیں کہ کئی باتوں کا اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا بعد میں انکشاف ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من العقائد الفاسدۃ ۱۲ منہ ے یعنی ۱۲۶۵ھ تک جس وقت یہ کتاب



خوار و ذلیل ہوا۔

ان ہی سامانوں سے سیر و سیاحت کرتے پھرتے تھے کہ تغیر[1] فساد برپا ہوا یعنے کتاب التوحید نجدیہ کی مراد آباد میں کہ وہاں پہلے سے کسی قدر اس مذہب کی گفتگو تھی ہاتھ لگی۔ اس مذہب کو پسند کیا اور تقویۃ الایمان تصنیف کی گویا اُسی کتاب التوحید کی شرح ہے۔ اس دین کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام الناس بہت اس بلا میں پھنسے توہین و تحقیر انبیاء و اولیاء کی اور تکفیر تمام امتِ سلف و خلف کی خوب جاری ہوئی دیندار اہلِ علم جہاں تھے اُن کے فیض صحبت سے جو بچا سو بچا ورنہ اول وہلہ میں اکثروں کو اس طرف میل آگیا۔ بسبب شہرت اُن کے خاندان کے اور ناواقفی کے فن سیرت و حدیث سے۔ جب نوبت دہلی میں پہنچی۔ ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد اور مرید دیکھنے والے صحبت یافتہ شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب کے اور علم میں اُن سے زائد لوگ موجود تھے مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبد الحی سے دست و گریبان ہوئے اور خواص نے فہمائش کی کہ اس سفر میں یہ نیا دین کیسا نکال لائے کہ اُس کی رُو سے تمہارے اُستادوں سے لیکر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور قبل اس سفر کے تم بھی اُسی طریقہ پر تھے اور ویسا ہی وعظ کہتے تھے اور فتوی لکھتے تھے جس کو اب شرک کہتے ہو۔ یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلائق کو گمراہ کرنا بہت بُرا ہے ہر چند نصیحت کی۔ کچھ سود مند نہ ہوئی۔ ناچار ہو کر سب نے انکار و ابطال کیا مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسٰی صاحب، مولوی رفیع الدین کے صاحبزادوں نے فتوے اور رسالے اُن کے رد میں لکھے۔ نوبت تکفیر تک پہنچ گئی۔ مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی نے جزاہ اللہ خیرا کہ علم و فضل میں مولوی اسمٰعیل وغیرہ کو اُن سے

[1] ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ۔ الکمال الطامۃ علی شرک سوّی بالامور العامۃ از اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز ۱۲ (شرف قادری)

کچھ نسبت نہیں۔ علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد سے کہ یگانۂ عصر تھے۔ حاصل کئے ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے روبرو انکار و ابطال کیا اور تکفیر کی نوبت تحریر کی آئی مسئلہ شفاعت میں مولوی اسمٰعیل نے حرکت مذبوحی کچھ جواب میں کی آخر کو عاجز و ساکت ہو گئے۔ اور تحقیق الفتوٰی فی رد اہل الطغوٰی کمال شرح و بسط سے مولوی فضل حق صاحب نے لکھا۔ اجمال اس کا یہ ہے کہ مستفتی نے عبارت تقویۃ الایمان کی جو شفاعت میں ہے۔ سب نقل کرکے سوال کیا کہ یہ کلام حق ہے یا باطل اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف پر شامل ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اس کے قائل کا کیا حکم ہے تفصیل جواب کی چار مقام میں مولوی فضل حق صاحب نے بیان کی پہلا مقام شفاعت کی حقیقت اور اس کے اقسام کے بیان میں۔ دوسرا مقام کلمہ لاطائل کے بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مولوی اسمٰعیل کی زبان سے سرزد ہوا۔ تیسرا مقام ثابت کرنے میں اسکے کہ وہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف شان پر دلالت کرتا ہے چوتھا مقام اسکے حکم میں اور چاروں مقاموں کو آیات و احادیث اور اقوال ائمۂ دین سے جیسا چاہیئے مفصل اور شرح بیان کرکے آخر میں لکھا

"چون ہر چہار مقام پیرایۂ انجام و اختتام یافت حالا خلاصۂ فتوٰی و جواب استفتا باید شنید کہ مستفتی در استفتا سہ سوال کرد۔ یکے آنکہ ایں کلام حق است یا باطل دوم آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان واجب التوقیر حضرت سید الاولین والآخرین افضل الانبیاء والمرسلین اشتمال دارد یا نہ سوم اینکہ بر تقدیر اشتمال و دلالت آن شفاعت بر استخفاف و انتقاص شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال و حکم مرتکب آن شرعاً چیست و او از روئے دین و ملت کیست جواب سوال اول این است کہ کلام قائل مذکور از سرتاپا کذب و زور و فریب و غرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاران و نفی شفاعت



وجاہت و شفاعت محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و حضرات سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء میکند این اعتقاد او خلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است کما ثبت فی المقام الاول مفصلاً وقد بان بطلان بعض کلماتہ فی المقام الثانی مدللاً۔ جواب سوال دوم اینست کہ کلام او بلا تردد و اشتباہ بر استخفاف منزلت و جاہ آن سرور مقربان بارگاہ حضرت الٰہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیا اشتمال و دلالت دارد چنانکہ در مقام ثالث مذکور و فیما سبق مبرہن و مسطور است جواب سوال ثالث این است کہ قائل این کلام لاطائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست و حکم او شرعاً قتل و تکفیر است و ہر کہ در کفر او شک آرد یا تردد دارد یا این استخفاف را سہل انگارد کافر و بیدین و نامسلمان و لعین ست الا در کفر و بیدینی کمتر است از کسیکہ این کلام ضلالت نظام را صواب و مستحسن پندارد و اعتقاد این کلام را از عقائد ضروریہ دین شمارد و آنکس در کفر با قائل ہمسر بلکہ در استخفاف از و بالاتر است چہ او استخفاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سائر انبیاء و اولیاء و ملائکہ را مستحسن داشت و آن را از ضروریات دین پنداشت و ہمچنان کسیکہ ظاہراً و باطناً پاسداری این قائل در این چنین مسائل روا دارد و برائے حفظ حرمت او در اہل علم تاویلات دور از کار بروئے کار آرد چہ او نیز مرتکب استخفاف شان حضرت سید المرسلین شد کہ پاسداری بیدینے را بر احترام آن سید الانام علیہ التحیۃ والسلام رجحان داد و بخوف ملامت بلکہ بمقتضائے بدبختی و شامت در پئے اثبات آنچہ بر استخفاف دلالت دارد افتاد و این ہمہ کفر و زندقہ است و الحاد اعاذنا اللہ من ذالک بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد و از اثبات این مطالب در مقام رابع فراغ دست داد فقطع دابر القوم

الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین الحادل سواد ظلمت کفر شکست و بیاض نور ایمان باشراق پیوست۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مہریں و دستخط اکثر علما کی اس پر ثبت ہوئیں۔

اور مجلس جامع مسجد کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے ایک استفتاء مرتب ہوا۔ مہر و دستخط مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی فضل حق صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی موسیٰ صاحب و مولوی محمد شریف صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و آخون شیر محمد صاحب کہ صبح کے وقت منگل کے دن انیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو کہ مولوی عبد الحی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے۔ مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے اور مولوی محمد شریف وغیرہم علما و طلبہ خاص و عام حوض پر مجتمع ہوئے۔ جب مولوی عبد الحی وعظ کہہ چکے عبید اللہ طالب علم نے استفتاء پیش کیا کہ اپنی مہر اس پر کر دیجئے۔ مولوی عبد الحی نے کہا میں نہیں مہر کرتا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ اُس نے کہا یہی لکھ دیجئے اور اصرار کیا۔ مولوی عبد الحی نے انکار کیا اور ملال ظاہر کرنے لگے۔ مفتی محمد شجاع الدین علی خان صاحب نے کہا کہ اس کا تصفیہ ضرور ہے کہ بڑا اختلاف پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام حیدر شاہزادے طالب علم کی تکرار سے رنجیدہ ہوئے اور مولوی عبد الحی وغیرہ کو مجمع علماء میں واسطے مناظرہ کے لائے۔ مجمع بے شمار خاص و عام امیر و فقیر کا ہو گیا۔ کوتوال بھی بندوبست کے واسطے آ گیا۔ پھر مولوی عبد الحی نے فاضلوں سے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو۔ کسی نے کہا کہ آپ کے بلانے کے موافق کہ ہر روز کہا کرتے تھے کہ جس کو تاب مناظرہ کی ہو ہمارے سامنے آئے۔ سُنکر چپ ہو گئے۔ مولوی مخصوص اللہ نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا کے آئے ہیں کہ حق ظاہر ہو جائے۔ مولوی موسیٰ نے کہا کہ تم ہمارے اُستادوں کو بُرا کہتے ہو۔ بولے کہ میں نہیں کہتا۔ مولوی موسیٰ نے کہا کہ



یہ ایسے مسئلے نئے بتاتے ہیں کہ اُن سے بُرائی استادوں کی ثابت ہوتی ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے۔ کہا کہ مثلاً قبر کے بوسے کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر اس کے مباشر ہوتے تھے۔ مولوی عبد الحی نے انکار کیا۔ کسی نے کہا لکھ دو۔ تاکہ تمہارے اوپر جھوٹ باندھنے والوں کی تکذیب کی جائے۔ مولوی عبد الحی نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھ دیا۔ "بوسہ دہندۂ قبر مشرک نیست"۔ مولوی رشید الدین خان صاحب کے ہاتھ میں فتویٰ دیا گیا۔ اور قریب مولوی عبد الحی کے آ بیٹھے۔ مولوی عبد الحی نے گلہ شکوہ ان سے شروع کیا کہ خان صاحب مجھے آپ کی خدمت میں دوستی تھی۔ تم برملا مجھے ذلیل کرتے ہو۔ خانصاحب نے فرمایا کہ ہم تمہارے اعزاز و اظہار کمال کے واسطے آئے ہیں۔ لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ تم مسئلے خلاف سلف کے کہتے ہو۔ اس سبب سے تم سے خلق کو وحشت ہے ایسے مجمع میں مفتریوں کی تکذیب ہو جائیگی۔ مولوی عبد الحی شکوے ہی کی پریشان باتیں کرتے رہے۔ خانصاحب نے فرمایا۔ کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ عبد العزیز کی راہ، راہ جہنم کی ہے۔ اُسی وقت گواہی سے بات ثابت ہو گئی۔ لوگ بُرا کہنے لگے۔ مولوی عبد الحی نے بھی تبرا کیا بآواز بلند۔ اور مولوی رشید الدین خانصاحب سے کہا کہ مولانا عبد العزیز کی محبت اور اعتقاد علم و بزرگی میں بیش تمہارے ہوں۔ طحاوی اور کرخی کے برابر جانتا ہوں۔ پھر استفسار شروع ہوا۔ ہر مسئلے کا جواب دیا کہ چنداں مخالف جمہور کے نہ تھا۔ مولوی اسمٰعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ کیا اُٹھ جانے کا۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ فدوی تشریف رکھیے کہ جناب کے بھی دستخط اس تحریر پر ضرور ہیں۔ مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ میں کسی کے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ میرے واسطے محتسب لائے مرد عد میرے ساتھ سختی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت میں سختی نہیں کرتا۔ عرض کرتا ہوں۔ پھر مولوی اسمٰعیل نے کہا میرے رسالہ کا جواب لکھ۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا۔ رسالہ آپ کا میری بغل میں ہے۔ اگر فرمائیے اسی مجمع میں جواب عرض کر دوں۔ غصہ کھا کر کچھ نہ کہا پھر

مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ جواب عقلی لکھوں یا نقلی۔ کہا جیسا چاہیئے۔ پھر مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ رد جواب اس کا لکھو گے۔ کہا کہ میں کسی کا محکوم نہیں ہوں۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ نئے عقیدے اپنے دل کے بنائے ہوئے کسی سے نہ فرمایئے اور نہیں تو ابھی بحث کر لیجئے۔ مولوی اسمٰعیل اُٹھ بھاگے۔ اور چلتے ہوئے مولوی رشید الدین خان صاحب مولوی عبد الحی صاحب سے پوچھا گئے۔ وہ جواب دیتے تھے۔ ایسے کہ قدماء کے خلاف نہ تھے۔ تیرہویں سوال میں کہ بدعت کی بحث تھی۔ مولوی عبد الحی نے کہا کہ میرے نزدیک بدعت حسنہ بھی ہے گو اصل ہر بدعت کی بد ہے۔ مگر بسبب نیکی کا اس میں ہو تو حسنہ ہو جاتی ہے۔ والافلا۔ مولوی رشید الدین خانصاحب نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں ہے بموجب حدیث۔

من سن سنة حسنة ومن سن سنة سيئة الحديث کے اور حدیث من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ۔ اور حدیث .... من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاھا اللہ۔ کہ ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک بھی ہوتا ہے۔ بد بھی اور خدا اور رسول کی مرضی کے موافق بھی مخالف بھی۔ گمراہ بھی غیر گمراہ بھی۔ اسی سبب سے علماء نے کہا ہے کہ بعض بدعت واجب و مندوب و مباح۔ بعضے حرام و مکروہ۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے کہا جس بدعت کی وجہ حسن و قبح کی ظاہر نہ ہو وہ کیا ہے۔ مولوی عبد الحی نے کہا سیئہ اُنہوں نے کہا اس تقدیر پہ بدعت و مباح میں کیا فرق ہے۔ مولوی عبد الحی ساکت ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ احکام خمسہ میں سے ایک حکم کم ہو گیا۔ پھر مولوی عبد الحی نے کہا کہ ہر بدعت کو بُرا اس واسطے کہتا ہوں کہ کل بدعة کا کلیہ ظاہر پہ رہے اور مخصوص نہ ہو جائے۔ خانصاحب نے کہا کہ تخصیص سے کیا قباحت لازم آتی ہے اور عمومات میں تخصیص مشہور ہے۔ مولوی محمد شریف نے پڑھا۔ ما من عام الا



وقد خص منہ البعض۔ خانصاحب نے کہا کہ تینوں حدیثیں مذکور بالا تخصیص کو چاہتی ہیں پس تخصیص ضرور ہوئی۔ مولوی عبد الحی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی قبح بعض علماء کا مذہب ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ یہ قول حضرت مجدد صاحب کا ہے۔ مگر تمہارے مذہب سے نہایت دُور کہ اُن کے مذہب میں جس کی اصل شرع میں پائی جائے وہ سنت ہے بدعت وہی ہے کہ جس کی اصل نہ پائی جائے پھر مولوی عبد الحی نے غوطہ میں جا کر کہا کہ یہ قول نودی کا ہے فتح المبین میں لکھا ہے۔ اُسی وقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی پیش کی گئی۔ عبارت اس مقام کی باواز بلند مع ترجمہ پڑھی گئی پھر تو مولوی عبد الحی صاحب اچھی طرح سے قائل معقول ہو گئے[1] پھر اذان میں بعد دفن کے کلام ہوا۔ بعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ میں کسی کو منع نہیں کرتا پھر کلام ہوا سوم کے فاتحہ میں بعد قیل و قال کے کہا کہ اگر اُس دن میں ثواب زیادہ جانتا ہے تو ممنوع۔ اور اگر ثواب زائد نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کے کرتا ہے تو منع نہیں ہے۔ تمام ہوا خلاصہ نقل مجلس کا۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر ایک مسئلہ میں ادنیٰ ادنیٰ آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں بھی یہ تقریریں اور تحریریں جا بجا پھیل پڑیں۔ سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کا طریقہ مخالف ہے تمام سلف صالحین کے اور اپنے خاندان کے بھی مخالف ہیں اور سبب اعتبار کا وہی نسبت خاندان کی تھی۔ جب اُس کے بھی مخالف ٹھہرے تو کچھ اعتبار نہ رہا اور ساری قلعی کھل گئی اور ہر ایک جگہ جو اہل علم تھے متوجہ ہوئے۔ ان کی بیدینی کے اظہار اور اُس کے رد لکھنے پر

[1] یہ مولوی عبد الحی صاحب کی سلامت طبع کی علامت ہے کہ حق واضح ہونے پر تسلیم سے گریز نہ کیا ورنہ آجکل کے مناظرین ایسا کوئی اور ہوتا تو میدان چھوڑ جاتا لیکن تسلیم نہ کرتا۔ شرف قادری

[2] اس میں غالباً سب سے زیادہ حصہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا ہے۔ آپ کی کل تصانیف ایک ہزار کے لگ بھگ۔ پچاس مختلف علوم و فنون پر حاوی ہیں۔ چند ایک کے اسماء یہ ہیں (۱) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

عقائد وہابیہ خصوصاً امکانِ کذب کا رد بلیغ (۲) الکوکبۃ الشہابیہ ستتر وجہ سے امام وہابیہ پر اقوالِ فقہاء سے لزومِ کفر ثابت کیا (۳) سل السیوف الہندیہ (۴) حسام الحرمین جس میں آفتاب سے زیادہ روشن طریقے سے حرمین شریفین کے علماء نے منکرین ختم نبوت اور گستاخانِ بارگاہِ الوہیت و رسالت پر حکم کفر و زندقہ صادر فرمایا (۵) سیف الجبار از حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ العزیز (۶) تقدیس الوکیل از مولانا غلام دستگیر قصوری (۷) الدرر السنیہ از شیخ الاسلام مولانا سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ (۸) السیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ از امام الفقہاء والمحدثین مولانا محمد عبداللہ صاحب خراسانی (۹) تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان از مولانا احمد حسن پنجابی ثم کانپوری (۱۰) الرمح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی از مولانا محمد نبی بخش صاحب لاہوری (۱۱) شرح الصدور فی دفع الشرور مولانا مخلص الرحمٰن صاحب چاٹگامی (۱۲) میزانِ عدالت فی اثبات شفاعت از مولانا محمد سلطان صاحب کٹکی (۱۳) ہادی المضلین از مولانا کریم اللہ دہلوی (۱۴) ازالۃ الشکوک جناب حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی (۱۵) صحیح الایمان مؤلفہ علمائے بریلی (۱۶) شرح تحفہ محمدیہ فی رد الفرقۃ المرتدیہ از مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی (۱۷) معید الایمان مولانا مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی (۱۸) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ مولانا سید حیدر شاہ صاحب (۱۹) رسالہ تحقیق توحید و شرک۔ مولانا محمد احسن پشاوری المعروف بہ حافظ دراز شارح بخاری و محشی قاضی مبارک (۲۰) رسالہ حیات النبی مولانا شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ (۲۱) گلزارِ ہدایت مولانا محمد صبغۃ اللہ مفتی مدراس (۲۲) تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ معلم رابع مولانا محمد فضل حق خیر آبادی (۲۳) حجۃ العمل فی ابطال الحیل (۲۴) سو سوال و جواب مولانا محمد موسیٰ دہلوی (۲۵) سلاح المؤمنین فی قطع الخارجین مولانا سید لطف الحق ابن مولوی جلیل الحق قدرت اللہ قادری حسینی (۲۶) تحفۃ المسکین فی جناب سید المرسلین مولانا عبداللہ سہارنپوری (۲۷) رسم الخیرات مولانا خلیل الرحمٰن مصطفیٰ آبادی (۲۸) تحلیل ما احل اللہ فی تغییر ما اُہل بہ لغیر اللہ مولانا خلیل الرحمٰن ممدوح (۲۹) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح



مولوی تراب علی لکھنوی (۳۰) سفینۃ النجاۃ مولانا محمد اسلمی ساکن مدراس (۳۱) تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین۔ جامع فتاویٰ علمائے دہلی و حرمین شریفین (۳۲) قوت الایمان مولوی کرامت علی جونپوری (۳۳) احقاق الحق مولانا سید بدر الدین صاحب حیدرآبادی۔ (۳۴) خیر الزاد مولانا ابو العلا محمد الملقب بہ خیر الدین مدراس (۳۵) نعم الانتباہ لرفع الاشتباہ۔ مولانا معلم ابراہیم خطیب جامع (۳۶) دفع البہتان فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان مولانا محمد یونس صاحب (۳۷) ہدایۃ المسلمین الی طریق الحق والیقین قاضی محمد حسین صاحب کوفی (تاریخ وہابیہ دیوبندیہ از مولانا منشی لعل خان صاحب مدراسی قدس سرہٗ) ان کے علاوہ اور بے شمار کتب ہیں جن کے ذکر کے لئے الگ دفتر کی ضرورت ہے چند اور اسماء ملاحظہ ہوں۔

(۳۸) الدولۃ المکیۃ۔ علم غیب کے موضوع پر مبسوط عربی کتاب بحالت علالت میں صرف آٹھ گھنٹوں میں لکھی گئی۔ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی (۳۹) اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اہل بہ لغیر اللہ (۴۰) الفتوحات الصمدیہ از شیخ الاسلام والمسلمین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ (۴۱) وہابیہ کی امامت مولانا امام الدین قادری سیالکوٹی (۴۲) الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ از حضرت شیخ سلیمان بن عبدالوہاب قدس سرہٗ (محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بڑے بھائی)۔ (۴۳) احقاق الحق رد تقویۃ الایمان مولانا نصیر احمد پشاوری تلمیذ رشید مولانا حافظ دراز صاحب (۴۴) سیف المقلدین مولانا عبدالجلیل پشاوری (۴۵) اقناع النظیر علامہ محمد فضل حق خیرآبادی (۴۶) بوارق محمدیہ (۴۷) المعتقد المنتقد مولانا فضل رسول بدایونی (۴۸) اذاقۃ الآثام مولانا نقی علی خان۔ والد ماجد اعلیٰ حضرت بریلوی۔ (۴۹) انتصار الحق فی الرد علی معیار الحق مولانا ارشاد حسین رامپوری (۵۰) سیف الابرار المسلول علی الفجار (فارسی) مولانا عبدالرحمٰن سلہٹی (۵۱) جامع الشواہد لاخراج غیر المقلدین من المساجد محدث جلیل مولانا وصی احمد سورتی (۵۲) الحق المبین نفی الظل والفیئی غزالی زمان علامہ احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ

ان ہی سببوں سے آگ اُن کے فتنے کی ٹھنڈی ہوگئی اور نئے دین والے بھی زبان دبا کر بات کرنے لگے اور توجہ بات بنانے میں ہوئی اور تقیہ جاری ہوا ہزاروں ہزار آدمی اُس طریقہ سے تائب ہوئے صرف وہی لوگ کہ جن کو سخن پروری کا پاس دین پر غالب تھا۔ یا جن کو وہ پیشہ واسطہ ہوا دنیا پیدا کرنے کا۔ اُس طریق پر قائم رہے مگر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ۔ اہل علم کی مجلسوں میں تقیہ سے گذارا کرتے۔

مولوی اسمٰعیل وغیرہ ارکان دین جدید نے بھی اس بحث کو کم کر کے وعظ کو منحصر کیا جہاد کی ترغیب پر اس حیلہ جمیلہ سے کہ امر محمود ہے۔ بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور روپیہ جنس بھی جس کو توفیق ہوئی۔ بقدر حوصلہ دیا۔ ایک جماعت کے ساتھ گئے۔

---

بہاولپور (۵۴) جاء الحق۔ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان قدس سرہٗ (۵۵) اطیب البیان رد تقویۃ الایمان۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (۵۶) دبوس المقلدین۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب (لاہور) (۵۷) موت کا پیغام۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ (لائل پور)۔ (۵۸) دیوبندی مذہب۔ ادیب کامل مولانا غلام مہر علی چشتیاں شریف (۵۹) سید احمد کی صحیح تصویر۔ مولانا وحید احمد مسعود۔ (۶۰) خون کے آنسو۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی مدیر پاسبان الہ آباد (۶۱) شواہد الحق۔ رئیس العلماء مولانا علامہ یوسف نبہانی بیروت (۶۲) دعبیز الصراط۔ مولانا فیض عالم ہزاروی قدس سرہٗ (۶۳) انوار آفتاب صداقت مولانا قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ (۶۴) توضیح البیان۔ علامہ مولانا غلام رسول سعیدی (۶۵) مسائل اہل سنت۔ شرف قادری (۶۶) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں۔ پروفیسر مسعود احمد۔ ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی سندھ (۶۷) اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقام فقر۔ اختر شاہجہانپوری (۶۸) شفاعت کی حقیقت۔ محقق کامل مولینا مہر الدین (لاہور) (۶۹) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ مولانا منشی لعل خان مدراسی (۷۰) تاریخ اعیان وہابیہ مفتی قاری محمد محبوب علی خاں لکھنوی۔ ۱۲ شرف قادری۔



افغانستان کو۔ اور سید احمد کو امیر المومنین بنایا اور سکھ پر جہاد کا عزم کیا مگر اُس میں بھی وہی پیشین گوئیاں کہ فلانی تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفرہ سکھ امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ اور فلانی تاریخ فلانا ملک فتح ہوگا اور نماز عید کی فلانے سال میں امیر المومنین جامع مسجد لاہور میں پڑھیں گے اور اللہ کا یوں حکم ہوا ہے اور لڑائی کے وقت توپ بندوق سکھوں کی بند ہو جائیگی۔ بلکہ بعضے افغان اسی شرط پر داخل بیعت ہوتے تھے جبھی مقابلہ ہوا۔ فقرائے کفرہ سکھ کے سامنے سے جان بچا کر صاف بھاگ گئے۔ اور عار جہاد سے بھاگ جانے کی کہ بڑا گناہ کبیرہ ہے لغتیار کی اور اہل پشاور کے مخالفوں سے مل کر مسلمانوں کا قتل و نہب کیا جب فوج سکھ متوجہ پشاور ہوئی۔ سننے کے ساتھ بھاگ کر راہ پنجتار کی لی۔ پنجتار کا رئیس فتح خان نام اور سب افغان بہت تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور بیعت کی جہاد پر اور اطاعت و فرمانبرداری جیسے چاہیئے ویسی کی اپنے تمام ملک کا خراج بھی امیر المومنین کی سرکار میں داخل کرنا قبول کیا اور عامل حاکم اُن کے اپنے اپنے مکانوں پر مقرر کرا دیئے تحصیل و حکم ان کا جاری کرایا اور مقدور والوں نے جو بیچارے وہاں تھے اپنے گھر کے مال سے خوراکوں کے نذیبوز تک سے بھی دریغ نہ کیا۔ پاس ایمانداری کا جیسے چاہیئے وہ بجالائے واقع میں افغان کی قوم دینداری کے باب میں بڑی مضبوط ہیں۔ دین کے نام پر ان کو جان دینا ایسا عزیز ہے کہ اور دل کو جان رکھنا۔ مولوی اسمٰعیل اتنی ہی حکومت کا تحمل نہ کر سکے۔ آپے سے باہر ہو گئے۔ تنظلمات بیجا اور دین جدید کے احکام جاری کر دیئے اور سید احمد کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ تجویز ہوا۔ اور سکہ مہر کا یہ ٹھیرا اسمہ احمد اور جو صراط مستقیم میں سید احمد کو پیغمبر بنانے کی تمہید کر رکھی تھی۔ اُس کا اظہار شروع کیا اور فقہا پر لعن طعن و تشنیع کتب حنفیہ پر برملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس و مال و جان سے تعرض شروع کیا۔ ہر چند معزز آدمیوں نے سمجھایا۔ نہ مانا۔ وہ بیچارے تنگ

آئے اور مشورہ کیا کہ ہم نے سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس بنایا۔ یہ لوگ جو معاملہ کافروں سے چاہیئے ہمارے اوپر جاری کرتے ہیں۔ سکھ کے مقابلہ میں اُس نامردی سے بھاگے اور مسلمانوں کے جان و مال پر اس قدر دلیری کرتے ہیں۔ دین و ایمان کا بھی ان کے کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ دفع کیا چاہیئے۔ مگر ایک بار پھر بھی یہ سب حال ظاہر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا جو کہنا تھا کہا۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے ایک نہ سنی۔ آخر مسلمانوں نے جتنے کہ آدمی ہمراہی مولوی اسمٰعیل کے جہاں جہاں متعین اور ظلم اور اجرائے حکم دین جدید میں مشغول تھے۔ ایک مرتبہ سب کو مار ڈالا۔ فتح خان نے عذر کیا کہ میں اسی روز سیاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جدید کے احکام جاری کرنا اور لوگوں کے جان و مال و ناموس سے تعرض کرنا مناسب نہیں ہے اب کام ہاتھ سے نکل گیا کہ تمام ملک پھر گیا۔ کچھ اس کا تدارک نہیں ہو سکتا مگر تم کو اس مہلکہ سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں۔ پھر جو کچھ مقدر میں ہوگا ظہور میں آئے گا۔ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل وغیرہ چند آدمیوں کو کہ ہمراہ تھے۔ اُس ملک کی حد سے باہر نکال کر اپنے ملک کی رعایا کی استمالت اور انتظام کے واسطے پھرا۔ سید احمد وغیرہ بھاگے جاتے تھے کہ عین بھاگنے کی حالت میں ایک جماعت وہاں پہنچی کہ اُن سب کو مار ڈالا۔ کوئی کہتا ہے کہ سکھ تھے، کوئی کہتا ہے پٹھان تھے۔ اُن میں سے کوئی نہ بچا اور جو اکثر بھاگ کر آئے سو ملک پنجتار سے تھے اور وہ صدمہ کہ بالیقین مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اُٹھایا۔

اب سید احمد کے اُمتی لوگ مختلف ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ رجعت کرینگے یعنی پھر کر آئیں گے اور جو وعدے کئے ہیں سب کو سچ کریں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلانے پہاڑ پر زندہ موجود ہیں مگر خلق کی نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں۔ اور جس پر چاہتے ہیں ظہور کرتے ہیں اور بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اس قسم کے آدمیوں کو لا کے اپنی آنکھ



سے دیکھا اور اُن سے یہ خرافاتیں سُنیں۔ بعضے خبیثوں نے ان دنوں میں افترا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور ایک عبارت وضعی کو نسبت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ یہ ہے۔

وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی امتی رجل اسمه احمد خلقه کخلقی لیس خلقه کخلقی ویکون خلیفة اللہ فی الارض فیقاتل الکفار فیغیب بعد فتح قلیل عن الناس الا ما شاء اللہ ولهم درجات الصدیقین ثم یخرج رجل من خلفائه المشرق ویبایع الناس علی غیبة الامام ویومئذ وقع النزاع بین الناس فی التامین ینکره الناس ویخالفون فیه الا انهم یهود هذه الامة انا برئ منه وهم بریئون منی ثم یخرج بعد عشر وبضع سنین یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما کانت ملئت جوراً وظلماً من باشره فی القتال الاول کانت لهم درجات اهل بدر شهداء کشهداء اهل بدر اخرجه البیهقی فی دلائل النبوة۔

دیکھو ایسا صریح افترا اور جرأت کتاب کے نام لینے کی اور لیاقت یہ کہ عبارت بھی قاعدۂ عربیت سے درست نہیں۔ الغرض سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرد ہو گیا تھا۔ مولوی اسحٰق کے باعث سے پھر کچھ کچھ بھڑک اٹھا۔ طریقہ اُس کا یوں ہوا کہ بعد مرنے شاہ صاحب کے مولوی اسحاق اُن کے وارث و جانشین ہوئے۔ وعظ و فتویٰ میں موافق سلف کے تھے اور مذہب اسمٰعیل کے مخالف اُن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوے موجود ہیں مگر آدمی نہایت سادے سیدھے سلیم تھے۔ کسی طرح کی قوت اور حرکت اُن کی طبیعت میں نہ تھی۔ جیسا علم ویسا ہی بیان سلامت روی سے بسر اوقات کرتے تھے۔ جب اُن کے داماد مولوی نصیر الدین امیر المؤمنین بنے اور فکر و تدبیر طلب و تحصیل روپیہ کی مولوی اسحاق سے متعلق ہوئی۔ اسمٰعیلیہ طریق کے لوگوں کا اُن کے یہاں دخل ہوا

اور اُن کی تالیف وملا نا ضرور پڑا ، وہ لوگ اس کام کے بڑے بانی کار تھے۔ اس اختلاط کے باعث کسی قدر وہ بھی جھکے اور باتیں گول گول کہنے لگے تاکہ دونوں فریق راضی رہیں اور اُن کی کم گوئی کے سبب ایک مدت تک پردہ پڑا رہا پھر ظاہر ہو چلا باہر والے اور جن کو کم ملاقات تھی ۔ ویسے ہی معتقد رہے اور کثرت صحبت والے اس بات کو پاکر بھڑک گئے ۔ آخر کو غلبہ اسمٰعیلیہ کا اُن کے مزاج پر ہو گیا ۔ اور بھی اسمٰعیلیہ لوگوں کا اُن پر ایک ، اور بڑا دباؤ ہو گیا ۔ وہ یہ کہ بسبب فوج کشی انگریزوں کے کابل وغیرہ پر اس ملک میں تخلل پڑا اور روپیہ جو مہاجنوں کے ذریعہ سے اُس طرف کو بھیجا تھا مارا گیا ۔ اور مولوی نصیر الدین مر گئے ۔ مہاجنوں سے وہ روپیہ لینا منظور ٹھیرایا اور حاجت ہوئی عدالت میں نالش کرنے کی ۔ چنانچہ تا صدر الہ آباد وہ مقدمے پہنچے ، اور مولوی اسحاق نے ڈگریاں حاصل کیں ۔ چونکہ وہ روپیہ اور بہت سا روپیہ کہ ابھی پہنچا نہ تھا اور دیا ہوا انہیں اسمٰعیلیہ کا تھا ۔ اُن سے ہر طرح کا دغدغہ اور محل خوف تھا ۔ اُن ایام میں مولوی اسحاق کی اسمٰعیلیت اور بھی بڑھ گئی اور اُن کی کتابوں میں اگرچہ اسمٰعیلیہ کا سا زور وشور نہیں ہے اور بہت تنزل ہے یعنے بعضی باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل مطلق کفر وشرک کہتے ہیں ، مولوی اسحاق اُن میں سے کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو جائز کسی کو مختلف فیہ کہتے ہیں کسی میں تفصیل کرتے ہیں کہ ایک طرح درست اور ایک طرح نادرست ، مگر جو اصل نجدیہ کی باتیں ہیں وہ اُن کے کلام میں ہیں ، کوئی کھلی ہوئی کوئی دبی ہوئی ۔ ایک اور بڑا پردہ اُن کی کتابوں کی عیب پوشی کا یہ تھا کہ ہر جگہ سے نقل وسند لے آئے ، ہر مسئلہ پر حدیث وتفسیر و فقہ وتصوف کی کتابوں سے اور کتابوں کی عبارتیں لکھ دیں اور یہ بات اسمٰعیلیہ میں نہ تھی ۔ ظاہر بین دیکھنے والوں نے سمجھا کہ یہ تو موافق ہیں سلف کے اور اُن کی سند لاتے ہیں ، بڑے متشرع مسلمان ہیں ، نجدی اسمٰعیلی نہیں ہیں جب وہ کتابیں ذرا تحقیق کی نظر سے گذریں نقل کو مطابق کیا ۔ اصل سے تو عیب کھل کھلا گئے تغیر تصرف وکمی وبیشی ان میں بہت ہے اور نقل مطابق اصل کے نہیں ہے کہیں



ایک فقرہ بیچ میں سے اڑا دیا کہیں بڑھا دیا کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کی کہیں نقل کی اصل میں اصل ہی نہیں ، اور دونوں کتابیں یعنی مائۃ المسائل وأربعین میں باہم اختلاف اس طرح کی خرابیاں اور رسوائیاں ان کتابوں میں بہت ہیں اہل حق تحقیق کی کوششوں سے یہ حال سب ظاہر ہوا اور مشہور ہو گیا ہے۔

# دوسرا باب

## نجدیہ کے عقائد کے بیان میں

اس مذہب میں چند رسالے لکھے گئے کہ علمائے اسلام نے سب کا رد کیا سب سے بڑا کتاب التوحید ہے تصنیف محمد بن عبد الوہاب کی اس کے رد کا نام ہدایۃ مکیہ ہے اور انہی محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب کو مختصر کیا ۔ اس میں بھی حاصل مطلب سب موجود ہے ۔ وہی کتاب التوحید صغیر پہلے دن مکہ معظمہ میں گئی کہ علمائے مکہ نے اس کا رد لکھا ، اور تقویۃ الایمان گویا اُسی کا ترجمہ وشرح ہے ۔ راقم اسی کا ترجمہ لکھ کر بعد پڑھانے لفظ فائدہ کے اشارہ کر دیگا کہ تقویۃ الایمان میں بھی یوں ہی لکھا ہے ۔ اُس کے بعد نقل کریگا ۔ کلام علمائے مکہ کا کہ دونوں کے رد کے واسطے کافی ہوا اور بعد ترجمہ کے لفظ فائدہ کا بڑھا کر تائید اُس کی کرے گا ۔ شاہ عبد العزیز وغیرہ مولوی اسمٰعیل کے بزرگوں کے اقوال سے ۔

نجدی نے کہا ۔ اما بعد فھذا تفصیل لما اجمله وتلخیص لما فصله المولى المستطاب امیر المؤمنین امام الموحدین الشیخ عبد الوهاب طوبی له وحسن ماب اقتصرنا لا من کتابنا الکبیر لتسهیل الضبط على کل قاری من الکبیر والصغیر مرتب على بابین الباب الاول فی رد الشرك والباب الثانی فی رد البدعة ۔

**الباب الاول ۔ فی رد الشرك وفیه خمسة فصول الفصل الاول ۔ فی تحقیق الشرك وتقبیحه وتقسیمه ۔**

لہ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی نے مائۃ مسائل وغیرہ کے رد میں تصحیح المسائل کی تصنیف فرمائی

ترجمہ۔ لیکن پس یہ تفصیل ہے اور تلخیص ہے اُس کی کہ مولا پاک امیر المومنین امام الموحدین شیخ عبدالوہاب نے اُسے اجمال و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ہم نے اپنی بڑی کتاب سے اختصار کیا۔ کہ ہر چھوٹے بڑے پڑھنے والے پر اس کا ضبط آسان ہو۔ مرتب ہے دو باب پر۔ پہلا ردّ شرک میں دوسرا ردّ بدعت میں۔ پہلے میں پانچ فصلیں ہیں پہلی فصل شرک کی تحقیق اور بُرائی اور تقسیم میں۔

علما مکہ معظمہ نے کہا۔ اما بعد فقد ورد الصحیفۃ الردیۃ اعنی الرسالۃ النجدیۃ ضحوۃ الجمعۃ سابع شہر المحرم سنہ ۱۲۲۱ بحرم اللہ المحترم و بیت اللہ المکرم وجند شیاطین النجد الیہا قاصدۃ علیٰ نیات خبیثۃ وعزائم فاسدۃ والاخبار موحشۃ غیر راشدۃ وما فعلوا بالطائف من القتل والنہب والسبی وہدم مسجد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ینذر باسائۃ ادبہم فی البلد الامین فاجتمع علماء مکۃ المعظمۃ زادہا اللہ شرفاً بعد صلوٰۃ الجمعۃ عند باب الکعبۃ واکبوا علیٰ مطالعۃ الرسالۃ النجدیۃ لیحقق ما فیہا من الغیّ والضلال وامرنی المدبر وانا احمد بن یونس الباعلوی بکتابۃ ما قالوا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ۔ لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس آیا بُرا صحیفہ یعنی نجدیہ کا رسالہ اول وقت جمعہ کے دن ساتویں محرم ۱۲۲۱ھ کو اللہ کے بزرگ گھر میں اور لشکر نجد کے شیطانوں کا اللہ کے گھر کی طرف قصد کرنے والا ہے۔ ناپاک نیت اور بُرے ارادے سے اور خبریں بڑی وحشتناک ہیں اور طائف میں جو انہوں نے کیا لُوٹنا اور مار ڈالنا اور قید کرنا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مسجد ڈھا دینا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ میں بھی بے ادبی کریں گے پس علماء مکہ معظمہ کے اکٹھے ہوئے بعد نماز جمعہ کے کعبہ کے دروازے کے آگے اور نجدیہ کے رسالے کے دیکھنے پر مصروف ہوئے کہ اُس کی گمراہی تحقیق کریں اور مجھ کو کہ احمد بیٹا یونس باعلوی کا ہوں مدبر نے حکم کیا کہ علماء جو اس پر کلام کریں لکھتا جاؤں پس شروع کیا میں نے لکھنا اُس کا کہ عالموں نے کہا،



اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے ـــــ قال النجدی

اعلموا ان الشرک قد شاع فی ہٰذا الزمان وذاع والامر قد ال الی ما وعد اللہ وقال وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون

جانو کہ تحقیق شرک اس زمانہ میں پھیل رہا ہے اور جیسا اللہ نے وعدہ کیا۔ ویسا ہی ہوگیا اللہ نے کہا تھا اور نہیں مسلمان اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان کے پہلے باب میں یہی بیان کیا لمبی تقریر سے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب ہے سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں

وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون

اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں،

یعنی اکثر لوگ کہ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں۔ سو شرک میں گرفتار ہیں۔

قالوا فی ہٰذا الکلام انواع من الفساد منہا ان الاٰیۃ الکریمۃ بیان الحال لا وعد فی الاستقبال وکفی حجۃ علیٰ ذٰلک سوق المقال قال اللہ تعالیٰ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین وما تسئلہم علیہ من اجر ان ہو الا ذکر للعالمین ۝ وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون افامنوا ان تاتیہم غاشیۃ من عذاب اللہ او تاتیہم الساعۃ بغتۃ وہم لا یشعرون۔

کہا علمائے اسلام نے نجدی کے اس کلام میں بہت طرح کے فساد ہیں ایک اُن میں سے یہ کہ آیۂ کریمہ حال کا بیان ہے نہ وعدہ ہے آگے کا جیسے نجدی نے ٹھہرایا اور دلیل کافی اس بات پر سوق کلام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں اکثر آدمی اگرچہ بہت خواہش ہو تیری مومن اور نہیں مانگتا تو اُن سے اُس پر اجر نہیں ہے مگر نصیحت واسطے سارے عالم کے اور بہت نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں کہ اُن پر گذرتی ہیں اور اُن نشانیوں سے وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور نہیں کہتے اللہ کو خالق اکثر انکے مگر یہ کہ وہ شرک کرتے ہیں غیر کی عبادت کرکے کیا نڈر ہوئے کہ آجائے اُن پر ڈھانکہ لینے والی آفت اللہ کے عذاب سے یا آجائے اچانک قیامت اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ فقط۔ دوسرا فساد نجدی کے کلام میں یہ ہے

ومنها ان المراد بالایمان فی قوله تعالیٰ یؤمن لیس بالمعنی الشرعی بل المراد منه قول خالقیة الله تعالیٰ کما کان حال المشرکین من قریش عن ابن عباس فی تفسیر هذه الآیة ولئن سألتهم من خلقهم ومن خلق السمٰوٰت والارض لیقولن الله فذالك ایمانهم وهم یعبدون غیره فذالك شرکهم اخرجه البخاری وغیره ولما قال اهل السنة ان الایمان هو التصدیق اقتدا المعتزلة هذه الآیة ردًا علی اهل السنة علی فهم انها تدل علی اجتماع الایمان مع الشرك مع ان الشرك لا یجتمع مع التصدیق بجمیع ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم فان التوحید ایضًا منها فاجاب اهل السنة بان المراد بالایمان لیس ههنا بالمعنی الشرعی وهذا التفصیل مذکور فی کتب التفسیر والعقائد فما قال الملعون النجدی تفسیر بالرائ علی خلاف التفسیر الصحیح المروی فی الصحاح وشذ مخالف من الجماعة

کہ مراد ایمان سے یؤمن ہیں ایمان بمعنی شرعی نہیں ہے بلکہ مراد ایمان سے اللہ کا خالق کہنا ہے۔ جیسا کہ مشرک قریش کے کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ انہوں نے کہا اگر تو اُن سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا اُن کو اور آسمان و زمین کو تو کہتے ہیں اللہ نے پس یہ اُن کا ایمان ہے سو وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے غیر کی یہ اُن کا شرک ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ حدیث ہے اور جب اہل سنت نے کہا کہ ایمان تصدیق ہے معتزلہ اہل سنت پر رد میں اس آیت کو لائے یہ سمجھ کر کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جمع ہونا ایمان کا ساتھ شرک کے باوجودیکہ شرک تصدیق کے ساتھ جمع نہیں ہوتا کیونکہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لائے اُس میں توحید بھی ہے۔ اہل سنت نے جواب دیا کہ مراد ایمان سے یہاں معنی شرعی نہیں ہے یہ تفصیل عقائد و تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے پھر جو ملعون نجدی نے کہا وہ تفسیر ہے اس کی رائے سے خلاف تفسیر صحیح کے اور جماعت کے مخالف۔

**فائدہ**۔ حاصل آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ حال اُن لوگوں کا کہ باوجود حرص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان لانے والے نہیں ہیں اور اُن کا اللہ کو خالق



کہنا ساتھ عبادت غیر کے مفید نہیں۔[۱] کہ یہ مسلمان مشرک ہیں یا آگے کو مسلمان مشرک ہوں گے۔

قال النجدی وظهر ما قال رسول الله لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان رواه الترمذی وعن عائشة قالت سمعت رسول الله یقول لا یذهب اللیل والنهار حتی تعبد اللات والعزی فقلت یا رسول الله ان کنت لاظن حین انزل الله هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ان ذلك سیکون تامًا قال انه سیکون ما شاء الله ثم یبعث الله ریحًا طیبة فتوفی من کان فی قلبه حبة من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیه فیرجعون الی دین آبائهم رواه مسلم فانا نری عامة مؤمنی هذا الزمان مشرکًا

اور کہا نجدی نے ظاہر ہوا وہ جو کہا تھا رسول اللہ نے کہ نہیں آئیگی قیامت یہاں تک کہ مل جائیں کتنی قومیں میری امت سے مشرکوں میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں کئی قومیں میری امت سے اوثان کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے عائشہ سے روایت ہے میں نے سُنا پیغمبر خدا سے کہ کہتے تھے نہیں قیامت آئیگی یہاں تک کہ پوجے جائیں لات و عزیٰ سو میں نے کہا یا رسول اللہ میں جانتی تھی جب اتاری اللہ نے آیت هو الذی ارسل رسوله الخ یعنی کہ دین حق کا غلبہ آخر تک رہیگا۔ فرمایا کہ جب تک اللہ چاہے گا رہیگا۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک ہوا اچھی سو مر جائیگا جس کے دل میں رائی کے دانے بھر ایمان ہوگا پھر رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پہ۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے سو ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ کے سارے مسلمانوں کو مشرک۔

**فائدہ** تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

[۱] یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور کے زمانے کے مسلمان مشرک ہیں یا آئندہ مسلمان مشرک ہو جائیں گے ۱۲

قالوا ایها الشقی الغبی الغوی ان کنت مستیقنا ان هذا الزمان هو الزمان الموعود فی هذه الاحادیث فانت وابوك وجندك على علمك قطعا ممن لاخیر فیه ورجعوا الی دین آبائهم ولیس فی قلبك وفی قلب جندك حبة من خردل من الایمان فان من کان فی قلبه حبة من خردل من الایمان فقد توفی فکیف تدعی الایمان لانفسك وجندك وکیف کان ابوك امیر المؤمنین ونحن نقول کما قال الجماعة ان هذا حال اشرار الناس الذی لاتقوم الساعة الا علیهم ولیس هو بزماننا قطعا فان شیئا من الآیات الکبری لم توجد الی الآن فنحن بفضل الله تعالى نؤمن بالله ورسوله۔

کہا علمائے اسلام نے اے شقی بیوقوف گمراہ اگر تجھ کو یقین ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ موعود ہے۔ پس تو اور تیرا باپ اور تیرا لشکر تیرے علم و حکم کے موافق نرے بے ایمان باپ دادے کے دین پر پھرے ہوتے ہیں۔ کیونکہ جن کے دل میں رائی کے دانے بھر ایمان تھا وہ تو مر گئے پھر تو اپنے اور اپنے لشکر اور اپنے باپ کے ایمان کا دعوی کیوں کرتا ہے اور تیرا باپ کیونکر امیر المؤمنین تھا اور ہم کہتے ہیں جیسا کہ کہا جماعت نے کہ حدیث شریف میں بیان ہے حال اُن لوگوں کے کہ قیامت نہ آئے گی۔ مگر اُن پر اور وہ یہ زمانہ نہیں ہے۔ یقینی کیونکہ کوئی بڑی علامتوں قیامت سے ابھی تک نہیں پائی گئی پس ہم اللہ کے فضل سے ایمان لانے والے ہیں اللہ اور رسول کے ساتھ۔

قال النجدی فواحد یعبد النبی ومتبعیه حیث یعتقدهم شفعائه واولیائه وهذا اقبح انواع الشرك

پس کوئی پوجتا ہے پیغمبر کو اور پیغمبر کے پیروؤں کو اس طرح کہ اُنکو اپنا شفیع و ولی اعتقاد کرتا ہے اور یہ بدترین انواع شرک کا ہے۔

**فائدہ** تقویۃ الایمان میں آیۂ کریمہ والذین اتخذوا من دونه اولیائه کے بعد لکھا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر اُس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے۔ اور



جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا اور آیۂ کریمہ قل من بیدہ ملکوت کل شیئ کے بعد لکھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اُسی کی مخلوق اور اُسی کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ثابت کرتے تھے مگر یہ پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اُن کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اُن کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

قالوا معاذ الله ان یکون اعتقاد شفاعة النبی ومتبعیه وولایتهم شرکا وعبادة اما تفهم ایها الملعون ان الاعتقاد الثابت بالقرآن کیف یکون شرکا قال الله تعالى انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا فان حزب الله هم الغالبون ۰ واثبت الصحابة ومن بعدهم فی قوله تعالى فما تنفعهم شفاعة الشافعین ۰ وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر ۰ ثبوت الشفاعة والولایة والنصرة للمؤمنین والا لما کان لنفی نفعها عن الکافرین عند قصد تقبیحهم معنی وهذا ائذ کر علی سبیل التفصیل فی التفسیر والعقائد فی ذیل قولهم الشفاعة حق والبحث مع المعتزلة المنکرین وثبت فی الحدیث

کہا علمائے اسلام نے معاذ اللہ کہ پیغمبر اور پیغمبر کے پیروؤں کی شفاعت اور ولایت کا اعتقاد شرک و عبادت ہو۔ اے ملعون کیا تو نہیں سمجھتا کہ جو چیز قرآن سے ثابت ہے اس کا اعتقاد کیونکر شرک ہوگا۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے نہیں ہے ولی تمہارا مگر اللہ اور اللہ کا رسول اور جو ایمان لائے پس بیشک اللہ کے گروہ وہی غالب ہیں اور قرآن شریف میں جو اس طرح کی آیتیں ہیں کہ نفع نہ کرے گی کافروں کو شفاعت، اور اُن کا کوئی ولی و نصیر نہیں، سو پیغمبر خدا کے اصحاب نے اور انہوں نے جو بعد اُنکے ہوئے انہیں آیتوں سے ثابت کیا شفاعت و نصرت و ولایت کو واسطے مسلمانوں کے کیونکہ اللہ تعالی کافروں کی برائی میں فرماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو نافع ہے اور اگر نہیں تو خاص کافروں کی کیا برائی ہوتی۔ یہ بات تفسیر کی کتابوں ان آیتوں کے بیان میں اور عقائد کی کتابوں میں جہاں لکھتے ہیں۔

عن الضحاک قال قال لی ابن عباس احفظ عنی کل شیئ فی القرآن و ما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر فهو للمشرکین واما المؤمنون فما اکثر شفعاءهم وانصارهم فنقول کان النجدی اقر بانه لیس من المؤمنین وهذا اصدق لا مریة فیه ۔

الشفاعة حق اور بحث کرتے ہیں معتزلہ سے کہ وہ منکر ہیں شفاعت کے تفصیل مذکور ہے اور حدیث میں ثابت ہوا ضحاک سے کہا اُس نے کہ کہا مجھ سے ابن عباس نے کہ یاد کرلے مجھ سے کہ جہاں قرآن میں آیا ہے وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر پس واسطے مشرکین کے ہے اور لیکن مومن پس اُن کے شفیع و نصیر بہت ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گویا نجدی نے اقرار کیا کہ وہ مومنین سے نہیں ہے اور یہ سچ ہے اس میں کچھ شک نہیں ۔

**فائدہ ۔** شاہ عبد العزیز لا یقبل منها شفاعة کی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔

درین جا باید دانست کہ معتزلہ بایں آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند ومیگویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد لیکن نمی فہمند کہ درین آیت نفی شفاعت از طرف کسی است کہ ہرگز شکر نعمت الٰہی نکردہ باشد و آن نیست مگر کافر و شفاعت در حق کافر بالاجماع مقبول نیست ۔

ایضا فیہ آیات و حدیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص این آیت لابد است ۔ اور بھی اُس میں ہے ۔

احادیث معتبرہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است زیرا کہ این کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب وہم مشربان ایشان است کہ مے دانند کہ باوجود کفر بزرگان ما از عذاب خلاص خواہند ساخت انتہی ملتقطاً ۔

قال النجدی وهو کان کفر مشرکی زمن النبی حیث قال الله تعالیٰ و

کہا نجدی نے اور وہی تھا کفر پیغمبر کے زمانے کے مشرکوں کا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے ۔ اور



یعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل اتنبئون الله بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانه وتعالیٰ عما یشرکون وقال الله تعالیٰ والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی ان الله یحکم بینهم فیما هم فیه یختلفون ۰ ان الله لا یهدی من هو کاذب کفار ۔

پوجتے ہیں سوائے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دے اور نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور زمین میں پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے کہ شریک کہتے ہیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں نے کہ پکڑا اللہ کے غیر کو اولیاء اور کہا کہ نہیں پوجتے ہم اُن کو مگر اسلئے کہ نزدیک کردیں ہم کو اللہ کی طرف بیشک اللہ حکم کریگا اُن میں اس چیز میں کہ اختلاف کرتے تھے تحقیق اللہ ہدایت نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو ۔

قالوا لعنة الله علی الشقی الغوی الغبی یدعی شیئا ویستدل علیه بایة ویذکر الایة مع عدم مناسبة بینهما اصلا ولا یستحی ویجترئ علی الافتراء علی الله تعالی جعل الدعوی ان اعتقاد شفاعة النبی شرک و عبادة والمذکور فی الایة یعبدون ویقولون هؤلاء شفعاؤنا ونعبدهم لیقربونا الی الله فالقول بان الشفاعة عبادة وشرک لا یثبت بالایات بل الشرک هو عبادة الالهة غیر الله وما جعلوه عذر العبادة غیر الله

کہا علمائے اسلام نے لعنت خدا کی شقی گمراہ بیوقوف پر دعویٰ کرتا ہے ایک چیز کا اور دلیل میں ذکر کرتا ہے آیت کو اور دعوی کو آیت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی شرماتا نہیں اور اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کرتا ہے دعویٰ کیا کہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد شرک و عبادت ہے اور آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ عبادت کرتے ہیں غیر کی اور کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے شفیع ہیں اور عبادت کرتے ہیں ہم معبودوں کی کہ ہم کو نزدیک کردیں اللہ سے پس یہ بات کہ شفاعت شرک و عبادت ہے آیتوں سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ شرک عبادت ہے معبودوں کی سوائے اللہ کے ۔ اور مشرکوں نے جو عذر ٹھیرایا ہے عبادت کا یعنی اُنکا شفیع ہونا سو

فاخطاؤا فی کونه سببا لها فان غیر واحد من ائمة التفسیر صرحوا بان المشرکین غلطوا وخبطوا حیث جعلوا المحبوبیة والشفاعة الثابتة للخواص سببا للالوهیة وزعموا ان الله تعالی یجعل المحبوب والشفیع الها فقالوا یجب عبادة المحبوب والشفیع لصیرورته الها لا عبادة الله العلی الاکبر فانها لا تفید لکونه فی غایة التعالی فالشرك هو جعل الشفیع الها وعبادته لا اعتقاد شفاعة النبی ومتبعیه فانه من الایمان بل ولا نفس اعتقاد شفاعة کافر مع انه باطل قطعا فان کل باطل لیس بشرك ولا اعتقاد شفاعة شفیع لکافر وما ذکرنا هو محصل الآیات لا ان الشفاعة فی نفسها عبادة و اعتقاد شفاعة النبی شرك کما قال الملحد النجدی۔

اس میں خطا کی ہے تفسیر کے بہت اماموں نے تصریح کی ہے کہ مشرکوں نے غلطی کی اور خبط کیا کہ محبوبیت و شفاعت کو کہ خواص کے واسطے ثابت ہیں سبب ٹھیرایا الٰہ ہونے کا اور گمان کیا کہ اللہ تعالٰی محبوب اور شفیع کو الٰہ و خدا کر دیتا ہے اور محبوب و شفیع کی عبادت واجب ہے اس واسطے کہ وہ الٰہ ہو گئے اللہ کی عبادت فائدہ نہیں کرتی کیونکہ وہ بلند ہے پس شرک شفیع کا الٰہ ٹھیرانا ہے اور اُسکی عبادت کرنا نہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد، کیونکہ وہ ایمان سے ہے، بلکہ کافر کی شفاعت کا بھی اعتقاد باوجودیکہ باطل ہے، یقیناً شرک نہیں ہے اور نہ اعتقاد شفاعت شفیع کا واسطے کافر کے۔

پس ہم نے جو ذکر کیا وہ مطلب ہے آیات کا نہ یہ کہ شفاعت خود عبادت اور اعتقاد شفاعت نبی کا شرک ہے جیسا کہ اس ملحد نجدی نے کہا۔

فائدہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ بالغہ میں لکھا ہے مشرکین کے حال میں۔

فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فحملوا الالفاظ المستعملة المشتبهة علی غیر

یعنی پیچھے آئے وہ کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور شہوتوں کی پیروی کی، مشتبہ لفظوں کو جو استعمال میں تھے غیر



محملها کما حملوا المحبوبیة و الشفاعة التی اثبتها الله تعالی فی قاطبة الشرائع لخواص البشر علی غیر محملها۔

محمل پر حمل کیا جیسے حمل کیا محبوبیت اور شفاعت کو کہ ساری شریعتوں میں اللہ تعالٰی نے اُنکو ثابت کیا ہے واسطے خاص بندوں کے (اور بھی اُس کتاب میں لکھا ہے) کے غیر محمل پر۔

وقالوا لا یقبل عبادة الله الا مضمومة بعبادتهم بل الحق فی غایة التعالی فلا تفید عبادته تقربا منه بل لا بد من عبادة هؤلاء لیقربوا الی الله زلفی۔

اور کہا کہ عبادت اللہ کی قبول نہیں کی جاتی مگر ملی ہوئی اُن کی عبادت کے ساتھ بلکہ اللہ بہت بلند ہے اُسکی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا اُس سے بلکہ اُنکی عبادت ضرور ہے تاکہ اللہ کی طرف نزدیک کر دیں مرتبے میں۔

قال النجدی فقد ثبت بالنصوص القرآنیة ان من اعتقد النبی و غیره ولیه فهو وابو جهل فی الشرك سواء

کہا نجدی نے پس ثابت ہوا قرآن کی تصریحوں سے کہ جو اعتقاد کرے نبی وغیرہ کو اپنا ولی سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔

قالوا لم یثبت بها اصلا بل النصوص تبطل ما ادعاه کما بیناه

کہا علمائے اسلام نے کہ جو نجدی نے کہا قرآن سے ثابت نہیں ہوا، بلکہ قرآن شریف باطل کرتا ہے اس کے دعوے کو، جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

قال النجدی فان ابا جهل واخوانه لم یکفروا الا بهذا الاعتقاد وما کانوا یعتقدون الهتهم مالك الملك کما قال الله تعالی قل من بیده ملکوت کل شیئ وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون ٥ سیقولون لله قل فانی تسحرون۔

کہا نجدی نے ابوجہل وغیرہ کافر نہیں ہوئے مگر اس اعتقاد سے اور اپنے الٰہ یعنے معبودوں کو ملک کا مالک اعتقاد نہیں کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے کہا کہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اُس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم جانتے ہو سو کہہ دیں گے اللہ کہہ پھر کیوں جادو کئے جاتے ہو۔

قالوا العجب ان الحق يخرج من افواههم وهم مع ذالك لايهتدون و فقد اقرّوا بانهم كانوا يعتقدون غيرالله الهة وان لم يعتقدوها مالك الملك وهو مدار شركهم وكفرهم فان من اعتقد غيرالله الهًا فقد اشرك وكفر سوآء اعتقد ذالك الغير شفيعًا اولا

کہا علمائے اسلام نے عجب ہے کہ اُن کے حق منہ سے نکلتا ہے اور اُس پر بھی ہدایت نہیں پاتے۔ آپ اقرار کیا اور لکھ دیا کہ ابوجہل وغیرہ غیراللہ کو الٰہ اعتقاد کرتے تھے اور وہی اُن کے شرک کا مدار ہے اگرچہ دوں اللہ کو مالک الملک اعتقاد نہیں کرتے تھے پس جو کوئی غیراللہ کو الٰہ اعتقاد کرے مشرک و کافر ہے اس غیر کو شفیع اعتقاد کرے یا نہ کرے۔

قال النجدی وقد نفی الله تعالٰی اور نجدی نے کہا در تحقیق نفی کی اللہ تعالیٰ نے شفاعت الشفاعة فقال لاتنفعهم شفاعة الشافعين ٥ وقال مالهم فی الارض من ولی ولا نصير۔

کی اور کہا نہ نفع کریگی اُن کو شفاعت شفاعت کرنے والوں کی اور نہیں اُن کا زمین میں کوئی ولی و نصیر۔

قالوا قد اثبت اهل السنة قاطبةً شفاعته بهذه الأيات۔ كما مرّ۔

کہا علمائے اسلام نے کہ اہلِ سنت نے نہیں آیتوں سے ثابت کیا ہے شفاعت کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قال النجدی واحد يعبد الاوثان كما فی حديث الترمذی حيث يعظم قبر النبی ويقف عنده كما يقف فی الصلوٰة واضعًا يده اليمنٰی علی يده اليسرٰی ويقول يارسول الله اسئلك الشفاعة يارسول الله ادع الله فی قضآء حاجتی وينادیه ويعتقد ان ندآئه سببًا لحصول مراده

کہا نجدی نے اور کوئی عبادت کرتا ہے بتوں کی جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ تعظیم کرتا ہے نبی کی قبر کی اور کھڑا ہوتا ہے نبی کی قبر کے پاس جیسا کہ کھڑا ہوتا ہے نماز میں سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھ کر اور کہتا ہے اے رسول میں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا یا رسول اللہ دعا کر اللہ سے میری اس حاجت برآنے کیلئے اور پکارتا ہے پیغمبر کو اور پکارنے کو سبب جانتا ہے مراد حاصل ہونے کا۔



ويعظم آثاره ومشاهده ومجالسه ودارِه حتی اتخذ والآثار مسجدًا وكل ذالك من الاوثان من نبی كان او ولیّ من اللات اوالعزّٰی من المسيح او العزير فان الصنم فی الشرع هو المصور والوثن غير المصور۔

اور تعظیم کرتا ہے پیغمبر کے آثار و مشاہد و مجالس و گھر کی یہاں تک کہ ٹھیرایا آثار کو مساجد اور یہ سب اوثان ہیں پیغمبر کے ہوں یا ولی کے لات کے یا عزیٰ کے یا مسیح کے یا عزیر کے کیونکہ صنم شرع میں صورت الا بُت ہے اور وثن بغیر صورت کا بُت ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں ترمذی کی حدیث کے فائدہ میں جو لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ وثن میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد وغیرہ کہ لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔

قالوا قالوا العنة الله علی اعدآء الله كيف جعل الملعون النجدی قبر النبی صلی الله عليه وسلم وثنا وتعظيمه عبادةً وشركًا وقال رسول الله صلی الله عليه وسلم من زار قبری وجبت له شفاعتی وقال رسول الله صلی الله عليه وسلم من زارنی بعد موتی فكانما زارنی فی حياتی وعن انس بن مالك انه اتی قبر النبی صلی الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه قال الراوی الرائی حتی ظننت انه افتتح الصلوٰة وصرح المكی والماوردی والذهبی والزين المالكی وغيرهم فی آداب الزيارة بان يقف كما يقف فی الصلوٰة وری

کہا علمائے اسلام نے لعنت خدا کی اللہ کے دشمنوں پر کس طرح ٹھیرایا ملعون نجدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو وثن اور اُسکی تعظیم کو شرک اور عبادت اور حال یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو زیارت کریگا میری قبر کی واجب ہوگی اُس کیلئے میری شفاعت اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زیارت کریگا میری بعد موت کے سو گویا میری زیارت کی حالتِ حیات میں۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پس کھڑے ہوتے پھر اُٹھائے اپنے دونوں ہاتھ روایت کرنیوالے نے جو دیکھتا تھا کہا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ انس نے نماز شروع کی اور مکی اور ماوردی وزین مالکی وغیرہ نے آداب زیارت

ان من وقف عند قبر النبی صلی اللّٰہ
علیہ وسلم فتلا هذه الآیة انّ اللّٰہ
وملٰئکتہ یصلون علی النبی الآیة ثم
قال صلی اللّٰہ علیک یا محمد من یقولها
سبعین مرّةً ناداه ملك صلی اللّٰہ
علیك یا فلان ولم تسقط له حاجة
ایّها الجاهل وضعُ الیمنیٰ علی الیُسریٰ
لیس رکنًا من ارکان الصلوٰة بل من
السنن المختلفة فیها بین الائمة اَمَا
ترىٰ المالکیة لا یضعونهٗ ولو کانَ
رکنًا مالفرض کالقیام مثلاً فعلے هذا
ایضًا المنع انما یثبت بالنهی ولیس
النهی الیس فی البخاری ان عمر رضی
اللّٰہ عنه قال لرجلین من اهل الطائف
لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما
ضربًا ترفعان اصواتکما فی مسجد
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم روی
عن ابی بکر ن الصدیق قال لا ینبغی
رفع الصوت علی نبی حیًا والامیتًا و
روی عن عائشة انها کانت تسمع
صوت وتد یوتد ومسمار یضرب
فی بعض الدور المطبقة بمسجد
النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فترسل الیهم

کہا گیا ہے کہ جو کھڑا ہوا رسول اللہ کی قبر شریف
کے پاس اور پڑھی یہ آیت ان اللّٰہ وملائکتہ
یصلون الآیة اور یہ کہے صلی اللّٰہ علیک
یا محمد ستر بار ایک فرشتہ اسکو پکاریگا
صلے اللّٰہ علیک یا فلان اور اُس کی
کوئی حاجت رہ نہ جاوے گی۔
اے جاہل سیدھا ہاتھ اُلٹے پر رکھنا نماز کا
رکن نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے سنت ہونے
میں اختلاف ہے۔ اماموں میں کیا مالکیہ
کو تو نہیں دیکھتا کہ وہ یہ نہیں کرتے۔ بلکہ
جیسے ہوتے ہیں ویسے ہی کھلے چھوڑے
رکھتے ہیں اور اگر بالفرض رکن بھی ہوتا مثل
قیام کے جب بھی منع جب ہوتا کہ نہی آتی
اور نہی نہیں تو منع بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں سے طائف کے
کہا کہ اگر تم شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں
تم کو خوب مارتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نہیں چاہیئے
آواز بلند کرنا کسی نبی پر نہ حیات میں نہ بعد
موت کے اور عائشہ صدیقہ سے روایت ہے
کہ سُنی آواز میخ کی کہ ٹھونکی جاتی تھی کسی گھر
میں کہ مسجد شریف سے ملا تھا کہلا بھیجا گھر



لا تؤذوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم
قالوا وما عمل علی مصراعی بابه الا
بالمناصع توقیًا لذلك وتأدبًا معه و
روی انه لما ناظر ابو جعفر مالکًا فی
مسجد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال
مالك یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتك
فی هذا المسجد فانّ اللّٰہ تعالیٰ ادّب
قومًا فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی الآیة ومدح قومًا فقال
ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الآیة وذمّ
قومًا فقال ان الذین ینادونك من وراء
الحجرات اکثرهم لا یعقلون ۵ وان
حرمته میتًا کحرمته حیًا فاستکان
له ابو جعفر وقال یا ابا عبد اللّٰہ استقبل
القبلة وادعو ام استقبلُ رسول اللّٰہ
صلے اللّٰہ علیه وسلم فقال لم تصرف
وجهك عنه وهو وسیلتك ووسیلة
ابیك آدم الی یوم القیامة بل استقبل
واستشفع به فیشفعك اللّٰہ قال
اللّٰہ تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم
جاؤك الآیة ولاختلاف ان موضع

والوں کو کہ ایذا نہ دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کو۔ کہا راویوں نے کہ حضرت علی نے اپنے
دروازے کے کواڑ کپڑے کے بنوائے ہوئے تھے
اُسی آواز کی احتیاط کے واسطے اور واسطے
ادب کے۔ روایت ہے کہ جب مناظرہ کیا ابو
جعفر نے امام مالک سے مسجد نبوی میں۔ امام
مالک نے کہا اے امیر المؤمنین اس مسجد میں آواز
بلند مت کر اللہ تعالیٰ نے ادب سکھلایا ایک
قوم کو اور کہا کہ آوازیں اپنی بلند مت کرو۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور مدح کی
ایک قوم کی وہ جو آوازوں کو دباتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور مذمت
کی ایک قوم کی اور فرمایا وہ لوگ جو پکارتے
ہیں تم کو حجروں کے پیچھے سے اکثر اُنکے بے عقل
ہیں اور تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد
موت کے بھی ویسی ہی ہے جیسے حالت حیات
میں تھی پس دب گیا ابو جعفر اور کہا قبلہ کی طرف
منہ کر دوں اور دعا مانگوں یا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ امام مالک نے کہا کس
واسطے پھیرتا ہے اپنے منہ کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ وہ وسیلہ تیرے ہیں اور تیرے
باپ آدم کے قیامت کے دن تک بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منہ کر اور اُن سے شفاعت چاہ اللہ قبول کریگا شفاعت فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اور اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے

قبرہ افضل من بقاع الارض حتےٰ موضع الکعبۃ وقال غیر واحد بل من بقاع السمٰوات ایضاً حتےٰ العرش مع خلاف فی التفضیل بین البلدین المکرمین ما عدا القبر المکرم وقد نص القاضی عیاض وابن الجوزی والقسطلانی والعسقلانی وکل من تکلم فی ھذا الشان بان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتعظیمہ وتوقیرہ لازم کما کان حال حیاتہ وفی الشفاء ومن اعظامہ واکرامہ اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ وما لمسہ او عرف بہ وروی عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلھا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقھا فقال لم اکن بالذی احلقھا وقد مسھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُنکے واسطے رسول تو پاوینگے اللہ کو معاف کرنے والا مہربان۔ اور اس میں کسی کا خلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا مکان سب روئے زمین کے مکانوں سے افضل ہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے۔ اور بہت لوگوں نے کہا ہے بلکہ آسمانوں کے مکانوں سے بھی یہاں تک کہ عرش سے اور سوائے خاص مکان شریف قبر مبارک کے باقی مدینہ منورہ کی زمین و مکہ معظمہ میں اختلاف ہے بعضے مدینہ کو افضل کہتے ہیں مکہ سے۔ بعضے مکہ کو مدینہ سے۔ اور قاضی عیاض وابن جوزی وقسطلانی وعسقلانی نے اور جس نے کہ اس باب میں کلام کیا ہے صاف کہدیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور تعظیم اور توقیر بعد موت کے بھی لازم ہے جیسی کہ حالت حیات میں تھی اور شفا میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اکرام سے ہے تعظیم کرنا آنحضرت کے سب اسباب کی اور تکریم کرنا اُن کے مشاہد کی اور مکانوں کی مکے اور مدینے سے اور معاہد کی اور اُس چیز کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا اُنکے نام سے مشہور ہو روایت کیا گیا صفیہ بنت نجدہ سے کہ کہا ابو محذورہ کے سر میں آگے کی طرف ایک چوٹا تھا بالوں کا جب بیٹھکر اُسکو کھول دیتے تو زمین تک پہنچ جاتے اُن سے کہا گیا کہ بال منڈواتے کیوں نہیں۔ کہا کہ میں اُنکو نہیں منڈوانا



بیدہ ورُئی ابن عمر واضعاً یدہ علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعھا علی وجھہ وروی القاضی آثاراً اخر وقال القسطلانی ینبغی ان یقف عندہ محاذاۃ اربع اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ سلامہ کما ھو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ لمشاھدتہ الامۃ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وکل ذالک عندہ جلی لاخفاء بہ قال المراغی ینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قربۃ للاحادیث الواردۃ فی ذلک ولقولہ تعالی ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الایۃ لان تعظیمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا ینقطع بموتہ وقد استدل کافۃ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دست مبارک سے چھوا ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دیکھے گئے کہ رکھا انہوں نے اپنا ہاتھ منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر پھر رکھ لیا اُس ہاتھ کو اپنے منہ پر۔ اور قاضی نے بہت روایتیں کیں۔ قسطلانی نے کہا کہ سزاوار ہے کہ کھڑا ہو چار ہاتھ پر اور لازم پکڑے ادب اور خشوع اور تواضع آنکھ بند کئے ہوئے مقام ہیبت میں جیسا کرتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حالت حیات میں اور سمجھے کہ میرے کھڑے ہونے کا حضور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے اور میرا سلام سنتے ہیں جیسے کہ حالت حیات میں تھے کیونکہ کچھ فرق نہیں ہے آپکی موت حیات سے آپکے دیکھنے میں امت کو اور آپکے جاننے میں امت کے احوال کو اور نیتوں اور عزیمتوں اور خطروں کو اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ظاہر ہے کچھ چھپا نہیں ہے مراغی نے کہا کہ ہر مسلمان کو چاہیئے اعتقاد رکھنا اس کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عبادت ہے کہ حدیثیں اس میں وارد ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے اُن کیلئے رسول۔ تو پاویں اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان کیونکہ تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت سے تمام نہیں ہو گئی اور بیشک کہ تمام .....

العلماء بهذه الآية على استواء حالته صلى الله عليه وسلم ويقرأ هذه الآية حين الحضور بموقفه والاستغفار والاستشفاع بجنابه الاقدس من زمن الصحابة الى هذا اليوم وذكرها كل من صنف فى مناسك وآداب الزيارة من المذاهب الاربعة و حكم كون مساجد الآثار وثنا مخالفة ظاهرة ومحادة واضحة لرسول الله صلى الله عليه وسلم فى صحيح مسلم عن ابى مالك قال اصابنى فى بصرى بعض الشئى فبعثت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم انى احب ان تاتينى وتصلى فى منزلى فاتخذه مصلى وفى رواية منه تعالى فخط لى مسجدا۔ قال النووى فى شرحه اى اعلم لى على موضع لاتخذه مسجدا اى موضعا اجعل صلوتى فيه متبركا بآثارك وفى هذا الحديث انواع من العلم تقدم كثير منها ففيها التبرك بآثار الصالحين انتهى وفضائل مساجد الآثار والصلوة فيها والتبرك بها

علماء نے اس آیت سے دلیلیں پکڑی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں حالتوں موت وحیات کے برابر ہونے پر اور یہ آیت پڑھی جاتی ہے حضور میں حاضر ہونے کے وقت اور مغفرت وشفاعت طلب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت سے لیکر اب تک۔ اور جس نے مناسک وآداب زیارت میں کتاب تصنیف کی ہے چاروں مذہبوں میں سب نے اسکو ذکر کیا ہے اور جو نجدی نے مساجد آثار کو وثن ٹھیرایا سو کھلی ہوئی مخالفت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم میں ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری آنکھ میں کچھ خلل ہو گیا میں نے کہلا بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ آویں میرے گھر میں نماز پڑھیں۔ میں اس جگہ کو مصلی بناؤں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک خط کھینچ دیجئے مجھکو مسجد کا۔ نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ ایک مکان پر نشان کر دیجئے کہ میں اس کو مسجد بناؤں یعنے مکان کہ نماز پڑھنے سے اس میں تبرک کروں آپکے آثار سے۔ اس حدیث میں کئی طرح کے علم ہیں بہت ان میں سے اوپر بیان ہوئے

اور اس حدیث میں تبرک کرنا صالحین سے تمام ہوا کلام نووی کا۔ اور مساجد آثار کے فضائل اور ان میں نماز پڑھنا اور ان کو تبرک کرنا۔



مذكورة فى الكتب المشهورة بين المسلمين وضيق الوقت لايرخص التفصيل فظهر ان ما قال النجدى تشريع من نفسه مخالف لشرع سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم۔

کتابوں میں مذکور ہے اور مسلمانوں میں مشہور ہے۔ وقت کی تنگی کے سبب تفصیل سے نہیں لکھا پس ظاہر ہو گیا کہ جو نجدی نے کہا ہے اپنے دل سے شریعت بنائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مخالف ہے۔

**فائدہ** ۔ تفسیر عزیزی میں صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "و برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و در ہم صحبتان و اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان ایشان پے در پے ظاہر میگردد۔

اور سورۂ قدر کی تفسیر میں لکھا ہے۔ " بالجملہ از مضمون این سورہ معلوم مے شود کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرکہ و حضور اجتماع صالحان در ایجاب ثواب و افزایش برکات و انوار قربت عظیم حاصل مے شود۔ اور آیۂ کریمہ واذ قلنا ادخلوا هذه القرية کی تفسیر میں لکھا ہے

" سوم آنکہ بعض مواضع متبرکہ مورد نعمت و رحمت الٰہی گشتہ اند یا بعض خانہائے قدیم اہل صلاح و تقوی خاصیتے پیدا می کند کہ در آنہا احداث توبہ نمودن و طاعات بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد از ہمیں جاست کہ ابن مردویہ از ابو سعید خدری حکایت کردہ کہ ما روزے ہمراہ آنجناب علیہ السلام ہنگام شب در غزوہ یا سفر مے رفتیم چون آخر شب شد در پشتہ کوہے گذشتیم کہ آنرا ذات الحنظل میگفتند آنحضرت علیہ السلام فرمودند ما مثل هذه الثنية الا كمثل الباب الذى قال الله لبنى اسرائيل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطايا كم اور بھی اسی تفسیر میں واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى کی تفسیر میں لکھا ہے۔

یعنی بگیرید جائے استادن ابراہیم علیہ السلام را کہ سنگے است معین و بران سنگ حضرت ابراہیم استادہ اذان حج در مردم داد و نشان قدم مبارک حضرت ابراہیم

دراں سنگ منقش گشت مصلی یعنی نماز گاہ کہ بعد از طواف خانۂ کعبہ دو رکعت تحیۃ الطواف عقب این سنگ ایستادہ گزاردن مقرر است تا امامت حضرت ابراہیم تا قیامت جاری باشد ونیز چون حضرت ابراہیم برہمان سنگ استادہ اذان حج دادہ بودند پس بعد رحلت حضرت ابراہیم نزد آن سنگ استادہ شدن بعبادت خدائے تعالیٰ بجا آوردن گویا نزد ایشان حاضر شدن است وبحضور ایشان عبادت خدا بجا آوردن است۔

شاہ عبد العزیزؒ نے تبرکات وآثار کی تعظیم تبرک کے استفتا میں لکھا ہے۔

"تبرک بآثار صالحین شعائر دین است۔ قدیماً وحدیثاً از کتاب سنت ثابت انکار آن وکلام دراں غیر از الحاد وزندقہ چہ توان گفت"

اور تابوت سکینہ کا قصہ نقل کیا کہ اس میں ٹکڑے الواح کے اور عصائے موسیٰ وعمامہ ہارون وغیرہا تھے۔ بنی اسرائیل اس کے سبب سے دشمنوں پر لڑائی میں فتح پاتے تھے جب بنی اسرائیل نے عصیان کیا اللہ تعالیٰ نے اُن پر مسلط کیا عمالقہ کو کہ تابوت چھین لے گئے جب انہوں نے بے ادبی کی تابوت سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر بلا مسلط کی جو تابوت کے پاس جا کر پیشاب کرتا۔ بواسیر میں مبتلا ہو جاتا۔ کافروں نے جانا کہ یہ بلا تابوت کی بے ادبی کے سبب سے ہے۔ بیلوں پہ رکھ کر اپنے پاس سے روانہ کر دیا۔ فرشتوں نے طالوت کے گھر پہنچا دیا۔ پھر بہت سی سندیں تعظیم وتبرک آثار وتبرکات کے ذکر کی اور لکھا کہ۔

"نزد فقیر ایں امر قابل استفتا نیست محبت باکسیکہ واجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت وتعظیم آثار ومنتسبات او می کند وتہاون وعدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت بامبدء ومنشاء آثار"

شاہ ولی اللہ انتباہ میں امیر سید علی ہمدانی کے حال میں لکھتے ہیں۔

نقل است از آنحضرت کہ در منشآت خود نوشتہ اند کہ دراں وقت کہ بسر اندیپ بزیارت قدم گاہ آدم صفی اللہ علیہ السلام رفتم چون نزدیک آن قدم گاہ رسیدم



سحر گاہ واقعۂ عظیم دیدہ شد الخ

شاہ عبد الرحیم نے شیخ فیض اللہ کو لکھا کہ اُن کے مکتوبات انفاس رحیمیہ نامی میں ہے۔ حامداً ومصلیاً۔ اما بعد برادرم فیض اللہ منتظر فیض اللہ باشند اے برادر فیض اللہ ناگاہ رسد اما بر دل آگاہ رسد دانی کہ دل آگاہ کیست ولی کہ متادب بآداب باشد بر سہ قسم است۔ ادب خدا وادب رسولِ خدا وادب خلق خدا فمن حافظ الادب بلغ مبلغ الرجال امام مالک رحمہ اللہ کو چھائے مدینہ گاہے سوار نہ شد زیرا چہ جائے کہ محبوب رب العالمین وسید المرسلین علیہ افضل التحیات واکمل التسلیمات پیادہ رفتہ باشد آنجا سواری سوء ادب است وآن امام ہمام ہر جا کہ عمارت قدیم میدید بادب تمام بوسہ میداد برامید آنکہ شاید کہ آن گل بوستان نبوت وآن شجرۂ باغ رسالت بوے دستے رسانیدہ باشد الخ۔ دیکھو یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ آثار وتبرکات کی تعظیم کے واسطے ثبوت وصحت روایت شرط نہیں ہے، احتمال پر بھی تعظیم کرنا آیا ہے۔

قال النجدی فنحن نشاهد اقسام الشرك كلها فى الناس ونرى الناس رجعوا الى دين آبائهم كما اخبر النبى فى حديث مسلم۔

کہا نجدی نے پس ہم دیکھتے ہیں سب قسمیں شرک کی آدمیوں میں اور دیکھتے ہیں آدمیوں کو پھر گئے اپنے باپ دادے کے دین کی طرف جیسا کہ پیغمبر نے خبر دی تھی مسلم کی حدیث میں جو اُوپر گذری۔

قالوا اظهر بما ذكرنا ان الذى سماه شركا هو دين النبى صلى الله عليه وسلم وسنة الصحابة والتابعين وتبع التابعين واستحسنه وعمل به جمهور المسلمين من الفقهاء والمحدثين.

کہا علمائے اسلام نے ہم نے جو اُوپر ذکر کیا اُس سے ظاہر ہو گیا کہ نجدی نے جسے شرک نام رکھا وہ دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سنت صحابہ وتابعین وتبع تابعین کی اور سب فقہاء ومحدثین نے اُسے اچھا سمجھا اور اُس پر عمل کیا۔

قال النجدی قال الله تعالى ان الله لا

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ

يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشآء ومن يشرك بالله فقد ضل ضلالا بعيدا ؕ فانكان الشرك شركاً اكبر فجزآءه جهنم خالداً فيها وان كان اصغر فجزاءه ماهو عند الله دون الخلود وهو ايضاً غير مغفور باقی المعاصی یمکن عفوہ من اللہ ۔

نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جائے اور بخشتا ہے سوائے شرک سے جس کو چاہتا ہے اور جو شرک کرے اللہ کا پس تحقیق بہت گمراہ ہوا پس اگر بڑا شرک ہے تو اسکی سزا دوزخ ہے ہمیشہ کو اور اگر چھوٹا شرک ہے تو اسکی جزا اللہ کے نزدیک سزا ہے سوائے ہمیشگی دوزخ کے اور بخشا وہ بھی نہ جاویگا باقی گناہوں کا بخشنا اللہ سے ممکن ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک بخشا نہ جاویگا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پہلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی اس سے کافر ہوتا ہے تو اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا نہ اس سے کبھو باہر نکلے گا نہ اس میں کبھو آرام پاویگا اور جو اس سے ورلے درجے کے شرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پاویگا اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔

قالوا قد اظهر النجدی خروجه من اهل السنة صراحة وجهرا فان مذهب اهل السنة ان ماعدا الكفر كل المعاصی قابل للعفو والمغفرة ولو كبيرة ولو بلا توبة اما بمحض رحمة الله تعالىٰ اما بشفاعة الشافعين عند الخوارج والمعتزلة الكبيرة بلا توبة لا تقبل العفو ومرتكبها مخلد فی النار والوعيد قطعی دائمی فی حقه اما عند الخوارج فلكونه كافراً حقيقة واما عند المعتزلة فلكونه فی حكم الكافر و

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے اپنا سنی نہ ہونا کھل کر ظاہر کر دیا کیونکہ اہل سنت کے مذہب میں سوائے کفر کے سب گناہ بخشنے کے قابل ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ ہو بے توبہ کے بھی یا محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یا شفیعوں کی شفاعت سے اور خارجیوں اور معتزلہ کے نزدیک کبیرہ بے توبہ کے قابل مغفرت کے نہیں ہے اور مرتکب اس کا ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور وعید اُس کے حق میں یقینی اور دائمی ہے خارجیوں کے نزدیک کیونکہ وہ حقیقت میں کافر ہے معتزلہ کے نزدیک حکم کافر میں ہے



كونه فی المنزلة بينهما ويجرون عليه سائر احكام الكفر من عدم صلوٰة جنازة ودفنه فی مقابر المسلمين وبشر المريسی ومن تابعه منهم قالوا الكبيرة لا تقبل العفو والمغفرة ولكنه غير مخلد فی النار والوعيد فی حقه قطعی لكنه غير دائمی فمال النجدی الی مذهب هٰؤلاء الضالين والاٰية الكريمة قد استدل بها ائمة اهل السنة علىٰ مذهبهم وردوا بها المذهب الباطل وردها النجدی لاثبات المذهب الباطل بالتصرف فی معناها علیٰ خلاف التفسير الماثور برأيه الفاسد والتفصيل فی كُتب التفسير والعقائد وليس هٰذا اوان التشريح۔

واسطے نہ ہونے ایمان کے یعنی مرتکب کبیرہ کا اُن کے نزدیک نہ مومن نہ کافر بیچ میں ہے اور حکم کفر کے اس پر جاری ہیں اور بشر مریسی وغیرہ نے اُن میں سے کہا کبیرہ عفو و مغفرت کو قبول نہیں کرتا مگر مرتکب اُس کا ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا اور وعید اُس کے حق میں قطعی ہے لیکن دائمی نہیں ہے پس نجدی نے میل کیا ہے اُن گمراہوں کے مذہب کی طرف اور اہل سنت کے امام آیۂ کریمہ کو اپنے مذہب پر دلیل لائے اُس سے رد کیا مذہب مخالفین کو سو اُسی آیۂ کریمہ کو نجدی اپنے مذہب باطل کے اثبات میں لایا اس کے معنے میں اپنی عقل سے تصرف کر کر خلاف تفسیر ماثور کے اور تفصیل تفسیر عقائد کی کتابوں میں ہے اور یہ وقت تشریح کا نہیں ہے۔

فائدہ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ "اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رو دادہ بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعیدہ قطعی دائمی ثابت می کنند ومیگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران است وہمین است مذہب معتزلہ وخوارج الی آخر ما قال وبعضے از ایشان وعیدہ قطعی منقطع را برائے او ثابت میکنند ومیگویند کہ او شایان عفو ندارد البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت و آخر ہا بہ بہشت خواہد رفت وہمین است مذہب بشر مریسی وخالدی و دیگر

جاہلان بیوقوف" اور بھی وہیں لکھا ہے۔

" مذہب صحیح کہ صحابہ وتابعین آنرا مشروحاً بیان فرمودہ اند واہل سنت و جماعت آنرا اختیار نمودہ آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگرچہ بے توبہ بمیرد و او مانند سائر مسلمین است در نماز جنازہ واستغفار واعانت بصدقات ومیراث ودر حق او شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورحمت الٰہی را امیدوار باید بود بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالےٰ برحمت بیغایت خود یا بشفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔

قال النجدی والشرك الاكبر هو الاشراك فيما خصصه الله تعالى لنفسه وهو كثير لكننا نذكر شيئًا منه ليقاس عليه غيره فنقول هو اربعة اقسام الاول الاشراك فی العلم اعنی اثبات مثل علم الله لغيره بكونه حاضرًا او ناظرًا فی كل مكان ومطلعًا على كل شيئ وفی كل آن بعيدًا كان او قريبًا خفيًا كان او جليًا فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبی فيطلع هو عليه صار مشركًا وهذا الاعتقاد شرك سواء كان مع نبی او ولی او ملك وجنی او صنم ووثن وسواء كان يعتقد حصوله له بذاته او باعلام الله تعالى

کہا نجدی نے اعلےٰ شرک یا اکبر شرک کرنا ہے اُس چیز میں کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو اپنے واسطے خاص کیا ہے اور وہ بہت ہے لیکن ہم اُس میں سے کچھ تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں کہ اس پر قیاس کر لیا چاہئیے اسکے سوا کو پس کہتے ہیں ہم وہ چار قسم ہے۔ پہلا شرک کرنا علم میں یعنی ثابت کرنا اللہ کا سا علم اور کے لئے کہ ہر مکان میں حاضر وناظر ہے اور ہر چیز پر اور ہر آن میں دور یا نزدیک ہو چھپے ہو یا کھُلے مطلع ہے پس جو کسی نے اعتقاد کیا کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نبی وولی کو خبر ہو جاتی ہے مشرک ہو گیا اور یہ اعتقاد شرک ہے نبی ولی سے ہو یا جن فرشتے سے یا بت تھان سے خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے معلوم کرا دینے سے



بای طريق كان يصير مشركًا الثانی الاشراك فی التصرف اعنی اثبات مثل تصرف الله لغيره سواء اعتقد ان قدرة التصرف له بذاته او باعطاء الله تعالى والثالث الاشراك فی العبادة ای تعظيم غير الله كتعظيمه اعنی الاعمال التی خصصها الله تعالى لتعظيمه مثل السجود والركوع والتمثل قائما يقف عنده احد كما يقف فی الصلوة له والصوم له وشد الرحل الى بيته والتشكل الخاص بالاحرام والطواف والدعاء من الله ههنا والتقبيل وايقاد السرج والمجاورة والتبرك بالماء والرجعة القهقری وتعظيم حرمه وامثال ذالك فمن فعل بنبی او ولی او قبره او آثاره او مشاهده وما يتعلق به شيئًا من السجود والركوع وبذل المال له والصلوة له والصوم له والتمثل قائمًا وقصد السفر اليه والتقبيل والرجعة القهقری وقت التوديع وضرب الخباء وارخاء الستارة والستر بالثوب

جس طرح سے ہو مشرک ہو جاتا ہے۔ دوسرا[۲] شریک کرنا تصرف میں یعنی اللہ کا سا تصرف اور کو ثابت کرنا خواہ یوں سمجھے کہ تصرف کی قدرت اُس کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے دینے سے ہے۔ تیسرا[۳] شریک کرنا عبادت میں یعنی اللہ کی سی تعظیم اوروں کی کرنا اور وہ کام اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا ہے جیسے سجدہ کرنا اور رکوع کرنا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا کسی کے آگے جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مال خرچ کرنا اور نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اور اُسکے گھر کی طرف سفر کر کر جانا اور احرام کی خاص شکل بنانا اور طواف کرنا اور اللہ سے دعا مانگنا وہاں اور بوسہ دینا اور روشنی کرنی اور مجاور بن کر بیٹھنا اور وہاں کے پانی کا تبرک کرنا اور رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور حرم کی تعظیم کرنی اور مانند اسکے پس جو کوئی نبی یا ولی کی قبر یا آثار ومشاہد سے اور اُس چیز سے کہ نبی یا ولی سے علاقہ رکھتی ہو ان میں سے کوئی کام کرے سجدہ رکوع اُنکے واسطے مال خرچ کرنا یا نماز پڑھنا روزہ رکھنا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا سفر کا قصد کرنا بوسہ دینا رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں پھرنا خیمہ کھڑا کرنا پردہ لٹکانا کپڑے سے چھپانا۔

والدعا من الله ههنا والمجاورة و التعظيم حواليه واعتقاد كون ذكر غير الله عبادة وقد كرها في الشدائد ودعائه بنحو يا محمد يا عبد القادر يا احمد او يا سمان فقد صار مشركا وكافرا بنفس هذه الاعمال سواء اعتقد استحقاقه لهذا التعظيم بذاته اولا والرابع الاشراك في العادة اعني تعظيم الغير في افعال عادة بما يجب لله تعالى مثل الحلف باسم الله تعالى والتسمية بعبد الله واخلاص النذر والصدقات لله وامثال ذالك فمن حلف بغير الله او سمى ولده عبد الرسول او عبد النبي او نذر لغير الله او تصدق لغير الله او قال نذر الله ورسوله وصدقة الى الله ورسوله فقد صار مشركا كافرا وها انا اذكر الاقسام الاربعة واثبت ما ذكرت كلها بالأيات والاحاديث في الفصول الأتية۔

وہاں اللہ سے دعا مانگنا اُسکے پاس بیٹھے رہنا آس پاس کی تعظیم کرنا اللہ کے سوا کسی کے ذکر کو عبادت اور ثواب جاننا سختیوں میں یاد کرنا یا محمد یا عبد القادر یا احمد یا سمان کہنا سو صرف ان کاموں سے مشرک کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ وہ بالذات اس تعظیم کے مستحق ہیں یعنی آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں۔ خواہ یوں نہ سمجھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے چوتھا شریک کرنا عادت میں یعنے عادت کے کاموں میں غیر کی تعظیم کرنا جو اللہ کے واسطے چاہیئے جیسے قسم کھانا اللہ کے نام کی اور عبد اللہ نام رکھنا اور نذر و نیاز کرنا نرے اللہ کے واسطے اور مانند اسکے پس جو قسم کھاوے غیر اللہ کی یا اپنے بیٹے کا نام عبد الرسول عبد النبی رکھے یا اللہ کے سوا اور کیلئے نذر کرے یا صدقہ دے غیر اللہ کے واسطے یا کہے کہ یہ نذر اللہ اور رسول کی ہے اور صدقہ ہے اللہ اور رسول کی طرف پس مشرک و کافر ہو جاتا ہے سو اب ان چاروں طرح کے شرک کو بیان کرتا ہوں اور جو میں نے ذکر کیا اُن سب باتوں کو آیات و احادیث سے اگلی فصلوں میں ثابت کرتا ہوں۔



فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں بعینہٖ اسی مطلب کو لمبی چوڑی تقریر میں بڑی آب و تاب سے بیان کیا ہے طول کے سبب نقل نہیں کیا گیا۔

قالوا هذا تشريع جديد مخالف لما جآء به النبي صلى الله عليه وآله وسلم وفهمه الصحابة والتابعون وتبعهم وصار مذهب اهل السنة فانهم صرحوا في كتب العقائد ان الشرك هو اثبات الشريك في الألوهية اما بمعنى وجوب الوجود كالمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كعبدة الاصنام فمدار الشرك وركنه هو اعتقاد تعدد الاله كما ان التوحيد اعتقاد وحدة الاله قال الله تعالى وَمَا أُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ وَقَالَ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ وَكَانَ شِرْكُ الْعَرَبِ هُوَ هٰذَا كَمَا حَكَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِلِسَانِهِمْ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا نئی شریعت نکالی ہے مخالف اُس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے سمجھا اور اہل سنت کا مذہب ہو گیا کہ اُنہوں نے عقائد کی کتابوں میں کھول کر لکھ دیا ہے کہ شرک ثابت کرنا شریک کا ہے اُلوہیت میں یعنی کسی اِلٰہ ماننا بمعنے وجوب وجود کے یعنی کسی کو واجب الوجود ماننا جیسے مجوسی کہ دو واجب الوجود کہتے ہیں ایک پیدا کرنیوالا خیر کا ایک پیدا کرنیوالا شر کا یا استحقاق عبادت میں یعنی کسی مستحق عبادت کہے ہیں جیسا بُت پرست کہتے ہیں پس مدار شرک کا اور رُکن یعنی وہ چیز کہ جس کے ہونے سے شرک ہو اور نہ ہونے سے نہ ہو اس بات کا اعتقاد ہے کہ اللہ کئی ہیں جیسے کہ توحید اللہ کا ایک اعتقاد کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں حکم کئے گئے مگر عبادت کریں ایک اللہ کی نہیں ہے اللہ مگر وہی پاک ہے اور بڑا ہے اس سے کہ شریک ٹھیراتے ہیں شرک اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کیا کوئی الٰہ ہے ساتھ اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور فرمایا * کیا اُنکے واسطے کوئی الٰہ ہے سوائے اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور عرب کے مشرکوں کا

یہی شرک تھا جیسا کہ حکایت کی اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے کہ کیا کر دیا اس نے الٰہوں کو ایک الٰہ یہ البتہ عجیب بات ہے *

عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝ وقال قل لو كان فيهما آلهة كما يقولون۔ روى ابن جرير لما نزلت بالمدينة والهكم اله واحد وسمعها كفار مكة تعجبوا وقالوا كيف يسع الناس اله واحد وان محمدا يقول الهكم اله واحد۔

شرک یہی تھا کہ کئی الٰہ مانتے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی زبان سے حکایت کی کہ مشرکوں نے کہا کہ کیا کر ڈالا محمد نے سب الٰہ کو ایک الٰہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے اور چلا گیا ایک گروہ اُن میں سے کہ چلو اور صبر کرو اپنے الٰہ پر بیشک یہ بات ارادہ کی گئی ہے یعنی اس میں کچھ غرض ہے اور فرمایا کہا اگر ہوتے زمین و آسمان میں کئی الٰہ جیسا کہ مشرک کہتے ہیں اور روایت کیا ابن جریر نے جب نازل ہوئی مدینہ میں یہ آیت کہ اللہ تمہارا ایک ہے اور مکہ کے کافروں نے سُنا تعجب کیا کہ سب آدمیوں کا ایک الٰہ کیونکر ہو سکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الٰہ تمہارا ایک ہے۔

فائدہ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ روایت کردہ اند کہ چون این آیۃ در مدینہ نازل شد کافران مکہ این را شنیدہ خیلے تعجب کردند وگفتند کہ کیف یسع الناس اله واحد وان محمدا یقول الهکم اله واحد فلیأتنا بآیة ان کان من الصادقین۔

قال النجدي الفصل الثاني في رد الاشراك في العلم

کہا نجدی نے دوسری فصل اشراک فی العلم کے رد میں۔

قالوا علمه تعالى مثل سائر الصفات الذاتية ليس مدار الشرك شرعا وان كان حصوله لغيره باطلا فليس كل باطل شركا وفسره في الفصل الاول بانه اثبات مثل علم الله لغيره بكونه

کہا علمائے اسلام نے علم اللہ تعالیٰ کا مثل سب صفتوں کے مدار شرک کا شرع میں نہیں ہے اگرچہ حاصل ہونا اُس کا غیر کو باطل ہے کہ ہر باطل شرک نہیں ہے اور تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العلم کی پہلی فصل میں اس طرح کہ وہ ثابت کرنا اللہ کے سے علم کا ہے غیر کو ہر مکان میں



حاضرا وناظرا في كل مكان ومطلعا على كل شيء ثم فرع عليه قوله فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبي او ولي فيطلع هو عليه صار مشركا انتهى و لا يخفى ان هذا التفريع فاسد فان المفرع عليه الاطلاع على كل شيء والتفريع اطلاع النبي على ذكر ذاكره وهو ليس كالاطلاع على كل شيء۔

حاضر وناظر ہونے میں اور ہر شئے پر مطلع ہونے میں پھر اس پر کہا کہ جو اعتقاد کرے کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نام نبی یا ولی کا تو اُن کو خبر ہو جاتی ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے اور کھلا ہوا ہے کہ نجدی نے جو اس پر یہ دعوے بنایا ہے فاسد ہے کیونکہ پہلے تو کہا ہر شئے پر مطلع ہونا شرک ہے اور پھر اس بنا پر جو کہا کہ نبی ولی کا مطلع ہونا ذاکر کے ذکر پر شرک ہے نہیں بنتا کیونکہ ذکر ذاکر پر مطلع ہونا ہر شئے پر مطلع ہونا نہیں ہے۔

قال النجدي قال الله تعالى وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو وقال الله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وما يشعرون ايان يبعثون وقال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس باي ارض تموت ان الله عليم خبير وقال الله قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انکو مگر وہ ہی اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہ کہہ نہیں جانتا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں غیب کو مگر اللہ اور نہیں جانتا کہ کب اُٹھائے جائیں گے اور کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ علیم خبیر ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کہ نہیں مالک ہوں اپنے نفس کے واسطے نفع اور ضرر کا مگر جو چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب کو تو بہت لیتا میں بھلائی سے اور نہ پہنچتی مجھ کو بُرائی۔

ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یؤمنون فهذه الآیات وامثالها صریحة فی اختصاص علم الغیب بالله ونفیه عن غیره۔

نہیں ہوں میں مگر نذیر و بشیر واسطے قوم مؤمنین کے پس یہ آیتیں اور مانند اُن کے صریح ہیں اس میں کہ علم غیب خاص ہے اللہ کو دوسرے کو نہیں ہے ۔

قالوا یظهر من هذه الآیات اختصاص علم الغیب بالله تعالیٰ و نفیه عن غیره لکونه مدار الشرك والغیب الخاص به تعالیٰ هو الغیب المطلق لا الغیب الاضافی وعلم تمام اللوح المحفوظ ایضاً غیب اضافی ثبت حصوله لغیره باعلامه ولیس غیباً مطلقاً کما هو مصرح فی کتب الحدیث والتفسیر وقال الله تعالیٰ لا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول الا یرون کلمة الاستثناء فی کلام الله تعالیٰ وقال الله تعالیٰ وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء۔

کہا علمائے اسلام نے ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے علم غیب کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کو اور نہ ہونا غیر کو نہ یہ کہ علم غیب کا مدار شرک کا ہے اور غیب جو خاص ہے اللہ تعالیٰ کیلئے وہ غیب مطلق ہے نہ غیب اضافی اور تمام لوح محفوظ کا علم بھی غیب اضافی ہے کہ علم اُس کا اور کو سوائے خدا کے اُسی کے اعلام سے ثابت ہے اور غیب مطلق نہیں ہے جیسا کہ حدیث و تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہیں مطلع کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو پسند کرتا ہے پیغمبر سے کیا نہیں دیکھتا نجدی حرف الّا کہ کلمہ استثناء کا ہے اللہ تعالیٰ کے کلام میں یعنی جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے اسکو اپنے غیب پر مطلع کر دیتا ہے

اور فرمایا کہ اللہ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا و لیکن اللہ اپنے پیغمبروں سے جسکو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔

فائدہ۔ شاہ عبد العزیز نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "غیب نام چیز یست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر تا بمشاہدہ و وجدان دریافت



شود ... مات آن نیز در تعقل و فکر دینیایة ثابت است و استدلال دریافت شود و این غیب مختلف می باشد پیش کور مادرزاد عالم الوان غیب است و عالم اصوات و نغمات در حق او شهادت و پیش عنین لذت جماع غیب است و پیش فرشتگان الم گرسنگی و تشنگی غیب است دوزخ و بهشت شهادت و لهذا این قسم را غیب اضافی گویند و آنچه نسبت بهمه مخلوقات غائب است غیب مطلق است مثل آمدن قیامت و احکام کونیه و شرعیه باری تعالیٰ در هر روز و هر شریعت و مثل حقائق ذات و صفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل و این قسم غیب را غیب خاص او تعالیٰ شانہ نامند فلا یظهر علیٰ غیبه احدا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود هیچ کس را بوجہی کہ رفع تلبیس و اشتباه و خطا بکلی دران اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباه اصلا نماند و همین اطلاع اولی کذا فی سنت کہ او را اظهار شخص بر غیب توان گفت ۔ الی آخر یا قال صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیة نوشته و فی هذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الیهم وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل لیکن باوجود ادعائے دانشمندی این حرف از وبسیار بعید واقع شده زیرا کہ این آیة نفی اطلاع بر غیب بوجہیکه رفع تلبیس و اشتباه بکلی دران حاصل باشد نمی کند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقا چه جائے آنکه کرامات دیگر را ابطال نماید و در تفسیر گذشت کہ اظهار شخص بر غیب چیزے دیگر و اظهار غیب بر شخص چیزے دیگر از نفی آن نفی این لازم نمی آید و اولیاء را اگرچہ اظهار بر غیب حاصل نیست اما اظهار غیب بر ایشان جائز و واقع است" اور بھی وہاں لکھا ہے۔

" و بعضے از ایشان گفته اند کہ حصر بملاحظه قید اصالت است یعنی بالاصالة اطلاع بر غیب خاصه پیغمبران است و اولیاء را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود" اور بھی لکھا ہے۔

" و بعضے از قدماء مفسرین اہل سنت گفته اند کہ مراد از غیب لوح محفوظ

است و اطلاع بر لوح محفوظ هیچ کس را سوائے پیغمبران حاصل نمی شود ولیکن درین کلام خلل است زیرا کہ اولاً اطلاع بر لوح محفوظ بہ معنی مطالعۂ آن لوح و نقوش بطریق صحیح مرادی نیست کہ پیغمبرے را بود ہ باشد بلکہ از اخبار صحیحہ اختصاص این امر بحضرت اسرافیل است و او شان رسول نیستند دوم اینکہ مراد از اطلاع بر لوح محفوظ اطلاع بر موجودات نفس الامریہ است کہ قبل از ظہور موجودات در خارج حاصل شود گو بمطالعہ نقوش لوح باشد یا بے مطالعہ زیرا کہ مراد از اطلاع بر کتاب اطلاع بر مضامین مرقومہ در آن کتاب می شود نہ دیدن نقوش و این معنی اولیاء اللہ را نیز حاصل میگردد پس دیدن و نہ دیدن برابر شد سوم آنکہ اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش ہم از بعضے اولیاء اللہ بتواتر منقول است پس اختصاص و حصر صحیح نخواہد شد۔

قال النجدی فمن اثبت لغیرہ ندیدًا کان او دبیًا عینًا، و شنًا ملکًا او جنیًا فقد اشرک باللہ۔

کہا نجدی نے پس جو ثابت کرے غیب کا علم اللہ کے غیر کو نبی ہو یا ولی صنم ہو یا وثن فرشتہ ہو یا جن پس مشرک ہو گیا۔

قالوا ھذا کان موتوفًا علی کون علم الغیب مدارًا للشرک ولم یثبت

کہا علمائے اسلام نے یہ حکم جو نجدی نے کیا موقوف تھا اس پر کہ علم غیب مدار شرک کا ہو شرع میں اور یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

قال النجدی فمن قال یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ یا محمد ادع اللہ فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل اللہ بک واتوجہ الی اللہ بک وکل من ناداہ فقد اشرک شرکًا اکبر۔

کہا نجدی نے پس جو کہے یا رسول اللہ میں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا یا محمد اللہ سے دعا کرو میری حاجت برآنے میں یا محمد میں سوال کرتا ہوں اللہ سے تمہارے وسیلہ سے اور متوجہ ہوتا ہوں اللہ کی طرف تمہارے واسطے سے اور جو پکارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس مشرک ہو گیا بڑے شرک کا۔

قالوا افتراء واجتراء فی الدین فانہ جائز الم یسمع کیف علم النبی ضریرًا

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا ہے افترا ہے اور جرأت کرنا دین میں ہے کہ جائز کو کفر و شرک کہہ دیا کیا نجدی نے نہیں سنا کہ کس طرح تعلیم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



ثم علم عثمان بن حنیف بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی خلافۃ عثمان ذا حاجۃ صلوۃ الحاجۃ وفیہ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی قضاء حاجتی ھذہ لتقضی لی وھو مذکور فی کتب الحدیث وعمل علیہ السلف من الصحابۃ والتابعین وصلحاء کل عصر۔

ایک اندھے کو پھر تعلیم کی عثمان بن حنیف نے کہ بڑے صحابی تھے حضرت عثمان بن عفان کی خلافت میں حاجتمند کو نماز حاجت اور اس میں ہے کہ یا محمد بیشک میں متوجہ ہوا تمہارے واسطے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بر آنے میں تاکہ وہ حاجت بر لائی جائے میرے واسطے اور یہ مذکور ہے حدیث کی کتابوں میں اور اس پر عمل ہے سلف کا اور صحابہ اور تابعین اور ہر عصر کے صالحوں کا۔

فائدہ: مولوی محمد موسٰی صاحب مرحوم خلف الصدق مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم نے رسالہ حجۃ العمل میں لکھا ہے حضرت جناب خاتمۃ العلماء حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز در رسالہ وہابیان در باب شرک بودن استعانت از غیر خدا نوشتہ اند

اعلم ان الاستعانۃ بغیر اللہ ان کان لہ بوجہین احدہما ان یکون علی وجہ الاستقلال فی التاثیر والایجاد ولا شبھۃ انہ شرک وثانیہما ان یکون علی وجہ الاعانۃ والارشاد بوجہ التدبیر والشفاعۃ او دفع الشر ولا شبھۃ انہ لیس بشرک اذ ورد فی الاحادیث یا عباد اللہ اعینونی ویا محمد انی اتوجہ بک الی ربی وورد فی عد الحسنات اعانۃ الملہوف وکذا ابتغاء الرزق عند غیر اللہ علی وجہ

جاننا چاہیے کہ غیر خدا سے مدد چاہنا اور دعا کرنا دو طور پر ہیں ایک یہ کہ ایجاد و تاثیر میں غیر کو مستقل سمجھے یہ بے شبہ شرک ہے دوسرا اعانت و ارشاد کے یا واسطے دفع شر کے اور یہ بیشک شرک نہیں ہے کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے اے بندو اللہ کے مدد کرو میری اے محمد بے شک میں متوجہ ہوتا ہوں تمہارے واسطے سے اللہ کی طرف اور مضطر کی مدد کرنا حدیث میں حسنات کے شمار میں ہے اور ایسے ہی چاہنا رزق کا اللہ کے غیر کے پاس بطریق

المواساۃ والمراعاۃ لیس من الشرک فی شیئ وانما ھو بسبب عادی مشروع والحال ان اعتقاد التاثیر القدسی لا یوجب الشرک بخلاف التاثیر الخلقی والفرق بینہ فی العرف ظاھر ویقال رزق الامیر فلانا ویراد اعطاء المال او فرض الراتب کذ ایقال شفی الطبیب المریض۔

مواسات ومراعات شرک نہیں ہے بسبب عادت مشروع کے ہے اور حال یہ ہے کہ تاثیر قدسی کا اعتقاد موجب شرک نہیں ہے بخلاف تاثیر خلقی کے اور فرق دونوں میں ظاہر ہے عرف میں اور کہا جاتا ہے رزق دیا امیر نے فلانے کو اور ارادہ کیا جاتا ہے مال کا دینا یا کچھ مقرر کر دینا اور ایسے ہی کہا جاتا ہے کہ شفا دی طبیب نے مریض کو۔

مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالہ اسرار المحبتہ میں لکھا ہے۔

المحبۃ مع الاحیاء الحاضرین نافعۃ عاجلاً واٰجلاً واما مع الاموات فنافعۃ فی الاٰجل البتۃ بشرط الاھلیۃ والایمان واما فی العاجل فبشرط دوام التوجہ وتخلیۃ القلب معہ فی الخلوات ومداومۃ ذکرہ وکثرۃ النداء لہ والبر معہ بارسال الثواب الیہ والاحسان الی اھلہ فذلک کثیرا ما یفتح باب اویسیۃ ویعطی منفعۃ الصحبۃ

محبت زندوں سے نافع ہے دنیا و آخرت میں اور مردوں سے پس آخرت میں نفع کرنے والی ہے یقیناً بشرط اہلیت و ایمان کے یعنی وہ شفیع ہونگے لیکن دنیا میں پس نفع محبت مردوں کا اس شرط سے ہے کہ ہمیشہ اس مردے کی طرف متوجہ رہے اور اپنے دل کو خلوتوں میں اس کے ساتھ اکیلا رکھے اور ہمیشہ اس کا ذکر کرتا رہے اور اس کو بہت پکارا کرے اور اسکے ساتھ نیکی کیا کرے اسکو ثواب پہنچانے سے اور اسکے لوگوں کے ساتھ احسان کرنے سے پس یہ بات اکثر سے کھول دیتی ہے دروازہ اویسیت کا اور عطا کرتی ہے صحبت کی منفعت۔

شاہ ولی اللہ نے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے۔

اخبرنی الشیخ ابوطاھر عن القشاشی انہ کتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خبر دی مجھ کو میرے استاد شیخ ابوطاہر نے استاد قشاشی سے کہا کہ انہوں نے لکھی نبی[1] صلے اللہ علیہ وسلم کو

[1] لعل الصحیح الکبتی ۱۲



کتابا فی بعض حاجاتہ صورتہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک انت اقرب الی منی ام ھذا فبحق قربک منی وبعدک الا ما شفع لی وفی قضاء حاجتی کلھا الدنیویۃ والاخرویۃ

عرضی اپنی کسی حاجت میں عبارت اس کی یہ ہے یا رسول اللہ تم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ تم نزدیک تر ہو میری طرف مجھ سے یا یہ پس ساتھ حق قرب اپنے کے مجھ سے اگرچہ بعید ہو شفاعت کیجئے میرے لئے اور میری سب حاجتیں دنیا و آخرت کی بر آنے کے لئے۔

اور اسی کتاب میں لکھا ہے " بعض اصحاب قادریہ برائے حصول مہمات ختم باین طور مے کنند اول دو رکعت نفل بعد ازان یکصد و یازدہ بار درود بعد ازان یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔

اور اس کتاب کو بنایا ہے واسطے جمع کرنے کمالات اور حالات اولیاء اللہ کے اور اپنی نسبت ان سے ثابت کرنے کے لئے اور اسے نقل کر کے رد و ابطال نہیں کیا پس اس کا مسلم ہونا مصنف کے نزدیک ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں شیخ محمد اپنے جد ابوالرضا کے باب میں لکھتے ہیں۔

" محمد وارث ذکر کرد کہ مرا سفرے پیش آمد بر جناب ایشان رجوع کردم بشارت عافیت دادند اتفاقاً دران سفر شبے قطاع الطریق ہجوم کردند و خوف ہلاک مستولی شد بجناب ایشان متوجہ شدم دران حالت مرا نوم گرفت ایشان را در منام دیدم کہ میفرمایند فلانے ترا کہ منع کردہ است۔ مترس بر خیز و برو و دو عدد کدو کہ پیشت است از حلاوت مرا عنایت فرمودند چون بیدار شدم ہر دو عدد البتہ نہ یافتم برخاستم و سوار شدم و راہ خود گرفتم ہمہ قطاع الطریق از من غافل ماندند و ہیچ کس متعرض نشد و آن کدو مدتہا با من ماند۔

قال النجدی فانہ اعتقد ان محمدا یعلم ویطلع علی دعائہ وندائہ۔

کہا نجدی نے کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم و اطلاع ہے۔ اس کی دعا و ندا سے۔

قالوا اسمع ایها الجاهل ان اعتقاد اطلاع احد فی البرزخ علی تمام العالم الترابی ایضا لیس غیبا مطلقا وخاصا به سبحانه بل هو غیب اضافی الم تسمع قوله صلی الله علیه وسلم صلوا علیّ فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم انظر الی ما قال العلما فی شرحه

کہا علمائے اسلام نے سن اے جاہل کہ اعتقاد کسی کے مطلع ہونے کا برزخ میں تمام عالم زمین پر بھی غیب مطلق جو خاص ہے واسطے خدا کے نہیں ہے بلکہ غیب اضافی ہے کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ درود بھیجو مجھ پر کہ درود تمہارا مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں ہو تو دیکھ کیا کہا ہے علماء نے اسکی شرح میں۔

قال النجدی من بعید کما عن قریب وهل هذا الا اشراک۔

دور سے جیسے ہے ایسا ہی ہے نزدیک سے اور یہ شرک ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں آیۃ کریمہ ومن اضل ممن یدعو الخ کے بیان میں ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اس مانگنے کی راہ سے شرک نہیں ثابت ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی ان کو اس طرح سے پکارا۔

قالوا یعنی ان الاطلاع من بعید کما

کہا علمائے اسلام نے مقصد نجدی کا یہ ہے

---

لہ ملا علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے قال القاضی وذالك ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الاعلی ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملك وفیه سر یطلع علیه من تیسر له ذالك

یعنی قاضی نے کہا یہ اس طرح ہے کہ نفس پاک جب بدنی علاقہ سے خالی ہوتے ہیں عروج کرتے ہیں اور ملاء اعلیٰ میں مل جاتے ہیں اور ان کو کچھ حجاب باقی نہیں رہتا سو کل کو دیکھتے ہیں مانند مشاہدہ کے آپ یا فرشتے کی خبر دینے سے اور اس میں سر ہے جس کو حاصل ہے وہ جانتا ہے ۱۲۔



عن قریب مختص بالله تعالی فاثباته لغیره شرك ولا یدری هذا الجاهل ان القرب والبعد لا یتصور فی حضرة الله تعالی فان نسبته الی جمیع الامکنة علی السواء والمراد بالقرب الواقع قرب المنزلة فالنجدی اختار مذهب المجسمة المثبتین له تعالی شانه مکانا وجهة واتصالا مکانیا وقربا جسمانیا للعبد منه سبحانه عما یقول الظالمون وکل ذالك مردود عند اهل السنة والتفصیل فی کتب العقائد۔

کہ اطلاع دور سے جیسے کہ قریب سے خاص ہے اللہ کے ساتھ پس اور کو ثابت کرنا شرک ہے اور یہ نجدی جاہل نہیں جانتا کہ قرب بعد اللہ کی بارگاہ میں ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نسبت اسکی سب مکانوں سے برابر ہے اور قرب کہ اسکے کلام میں واقع ہے اس سے مراد قرب منزلت ہے پس نجدی نے اختیار کیا مذہب مجسمہ کا کہ ثابت کرتے ہیں واسطے اللہ پاک کے مکان و جہت اور اتصال مکانی اور قرب جسمانی بندے کو اللہ پاک کے ساتھ اور یہ بات مردود ہے اہل سنت کے مذہب میں اور تفصیل عقائد کی کتابوں میں ہے۔

فائدہ۔ شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است مذہب اہل سنت وجماعت عقیدہ بست و یکم بندہ را اتصال مکانی و قرب جسمانی با حضرت حق تعالیٰ متصور نیست قربیکہ در انجا متصور است بدرجہ و بمنزلت و خوشنودی است و بس ہمین است مذہب اہل سنت۔

قال النجدی وقد نص الله علی هذا بقوله ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون۔

کہا نجدی نے اور تحقیق نص کیا اللہ نے اوپر اس کے اپنے قول کو اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے کہ پکارتا ہے سوا اللہ کے اس کو کہ نہ قبول کریگا اس کیلئے قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔

وبقوله ام لهم اید یبطشون بها

اور اپنے قول کو کیا ان کے ہاتھ ہیں کہ بطش کرتے

ام لهم ارجل يمشون بها ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم اعين يبصرون بها۔

ہیں اُن سے کیا اُن کے پاؤں ہیں کہ چلتے ہیں اُن سے کیا اُن کے کان ہیں کہ سنتے ہیں اُن سے کیا اُنکی آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں اُن سے۔

قالوا هذه الآيات في حق الاصنام فجعلها نصا في حق من يعرض عليه اعمال امته كل يوم غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم واعمالهم ويستغفر لهم ويرد سلام كل من سلم عليه ولو كانوا في كل لمحة اكثر من الف الف ويبلغه صلوة المصلين حيث كانوا في مشارق الارض ومغاربها كفر صريح والحاد قبيح۔

کہا علماء امت [illegible] سلام نے یہ آیتیں بتوں کے حق میں ہیں پس ٹھیرانا ان آیتوں کا اُس ذات پاک کے حق میں کہ عرض کئے جاتے ہیں اُس پر عمل ساری اُمت کے ہر صبح وشام پس پہچانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اُمت کو اُنکی صورت اور عملوں سے اور استغفار فرماتے ہیں اُمت کے واسطے اور جواب دیتے ہیں سلام کا سب سلام کہنے کرنے والوں کے اگرچہ ہر لمحہ میں زائد لاکھوں سے ہوں اور پہنچتا ہے اُنکو درود درود بھیجنے والوں کا جہاں سے کہ ہو زمین کے مشرقوں اور مغربوں سے کفر صریح اور الحاد قبیح ہے۔

**فائدہ** ۔ شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں جہاں بیان کئے طریقے مناظرہ قرآن کے مشرکین کے ساتھ لکھا ہے۔ "ایجابیان شفاعت وعبادت اصنام وسقوط احجار از مراتب کمالات انسانیہ است۔ فکیف مراتب الوہیت واین جواب سوق است برائے کسانیکہ اصنام را معبود ذاتی انگارند" اور بھی اسی کتاب میں ہے۔

"صورتہا از سنگ وصفر و روئیں ومثل آں تراشیدہ قبلہ توجہ باں ارواح ساختند وجاہلاں رفتہ رفتہ آں سنگہارا بذاتہا خود معبود انگاشتند وخلط عظیم راہ یافت" اور حجۃ البالغہ میں لکھا ہے۔

والمشركون وافقوا المسلمين في تدبير الامور العظام وفيما ابرم وجزم ولم يترك لغيره خيرة ولم يوافقوهم في

مشرک موافق تھے مسلموں کے بڑے کاموں کی تدبیر میں اور اُس میں کہ خدا کو ضرور کرتا ہے اور کسی کو اختیار نہ دیا ہے اور باقی باتوں



سائر الامور وذهبوا الى ان الصالحين من قبلهم عبدوا الله وتقربوا اليه فاعطاهم الله الالوهية فاستحقوا العبادة من سائر خلق الله ۔ پھر کہا۔

میں موافق نہیں ہوئے اور کہا کہ اگلے اچھے بندوں نے اللہ کی بندگی کی اور اُسکی طرف نزدیک ہوئے پس اللہ نے اُنکو الوہیت کا خلعت دیدیا پھر مستحق ہوگئے عبادت کے ساری خلق سے

وقالوا لا تقبل عبادة الله الا مضمومة بعبادتهم بل الحق في غاية التعالي فلا يفيد عبادته تقربا بل لابد من عبادة هؤلاء ليقربوا الى الله زلفى وقالوا هؤلاء يسمعون ويبصرون ويشفعون لعبادهم ويدبرون امورهم وينصرونهم فنصبوا على اسمائهم احجارا وجعلوها قبلة عند توجههم الى هؤلاء فخلف من بعدهم خلف فلم يأتوا الفرق بين الاصنام وبين من هو على صورته فخلطوا فظنوها معبودات باعيانها ولذالك رد الله تعالى عليهم تارة بالتنبيه على ان الحكم والملك لله خاصة وتارة ببيان انها جمادات الهم ايد يبطشون بها ام لهم ارجل يمشون بها ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم اعين يبصرون بها۔

اور کہا مشرکوں نے کہ اللہ کی عبادت مقبول ہی نہیں ہوتی بے ملانے انکی عبادت کے بلکہ اللہ بہت بلند ہے اُسکی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا بلکہ عبادت اُنہیں کی چاہیئے کہ اللہ کی طرف نزدیک کردیں اور وہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور شفاعت کرتے ہیں اپنے عبادت کرنیوالوں کی اور اُن کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں پس کھڑے کئے اُنکے نام پر پتھر اور قبلہ بنایا اُنکی طرف توجہ کا پھر پیچھے آئے وہ کہ بُت میں اور اُس میں کہ جس کی صورت ہے فرق نہ سمجھے اور اُن پتھروں ہی کو بالذات معبود سمجھے اسی واسطے اللہ نے اُن پر رد کیا کبھی اس طرح کہ وہ جماد ہیں کیا اُنکے ہاتھ ہیں کیا پاؤں ہیں یا کان آنکھ ہیں۔

**فائدہ** ۔ یہاں سے معلوم ہوگیا کہ موافق لکھنے شاہ ولی اللہ کے جو آیتیں کہ پتھر پتیل وغیرہ

---

لہ حضرت غوث زمان پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "الحاصل اصنام اور کاملین کے ارواح میں فرق واضح ہے۔ اور امتیاز غالب ہے پس جو آیات اصنام کے حق میں وارد ہیں انکو انبیاء و اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بڑی تحریف ہے جیسا کہ صاحب تقویۃ الایمان اسکا مرتکب ہوا ہے (اعلاء کلمۃ اللہ باب چہارم ص۱۷۱) شرف قادری

جمادات کے حق میں ہیں۔ مولوی اسمٰعیل وغیرہ کے دین والوں نے اُن آیتوں کو کاملوں کی ارواح کے حق میں ٹھیرادیا ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ارواح کا شاہ ولی اللہ وغیرہ کے کلام سے نقل کر دیا جائے۔ سنو کہ شاہ ولی اللہ کتاب حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں

فاذا مات انقطعت السلاسل ورجع الی مزاجه فیلتحق بالملائکة وصار منهم واُلهِمَ کالهامهم ویسعی فیما یسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء کلمة الله ونصر حزب الله وربما کان لهم لمة خیر بابن آدم وربما اشتهی بعضهم الی صورة جیدة اشتیاقا شدیدا ناشئا من اصل جبلة فتفرع ذالك بابا من المثال واختلطت به قوة منه بالنسمة الهوائیة وصار کالجسد النورانی وربما اشتاق بعضهم الی مطعوم۔ نحوه فامد فیما اشتهی قضاء لشوقها۔

جب مرتا ہے علاقے ٹوٹ جاتے ہیں اور رجوع کرتا ہے اپنے مزاج کی طرف اور مل جاتا ہے فرشتوں سے اور ہو جاتا ہے انہیں میں سے اور الہام کرتا ہے جیسے فرشتے کرتے ہیں اور جس کام میں سعی کرتے ہیں آپ سعی کرتا ہے اور مشغول ہوتے ہیں یہ لوگ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں اور اللہ کے گروہ کی مدد کرنے میں اور خبر پہنچانے میں آدمیوں کو اور کوئی چاہتا ہے جسم میں صورت پکڑنے کو وہ جسم نورانی ہو جاتا ہے اور کوئی مشتاق ہو جاتا ہے کھانے کا۔ سو اس کو دیا جاتا ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے۔

واذا مات الانسان کان للنسمة نشاة اخری فینشئی فیض الروح الالهی فیها قوة فیما بقی من الحس المشترك تکفی کفایة السمع والبصر والکلام بمدد من عالم المثال

جب مرتا ہے آدمی ہوتی ہے روح کو ایک اور پیدائش کہ پیدا کرتا ہے اللہ کا فیض اسکے حس مشترک میں کہ باقی رہتی ہے ایک اور قوت کہ اس قوت سے ہوتی ہے سمع و بصر و کلام ساتھ مدد کے عالم مثال سے۔

شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ "در روایات آمده که ہر نبی را بر اعمال امتیاں خود مطلع میسازند کہ فلانے امروز چنیں میکند و فلانی چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد" تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔

حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط شکل و بدون کار میکنند و



مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند۔

قال النجدی وعن عائشة قالت من اخبرك ان محمدا یعلم الخمس التی قال الله تعالی ان الله عنده علم الساعة الآیة فقد اعظم الفریة۔

کہا نجدی نے۔ کہا عائشہ نے جو کہے تجھ سے کہ محمد جانتے تھے۔ اُن پانچ باتوں کو کہ اللہ تعالیٰ نے مذکور کی ہیں۔ پس اُس نے بڑا افتراء کیا۔

---

[1] ابن حجر نے فتوح مکیہ شرح منظومہ ہمزیہ لک ذات العلوم من عالم الغیب میں لکھا ہے من فیض عالم الغیب مصدر وصف به للمبالغة او بمعنی اسم الفاعل ای الغائب لکن بالنسبة الینا واما بالنسبة الیه فالکل من عالم الشهادة لا بمعنی المفعول ای المغیب خلافا لمن زعمه لان غاب لازم وخص بالذکر علی حد قوله تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الآیة لان العلم به افخم واظهر ولان اکثر علوم نبینا تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین فی الحدیث المشهور ولانه تعالی اختص به لکن من حیث الاحاطة والشمول لسنه بالکلیات والجزئیات فلا ینافی ذالك اطلاع الله تعالی لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن خمس لا یعلمهن الا الله لانها جزئیات فانکار المعتزلة لذالك مکابرة فقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذالك ما لا یمکن عده سیما ما وقع لنبینا۔ ترجمہ فیض عالم غیب سے غیب مصدر ہے وصف کیا گیا واسطے مبالغہ کے یا بمعنی اسم فاعل کے یعنی غائب لیکن یہ نسبت ہمارے لیکن اللہ کی نسبت پس سب حاضر ہے نہ بمعنی اسم مفعول کے اے مغیب کے برخلاف اُس شخص کے کہ زعم کرتا ہے کیونکہ غاب لازم ہے اور خاص کیا غیب کو ساتھ ذکر کے موافق قول اللہ برتر کے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الآیۃ۔ یعنے نہیں غالب کرتا ہے اللہ اپنے غیب پر مگر جس کو کہ برگزیدہ کرتا ہے رسول سے کیونکہ جاننا غیب کا بڑا ہے تعظیم میں اور ظاہر تر اسلئے کہ اکثر علم ہمارے پیغمبر کے متعلق تھے غیب کے ساتھ بدلیل حدیث مشہور علمت علم الخ کے یعنے سکھایا گیا علم اگلوں اور پچھلوں کا اور اسلئے کہ غیب خاص ہے اللہ تعالیٰ کو بوجہ احاطہ و شمول کے واسطے جاننے اللہ کے کلیات و جزئیات کے پس یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ اطلاع کرے اللہ اپنے بعض خواص کو اکثر مغیبات پر یہاں تک کہ اُن پانچ میں سے کہ فرمایا انکے حق میں پیغمبر نے پانچ ہیں کہ نہیں جانتا ہے انکو کوئی سوا اللہ کے کیونکہ وہ جزئیات ہیں پس انکار معتزلہ کا اس کا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ واقع ہوا انبیاء اور اولیاء کو یہ اس قدر کہ نہیں ہے ممکن شمار اُس کا خاص کر ہمارے پیغمبر کو اور شرح وسع العالمین علماً الخ میں لکھا ہے علماً تمیز ای وسع علمه العالمین ــ

قالوا ایها الجاهل اقرء تمام الحدیث وهو هکذا قالت من اخبرك ان محمداً رأی ربه او کتم شیئاً مما امر به او یعلم الخمس التی قال الله تعالیٰ فیها ان الله عنده علم الساعة الآیة فقد اعظم الفریة فقولها اعظم الفریة تشیر ان المخبر مفتر او کاذب فاین فیه انه مشرك هل الافتراء والکذب عندك شرك مع ان اصل مسئلة الباب هو رؤیة النبی صلی الله علیه وسلم ربه لیلة المعراج وهی خلافیة والجمهور علی اثباتها وهو الراجح المختار عند اکثر العلماء الکبار واجابوا عن قول عائشة بانها لیست اعلم ممن اثبتها وقالت ما قالت استنباطاً و اجتهاداً من قوله تعالیٰ لا تدرکه الابصار واجابوا ان الادراك هو الاحاطة فلیس فیها نفی مطلق الرؤیة وکذالك حالة اطلاعه صلی الله علیه وسلم علی الخمسة خلافیة قبل قبض النبی صلی الله علیه وآله

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل تمام حدیث پڑھ اور وہ یوں ہے کہ کہا عائشہ نے کہ جو کہے کہ محمد نے دیکھا اپنے رب کو یا چھپایا کچھ حکم میں سے یا جانتے تھے ان پانچ چیزوں کو کہ اللہ نے مذکور کی ہیں وہ بڑا مفتری ہے مقصود حضرت عائشہ کا یہ ہے کہ خبر دینے والا مفتری اور جھوٹا ہے اس میں شرک کا ذکر نہیں ہے کیا افترا کرنا اور جھوٹ بولنا اے نجدی تیرے نزدیک شرک ہے۔ باوجودیکہ اصل مسئلہ باب کا وہ دیکھنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے اپنے رب کو معراج میں۔ اور یہ مسئلہ خلافی ہے اور جمہور نے اُسے ثابت کیا ہے۔ سو اکثر کے نزدیک وہی مختار ہے اور عائشہ کے قول سے اُنہوں نے جواب دیا کہ جن صحابہ نے ثابت کیا ہے حضرت عائشہ کو اُن سے زائد علم نہیں ہے اور حضرت عائشہ نے آیۂ کریمہ لا تدرکه الابصار سے یہ بات نکالی اپنے اجتہاد سے اور جواب دیا اس طرح کہ ادراک سے احاطہ مراد ہے پس دیکھنے کی نفی نہیں ہے۔ اسی طرح

---

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) من الانس والجن والملائکة لان الله تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین ما کان منه وما یکون کما مرّ ترجمہ علماً تمیز ہے یعنے گھیر لیا نبی کے علم نے سب عالم کو آدمی فرشتے جن اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کر دیا عالم پر پس بتلا دیا علم اگلوں اور پچھلوں کا جو ہو چکا اور جو ہوگا جیسے گذرا۔



وسلم ولم یعلمها وقیل بل علّمه الله و اطلعه علیها ولم یامره ان یطلع علیها امته کذالك مسئلة الروح۔

مسئلہ علم خمسہ اور روح کا بھی خلافی ہے

قال النجدی وعن النبی فی الصحیح و الله لا ادری وانا رسول الله ما یفعل بی ولا بکم فهذا الحدیث صریح فی انهٗ کان لا یعلم امر خاتمته فی حال حیاته فکیف یعلم حال تلك المشرکین بعد مماته

کہا نجدی نے نبی سے صحیح میں روایت ہے کہ کہا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا حالانکہ اللہ کا رسول ہوں کہ کیا کیا جاویگا مجھ سے اور تم سے پس یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ نبی نہیں جانتے تھے اپنے خاتمہ کا حال زندگی میں پس کیونکر جانے حال اُن مشرکین کا بعد مرنے کے۔

قالوا ایها الجاهل کیف تقول انهٗ صلی الله علیه وآله وسلم کان لا یعلم امر خاتمته وقد قال الله تعالیٰ لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر و عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ انا اعطیناك الکوثر واحادیث الشفاعة لامته وشفاعة امة اکثر من ان یحصیٰ و کیف قلت فکیف یعلم حال امة بعد مماته الم تسمع انه صلی الله علیه وآله وسلم قال حیاتی خیر لکم تحدثون یحدث لکم فاذا انا مت کان وفاتی خیر لکم تعرض علیّ اعمالکم فان رأیتُ

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل تو کیونکر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہ تھا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا بخش دیگا واسطے تیرے اللہ اگلے اور پچھلے گناہ اور پہنچا دیگا اللہ تجھ کو مقام محمود میں اور عطا کرے گا تجھ کو تیرا رب یہانتک کہ تو راضی ہوگا دیا ہم نے تجھ کو کوثر اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کی اُمت کیلئے اور حدیثیں اُمت کی شفاعت کی شمار سے زائد ہیں اور کیونکر کہا تو نے اے نجدی جاہل کہ کیونکر جانے پیغمبر حال اُمت کا بعد مرنے کے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے حیات میری بہتر ہے تمہارے لئے باتیں کرتے ہو باتیں کئے جاتے ہو اور جب میں مرونگا میری وفات بہتر ہوگی تمہارے واسطے عرض کئے جاویں گے مجھ پر تمہارے اعمال اگر اچھے دیکھونگا

خیراً حمدت الله وان رأیت شراً استغفرت لکم وقد ثبت عرض اعمال الاحیاء علی غیرہ صلی الله علیه وسلم ایضاً فی الاموات

شکر کرونگا اور اگر بُرے دیکھونگا اللہ سے بخشش چاہونگا تمہارے واسطے۔ اور بیشک ثابت ہوا عرض اعمال زندوں کا اوپر مُردوں کے بھی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

قال النجدی وفی کتاب التوحید لنا الکبیر وفی فصول التوحید زیادة تحقیق وما یتفوه به عقلاء مشرکی زماننا بان المراد نفی العلم والدرایة التفصیلیة المستقلة ولا ندعیه لا نفی العلم باعلام الله الذی ندعیه او انه کان فی اول الامر ثم القی الله علیه علم الاولین والآخرین وجعله مطلعا علی ما یکون الی قیام القیمة وامثال ذلک الهفوات فهو ابتداع فی الدین۔

کہا نجدی نے اور ہماری بڑی کتاب التوحید میں اور فصول التوحید میں زیادہ تحقیق ہے اور وہ جو کہتے ہیں ہمارے زمانے کے عقلمند مشرک کہ مراد نفی علم و درایت تفصیلی مستقل کی ہے اور ہم اس کا دعویٰ نہیں کرتے نہ نفی علم کی اللہ کے علم دینے سے کہ ہم اس کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ پہلے کا حال ہے پھر اللہ نے دیا اُن کو علم اولین و آخرین کا اور مطلع کر دیا اُس پر کہ قیامت تک ہونیوالا ہے اور مانند اسکے پس یہ نئی بدعت نکالنا ہے دین میں۔

قالوا ما قال النجدی فی المعنی المراد ونقله فهو حق وهدایة من السلف والسواد الاعظم ویجب القبول به دفعا للتعارض ولکن لما کان مقنعا الامر دله ولم یهتد لتسلیم الحق عبر عنه بهفوة عقلاء مشرکی زمانه لعنة الله علیه یسمی ما صح عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هفوة وابتداعا فی الدین الم یسمع انه صلی الله علیه وآله وسلم علم علم الاولین

کہا علمائے اسلام نے وہ جو نجدی نے معنی مراد نقل کئے حق ہیں اور ہدایت ہے سلف اور سواد اعظم سے اُس کا ماننا واجب ہے تاکہ تعارض دُور ہو مگر چونکہ یہ جواب شافی تھا کہ رد نہیں ہو سکتا اور نجدی نے ماننے کی ہدایت نہ پائی کہہ دیا کہ اس زمانہ کے عقلمند مشرک یوں کہتے ہیں لعنت اللہ کی اُس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے اس کو لغو اور بدعت نام رکھتا ہے کیا اُس نے نہیں سنا



والآخرین قال الخفاجی واما ما ورد انه صلی الله علیه وآله وسلم علم علم الاولین والآخرین فلعله کان آخر احواله بعد انقطاع عرض جبریل له الم تسمع ما فی حدیث ابن اخطب وابن حذیفة فی الصحیح انه صلی الله علیه وآله وسلم اخبر بما هو کائن الی یوم القیمة وفی الشفا وبحسب عقله کانت معارفه صلی الله علیه وآله وسلم الی سائر ما علمه الله واطلعه علیه من علم ما یکون وما کان وعجائب قدرته وعظیم ملکوته قال الله تعالیٰ علمک ما لم تکن تعلم وکان فضل الله علیک عظیما ه حارت العقول فی تقدیر فضله علیه وخرست الانس دون وصف یحیط بذالک او ینتهی الیه۔

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا۔ خفاجی نے کہا کہ وہ جو وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا پس شائد کہ یہ پچھلا حال تھا بعد عرض کر چکنے جبریل کے کیا نہیں سُنا تو نے وہ جو حدیث ابن اخطب اور حذیفہ میں ہے صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ جو ہونے والا ہے قیامت تک اور شفاء میں ہے کہ جیسی آپ کی عقل تھی ایسی ہی معلومات کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دیا علم مایکون و ماکان کا اور اپنے عجائب قدرت اور عظیم ملکوت کا حیران ہیں عقلیں اللہ کے فضل کی تقدیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور زبانیں گونگی ہیں اُسکے بیان میں۔

قال النجدی فمخالف لتصریح السلف۔ قالوا ایها الملعون ما قالوا ثابت فی الصحاح من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فکیف تعیرهم بمخالفة السلف سلف اهل السنة کلهم علیه

کہا نجدی نے اور مخالف ہے تصریح سلف کے۔ کہا علمائے اسلام نے اے ملعون وہ جو جماعت نے کہا ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحاح میں پس کیونکر تو عیب لگاتا ہے اُن کو مخالفت سلف کا۔ اہل سنت کے سلف سب اسی پر ہیں

قال النجدی وکفاک قدوة فی ذالک شیخنا تقی الدین ابن تیمیة والموافقون من اتباعه رضوان الله علیهم اجمعین

کہا نجدی نے اور کافی ہے پیشوا اس میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور اُس کے پیرو لوگ۔

قالوا كفاك لعنة اقتداؤك بالشقي ابن تيمية اجمع علماء عصره على ضلالته و حبسه ونودي من كان على عقيدة ابن تيمية حل ماله ودمه۔

کہا علمائے اسلام نے کافی ہے تیرے ملعون ہونے کو پیروی کرنا تیرا شقی ابن تیمیہ کی وہ کہ اجماع کیا اس کے عصر کے عالموں نے اس کی گمراہی پر اور قید ہوا اور منادی ہوئی اسلام کے شہروں میں کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوا اس کا مال اور خون مباح ہے۔

قالوا ولله در الماوردي قد اماط الاذى عن طريق المؤمنين حيث قال لما كثر اخباره بالمغيبات وظهر اعجازه وقام حجة على المنكرين ازداد غيظهم وغمضوه صلى الله عليه وآله وسلم بانه ادعى الرسالة اولا ثم يريد ان نتخذه الها اخذوا في التهكم والاستهزاء بالسؤال عن كل شيئ متى يكون وكيف يكون فامره الله تعالى ان يقول ما كنت بدعا من الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم يعني الله تعالى يظهر على رسله المغيبات ويخبرون بها وذالك من الاعجاز الذي يخصهم الله به ويعجز به المنكرين و كل ذالك باعلام الله واطلاعه فليس ما اقول امرا مبدعا بل سنة الله الذي علم آدم الاسماء كلها واري ابراهيم ملكوت السموات والارض وقال ابن مريم انبئكم بما تاكلون وتدخرون في بيوتكم

کہا علمائے اسلام نے ماوردی علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ مومنین کی راہ سے ایذا کو دور کیا۔ اس بیان سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں بہت دیں اور معجزہ ظاہر ہوا اور منکروں پر حجت قائم ہوئی اور انکی دشمنی زائد ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرنے لگے کہ پہلے دعوی کیا پیغمبری کا۔ اب اللہ بننا چاہتا ہے اور ٹھٹھا کرنا شروع کیا ہر ایک بات پوچھنے سے کہ کب ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ کہہ دو کہ میں نیا پیغمبر نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیا ہوگا مجھ سے اور تجھ سے یعنی اللہ اپنے پیغمبروں پر غیب ظاہر کرتا ہے اور وہ خبر دیتے ہیں اور یہ انکا معجزہ ہے اور اللہ کے دینے سے جانتے ہیں سو میں جو کہتا ہوں نئی بات نہیں ہے بلکہ اللہ کا دستور یونہی جاری ہے۔ آدم کو سب اسماء تعلیم کئے ابراہیم کو ملکوت آسمان و زمین کا دکھلا دیا۔ عیسے نے کہا جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں



وقال يعقوب اعلم من الله ما لا تعلمون واما انا بدون اعلام الله فما ادري ما يفعل بي ولا بكم والكفار لما سمعوا ذلك حملوا على غير محمله فقالوا هو لا يعرف مآله وامر خاتمته وسروا بذالك وتقاولوا فانزل الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ولخبر بمآل المؤمنين في الاية الاخرى بعدها في القرآن آيات كثيرة تدل على علمه صلى الله عليه وآله وسلم مآله و مآل اصحابه واهل بيته وعامة امته جزما لا يحومه شبهة باعلام الله تعالى ووعده الصادق الغير المكذوب وكذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا وقال عز وجل ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس وقال فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئنا بك على هؤلاء شهيدا ۞ وقال عز و

ذخیرہ کرتے ہو سب کی تمکو خبر دیتا ہوں۔ یعقوب نے کہا میں جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے اور لیکن بغیر اللہ کے بتلانے کے سو میں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا کیا جاویگا اور تم سے کیا۔ کافروں نے جب یہ سنا اسے حمل کیا غیر محمل پر اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مآل و خاتمہ کو نہیں جانتے اور خوش ہوئے اس بات سے اور اس کا چرچا کرنے لگے سو اللہ تعالے نے نازل کیا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اور خبر دی مومنین کے مآل کی اگلی آیت میں اور قرآن میں بہت آیتیں ہیں کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اپنے مآل اور اپنے اصحاب و اہلبیت اور تمام امت کا یقینی ثابت ہے۔ اب کہ شبہہ کو گنجائش نہیں اللہ تعالے کے اعلام سے اور ایسے ہی گردانا ہم نے تمکو امت وسط کہ تم گواہ ہو آدمیوں پر اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور فرمایا اللہ تعالے نے کہ

---

ف ۱ ۔ شفاء قاضی عیاض میں آیۂ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کے بیان میں لکھا ہے قال المكي مخاطبة النبي صلى الله عليه وسلم ههنا هي مخاطبة لامته وقيل ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما امر ان يقول وما ادري ما يفعل بي ولا بكم سر بذالك الكفار فانزل الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر الآية و بمآل المؤمنين في الاية الاخرى بعدها قاله ابن عباس۔ (باقی صفحہ ۱۴۶ پر)

جل وللآخرة خير لك من الأولى وقال
ولسوف يعطيك ربك فترضى ۝ روى
انه لما نزلت هذه الآية قال عليه السلام
لا ارضى حتى ادخل كل امتي الجنة و
قال عز وجل انا اعطيناك الكوثر وقال
عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا
عن ابن عمر في حديث الشفاعة
فيمشي حتى ياخذ بحلقة الجنة فيومئذ
يبعثه الله المقام المحمود الذي وعده
وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اريت ما تلقى امتي من بعدي وسفك
بعضهم دماء بعض وسبق لهم من الله
ما سبق للامم قبلهم فسألت الله ان
يؤتيني الشفاعة يوم القيمة فيهم
ففعل وقال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم خيرت بين ان يدخل نصف
امتي الجنة وبين الشفاعة فاخترت
الشفاعة لانها اعم اترونها للمتقين و
لكنها للمذنبين الخاطئين وعنه صلى الله
عليه وآله وسلم في احاديث الباب انا
اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا خطيبهم
اذا وفدوا وانا مبشرهم اذا ايئسوا وانا
شفيعهم اذا حبسوا لواء الحمد بيدي

"بیشک بہتر ہے آخرت تیرے واسطے اُولیٰ سے اور
فرمایا عطا کریگا تجھکو تیرا رب اتنا کہ تو راضی ہو
روایت ہے کہ اس آیت کو سُنکر فرمایا کہ میں راضی
نہ ہوں گا جبتک ساری امت کو بہشت میں داخل
نہ کرونگا۔ اور فرمایا کہ تجھ کو کوثر دیا اور مقام
محمود دوں گا۔

حدیث شفاعت میں ہے کہ مقام محمود میں
پہنچا دے گا جس کا وعدہ کیا تھا اللہ نے
میں نے شفاعت مانگی سو اللہ نے دی اللہ
نے مجھے مختار کر یا شفاعت لوں یا آدھی امت
کو بہشت ملے میں نے شفاعت لی کر سب کیلئے
ہے

کیا تم متقیوں کے لئے جانتے ہو لیکن گناہگار
خطا واروں کے لئے ہے۔ میں سب سے
پہلے مبعوث ہوں گا اور سب کا شفیع
ہونگا



وانا اكرم ولد آدم على ربي ولا فخر وانا
سيد ولد آدم يوم القيمة وما من نبي
آدم ومن سواه الا تحت لوائي وانا
اول شافع واول مشفع اما ترضون ان
يكون ابراهيم وموسى فيكم يوم القيمة
انهما في امتي يوم القيمة وروى حديث
الحوض خمسة وعشرون من اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم على ما بلغنا وكل ما
ذكرناه من الآيات والاحاديث في هذا
الباب قطرة من بحار فضائله الموجودة
في الكتاب والسنة وانما اطلنا بما ذكرنا
لان شرذمة من كفرة الخوارج مع ادعاء
الايمان يقعون في سوء ادبه صلى الله
عليه وآله وسلم ويجترون بما لا يمكن من
المؤمنين بالله ورسوله ويحقرون شانه
صلى الله عليه وآله وسلم فما للانبياء
والاولياء وهذه الآية الكريمة من
اقوى الآيات فسادهم بسبب افسادهم
في حملها على محملها واتباعهم كفرة
عهده صلى الله عليه وآله وسلم في
ذلك وسرورهم كسرورهم وانكارهم
بالآيات المتكاثرة والاحاديث المتواترة
اعاذنا الله من شرورهم۔

اور سب پیغمبر میرے لواء کے نیچے ہونگے
حدیث حوض کو پچیس صحابیوں نے
روایت کیا ہے۔ اور یہ آیتیں اور
حدیثیں جو میں نے ذکر کیں ایک قطرہ
ہے۔

---

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فضائل کے دریاؤں میں سے جو کتاب
وسنت میں مذکور ہیں اور میں نے جو
طول کیا سو اس لئے کہ ایک گروہ کفرۂ
خوارج کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے بے ادبی کرتے ہیں کہ مسلمان کا کام
نہیں

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی تحقیر کی تو پھر اور انبیاء
اور اولیاء کا کیا مذکور ہے
اور اس آیت کے معنے اگلے کافروں
کی طرح بے محل کہہ کر خوش ہوتے ہیں۔
اور بے شمار آیتوں اور صاف و
صریح حدیثوں کو نہیں مانتے۔ اللہ
اُن کی شر سے پناہ میں رکھے۔

قال النجدی ۔ الفصل الثالث فی رد الاشراك فی التصرف ۔

کہا نجدی نے تیسری فصل شرک فی التصرف کے رد میں ہے۔

قالوا فسره فی الفصل الاول باثبات مثل تصرف الله لغیره وهذا التشریع جدید من نفسه ولم یوجد هذا اللفظ فی الایات والاحادیث التی ذکرها ۔

کہا علمائے اسلام نے کہ تفسیر کیا نجدی نے شرک فی التصرف کو پہلی فصل میں کہ وہ ثابت کرنا اللہ کا سا تصرف ہے دوسرے کو اور یہ نئی شریعت بنائی ہے اپنے دل سے اور آیات و احادیث جو ذکر کیں اُن میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔

قال النجدی قال الله تعالیٰ قل من بیده

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کون ہے جسکے ہاتھ

---

(بقیہ ص ۱۴۵) فائدہ ۔ شرح الصدور میں لکھا ہے ۔

حدثنا ابوامامة عن صالح بن حیان حدثنا عبدالله بن بریدة قال لقد قبض النبی صلی الله علیه واله وسلم وما یعلم الروح و قالت طائفة بل علمها واطلعه علیها و لم یامره ان یطلع علیها امته وهو نظیر الخلاف فی الساعة ۔

کہا عبداللہ بن بریدہ نے کہ وفات پائی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور وہ نہ جانتے تھے روح کو اور کہا ایک جماعت نے کہ بتلا دیا اللہ نے اور خبردار کر دیا اُس پر مگر حکم نہ کیا امت کو بتلانے کا اور یہ مانند خلاف کے ہے بیچ قیامت کے یعنی بعض کہتے ہیں کہ علم قیامت کا حضرت کو معلوم نہ تھا اور بعض ثابت کرتے ہیں علم قیامت کا ۱۲۔

شاہ ولی اللہ نے حجۃ بالغہ میں لکھا ہے ۔ قال الله تعالیٰ ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً قرأ الاعمش عن روایة ابن مسعود ما اوتوا من العلم الا قلیلاً یعلم من هنالك ان الخطاب للیهود السائلین عن الروح ولیست الایة نصا فی انه لا یعلم احد من الامة المرحومة حقیقة الروح کما یظن ولیس کل ما سکت عنه الشرع لا یمکن معرفته البتة بل کثیراً ما یسکت عنه لاجل ان معرفته دقیقة لا یصلح لتعاطیها جمهور الامة وان امکن لبعضهم ۔۱۲



ملکوت کل شیئ وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون لله قل فانی تسحرون ۰ هذه الایة دلت علی ان المتصرف فی الکل المجیر غیر المجار علیه لیس الا الله فمن لم یقل فی حاجة یا الله وقال یا محمد وان اعتقده عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا فان مشرکی زمن النبی ایضا لا یعتقدون الهتهم کذلك بل انما یسئلون الالهة علی اعتقاد الشفاعة فمن اعتقد التصرف فی العالم لمخلوق او اعتقده شفیعه صار مشرکا وان اعتقده ادون من الله و مخلوقا له ۔

میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دیا جاتا اس پر اگر تم جانتے ہو۔ قریب ہے کہ کہیں گے اللہ کہہ کہ پھر کہاں مسحور ہوئے جاتے ہو۔ اس آیت نے دلالت کی اس پر کہ تصرف کرنے والا سب میں مجیر غیر مجار علیہ اللہ ہی ہے پس جس نے اپنی حاجت میں یا اللہ نہ کہا اور کہا یا محمد اگرچہ بندہ غیر متصرف کل میں اعتقاد کیا مشرک ہو گیا کیونکہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے الہوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے بلکہ اُن سے شفاعت ہی کے اعتقاد پر مانگتے تھے پس جو کوئی اعتقاد کرے کسی مخلوق کا عالم میں تصرف یا اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہو جائیگا اگرچہ اللہ سے کم اور اُسی کا مخلوق جانے۔

قالوا ایها الغوی مالك تتکلم من غیر رویة مثل تکلم المجانین والسکاری فان الایة صریحة فی ان المشرکین لم یعتقدوا غیر الله متصرفا فی الکل مجیرا غیر مجار علیه وکانوا مشرکین فثبت ان اعتقاد کون الغیر متصرفا مجیرا غیر مجار علیه لیس مدارا لشرکهم والا فکیف یکون من لا یعتقده مشرکا فالایة لا تفید ما ادعیت بل تبطله وقلت انت ان الایة دلت علی ان المتصرف فی الکل

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ کیا ہوا ہے تجھ کو کہ کلام کرتا ہے بے سمجھے جیسے دیوانے نشے میں آیت سے ظاہر ہے کہ مشرک غیر خدا کو ان کا تصرف کرنے والا مجیر غیر مجار علیہ نہیں جانتے تھے اور مشرک تھے پس ثابت ہوا کہ اعتقاد غیر کے تصرف کا مدار شرک اُنکے کا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو اس کا معتقد نہ ہو مشرک کیونکر ہو پس جو نجدی نے دعویٰ کیا آیت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے آپ ہی تو کہتا ہے کہ آیت نے دلالت کی اس پر کہ متصرف کل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

المجير غير المجار عليه ليس الا الله ثم فرعت عليه قولك من قال يا محمد وان اعتقده عبدا غير متصرف في الكل صار مشركا كيف يصح تفريعه و كيف يتم التقريب نعم لو قلت فمن اعتقد محمدا متصرفا في الكل مجيرا غير مجار عليه واثبت له التصرف مثل تصرف الله صار مشركا تم التقريب وان كان باطلا من جهة عدم كون التصرف مدارا للشرك ثم قلت فان مشركي زمن النبي ايضا لايعتقدون الهتهم كذالك فهذا القول ينفي الشرك عنهم على ما قررت في معنى الشرك في التصرف ودلالة الاٰية ثم قلت فمن اثبت التصرف في العالم لمخلوق او اعتقده شفيعه صار مشركا على اي شيئ فرعته فان قلت على الاٰية فليس فيه ذكر الشفيع او على ما يلي الفاء فنفيت فيه اعتقاد التصرف عن المشركين۔

مجیر غیر مجار علیہ نہیں ہے مگر اللہ اور پھر اس پہ بنا کیا اس بات کو کہ یا محمد جو کہے اگرچہ اعتقاد کرے بندۂ غیر متصرف کل ہیں مشرک ہو جاوے گا اے گمراہ ذرا تو سوچ کہ کیسی بے ربط بات ہے۔ اگر تو کہتا کہ جو اعتقاد کرے محمد کو متصرف کل ہیں مجیر غیر مجار علیہ اور اللہ کا سا تصرف ثابت کرے تو مشرک ہو جاوے گا۔ تو بات بن جاتی اگرچہ اس سبب سے کہ تصرف شرک کا مدار نہیں ہے۔ باطل ہوتی۔ پھر تو نے کہا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے۔ اس تیرے قول سے موافق اس کے کہ تو نے معنی شرک فی التصرف کے بیان کئے۔ اور آیۃ کی دلالت اُن معنوں کے بیان کی۔ لازم ہوتا ہے کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک مشرک نہ تھے پھر جو تو نے کہا کہ جو عالم میں کسی مخلوق کا تصرف ثابت کرے یا اسکو اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہو جاویگا اس کلام کو کس بات پر تفریع کیا اگر تو کہے کہ آیت پر سو آیت میں تو شفیع کا ذکر نہیں ہے یا تفریع کیا اُس پر جو ملا ہوا ہے اس کلام سے سو اُس میں مشرکوں سے تو نے تصرف کے اعتقاد کا انکار کیا۔

قال النجدي وقد نص الله على هذا بقوله ويعبدون من دون الله مالايملك لهم رزقا من السمٰوٰت والارض شيئا

کہا نجدی نے اور صاف بیان کر دیا اللہ نے اس بات کو اپنے اس کلام سے اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اُسکی کہ نہیں مالک اُنکے رزق کا کچھ آسمانوں اور زمین سے



ولایستطیعون وقال الله تعالی ولاتدع من دون الله مالاینفعك ولایضرك فان فعلت فانك اذا من الظالمين وقال الله تعالی قل لا املك لكم ضرا ولا رشدا قل اني لن يجيرني من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا ۰ انظروا انه امر الله تعالى محمدا باظهار عدم ملكه لامته ضرا ولا رشدا

اور طاقت نہیں رکھتے اور کہا اللہ تعالٰی نے اور مت عبادت کر سوائے اللہ کے اُسکی کہ نہ نفع دے تجھکو نہ ضرر پھر اگر کیا تو ظالموں سے ہے اور کہا اللہ تعالٰی نے کہہ کہ نہیں مالک نہیں تمہاری ضرر اور بھلائی کا کہہ کہ نہیں پناہ دے سکتا مجھکو اللہ سے کوئی۔ اور مجھ کو سوائے اللہ کے جائے پناہ نہیں دیکھو کہ اللہ نے حکم کیا محمد کو اس بات کے ظاہر کر دینے کا کہ اپنی امت کے بھلے بُرے کا مالک نہیں ہے۔

قالوا الى اي شيئ اشرت بلفظ هذا الى التصرف فقد نفيته عنهم او الى الشفاعة فليس فيها اشارة ايضا فضلا عن النص وليس حاصلها الا عدم كون معبودي المشركين غير الله مالكا لرزقهم وقد نفيت انت هذا الاعتقاد عنهم فما الفائدة في الاٰية والاٰيات بعدها۔

کہا علمائے اسلام نے ہذا کے لفظ سے کس بات کی طرف اشارہ کیا اگر تصرف کی طرف ہے تو تو آپ مشرکوں سے اس اعتقاد کا انکار کر چکا ہے یا شفاعت کی طرف سو ان آیتوں میں اس طرف اشارہ بھی نہیں نص کا کیا ذکر ہے ان آیتوں کا حاصل یہی ہے کہ مشرکوں کے معبود اور کوئی سوائے اللہ کے مالک رزق اور بھلائی بُرائی کا نہیں ہے اور تو اب کہہ چکا کہ مشرکوں کا یہ اعتقاد نہ تھا پھر پہلی آیت اور اُسکے بعد کی آیتوں کے لانے سے کیا فائدہ۔

قال النجدي فمن قال يا محمد فقد خالف الله ورسوله وكفر فانه جعله انه يملك له ضرا ورشدا

کہا نجدی نے پس جو کہے یا محمد سو اس نے مخالفت کی اللہ و رسول کی اور کافر ہو گیا کیونکہ اُس نے محمد کو مالک ٹھیرایا ضرر اور بھلائی کا۔

قالوا انت قلت انفا من قال يا محمد ان اعتقده غير متصرف صار مشركا فان مشركي زمن النبي ايضا لايعتقدون الهتهم

کہا علمائے اسلام نے تو نے ابھی کہا کہ جو کہے یا محمد اگرچہ انکو غیر متصرف اعتقاد کرے مشرک ہو جاویگا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں

كذلك بل انما يسألون الالهة على اعتقاد الشفاعة فبعد عدة سطور تغير المفهوم مع انه لم يتغير الفصل وكيف انحصر قول يا محمد في جعله مالكا لضره ورشده

کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے بلکہ شفاعت کے اعتقاد سے سوال کرتے تھے اب کئی سطر کے بعد کہ فصل بھی نہیں بدلی مطلب کیونکر بدل گیا۔ اور یا محمد کہنے کو کیونکر لازم ہو گیا کہ اُن کو مالک ضرر اور بھلائی کا سمجھا۔

قال النجدي قال الله تعالى قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له بهذه الأية قد قطع الله عرق الشرك بشعبها فان من يشد عنه الحاجات وينادي في الشدائد اما ان يكون مالكا واما ان يكون شريكا له واما ان يكون ظهيرا ومعاونا له واما ان يكون شفيعا عنده وكل منها منفي فتم الزام الله على المشركين الذين يسألون المخلوقين وينادونهم مع زعمهم انهم ادون من الله

کہا نجدی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دعوت کرو اُن کی کہ گمان کیا تم نے اللہ کے سوائے نہیں مالک ذرہ بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ اُن کو شرکت ہے نہ اللہ کے مددگار ہیں اور نہیں نفع کرتی شفاعت اللہ کے آگے مگر جس کو کہ حکم ہے اس آیت سے اللہ نے جڑ شرک کی رگ و ریشہ سمیت کاٹ ڈالی۔ کیونکہ جس سے حاجتیں مانگی جاتی ہیں اور سختیوں میں پکارا جاتا ہے یا مالک ہو یا شریک مالک کا یا مالک کا مددگار یا اُس کے آگے شفیع ہو اور ان میں سے کوئی بات نہیں ہو سکتی پس اللہ کا الزام تمام ہوا ان مشرکوں پر کہ مخلوق سے سوال کرتے ہیں اور اُن کو پکارتے ہیں اگرچہ اللہ سے کم جانتے ہیں۔

اما السابقون فاللات والعزى والسواع واما اللاحقون فمحمدا وعليا وعبد القادر والكل سواء فان الله تعالى لا يقبل العذر في الشرك ولو كان مع نبي ومن غاية ضلال المشركين اللاحقين اغترارهم

اگلے لات و عزیٰ۔ سواع کو اور پچھلے محمد علی، عبد القادر کو اور اگلے پچھلے سب برابر ہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک میں کوئی عذر نہیں سنتا اگرچہ نبی سے ہو اور نہایت گمراہی پچھلے مشرکوں کی ہے دھوکا کھانا۔



بالشفاعة وكان هذا مرض المشركين السابقين كما قال الله تعالى ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله ولا يفقهون ان الله شنع عليهم بهذا الاعتقاد وصيره شركا وكفرا

شفاعت سے اور یہی بیماری تھی اگلے مشرکوں کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مشرک کہتے ہیں اپنے الٰہ کو کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ کے آگے اور پچھلے مشرک نہیں سمجھتے کہ اللہ نے اُن پر اس اعتقاد سے تشنیع کی اور اس اعتقاد کو کفر ٹھہرایا۔

**قالوا** ايها الجاهل اسمع ان الله تعالى اطلق في هذه الأية نفي كون غير الله مالكا وشريكا وظهيرا له ولم يطلق الشفاعة بل قيد نفي نفعها بقوله الا لمن اذن له يعني المسلم فتنفعه الشفاعة من الكبائر ولو بلا توبة والصغائر عند اهل السنة ومن الصغائر مطلقا والكبائر بتوبة عند المعتزلة فعند اهل السنة لا تنفع الكافر خاصة وعند المعتزلة لا تنفع الكافر واهل الكبيرة بلا توبة فنفي نفع الشفاعة كما قال هذا الملحد الحاد في الدين ومخالف لكلام رب العالمين وسنة سيد المرسلين واجماع المسلمين والاحاديث في هذا الباب قد بلغت حد التواتر وكلها مذكور في الحديث والعقائد.

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل سُن کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غیر اللہ کے مالک اور شریک اور مددگار ہونے کو بالکل منع کیا ہے اور جیسی ان باتوں کی مطلق نفی کی ویسی مطلقاً شفاعت کی نفی نہیں کی بلکہ شفاعت کے نفع نہ کرنے میں سے نکال لیا۔ اس کو کہ جس کے واسطے حکم ہے یعنے مسلمان کہ شفاعت اس کو نفع کرتی ہے کبیرہ گناہوں سے بھی۔ اگرچہ بے توبہ کے مرے اور صغیرہ گناہوں سے اہل سنت کے مذہب میں اور صغیرہ گناہوں سے ہر حال میں اور کبیرہ میں توبہ کے ساتھ معتزلہ کے مذہب میں پس شفاعت کے نفع کو جیسا کہ اس ملحد نے انکار کیا۔ دین محمد میں الحاد ہے اور خلاف ہے اللہ و رسول کے کلام کے اور مسلمانوں کے اجماع کے اور حدیثیں اس باب میں تواتر کو پہنچی ہیں اور سب مذکور ہے حدیث و عقائد کی کتابوں میں۔

**قال النجدي** ومن كمال جهلهم وغيهم

کہا نجدی نے اور کمال جہل و گمراہی سے

تمسکهم بقوله تعالى الا لمن اذن له فان الثابت بنص القرآن نفي نفع الشفاعة وكلمة الا يؤكد لا ويقرره.

ہے اُن کا دلیل پکڑنا اللہ کے کلام سے الا لمن اذن له کیونکہ ثابت نص قرآن سے شفاعت کا نفع نہ کرنا ہے اور کلمہ الا کا اُسکی تاکید اور اُس کو ثابت کرتا ہے۔

**قالوا** انظروا كيف يحرف المعنى الا يعرف ان كلمة الا ليس للتاكيد.

کہا علمائے نے دیکھو کیسی تحریف کرتا ہے معنی کو کیا نہیں جانتا کہ الا کا حرف تاکید کے واسطے نہیں ہے۔

**قال النجدی** فان الشفاعة لما كانت مقيدة بالاذن كانت كلا شفاعة.

کہا نجدی نے کیونکہ شفاعت جب مقید ہوتی اذن کے ساتھ تو ہونا نہ ہونا اُسکا ایک سا ہو گیا۔

**قالوا** قد عرفت معنى الاذن على ما قالت الامة وكون المسلم ماذونا فيه مذهب اهل السنة.

کہا علمائے اسلام نے تو نے جانے معنی اذن کے جو امت نے کہے اور اہل سنت کے نزدیک مسلم ماذون فیہ ہے۔

**قال النجدی** والانبياء اذا يامرهم الله بشيء يخافون ولا يستطيعون التفتيش في حكم والسؤال عنه ثانيا

کہا نجدی نے اور پیغمبر جب اللہ اُن کو حکم کرتا ہے کسی چیز کا ڈرتے ہیں اور پوچھ نہیں سکتے دوسری بار۔

**قالوا** الم تسمع ان الله تعالى امر رسوله بخمسين صلوة ثم كيف بقيت خمسة وامثالها كثيرة

کہا علمائے اسلام نے کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا پھر کیونکر پانچ رہ گئیں، اور اس طرح کی باتیں بہت ہیں۔

**قال النجدی** فكيف يسألونه اولا.

کہا نجدی نے پھر کیونکر سوال کریں اللہ سے پہلے۔

**قالوا** هذا عجيب جدا مخالف للعقل والنقل فان كان السؤال موقوفا على الاذن بخصوصية فكانما ينسد باب السؤال.

کہا علمائے اسلام نے یہ بڑی تعجب کی بات ہے مخالف عقل ونقل کے اگر سوال موقوف ہو اذن خاص پر تو گویا دروازہ سوال کا بند ہو جاتا ہے۔



**قال النجدی** والحق ان شفاعة شفيع عند الله غير ممكنة.

کہا نجدی نے اور حق یہ ہے کہ شفاعت کسی شفیع کی اللہ کے یہاں ممکن نہیں ہے

**قالوا** انظروا يسمي ما يخالف الكتاب والسنة المتواترة واجماع المسلمين حقا.

کہا علمائے اسلام نے دیکھو جو خلاف ہے قرآن وحدیث و اجماع مسلمین کے اس کو حق کہتا ہے۔

**قال النجدی** فانها لا تكون الا بان يكون الشفيع وجيها فيخاف المشفوع اليه من عدم قبول شفاعته فوات مطالب مهمة يرجوها من الشفيع لكونه ظهيرا ومعاونا له واما ان يكون الشفيع محبوبا فيتألم من عدم رضاه وهذان يستحيلان في شانه تعالى عما يصفون.

کہا نجدی نے کیونکہ شفاعت یا اس طرح ہوتی ہے کہ شفاعت کرنے والا وجاہت رکھتا ہو پس مشفوع الیہ یعنی جس کے آگے شفاعت کی جائے شفیع کی شفاعت نہ ماننے سے ڈرتا ہے کہ بڑے بڑے مطالب کہ جن کی اس شفیع سے امید ہے فوت ہو جاویں گے اس سبب سے کہ وہ شفیع اُس کا مددگار اور معین ہے اور یا یہ کہ شفیع اس کا محبوب ہے اور اُس کے ناخوش ہو جانے سے الم ہوگا یہ دونوں شفاعتیں اللہ تعالیٰ کے آگے محال ہیں۔

**قالوا** ايها الخبيث الم تسمع قوله تعالى وجيها في الدنيا والآخرة ومن المقربين فكيف تدعي استحالته لا شك انك كافر بالقرآن وقلت يخاف من الشفيع لكونه ظهيرا ومعاونا له ايها الملعون الاعمى اما ترى في الآية نفى الله تعالى كون الغير ظهيرا مطلقا على حدة ونفى بعدها نفع الشفاعة

کہا علمائے اسلام نے اے خبیث کیا تو نے نہیں سنا اللہ کا کلام وجیها فی الدنیا والآخرة ومن المقربین۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو کہ وجیہ ہیں دنیا و آخرت میں اور مقربین سے پس تو کیونکر کہتا ہے کہ وجیہ ہونا محال ہے بے شک تو قرآن سے کافر ہے اور جو تو نے کہا کہ شفیع سے ڈرے اس واسطے کہ مددگار و معاون ہے اے ملعون اندھے تو دیکھتا نہیں کہ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نفی کیا ظہیر ہونے کو جدا اور اُس کے بعد نفی کیا شفاعت کے نفع کو

لمن لم یاذن له فکیف تدخل احدهما فی الآخر مع اقرارك فی كلامك بتغایرهما وقولك اما ان یكون ظهیرا ومعاونا له واما ان یكون شفیعا عنده وكیف تدعی استحالة كون احد محبوبا عنده ومن این فرعت التألم علی المحبوبیة الم تؤمن كلا والله لم تؤمن بقوله تعالیٰ اتبعونی یحببكم الله۔

غیر ماذون سے پس ایک کو تو دوسرے میں کیوں داخل کرتا ہے حالانکہ خود اقرار کرتا ہے اپنے کلام میں دونوں کے جدا ہونے کا اور کہتا ہے۔ اما ان یكون ظهیرا ومعاونا له واما ان یكون شفیعا عنده آیۃ کے پاس یہ فقرہ لکھا اور ظہیر ہونے کو قسم شفاعت کا کہہ دیا اور کیونکر تو دعویٰ کرتا ہے کہ کسی کا محبوب ہونا اللہ کا محال ہے کیا تو ایمان نہیں لایا بلکہ یقیناً تو ایمان نہیں لایا اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر کہ فرماتا ہے کہہ اے محمد میری متابعت کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

قال النجدی واما الشفاعة بالاذن التی كالشفاعة وهو المذكور فی القرآن والحدیث نحالها انها لاتكون لاهل الكبائر الذین ماتوا بلاتوبة ولا للمصرین۔

کہا نجدی نے لیکن شفاعت بالاذن کہ ہونا نہ ہونا ایک ہے اس کا اور وہی مذکور ہے قرآن و حدیث میں سو اس کا حال یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنیوالے جو بے توبہ مرینگے اُن کو یہ شفاعت بھی نہ ہوگی اور نہ اُن کو کہ اصرار کرتے ہیں۔

قالوا قد صرح باعتزاله وخروجه عن دائرة اهل السنة والجماعة جهرا لعنة الله علیه فان شفاعة المغفرة عند اهل السنة عامة للمسلم ولو كان ذاكبيرة ولو مصرا بلاتوبة

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے کھل کر کہہ دیا اپنا معتزلی ہونا اور نکلنا دائرہ اہل سنت وجماعت سے لعنت خدا کی اُس پر کیونکہ شفاعت مغفرت اہلسنت کے نزدیک عام ہے مسلمان کو اگرچہ گناہ کبیرہ والا ہو اور اگرچہ مصر بغیر توبہ مرے۔

قال النجدی وكیفیة الشفاعة ان الحكیم العدل لمایری من عبده توبة وندامة وانابة الیه لا الی غیره یرحم علیه ولكن حكمه وفعله كله

کہا نجدی نے کیفیت شفاعت کی یہ ہے کہ اللہ جب بندے کی توبہ اور شرمندگی اور اُسی کی طرف متوجہ ہونا نہ غیر کی طرف دیکھے گا اللہ کو اُس پر رحم آوے گا لیکن اللہ کا حکم اور کام سب



عدل لایشوبه جور وظلم فلا یستطیع العفو بلا سبب ان عفا عنه وغفر له بلا سبب اختل قاعدة العدل وانتقص شان حكمه فی اعین الناظرین ویحاجونه فیاذن لمن یشاء ان یشفع له فیشفع فیعفو فی الحقیقة برحمته وفی الظاهر باسم شفاعة الشفیع حفظا للقاعدة

عدل ہے ظلم کا لگاؤ نہیں اس جہت سے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ اگر بے سبب درگذر کرے اور بخش دے تو عدل کے آئین بگڑ جائیں اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اُسکی قدر گھٹ جاوے اور اللہ کو قایل کریں پس اللہ جس کو چاہے گا اذن دیدیگا کہ شفاعت کرے پس شفاعت کریگا شفیع پس اللہ بخش دے گا حقیقت میں اپنی رحمت سے اور ظاہر میں شفیع کی شفاعت کا نام کر کر اپنے آئین کی محافظت کیلئے۔

**فائدہ** ۔تقویۃ الایمان میں یہ مطلب اس عبارت میں ادا کیا ہے۔

تیسری صورت یہ کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اُس نے اپنا پیشہ نہیں ٹھیرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اُس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں قصوروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اُس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا ہے اور رات دن اُسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماتے سو اُس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اُس پر ترس آتا ہے۔ مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ لوگوں کے دل میں اُس آئین کی قدر گھٹ جاوے سو کوئی امیر وزیر اُس کی مرضی پا کر اُس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اُس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اُس کی سفارش کا نام کر کے اُس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں۔ اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے یہی معنیٰ ہیں سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اُس کا شفیع بنا دے گا۔ یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کی عبارت کا۔

قالوا خلط بين الاعتزال خبط المقال بتجويز التلبيس عليه تعالى شانه عما يقول الظالمون لخوف اختلال قاعدته والتجائه الى المخلوق حفظا القاعدته و كون الاذن معللا لغرضه اى غرض خوف انتقاص شان حكمه فى اعين الناظرين وصيرورته محجوبا و مغلوبا منهم ان لم يشفع الشفيع وعدم استطاعة العفو بلا سبب و كونه مجبورا لاحول ولا قوة الا بالله۔

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے ملایا معتزلہ کے مذہب کو خبط کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ پر جائز رکھا فریب دینا اس ڈر سے کہ آئین نہ بگڑ جائے اور مخلوق کی طرف التجا کرنا اپنے آئین کی حفاظت کیلئے اور اذن دینا اللہ تعالیٰ کا اپنی غرض کے واسطے کونسی غرض یہ غرض کہ اس کے آئین کی قدر لوگوں کے نزدیک نہ گھٹ جائے اور یہ کہ اگر شفیع شفاعت نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے قائل ہوجائے اور یہ کہ اللہ بے سبب عفو کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ کہ اللہ مجبور ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

قال النجدى عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوما فقال لى يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده مقابلا واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله اعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشيء لم ينفعوك الا بشيء قد كتبه الله لك ولو اجتمعت على ان يضروك بشيء لم يضروك الا بشيء قد كتب الله لك رفعت الاقلام وجفت الصحف رواه الترمذى انظر كيف علم النبى كيفية السؤال والاستعانة

کہا نجدی نے ابن عباس سے روایت ہے کہ میں تھا پیچھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مجھ سے کہا کہ اے لڑکے یاد رکھ اللہ کی یاد رکھیگا تجھ کو یاد رکھ اللہ کو پاویگا تو اُسکو اپنے روبرو اور جب تو مانگے کچھ چیز تو مانگ اللہ سے اور جو مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ سے جان کہ اگر سب امت اکٹھی ہو جاوے تاکہ کچھ فائدہ پہنچاوے تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچاویں گے تجھ کو مگر جتنا کہ لکھدیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ ضرر پہنچاویں تجھ کو تو کچھ ضرر نہ پہنچاویں گے مگر وہی کہ لکھدیا ہے اللہ نے تجھ پر اٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ روایت کیا اسکو ترمذی نے دیکھو کیسی تعلیم کی نبی نے کیفیت سوال و استعانت کی



فمن قال يا محمد اسألك الشفاعة الى الله يا عبد القادر اسئلك الدعاء من الله فكيف لا يكون مشركا۔

پس جو کہے یا محمد میں تم سے شفاعت اللہ کی طرف مانگتا ہوں یا عبد القادر میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دعا کرو اللہ سے سو کیونکر مشرک نہ ہوگا۔

قالوا هذا تعليم اعلى مراتب التوكل اى قطع النظر عن الاسباب والوسائط وكذلك ههنا ذكر المحدثين هذه الاحاديث فى باب التوكل ولم يكن بهذا من الحال يجوز له رعاية الاسباب من غير نكير وبلا كراهة فكيف المحرمة فكيف الشرك كما صرح به الجمهور فى الشروح فما فرع عليه النجدى بقوله فمن قال يا محمد لا يخلو عن الجهل والضلال۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو حدیث شریف میں ہے سو توکل کے بڑے مرتبے کی تعلیم ہے یعنے اسباب و واسطوں سے قطع نظر کرنا اور یہ بات صاف معلوم ہو جاتی ہے اور تیرے سمجھانے کو کفایت کرتی ہے اس جگہ یہ کہ یہ حدیثیں توکل کے باب میں حدیث کی کتابوں میں ذکر کی جاتی ہیں اور جس شخص کا یہ حال و مرتبہ نہ ہوا اُس کو اسباب کی رعایت جائز ہے کچھ برا نہیں اور نہ مکروہ و حرام ہے۔ اور شرک کا کچھ مذکور نہیں ہے جیسا کہ سب محدثین نے شرحوں میں لکھا ہے، پھر وہ جو نجدی نے کہا ہے کہ جو کہے یا محمد یا عبد القادر مشرک ہو جاتا ہے حدیث شریف سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا اور جہل وگمراہی کی بات ہے۔

قال النجدى ايها المجانين لم لا تقولون يا الله وهو معكم فاى حاجة الى المجيء الى محمد والرجوع اليه۔

کہا نجدی نے اے مجنون کیوں نہیں کہتے ہو یا اللہ اور وہ تمہارے ساتھ ہے پھر کیا حاجت محمد کی طرف آنے کی اور اُس کی طرف رجوع کرنے کی۔

قالوا هذا اعتراض على الله عز وجل حيث قال ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ جس وقت ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تمہارے پاس اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول اُن کیلئے بخشش چاہے تو پاویں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان

قال النجدی عن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان لقلب ابن آدم بکل وادٍ شعبة فمن اتبع قلبه الشعب کلها لم یبال الله بای واد اهلکه ومن توکل علی الله کفاه الشعب رواه ابن ماجة فمحمد وعلی وعبد القادر وکل من یتوجه الیه قلوب المشرکین شعب للهلاك والشرك

کہا نجدی نے عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آدمی کے دل کو ہر جنگل میں راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں میں تو اللہ کو پرواہ نہیں کہ کس جنگل میں اُسے ہلاک کرے اور جو توکل کرے اللہ پر اللہ اُس کو کفایت کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے پس محمد اور علی اور عبد القادر اور جس کی طرف مشرکوں کے دل متوجہ ہوتے ہیں ہلاک و شرک کی راہیں ہیں۔

قالوا هذا اشد من الاول فان فی نفس الحدیث لفظ التوکل موجود فعرف الشرك مقابلا للتوکل۔

کہا علمائے اسلام نے یہ پہلے سے بھی بہت سخت تاکید ہے کیونکہ حدیث کی عبارت میں لفظ توکل کا موجود ہے اے نجدی کیا تو جانتا ہے کہ جو توکل نہ کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

قال النجدی وعن ابی هریرة لما نزلت وانذر عشیرتك الاقربین دعا النبی قرابته فعم وخص فقال یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا املك لکم من الله شیئا وقال فانی لا اغنی عنکم من الله شیئا الی ان قال یا فاطمة انقذی نفسك من النار سلینی من مالی ماشئت فانی لا اغنی عنك من الله شیئا انظر واقنط النبی قرابته

کہا نجدی نے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتك الاقربین یعنی ڈراؤ اپنے ناتے والوں کو اُتری پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو پکارا اکھٹا کر کر اور جُدا جُدا بھی کر کر اور کہا اے کعب کی اولاد بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ میں اللہ سے مالک نہیں کسی چیز کا یا کہا کہ میں بے پروا نہیں کرسکتا تمکو اللہ سے کچھ یہانتک کہ کہا اے فاطمہ بچا اپنی جان کو دوزخ سے میرے مال سے جو چاہے مانگ لے کہ میں اللہ سے بے پرواہ نہیں کرسکتا تجھکو کچھ۔ نجدی نے کہا کہ دیکھو پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو



حتی ابنته من نفعه لهم عند الله فما ل هؤلاء الجانین یرجون شفاعته لهم عند الله

یہانتک کہ اپنی بیٹی کو ناامید کر دیا اس سے کہ پیغمبر سے ان کو کچھ نفع ہو اللہ کے یہاں پس ان دیوانوں کو کیا ہوا ہے کہ پیغمبر کی شفاعت کی امید کرتے ہیں اپنے لئے اللہ کے یہاں۔

قالوا انظروا کیف عبر من انذرا بلا اغنی عنك من الله شیئا بالتقنیط من نفعه لهم وشتان بینهما ونفعه لهم بل نفعه ونفعهم لنا ثابت قطعا والاحادیث فی هذا الباب متواترة بل نقول قد اخرج الشیخان فی حق ابی طالب عن العباس قال قلت هل اغنیت عن عمك فانه کان یحفظك ویغضب لك قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار وقال العلماء شفاعة الموقف عامة للمسلمین والکافرین الاولین والآخرین وشفاعة المغفرة عامة للمسلمین وشفاعة التخفیف لبعض الکفار قال القاضی المعنی انقذوا انفسکم بالایمان بالله من عقوبة الخلود فی النار علی الکفر فانی لا املك لکم ولا اغنی عنکم من الله شیئا ان لم تؤمنوا بالله وکذلك عدم انقطاع النسب

کہا علمائے اسلام نے دیکھو کہ نجدی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ڈرانے کو کہ میں اللہ سے تم کو نہیں بچا سکتا کس طرح پر ڈھالا اور اُس کے معنی ٹھیرائے کہ پیغمبر نے اپنے نافع ہونے سے اُن کے واسطے ناامید کر دیا حالانکہ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافع ہونا اپنے ناتے والوں کو اور ان دونوں کا نافع ہونا ہمارے واسطے ثابت ہے یقیناً اور حدیثیں اس باب میں متواتر ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ عباس نے کہا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ابو طالب سے بھی کچھ تم نے دفع کیا کہ وہ تمہاری نگہبانی کرتا تھا اور تمہارے واسطے رنج اُٹھاتا تھا فرمایا ہاں وہ ایک ہلکے درجہ میں ہے آگ سے اور جو میں نہ ہوتا تو وہ بدتر درجہ میں ہوتا دوزخ سے اور علمائے اسلام نے کہا ہے کہ شفاعت موقف کی عام ہے سارے مومن کافر اگلوں پچھلوں کو اور شفاعت مغفرت کی عام ہے مسلمانوں کو اور شفاعت تخفیف واسطے بعض کافروں کے قاضی نے کہا معنی حدیث کے یہ ہیں کہ بچاؤ اپنی جانوں کو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے عذاب سے کفر پر کہ میں نہیں مالک تمہارے لئے اور تمہیں پروا کرسکتا ہوں تم کو اللہ سے کچھ اگر ایمان نہ

لاؤگے اللہ پر اور ایسی ہی جو وہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب۔

والضرر والنفع بهما انما هو لغير الكافرين قال الله تعالى ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى والآيات والاحاديث في باب نفع بعض لبعض يوم القيامة جاءت على ثلثة اوجه احدها سلب النفع مطلقا كقوله تعالى يوم لا يجزي والد عن ولده ولا مولود هو جاز عن والده شيئا وقوله تعالى يوم لا ينفع مال ولا بنون وقوله تعالى فاذا نفخ في الصور فلا انساب بينهم يومئذ وقوله تعالى لا يسئل حميم حميما والوجه الثاني اثباته له صلى الله عليه وسلم وسلبه عن غيره وذالك قوله صلى الله عليه وسلم كل نسب وصهر ينقطع يوم القيمة الا نسبي وصهري الوجه الثالث اثباته لكل متبق منه قوله تعالى والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم وقوله تعالى جنات عدن يدخلونها ومن صلح من آبائهم وازواجهم وذرياتهم اي صلح لدخول الجنة وجاء في الحديث ان اهل القرآن يشفعون لعشرة من اهليهم كلهم قد استوجب النار

اور ناتہ ٹوٹ نہیں جانے کا وہ بھی واسطے غیر کافروں کے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں ہے واسطے پیغمبر اور ایمان والوں کے کہ مشرکوں کے واسطے استغفار کریں اگرچہ رشتہ دار ہوں اور قیامت کے دن ایک کو دوسرے کے نفع دینے میں آیتیں اور حدیثیں تین طرح آتی ہیں ایک تو مطلق نفع نہ کرنے کی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس دن نہ باپ بیٹے کے کام آئیگا نہ بیٹا باپ کے اور فرمایا کہ اُس دن مال نفع کریگا نہ اولاد اور فرمایا کہ جب صور پھونکیں گے ناتے نہ رہیں گے اور فرمایا کہ کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفع میں اور آنکے غیر کے نفع نہ کرنے میں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مالک ہونگے شفاعت کے مگر جس نے لے لیا ہے اللہ سے عہد اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو رشتہ ناتا ہے قیامت کے دن ٹوٹ جائیگا مگر میرا تیسرے نفع کا ہونا ہر متقی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ایمان لائے اور پیچھے آئے اُن کی اولاد ایمان دار ہو کر ہم اُنکی اولاد کو اُنکے ساتھ ہم نے ملا دیا اور فرمایا داخل ہونگے جنات عدن میں اور جو بہشت میں داخل ہونے کے لائق ہوگا اُن کے باپ بی بیاں و اولاد سے اور حدیث میں آیا ہے کہ قرآن والے اپنے دس قریبوں کی



وان الشهداء يشفعون لسبعين والعلماء على مراتبهم والمتوكلون لسبعين الفا وعثمان لاكثر من شعر الغنم والصالحون يكافئون من احسن اليهم في الدنيا بجرعة ماء وخدمة قليلة ووجه التوفيق في جميع ذالك ان هذا باختلاف المواطن والاوقات فالاول عند اول النفخ وعند الفزع والثاني حين المطالبة بالحقوق والحساب والوزن فهناك يفر المرء من اخيه وامه وابيه وصاحبته وبنيه خشية ان يطالبوه بحق ويستعينوا ببذل حقه والنبي صلى الله عليه واله وسلم هنالك مأمون يحيي من شاء على ما شاء فهناك ينقطع الوسائل الا وسيلته والثالث اذا فتح النبي صلى الله عليه وسلم باب الشفاعة فهناك ينفع الناس بعضهم بعضا واما ان آيات الوجه الاول عام مخصص بآيات الوجهين الآخرين وعدم ملكه صلى الله عليه وآله وسلم لا يلزم ان لا يملكه الله تعالى كما وعده واخبر هو صلى الله عليه وآله وسلم

شفاعت کریں گے کہ سب دوزخ میں جلنے کے مستحق ہونگے اور شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرینگے اور عالم اپنے مرتبوں کے موافق اور متوکل ستر ہزار کی اور حضرت عثمان اتنے آدمیوں کی کہ بھیڑ کے بال سے زائد ہونگے اور دنیا میں جس نے صالحوں کے ساتھ ایک گھونٹ پانی اور تھوڑی سی خدمت سے احسان کیا ہوگا اُس کا بدلہ کرینگے اور سب کے ملانے کے دو طریق ہیں ایک تو یہ کہ تفاوت مکانوں اور وقتوں کا ہے پہلا حال صور پھکنے کے وقت کا ہے اور دوسرا حال حساب اور وزن اعمال کے وقت کا ہے کہ وہاں بھاگے گا آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور جورو اولاد سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امان میں ہونگے جس کی چاہیں گے مدد کریں گے اور جس طرح چاہیں گے وہاں سب وسیلے تو منقطع ہونگے مگر وسیلہ آنحضرت کا اور تیسرا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھول دیں گے دروازہ شفاعت کا وہاں ایک دوسرے کو نفع پہنچا دیگا دوسرا طریق یہ ہے کہ پہلی آیتیں یعنی کسی کو کسی کا نفع نہ کرنا عام ہیں کہ خاص کیا گیا اس سے نفع پہنچانا اُن کا کہ پچھلی آیتوں حدیثوں میں ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مالک نہ ہونے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو مالک نہ کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا وعدہ کیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔

ف - ابن حجر نے فتح مکیہ شرح منظومہ بدینہ سد تم الناس الخ میں لکھا ہے ودليل الاول اعني

السیادة من حیث النسب الذی هو اشرف الانساب ۔ اٰیة المباهلة قال بعض محققی المفسرین فیها لا دلیل اقوٰی من هذا علٰی فضل علیؓ و فاطمة و ابنیها ای لانها لما نزلت دعاهم فاحتضن الحسینؓ اخذ بید الحسنؓ مشت فاطمة خلفه و علیؓ خلفها فعلم انهم المراد من الاٰیة و ان اولاد فاطمة و ذریتهم یسمون ابنائه و ینسبون الیه نسبة حقیقیة نافعة فی الدنیا و الاٰخرة و یدل علٰی ذالك ما صح انه خطب فقال ما بال اقوام یقولون ان رحم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا ینفع قومه یوم القیٰمة بلٰی و اللّٰه ان رحمی موصولة فی الدنیا و الاٰخرة الحدیث ۔

ترجمہ ۔ اور دلیل پہلی کی یعنی سیادت من حیث نسب کی کہ وہ اشرف انساب ہے آیۃ مباہلہ ہے کہا بعض محققین مفسرین نے اس آیت میں کہ نہیں ہے کوئی دلیل قوی تر اس سے اوپر بڑائی فاطمہ و علی اور اُنکے دونوں بیٹوں کی یعنی جب اُتری یہ آیت بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو پس بغل میں لیا حسین کو اور ہاتھ پکڑا حسن کا، اور چلیں فاطمہ پیچھے حضرت کے اور علی پیچھے فاطمہ کے پس معلوم ہوا کہ یہی لوگ ہیں مراد آیۃ کی اور یہ کہ اولاد فاطمہ کی اور اُنکی اولاد نام رکھی جاتی ہیں نبی کی اولاد اور نسبت کی جاتی ہیں طرف اس کے نسبت حقیقی نافع دنیا و آخرت میں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ جو صحیح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا پس فرمایا کیا حال ہے اُن قوموں کا کہ کہتے ہیں یہ کہ رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفع نہ دیگا اُنکی قوم کو دن قیامت کے ہاں قسم اللہ کی بہ تحقیق رحم میرا ملا ہوا ہے دنیا و آخرت میں اور بعد چند سطروں کے لکھا ہے و دلیل الثانی اعنی النظر الی السیادة بالتقوٰی ما صح انه لما نزل قوله تعالٰی و انذر عشیرتك الاقربین دعا جمیع بطون قریش فعم و خص و قال الکل لا اغنی عنکم من اللّٰه شیئا غیر ان لکم رحما ای ساصلها ببلالها و معنی ذالك انه لا یملك لاحد نفعا و لا ضرا لکن اللّٰه یملك نفع اقاربه بل امته بالشفاعة الخاصة و العامة ترجمہ اور دلیل دوسری یعنی سیادت من حیث التقوٰی کی وہ روایت صحیح ہے کہ جب اُتری آیۃ و انذر الخ یعنی ڈراؤ اپنے قبیلوں کو بلایا حضرت نے سب قبائل قریش کو پس عام کیا پھر خاص کیا اور فرمایا سب نہیں بے پرواہ کرتا ہوں تمکو اللہ سے کچھ سوا اسکے کہ واسطے تمہارے رحم ہے پہنچاؤنگا اسکو بسبب قرآن کے اور معنی من اللہ الخ کے یہ ہیں کہ نہیں مالک ہوں مانند خود پیغمبر اُنکے نفع کا یا نقصان کا مگر اللہ مالک کر دیتا ہے نفع اقربا بلکہ ساری امت کا ساتھ شفاعت خاصہ اور عامہ کے ۱۲ ۔



## قال النجدی الفصل الرابع فی رد الاشراك فی العبادة ۔

قالوا فسرته فی الفصل الاول بالاعمال التی خصصها اللّٰه تعالٰی لتعظیمه و هو تشریع جدید کما مر هناك و ذکر اشیاء کثیرة منها محرمة و مکروهة کراهة تحریم او تنزیه و مباحة و مستحبة و مسنونة او مختلفة فیها جعل النجدی کلها شرکا من غایة الضلال ثم قال فمن فعل بنبی او ولی شیئا منها صار مشرکا و کافرا بنفس هذه الاعمال و لا یخفٰی ان هذا القول من النجدی تصریح بالاعتزال و الخروج فان مذهب اهل السنة ان رکن الایمان هو التصدیق و الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا و لا دخل للاعمال فی حقیقة الایمان و الخلاف فی هذا امع المعتزلة و الخوارج مشهور و الدلائل مذکورة فی کتب العقائد

کہا نجدی نے چوتھی فصل شرک فی العبادۃ کے بیان میں ہے ۔

کہا علمائے اسلام نے تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العبادۃ کو پہلی فصل میں ساتھ اُن کاموں کے کہ خاص کیا اللہ تعالٰے نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے اور نجدی نے یہ نئی شریعت بنائی جیسا ہم نے وہاں بیان کیا اور ذکر کیں بہت سی چیزیں کہ بعضے اُن میں سے حرام بعضے مکروہ تحریمی یا تنزیہی بعضے مسنون و مستحب بعضے مختلف فیہ نجدی نے نہایت گمراہی سے سب کو شرک لکھدیا پھر کہا کہ جو کوئی نبی ولی سے اُن میں کا کوئی کام کرے مشرک و کافر ہو جاویگا صرف ان کاموں کے کرنے سے اور ظاہر ہے کہ نجدی کا یہ لکھنا کھُل کر کہدینا ہے کہ وہ معتزلی و خارجی ہے کیونکہ اہلسنت و جماعت کے مذہب میں رکن ایمان کا تصدیق ہے اور اقرار شرط ہے دُنیا میں حکم جاری ہونے کا اور اعمال کو ایمان کی حقیقت میں کچھ دخل نہیں اور اس مسئلہ میں خلاف معتزلہ و خوارج کے ساتھ مشہور ہے اور دلیلیں عقائد کی کتابوں میں مذکور ہیں ۔

## قال النجدی

قال اللّٰه تعالٰی و لقد ارسلنا نوحا الٰی قومه انی لکم نذیر مبین ان لا تعبدوا الا اللّٰه انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم و قال اللّٰه تعالٰی

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالٰی نے اور تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف کہ میں تمکو ڈرانے والا مبین ہوں یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ کی میں ڈرتا ہوں تمہارے اوپر سخت عذاب سے اور کہا اللہ تعالٰے نے

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن ان کنتم ایاه تعبدون فالسجدة ای وضع الجبهة علی الارض لغیر الله شرك مطلقًا

مت سجدہ کرو سورج چاند کو اور سجدہ کرو اُس اللہ کو جس نے اُن کو پیدا کیا اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو پس سجدہ یعنی ماتھے کا رکھنا زمین پر غیر اللہ کے واسطے شرک و کفر ہے مطلقًا۔

قالوا هذا مخالف بتصریح جمهور اهل السنة فان الکفر سجدة العبادة ای علی اعتقاد معبودیة المسجود والوهیتهٖ و سجدة التحیة کانت جائزة فی الشرایع السابقة وصارت محرمة فی شریعتنا علی الصحیح المختار۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا مخالف ہے اُس کے کہ اہل سنت نے کھل کر کہہ دیا ہے کہ سجدۂ عبادت کفر ہے یعنی جس کو سجدہ کرے اُسے معبود و الٰہ اعتقاد کرے اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں حرام ہے مذہب صحیح مختار پر۔

فائدہ۔ شاہ عبد العزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے "پیشانی را بر زمین رسانیدن بدو طرق واقع می شود یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد و ایں قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچ گاہ جائز نشدہ زیرا کہ از محرمات عقلی است و محرمات عقلیہ بہ تبدیل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و دلیلش آنکہ ایں نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل است و غایت تذلل برائے کسے سزاوار است کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آن است کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ مخلوقی یافتہ نمی شود۔ دوم آنکہ برائے تکریم و تحیۃ باشد مانند سلام و سر خم کردن و ایں معنی باختلاف رسوم و عادات و تبدل ازمنہ و اوقات مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت یوسف و اخوان شان واقع شدہ کہ خروا لہ سجدا و در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ و سجود فرشتگان برائے حضرت آدم علیہ السلام ہمیں طریق بود زیرا کہ بسبب تعلیم اسما حضرت آدم علیہ السلام را احسانے و تفوقے بر فرشتگان حاصل شدہ بود و از فرشتگان قبل از پیدائش



ایشان نسبت بایشان سوء ادبی وقوع یافتہ بود برائے مکافات آن احسان و کفارت آن بے ادبی ملائکہ را مامور باین نوع تعظیم و تکریم ساختند۔"

اور مائۃ المسائل میں مولوی اسحاق نے بھی سجدۂ عبادت کو کفر اور سجدۂ تحیۃ کو حرام لکھا ہے۔

قال النجدی ولا یغتر بسجدة الملائکة لآدم ویعقوب لیوسف کما یقوله الجاهل فانه صار منسوخًا کالنکاح مع الاخت۔

کہا نجدی نے اور نہ دھوکا کھایا جاوے فرشتوں کے سجدہ سے آدم کو اور یعقوب کے سجدے سے یوسف کو، جیسا کہ جاہل کہتے ہیں، کیونکہ وہ منسوخ ہو گیا جیسے نکاح بہن سے۔

قالوا ایها الغوی الغبی اما تعرف ان النسخ لا یجری الا فی احکام الحلال والحرام ولا یجری فی الکفر والشرك فانه من الخبائث العقلیة وهی لا تتبدل بتبدل الادیان فلو کان مطلق السجدة کفرًا وشرکًا لم یمکن جوازه فی ملة من الملل فلا بد من القول بان تلك السجدات لم تکن سجدة عبادة والقیاس علی النکاح مع الاخت من الجهل الصریح۔

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ بیوقوف کیا تو نہیں جانتا کہ نسخ حلال اور حرام ہی کے حکموں کو ہوتا کفر و شرک میں نہیں ہوتا کہ وہ اصل خباثت سے ہیں اور اصلی خباثت دینوں کے بدلنے سے نہیں بدل جاتے سو اگر مطلق سجدہ کفر و شرک ہوتا تو کسی ملت میں جائز نہ ہو سکتا تو ضرور ہوا یہ کہنا کہ وہ سجدے سجدۂ عبادت نہ تھے اور بہن کے ساتھ نکاح پر قیاس کرنا کھلی بے وقوفی ہے۔

قال النجدی قال الله تعالیٰ وان المسٰجد لله فلا تدعوا مع الله احدًا وانه لما قام عبد الله یدعوه کادوا یکونون علیه لبدا قل انما ادعوا ربی ولا اشرك بهٖ احدًا اثبت بهذه الآیة ان القیام ادبا شرك وکذا انداد احد وکذا ونداسم احد

نجدی نے کہا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدیں اللہ کے واسطے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی اور یہ کہ جب کھڑا ہوا بندہ اللہ کا کہ عبادت کرے اُس کی قریب ہے کہ ہو جاویں اُس پر اکٹھے، کہہ کہ میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اُس کا شریک نہیں کرتا نجدی نے کہا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا شرک ہے اور ایسے ہی

فان اللہ تعالیٰ خصص ھذہ التعاظیم لنفسہ ــــــــ

کسی کا پکارنا اور کسی کے نام کا ورد کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تعظیموں کو اپنی ذات کے لئے خاص کیا ہے۔

**قالوا** ایھا الملعون کیف تفتری علی اللہ لیس فی الآیۃ ذکر القیام الا حکایۃ عن عبد اللہ فاین انہ خصصہ اللہ تعالیٰ لتعظیمہ فکیف یکون شرکا علی اصطلاحک ایضا اما تعرف الفرق بین ذکر اللہ تعالیٰ حکایۃ وتخصیصہ لہ والدعا بمعنی العبادۃ علی التفسیر الصحیح المرفوع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وکافۃ المفسرین فکیف ثبت کون الندا شرکا ولو فرض بمعنی الندا فبای لفظ ثبت کون ورد اسم احد شرکا وما قلت فان اللہ تعالیٰ خصص ھذہ التعاظیم لنفسہ فھو مجرد الدعوی ولا تعلق للآیۃ بما ادعاہ کانہ ذکرہ فی السکر۔

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون کیا افترا کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر آیت میں تو ذکر قیام کا عبد اللہ کی حکایت کی طرح پر ہے یہ آیت میں کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا پس تیری اصطلاح پر بھی شرک نہیں ہو سکتا کیا تو فرق نہیں سمجھتا ان میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات کو حکایت کیا اور اس میں کہ اُس کو خاص کیا اپنے واسطے اور دعا کے معنی عبادت ہیں صحیح تفسیر میں رسول اللہ سے مروی اور جمہور مفسرین سے پس ندا کا شرک ہونا کہاں سے ثابت ہوا اور اگر مان لیا جائے کہ دعا ندا کے معنی میں ہے تو کسی کے نام کے ورد کا شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا اور وہ جو تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے خاص کیا ان تعظیموں کو اپنی ذات کے واسطے سو یہ نرا دعویٰ ہے آیت سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا نشے والوں کا سا کلام ہے۔

**قال النجدی** قال اللہ تعالیٰ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق فثبت بھذہ الآیۃ ان السفر الی قبر محمد ومشاھدہ ومساجدہ و آثارہ وقبر نبی وولی وسائر الاوثان و کذا طوافہ وتعظیم حرمہ وترک الصید والتحرز عن قطع الشجر وغیرھا شرک اکبر فان اللہ تعالیٰ خصص ھذہ الامور لذاتہ وانزل ھذہ الآیۃ لبیانہ۔

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اذان دے آدمیوں میں حج کے لئے آدیں گے تیرے پاس پیادے اور سوار دُبلے دُبلے اُونٹوں پر دُور کی راہ سے کہ آ پہنچیں فائدوں کے مکانوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام مقرر دنوں میں اس پر کہ دئیے اللہ نے ان کو جانور چوپایوں میں سے۔ سو کھاؤ



اس سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہیئے کہ دُور کریں میل اور پوری کریں منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا نجدی نے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سفر کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اور ان کے مشاہد اور مساجد و آثار کی طرف اور کسی نبی ولی کی قبر اور باقی اوثان کی طرف اور ایسے ہی اُس کا طواف اور حرم کی تعظیم اور شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا اور اس طرح کے کام شرک ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے اور اس آیت کو اُس کے بیان کے واسطے نازل کیا۔

**قالوا** ایھا الشقی الغوی لیس فی الآیۃ الا ذکر انھم یاتوک رجالا وعلی ضامر والامر بالطواف اتعرف کل ذکر وامر تخصیصا وکیف جعلت السفر الی قبر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الذی ثبت بالاحادیث الصحیحۃ کونہ قربۃ و سببا للفوز الدرجات العلی وعمل الصحابۃ والتابعین وسائر صلحاء الامۃ شرکا ومثل السفر الی الاوثان لعنۃ اللہ علیک ما یحرض علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویرغب فیہ ویبین الاجر بل اعظم الاجور علیہ وفعلہ من تیسر لہ من

کہا علماء اسلام نے اے شقی گمراہ آیت میں تو یہی ذکر ہے کہ وہ آویں گے پیادے اور اُونٹنی پر اور حکم ہے طواف کا کیا تو ہر ذکر و حکم کو تخصیص جانتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف سفر کو کہ صحیح حدیثوں سے اُس کا ثواب اور سبب پہنچنے کا بڑے درجوں پر ثابت ہے اور عمل ہے صحابہ اور تابعین اور باقی صلحائے امت کا تو نے کیونکر شرک ٹھیرایا اور مثل سفر کے اوثان کی طرف لعنت خدا کی تجھ پر نبی علیہ السلام جس چیز پر تاکید فرماویں اور اُس پر رغبت دلادیں اور اجر بیان کریں بلکہ سب اجروں سے بڑا اجر اور

زمن الصحابة الى هذا الوقت وتحسبهن لم يفعله تجعله شركا وتعده مع الاوثان وكيف جعلت الطواف المختلف فی تحريمه وكراهته واباحته شركا وكيف جعلت تعظيم حرمه الذی صح فيه الاحاديث و اتفق عليه الامة وان اختلفوا فی اجرآ حكم الجزآ شركا وافتريت على الله تعالى بانه ثبت بهذه الاية وخصصه الله تعالى لنفسه مع عدم ذكره ايضا فی الأية فضلاً عن تخصيص الله تعالى لنفسه۔

صحابہ سے لیکر اس وقت تک جس کو نصیب ہوا۔ اس نے کیا اور جس کے نصیب نہ ہوا وہ افسوس میں رہا۔ تو اے نجدی اسکو شرک کہتا ہے اور اوثان کے ساتھ گنتا ہے اور طواف کو کہ اس کے حرام اور مکروہ و مباح ہونے میں اختلاف ہے توکیونکر شرک کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حرم کی تعظیم کو کہ اس میں حدیث صحیح موجود اور تمام امت کا اتفاق اگرچہ جزا کا حکم جاری کرنے میں اختلاف ہے تو کیونکر شرک کہتا ہے اور اللہ پر تو نے افترا کیا کہ کیا اس آیت سے ثابت ہوا اور اللہ تعالی نے اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے باوجودیکہ آیت میں اس کا ذکر بھی نہیں خاص کرنے کا تو کیا خیال ہے۔

فائدہ۔ شاہ ولی اللہ نے انتباہ میں لکھا ہے کہ ــــــ ” ذکر برائے کشف قبور اول چون بمقبرہ درآید دوگانہ را بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۃ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۃ اخلاص پنج بار بخواند۔ بعدہٗ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعض سورہا بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعدہٗ ہفت کرت طواف کند۔ و دران تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعدہٗ پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت نشیند و بگوید یارب بست و یکبار بعدہٗ اول طرف شمال بگوید یاروح و در دل ضرب کند یاروح الروح مادامیکہ انشراح یابد این بکند انشاء اللہ تعالی کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید۔

قال النجدی قال الله تعالىٰ اوفسقا اهل به لغير الله المراد ما قيل فی حقه انه لنبی او ولی يصير حراما ونجسا مثل

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالی نے یا فسق کہ حلال کیا گیا اس کو واسطے غیر اللہ کے مراد وہ ہے کہ جس جانور کے حق میں کہا گیا کہ واسطے نبی یا ولی کے ہے وہ جانور حرام اور ناپاک



الخنزير لا ما ذكر اسم غير الله عند ذبحه فان هذا المعنى تحريف للقرآن مخالف لجمهور المفسرين

ہو جاتا ہے جیسے سور نہ یہ کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جاوے کہ یہ معنی قرآن کی تحریف ہے اور مخالف سب مفسرین کے ہے۔

قالوا هذا المفترى كذاب صرح جمهور المفسرين بما قدره تحريفا فی كلامه تحريفان من شاء فليرجع الى ای تفسير من تفاسير اهل السنة صرح به الامام على الواحدی قال ابن عباس ما ذبح للاصنام وذكر عليه اسم غير الله وهذا قول جميع المفسرين۔

کہا علمائے اسلام نے یہ مفتری جھوٹا ہے جمہور مفسروں نے تصریح کی اسکی کہ جس کو یہ مفتری تحریف ٹھیراتا ہے اس کے کلام میں دو تحریفیں ہیں جو چاہے جونسی تفسیر کو اہل سنت کی تفسیروں میں سے دیکھ لے بلکہ امام علی واحدی نے صاف لکھدیا ہے کہ کہا ابن عباس نے معنی یہ کہ ذبح کیا گیا واسطے بتوں کے اور ذکر کیا گیا اس پر نام غیر اللہ کا اور یہ قول تمام مفسرین کا ہے۔

قال النجدی عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار رواه الترمذی ثبت بهذا الحديث ان القيام متمثلا بين يدی احد شرك۔

کہا نجدی نے معاویہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس کو خوش آوے یہ کہ اس کیلئے آدمی ہاتھ باندھے کھڑے رہیں سو چاہیئے کہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا دے روایت کیا اس کو ترمذی نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھڑا ہونا کسی کے آگے ہاتھ باندھکر شرک ہے۔

قالوا الوعيد لمن سره تمثل الرجال له قياما فاين فيه ان القيام شرك اما تعرف الفرق فی القيام والسرور على ان كلمة فليتبوأ مقعده من النار جاء فی الوعيد على المعاصی غير الكفر فی احاديث كثيرة

کہا علمائے اسلام نے کہ وعید اس کو ہے کہ کھڑا ہونا آدمیوں کا اس کیلئے اُسے خوش آوے حدیث میں یہ کہاں ہے کہ کھڑا ہونا شرک ہے کیا تو نہیں جانتا فرق کھڑے ہونے اور خوش ہونے میں اور یہ کلمہ وعید کا گناہوں پر بغیر کفر کے بہت حدیثوں میں آیا ہے۔

قال النجدی وعن ابی الطفیل ان علیاً اخرج الصحیفة فیها لعن اللّٰه علی من ذبح لغیر اللّٰه معناه ان تعیین الحیوان علی اسم احد غیر اللّٰه شرك اکبر ویدخل فیه ما یذبحون عند قدوم القادم ولو بذکر اسم اللّٰه

کہا نجدی نے ابی الطفیل سے روایت ہے کہ علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے نکالا ایک صحیفہ اُس میں تھا لعنت کی اللّٰہ نے اس پر کہ ذبح کرے واسطے غیر اللّٰہ کے کہ معنی اُس کے یہ ہیں کہ تعیین کرنا جانور کا کسی کے نام پر سوائے خدا کے بڑا شرک ہے اور داخل ہے اس میں وہ جو ذبح کرتے ہیں آنے والے کے آنے پر اگرچہ اللّٰہ کے نام پر ہو۔

قالوا القول بان التعیین معنی الذبح جهل عظیم ومخالفة للسواد الاعظم وما قال یدخل فیه ما یذبح عند القدوم فمحادة مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سمی ما صح عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم شرکا فی صحیح البخاری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لما قدم المدینة نحر جزورا او بقرة وفیه لما قدم صرارا امر ببقرة فذبحت فاکلوا منها۔

کہا علمائے اسلام نے یہ کہنا کہ تعیین ذبح کے معنی ہیں بڑا جہل ہے اور خلاف کرنا ہے سواد اعظم سے اور وہ جو کہا کہ داخل ہے اس میں ذبیحہ وقت قدوم کے سو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق صحیح ثابت ہے اسکو تو شرک نام رکھا صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب آئے مدینہ میں ذبح کی اُونٹنی یا گائے اور اُسی بخاری میں ہے کہ جب آئے صرار میں حکم کیا یہ کہ گائے ذبح کی گئی پس سب نے کھایا اُسے۔

قالوا اتم الفصل الرابع انظروا کیف عد واشیاء کثیرة من الشرك فی العبادة وقال فی الفصل الاول اثبت ما ذکرت کلها بالآیات والاحادیث فی الفصول الآتیة ثم انظروا کم منها ذکرها ولو بلا ثبوت وکم لم یذکرها علی اللسان فضلا عن الاثبات

کہا علمائے اسلام نے تمام ہوئی چوتھی فصل دیکھو کہ فصل اول میں کتنی چیزوں کو شمار کیا شرک فی العبادت میں اور کہا کہ اگلی فصلوں میں جو میں نے لکھا ہے سب کو ثابت کرونگا آیات واحادیث سے اب دیکھو کہ اُن میں سے کتنی ذکر کئے اگرچہ بے ثبوت کے کئے اور کا ذکر بھی زبان پر نہ آیا فضیلت رکھتے ہوئے ثبات قدمی سے



فلیأت بآیة دالة ولو بدلالة بعیدة وحدیثا ولو ضعیفا یکون فیه ذکر ضرب الخباء له والرجعة القهقری له وامثال ذالك فضلا عن تخصیص اللّٰه تعالی لها لنفسه ولیس هٰذا اوان التفصیل فان الفتنة قد قربت وعرصة الفرصة ضاقت۔

چاہیئے کہ لاوے کوئی آیۃ کہ جس سے ثابت ہو اگرچہ دلالت بعیدہ سے اور حدیث اگرچہ ضعیف ہو کہ اس میں ذکر ہو اس کا کہ اللّٰہ کے واسطے خیمہ کھڑا کرنا چاہیئے اور اللّٰہ کے واسطے اُلٹے پاؤں چلنا چاہیئے اور مانند اسکے اور یہ بات کہ اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ خیمہ میرے ہی لئے کھڑا کرو اور کے لئے مت کھڑا کرو۔ اُلٹے پاؤں میرے ہی لئے چلو اور کیلئے مت چلو۔ اس کا کیا مذکور ہے یہ وقت تفصیل سے بیان کرنے کا نہیں ہے کیونکہ فتنہ نزدیک آپہنچا ہے اور میدان فرصت کا تنگ ہوگیا ہے۔

قال النجدی الفصل الخامس فی رد الاشراك فی العادة

کہا نجدی نے پانچویں فصل شرک فی العادت کے رد میں ہے۔

قالوا تشریع جدید ما سمعنا قبل ذالك۔

کہا علمائے اسلام نے کہ یہ نئی شریعت بنائی ہے پہلے سے ہم نے نہیں سُنا۔

قال النجدی قال اللّٰه تعالی ان یدعون من دونه الا اناثا وان یدعون الا شیطانا مرید لعنه اللّٰه وقال لاتخذن من عبادك نصیبا مفروضا ولاضلنهم ولامنینهم ولآمرنهم فلیبتکن اذان الانعام فلیغیرن خلق اللّٰه ومن یتخذ الشیطان ولیا من دون اللّٰه خسر خسرانا مبینا۔ یعدهم ویمنیهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا اولئك مأویهم جهنم ولا یجدون عنها محیصا۔

کہا نجدی نے کہا اللّٰہ تعالیٰ نے نہیں پکارتے سوائے اللّٰہ تعالیٰ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُس پر اللّٰہ نے اور کہا اُس نے کہ تحقیق لونگا میں تیرے بندوں سے حصہ اور گمراہ کرونگا اُن کو اور خیالوں میں ڈالونگا اُن کے سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بیشک میں سکھادونگا اُنکو سو بدل ڈالیں گے اللّٰہ کی خلقت اور جو پکڑیگا شیطانوں کو ولی سوائے اللّٰہ کے وہ صاف ٹوٹے میں پڑا وعدہ دیتا ہے اُنکو شیطان اور خیالات میں ڈالتا ہے اور جو وعدہ دیتا ہے سو محض دغا ہے اُنکا ٹھکانا دوزخ میں ہے اور نہ پاویں گے اُس سے بچاؤ

بین اللہ تعالیٰ بھذہ الآیۃ حال مشرکی زماننا حیث یقول واحد یا ستی خدیجۃ وواحد یا ستی فاطمۃ وواحد یا ستی رابعۃ وواحد یا ستی رقیۃ وغیر ذالک وندائھن کندآ الشیطٰن فانہ تخذ منھم نصیبا مفروضا واضلھم فلیبتکن الاذان ای یجعلونھا لھن ویقولون ھذہ لفلانۃ وثبت ان جعل الحیوان وجعل ذبحہ وکذا جعل ای شیئی کان نذرا او صدقۃ لغیر اللہ وکذا التشریک لغیر اللہ کان یقول نذرا للہ ورسولہ او صدقۃ الی اللہ والی رسولہ شرک من اضلال الشیطان والشئی المجعول لغیر اللہ حرام نجس۔

نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اس آیت سے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا حال کہ کوئی کہتا ہے اے میری سیدہ خدیجہ اور کوئی کہتا ہے اے میری سیدہ فاطمہ کوئی یا رابعہ یا رقیہ اور اور سوائے اسکے اور ان عورتوں کا پکارنا شیطان کا پکارنا ہے کہ اُس نے لیا ہے اُن میں سے حصّہ اور گمراہ کیا ہے اُنکو اور مقرر کرتے ہیں جانوروں کو اُنکے واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ واسطے فلانے کے ہے اور ثابت ہوا کہ مقرر کر دینا جانور کا اور مقرر کر دینا اسکے ذبح اور ایسی ہی کسی چیز کا کہ ہو نذر یا صدقہ واسطے غیر اللہ کے اور ایسے ہی شریک کرنا غیر اللہ کو اس طرح کہ کہے یہ چیز نذر اللہ اور رسول کی ہے یا صدقہ ہے طرف اللہ اور طرف رسول کے شرک ہے شیطان کے گمراہ کرنے سے اور جو چیز کہ مقرر کر دی گئی واسطے غیر خدا کے حرام و نجس ہے۔

قالوا انظروا کیف فسر القرآن برأیہ فان التفسیر الصحیح المأثور من الصحابۃ الی ھذا الوقت ما یعبدون من دون اللہ الا الٰھۃ فانھم یسمون الھتھم التی کانوا یعبدونھا اناثا یقولون انثیٰ بنی فلان فکیف یکون الآیۃ بیانا لحال من قال یا ستی خدیجۃ ولم یعتقدھا الٰھا ولا یعبدھا وان کان مجرد ندا

کہا علمائے اسلام نے دیکھو کس طرح تفسیر کیا نجدی نے قرآن کو اپنی رائے سے تفسیر صحابہ کے وقت سے اب تک یوں مروی ہے کہ نہیں عبادت کرتے سوائے اللہ کے مگر الٰہوں کی کہ مشرکین اپنے الٰہوں کو جنکی عبادت کرتے تھے انثیٰ یعنی مادہ نام رکھتے تھے کہتے تھے انثیٰ فلانی قوم کا یعنی الٰہ فلانی قوم کا پس آیہ کریمہ کیونکر ہو سکتا ہے بیان حال اس شخص کا کہ کہا اُس نے اے میری سردار خدیجہ کہ نہ اعتقاد کیا اُس شخص



الانثیٰ مراد الآیۃ وکان شرکا من غیر دخل اعتقاد الوھیتھا وعبادتھا فاذا نادیت أمک واختک تکون مشرکا لان الشرک اذا ثبت یعم الحی والمیت وما قال نذرا وصدقۃ نجسۃ عظیمۃ نعم النذر لغیر اللہ حرام حیوانا کان المنذور ام لا واما الصدقۃ لغیر اللہ فالکلام فیہ سھو وجھل وسفہ المتسمم من اھل السنۃ ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ واستدلوا بما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحی بکبشین املحین احدھما عن نفسہ والآخر عن امتہ ممن اقر بوحدانیۃ اللہ وشھد لہ بالبلاغ جعل تضحیۃ احدی الشاتین لامتہ وعلی ضحی بکبشین وقال احدھما عن علی والآخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال امرنی بذالک او اوصانی فلا ادعہ المتسمم ان سعد بن عبادۃ قال قلت یا رسول اللہ ان امی ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد المتسمم ان کعب بن مالک

نے خدیجہ کو الٰہ نہ اسکی عبادت کرتا ہے اور اگر مطلق پکارنا عورت کا شرک ہو اور مراد ہو آیۃ کی اور اُس کے اعتقاد الوہیۃ اور اسکی عبادت کو دخل نہ ہو تو جب اپنی ماں بہن کو پکارلے چاہیئے کہ مُشرک ہو جاوے کیونکہ شرک جب ثابت ہوا زندے مُردے سب میں ہوگا اور وہ جو نجدی نے کہا کہ کسی چیز کا نذر یا صدقہ کرنا غیر خدا کے واسطے شرک ہے سو بڑی ہٹ دھرمی ہے ہاں نذر کرنا غیر اللہ کیلئے حرام ہے لیکن صدقہ میں کلام کرنا بڑی بیوقوفی ہے اے نجدی کیا تو نے نہیں سُنا اہلِ سنت کا مذہب ہے کہ آدمی کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو مقرر کر دے اور دلیل لاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دو مینڈھے ابلق ذبح کئے ایک اپنی طرف سے دوسرا امت کی طرف سے جو اقرار کرے اللہ کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیغمبری کا ایک بکری کا قربانی کرنا اپنی امت کے واسطے مقرر کر دیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ دو بکری قربانی کی ایک اپنی طرف سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف سے اور کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم کیا ہے یا وصیت کی ہے میں اُسے نہ چھوڑونگا کیا تو نے اے نجدی نہیں سُنا کہ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مر گئی سو کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا سعد نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے اے نجدی کیا تو نے نہیں سُنا کہ کعب بن مالک

قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسک بعض مالک شف ایھا النجدی کیف سمیت ھذا شرکا وتدعی الایمان وتحقیق النذر علی ما فی الفقہ ان النذر الشرعی ای ایجاب مالیس بواجب علی نفسہ بان یقول للہ علی کذا او یقول ان قضی اللہ حاجتی فعلی کذا مختص باللہ تعالی حرام لغیرہ بان یقول یا فلان ان قضیت حاجتی فعلی لک کذا فان المؤثر بالحقیقۃ والمتصرف فی العالم بالاستقلال لیس الا اللہ والشیئ المنذور الحلال الطاھر فی ھذا النذر باق علی حلہ وطھارتہ لایصیر حراما او نجسا وان کان النذر حراما فان ھذا النذر باطل لم ینعقد ولیس لقول الناذر المبطل فیہ تاثیر وکما یخرج المنذور فی النذر الصحیح من ملک المالک لایخرج فی النذر الباطل بل باق علی ملکہ ویجوز لہ التصرف فیہ بای وجہ شاء اکل او انفق وھو کسائر مملوکاتہ ویجوز اخذہ بطریق الصدقۃ المبتداۃ و

نے کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ میری توبہ سے یہ ہے کہ الگ ہو جاؤں اپنے مال سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف صدقہ دیکر سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مال اپنا اپنے پاس بھی رکھ لے دیکھ نجدی اس کو تو نے شرک کہا اور دعوی کرتا ہے ایمان کا نذر کی تحقیق موافق کتب فقہ کے یوں ہے کہ نذر شرعی یعنی واجب کر لینا اپنے اوپر اس چیز کا جو واجب نہیں ہے اس طرح کہ کہے اللہ کے واسطے میرے اوپر یہ واجب ہے یا کہے کہ اگر اللہ تعالی میری حاجت بر لائے تو میرے اوپر یہ واجب یہ نذر خاص ہے اللہ کو دوسرے کیلئے حرام۔ اس طرح کہ کہے یا نبی یا ولی اگر میری حاجت تو برلائے گا تو میرے اوپر تیرے واسطے یہ ہے کیونکہ مؤثر حقیقی اور عالم میں مستقل تصرف کرنیوالا اللہ ہی ہے۔ دوسرا نہیں اور کھانا وغیرہ نذر کی گئی چیز جو حلال پاک ہے اس نذر سے حلال اور پاک رہتی ہے حرام اور ناپاک نہیں ہو جاتی اگرچہ نذر حرام ہو اس واسطے کہ یہ نذر باطل ہے نذر ہے ہی نہیں اور نذر کرنیوالے مبطل کے کہنے سے کچھ تاثیر نہیں ہوتی اور جیسے نذر کی گئی چیز نذر صحیح میں مالک کے ملک سے نکل جاتی ہے نذر باطل میں نہیں نکلتی بلکہ اُسی کی ملک رہتی ہے اور اُسکو ہر طرح کا تصرف کھانے کھلانے کا جائز ہے اور سب مملوکہ چیزوں کے برابر ہے اور نئے صدقہ اور



والھدیۃ المنفصلۃ وان کان النذر للہ وذکر النبی والولی لبیان المصرف او بطریق التوسل بان یقول یا اللہ ان قضیت حاجتی اتصدق علی خدام قبر فلان النبی او الولی او اطعم الفقراء علی بابہ او یقول یا اللہ ان قضیت حاجتی ببرکۃ فلان لہ کذا ای اھدی ثوابہ لہ او یقول یا نبی اللہ یا ولی اللہ ادع فی قضاء حاجتی من اللہ ان قضی حاجتی اھدی لک ثواب صدقۃ کذا فالنذر فی ھذہ الصور کلھا جائز واما مایقولون ھذا النذر النبی ھذا النذر الولی فلیس بنذر شرعی ولا داخلا فی النھی ولیس فیہ معنی النذر الشرعی مایھدی للاکابر یقال لہ فی العرف نذر فھذا الجاھل لایعرف معانی الالفاظ ولا یمیز بین المعانی اللغویۃ والشرعیۃ والعرفیۃ ویجترئ فی الدین ویخترع۔

جدید ہدیہ کے طور پر اور ولی کو لینا جائز ہے اور اگر نذر ہو اللہ کی اور نبی ولی کا ذکر واسطے بیان مصرف کے ہے یا بطریق توسل کے ہے اس طرح کہ کہے یا اللہ اگر میری حاجت برلاویگا تو میں فلانے نبی یا ولی کے مزار کے خادموں کو یہ دونگا یا کہے یا اللہ اگر میری حاجت بر لاوے گا فلانے کی برکت سے تو میں فلانی چیز کا ثواب اُس بزرگ کو پہنچاؤنگا۔ یا کہے یا نبی اللہ یا ولی اللہ اللہ سے میری حاجت بر آنے کی دعا کرو۔ اگر میری حاجت برا آیا تو تم کو فلانی چیز کا ثواب پہنچاؤں گا سو ان تینوں صورتوں میں نذر جائز ہے اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیز نذر ہے پیغمبر کی یا کسی ولی کی سو یہ نذر شرعی نہیں ہے اور نہ حرام ہونے میں داخل نہ اس میں نذر شرعی کے جو غیر خدا کو حرام ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جو چھوٹے آدمی بڑے آدمیوں کو دیتے ہیں عرف میں اسکو نذر کہتے ہیں۔ یہ نجدی جاہل لفظوں کے معنی نہیں جانتا اور معنی لغوی اور شرعی اور عرفی میں فرق نہیں کر سکتا اور دین میں جرأت کرتا ہے اور نیا دین نکالتا ہے۔

**فائدہ** ۔ مولوی رفیع الدین نے رسالۂ نذریہ میں لکھا ہے کہ۔

"لفظ نذر کہ اینجا مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند آرے نذر شرعی قسمی ازان گاہے می باشد و حکم آن نذر این است کہ اگر بہ تحقیق محض برائے اولیاست حرام است کہ وارد شدہ لا نذر لغیر اللہ

ونیز قضائے حاجت باستقلال از کسی خواستن و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن نوعے از شرک است و اگر بصورت است نہ وندر واقع بر یکے از سہ وجہ مباح است وجہ اول آنکہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است و ایشان مصرف محض اند گویا میگوید الٰہی این مراد من اگر حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم دوم آنکہ ایشان را شفیع سازد گویا می گوید یا حضرت در جناب الٰہی برائے این مشکل دعا کنید اگر این مراد حاصل شود از طرف تو در جناب الٰہی برائے این مشکل این قدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب آن عائد بشما شود و این معنی جواز دارد چرا کہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ را وصیت فرمودند کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی کردہ باش و سعد بن عبادہ را فرمودہ چاہے بنا کن و بگو ہٰذہ لام سعد سوم آنکہ آن بزرگ را در جناب الٰہی وسیلہ سازد گویا میگوید الٰہی برکت فلان بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود کہ برائے تو عمر خود در بندگی و رضاجوئی تو گزرانیدہ اگر مشکل من آسان کنی این قدر مال برائے تو بدہم و ثواب این تحفہ روح آن بزرگ سازم تا از بر و احسان بآن بزرگ خوشنود شوی و این ہم ہست لہ مذہب حنفیہ است للانسان ان یجعل ثواب نافلۃ لمن شاء۔"

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین نام کتاب میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھا ہے۔

"حضرت ایشان می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد نذر کرد کہ بارخدایا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ بحضرت ایشان ہدیہ دہم آن مشکل مندفع شد و آن از خاطر او رفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبب این امر مشرف شدم بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادم کہ این بیماری بسبب عدم وفائے نذر است۔ اگر اسپ خود را می خواہی نذرے را کہ در فلان محل التزام نمودہ بفرستد نادم شد و آن نذر فرستاد ہمان ساعت اسپ او شفا یافت۔"

اور بھی اسی کتاب میں ہے — "این فقیر از یاران کہ حاضر واقعہ بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشان در قصبہ "ڈاسنہ" بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیا رفتہ بودند و شب ہنگام بود در آن محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند و میگویند کہ چیزے خوردہ



روید توقف کنید تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاران غالب آمد آن گاہ زنے بآمد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید بہمان ساعت این طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم درین وقت آمد ایفائے نذر کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کنند۔"

اور بھی اسی کتاب میں حضرت میر ابو العلا کے ذکر میں کہ ان کے پیروں میں سے تھے لکھا ہے کہ — "مزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ می بودند و از آن جناب دلربائیہا یافتند و فیضہا گرفتند استماع افتاد کہ خانگیان ایشان بسبب کسلے کہ عارض میر ابو العلا شدہ بود بآن مزار یک روپیہ و یک چادر نیاز فرستادہ بودند حضرت امیر را اطلاع نبود روزے بآن مزار متوجہ بودند کہ از درون ندا آمد کہ این قدر از خانہ شما نیاز آمدہ است و برائے صحت فرزند شما خواہش فرزند و دیگر التماس کردہ اند و آن ملتمس مبذول است۔"

شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ "معنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقیماندہ و یکے مرد دیگرے را وصی آن می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد و منبعیت فیض ولایت بود و ہذا التزام این امر کافہ خلائق از ائمہ اطہار برائے ہر مردے مروی نہ شدہ بلکہ یاران چیدہ و مصاحبان برگزیدہ خود را بآن فیض خاص مشرف می ساختند و ہر یکے را بقدر استعداد باین دولت می نواختند۔"

اور بعد تھوڑے سے کلام کے لکھا ہے۔ "ونیز ازین سبب کہ حضرت امیر و ذریۃ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است و نام شیخین را درین مقدمات کسے بر زبان نمی آرد در فاتحہ و درود و منت و نذر و عرس و مجلس کسے شریک نمی کنند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان نمی دانند گو معتقد کمال و فضیلت ایشان باشد بر مثال انبیاء مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام

زیراکہ کمال ایشان شل کمال انبیاء مبنی برکثرت تفضیل است وکمالات اولیاء ہمہ ناشی از وحدت وجمع غیبت اند پس اولیاء را مرأت ملاحظہ فعل الٰہی بلکہ صفات او تعالیٰ میتوانند کرد وانبیاء ووارثان کمالات ایشان را غیر از علاقہ عبدیت ورسالت وخادمیت علاقہ دیگر در فہم مردم حاصل نیست ولہذا آنہا را مرأت ملاحظہ او تعالیٰ نمی تواند کرد۔

قال النجدی قال اللہ تعالیٰ وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون ھکذا یفعل مشرکو زماننا عربا وعجما فانھم یجعلون شیئا منھا للہ وشیئا للنبی والولی والامام والشریف فیکونون مشرکین بھذہ الشنیعۃ۔

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور ٹھہرایا مشرکوں نے اس سے کہ پیدا کیا کھیتی اور چوپایوں سے حصہ پھر کہا کہ یہ اللہ کے واسطے ہے اپنے گمان میں اور یہ ہمارے شریکوں کے واسطے پس جو انکے شریکوں کا ہے نہیں پہنچتا اللہ کو اور جو اللہ کا ہے انکے شریکوں کو پہنچتا ہے برا حکم کرتے ہیں۔ نجدی نے کہا ایسے ہی کرتے ہیں ہمارے زمانے کے مشرک عرب و عجم میں کہ وہ مقرر کرتے ہیں کچھ اس سے واسطے اللہ کے اور کچھ واسطے نبی ولی امام شریف کے اور اس برے کام سے مشرک ہو جاتے ہیں۔

قالوا ایھا الجاھل ختم اللہ علی قلبک لا تشعر بما یخرج من لسانک فان المشرکین قالوا ھذا لشرکائنا والمسلمون یقولون للنبی والولی ھل القول بالنبی والولی ام القول بالشرکاء یستلزم الشرک الم تسمع قول سعد وقول النبی لہ ھذہ لام سعد وقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان من البر ان تصلی لھما مع

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل اللہ نے تیرے دل پر مہر کر دی ہے جو تیری زبان سے نکلتا ہے اسکو بھی تو نہیں سمجھتا مشرکوں نے کہا یہ ہمارے شرکا کیلئے ہے اور مسلمان کہتے ہیں نبی ولی کے لئے ہے کیا نبی ولی کہنا اللہ کے شریک کہنا ہے اسواسطے سے شرک لازم ہوتا ہے کیا تو نے نہیں سنا سعد صحابی کا کہنا یا فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سعد سے کہ تو کھود کنواں سعد کی ماں کیواسطے ہے اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نیکی سے ہے ماں باپ کے



صلوتک وان تصوم لھما مع صومک

واسطے انکے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھے تو واسطے ان کے اپنے روزے کے ساتھ ہے۔

قال النجدی قال اللہ تعالیٰ قالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمھا الا من نشاء بزعمھم وانعام حرمت ظھورھا وانعام لا یذکرون اسم اللہ علیہا افتراء علیہ سیجزیھم بما کانوا یفترون ھذا بیان ما علیہ الناس فی زماننا فانھم یخصصون الآکلین فی نذورھم وصدقاتھم ویحرمون بعضا کما لا یطعمون طعام الصدقۃ للحداد لغیر من ھو فی سلسلۃ ارادتہ ویخصصونہ لمریدیہ وما یجعلونہ للعیدروس یخصصونہ لاولادہ ویجعلون بعض الانعام لغیر اللہ ویقولون ھذہ لمحمد وھذہ لعلی ولا یذکرون اسم اللہ علیہا ولا یقولون ھو للہ

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے کہا مشرکوں نے کہ یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے نہ کھائے اسکو مگر وہ کہ جس کو ہم چاہیں اپنے گمان میں اور چوپائے ہیں کہ سواری ان پر حرام ہے اور چوپائے ہیں کہ اللہ کا نام ان پر نہیں لیتے افترا ہے جزا دے گا انکو افترا کی نجدی نے کہا یہ بیان ہے اس کا کہ ہمارے زمانے کے آدمیوں میں ہے کہ خاص کرتے ہیں کھانے والوں کو اپنی نذر وصدقہ میں اور بعضوں کو نہیں دیتے جیسے کہ حداد کی نیاز کا کھانا سوائے ان کے مریدوں کے کسی کو نہیں دیتے اور عیدروس کی نیاز سوائے انکی اولاد کے اور بعضے چوپائے ٹھہرا دیتے ہیں غیر اللہ کو اور کہتے ہیں یہ محمد کے واسطے ہے یہ علی کے واسطے اور اللہ کا نام اس پر نہیں ذکر کرتے اور یہ نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے واسطے ہو۔

قالوا یا ایھا الجاھل معنی الآیۃ ان المشرکین قالوا ھذہ اشارۃ الی ما جعلوہ لآلھتھم انعام وحرث حجر ای حرام لا یطعمھا الا من نشاء یعنی خدام الاوثان والرجال دون النساء وانعام حرمت ظھورھا یعنی البحائر وامثالھا لا یذکرون اسم اللہ علیہا فی الذبح وانما یذکرون اسما آلھتھم افتراء علیہ بان اللہ امرھم۔

کہا علمائے اسلام نے معنی آیت کے یہ ہیں کہ مشرکوں نے کہا اس چیز کو کہ ٹھہرایا انہوں نے اپنے الہوں کیلئے یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے بتوں کے خادم اور مرد کھاویں عورتیں نہ کھاویں اور بحیرہ وغیرہ کی پیٹھ حرام ہے ان پر ذبح میں اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ اپنے آلہہ کا نام لیتے ہیں اللہ پر افترا کرتے ہیں کہ اس نے انکو یہ حکم کیا ہے

بذالك سيجزيهم بما كانوا يفترون فكيف يكون بيا ناالحال من لم يعتقد الانبيأ والاولياء آلها ولم يجعل الانعام والحرث لآلهتهم ولم يقولوا ان الله حرمها ويذكرون اسم الله عليها فى الذبح اما تخصيص الآكلين فى النذور وفى الصدقات فباختيار الناذر والمتصدق والصدقة للميت تبلغه وتنفعه ويسربه فالكل محبه ومنتسبه يكون سببا لمزيد سروره فالتخصيص لهذا السبب اولغيره من غيران يقال انه حكم الله تعالى لا يدخل فى حكم الأية الم تسمع ما قالت عائشة ما غرت على احد من نسآ النبى صلى الله عليه وآله وسلم ما غرت على خديجة وما رايتها قط ولكن كان يكثر ذكرها وربما ذبح شاة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها فى صدائق خديجة اخرجه الشيخان ـ

اللہ انکے افترا کی جزا دیگا پھر یہ آیۃ کیونکر بیان ہو اُنکے حال کا کہ انبیاء اولیأ کو خدا نہیں جانتے اور چوپایوں اور کھیتی کو واسطے اپنے الہوں کے نہیں ٹھیراتے اور نہیں کہتے کہ اللہ نے اُنکو حرام کیا ہے اور ذبح میں اللہ کا نام لیتے ہیں اور یہ جو کھانے والوں کی تخصیص کرتے ہیں ۔ سو وہ تخصیص نذروں اور صدقوں میں نذر کرنے والے کے اور صدقہ کرنے والے کے اختیار میں ہے اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع کرتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے سو اس کے دوستوں کا اور علاقہ داروں کا کھانا اُسکی زیادہ خوشی کا سبب ہوتا ہے اس سبب سے یا کسی اور سبب سے تخصیص کرنا ہے اس کے کہ کہیں کہ اللہ نے حکم کیا ہے آیۃ کریمہ کے حکم میں داخل نہیں ہے کیا تو نے نہیں سُنا جو کہا عائشہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں میں سے کسی پر مجھے ایسا رشک نہیں آیا جیسا خدیجہ پر میں نے اُنکو دیکھا نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اکثر تھا کہ ذبح کرتے بکری اور اُسکے بند بند جدا کرتے اور خدیجہ کے صدائق میں بھیج دیتے بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ۔

فائدہ ۔ مولوی رفیع الدین نے رسالہ نذور مزارات اولیا میں لکھا ہے ۔

قسم دیگر آنکہ حاکم یا زمیندار برائے صلہ و برائے روح میت و بہ خوشنودی و رضائے او بیکے علی التعین بدہد و یا بطریق سالانہ و فصلانہ بنام آن مقرر سازد این قسم نیز جائز است



بنا بر حمل بر آنکہ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از طعام و لحم نزد صدائق حضرت خدیجہ می فرستادند"

اور بھی مولوی رفیع الدین سے استفتا اس باب میں ہے ۔

سوال ۔ تخصیص ماکولات در فاتحہ بزرگان مثل کھچڑا در فاتحہ امام حسین و توشہ در فاتحہ شیخ عبد الحق وغیر ذالک و ہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم دارد

جواب ۔ فاتحہ و طعام کہ بے شبہ از مستحسنات است و تخصیص کہ فعل مخصص است باختیار او ست کہ باعث منع نمی تواند شد و این تخصیصات از قسم عرف و عادت اند کہ بمصالح خاصہ و مناسبتے خفیہ ابتداءً بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ و رحق کھچڑا صاحب در مختار و صاحب قنیہ و دیگر فقہا تصریح نمودہ اند و تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذبح جانور و تقسیم گوشت آن را بصدائق خدیجہ کہ بطریق صحیح ثابت است واللہ اعلم بالصواب ۔

قال النجدى عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من حلف بغير الله فقد اشرك انظروا كيف صرح النبى بشرك من حلف بغير الله فكيف نقول بايمان من يقول بابى وامى وابيه وبالنبى والولى فالحالف لهم مشرك كالحالف باللات والعزى ـ

کہا نجدی نے ابن عمر سے روایت ہے کہ کہا میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے جو قسم کھاوے غیر اللہ کی سو مشرک ہو گیا نجدی نے کہا دیکھو کیسے کھُل کر کہہ دیا نبی نے کہ قسم کھانے والا غیر اللہ کی مُشرک ہے پھر ہم کیونکر کہیں مومن اُس کو کہ قسم کھاتا ہے اپنے ماں باپ کی یا دوسرے کے باپ کی اور نبی ولی کی سو اُنکی قسم کھانے والا مشرک ہے جیسے قسم کھانے والا لات و عزیٰ کی ۔

قالوا ايها الملعون كيف لا تقول وقد قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم لفظ وابيه ومعنى الحديث من حلف لغير الله على اعتقاده الغير آلها فى

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون تو کیونکر باپ کی قسم کھانے والے کو مومن نہ کہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں باپ کی قسم موجود ہے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھاوے غیر اللہ کی اُس غیر کو الٰہ اعتقاد کر کر

المسئلة تفصيل ان حلف لغير الله على الاعتقاد يكفر وعلى المودة ليس يكفر ولكن لا يخلو عن المعصية وعلى العادة لا كفر ولا معصية وقد خرج من بعض الصحابة بحضرته صلى الله عليه وآله وسلم ولم ينكر عليه۔

اور مسئلہ میں تفصیل ہے اگر قسم کھاوے غیر کی اللہ اعتقاد کر کر وہ کفر ہے اور دوستی کی راہ سے غیر کی قسم کھاوے سو کفر نہیں لیکن گناہ سے خالی نہیں ہے اور بطریق عادت کے نہ کفر ہے نہ گناہ ہے اور بعضے یاروں کی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو قسم غیر کی نکلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہیں کیا۔

**قال النجدي** عن جبير بن مطعم قال اتى رسول الله اعرابي فقال جهدت الانفس وجاع العيال وهلكت الاموال فاستسق الله لنا فانا نستشفع بك على الله ونستشفع بالله عليك فقال النبي سبحان الله سبحان الله حتى عرف ذلك في وجوه اصحابه فقال ويحك انه لا يستشفع بالله على احد شان الله اعظم من ذالك ويحك اتدري ما الله ان عرشه على سمواته هكذا وقال باصابعه مثل القبة عليه وانه ليئط اطيطة الابل بالراكب اخرجه ابوداؤد انظروا كيف تغير حال النبي باستماع قول الاعرابي انا نستشفع بالله عليك ولا يبالون مشركو زماننا شركياتهم وكفرياتهم يقولون يا محمد اغثني لله ......

کہا نجدی نے جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ سختی میں پڑ گئیں جانیں اور بھوکے ہیں لڑکے بالے اور ہلاک ہو گئے مال سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے کیونکہ ہم تمکو شفیع لاتے ہیں اللہ کے آگے اور اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے پیغمبر خدا نے فرمایا اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے یہاں تک کہ اثر اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاروں کے چہرہ میں معلوم ہوا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہے تو اللہ کو کسی کے آگے شفیع نہیں لاتے اللہ کی شان بہت بڑی ہے تو اللہ کو جانتا ہے کہ کیا ہے تحقیق اللہ کا عرش آسمانوں پر ہے اس طرح اور بتلایا اپنی انگلیوں سے کہ گنبد کی طرح ہے اور وہ چرچر بولتا ہے جیسے اونٹ کا پالان سواری سے روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے دیکھو کہ کیسا متغیر ہو گیا حال پیغمبر کا اعرابی کی بات سے کہ اُس نے کہا ہم اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے اور ہمارے زمانے کے مشرک اپنے شرکیات و کفریات سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں اے محمد اللہ کے واسطے میری فریاد سن



یا علی ادرکنی لله یا عبد القادر اعطنی لله۔ اے علی اللہ کے واسطے میری خبر لو اے عبد القادر اللہ کے واسطے کچھ مجھے دو۔

**قالوا** الم تسمع قوله صلى الله عليه وآله وسلم من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان وقوله صلى الله عليه وآله وسلم من استعاذ بالله فاعيذوه ومن سال بالله فاعطوه الا ترى الفرق بين نستشفع بالله عليك وبين اعطى لله۔

کہا علمائے اسلام نے کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جو دوستی کرے اللہ کے واسطے اور عطا کرے اللہ کے واسطے اور منع کرے اللہ کے واسطے اس نے پورا کیا ایمان اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو پناہ مانگے اللہ کے واسطے اُسے پناہ دو اور جو سوال کرے اللہ کے واسطے اُسے دو اے نجدی کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس کہنے میں کہ ہم اللہ کو شفیع لاتے تیرے آگے اور اس کہنے میں کہ کچھ دے ہمکو اللہ کے واسطے حال یہ کہ فرق بہت کھلا ہے۔ پہلی بات پر خفا ہوئے اور دوسری بات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی پس نجدی بے دین بے عقل نے دوسرے کو پہلے میں ملا دیا۔

**قال النجدي** عن ثابت بن الضحاك قال نذر رجل في عهد رسول الله ان ينحر ابلا ببوانة فاتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره فقال رسول الله هل كان فيه وثن من اوثان الجاهلية تعبد قالوا لا قال فهل كان فيها عيد من اعيادهم قالوا لا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر في معصية الله اخرجه ابوداؤد فثبت بهذا الحديث ان النذر الصحيح الذي هو لله يصير

کہا نجدی نے ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کہ ذبح کرے اونٹ ایک جگہ میں کہ اُس کا نام بوانہ تھا۔ پھر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور آپ کو خبر دی فرمایا کہ کیا تھا اُس میں کوئی بت کفر کے وقت کا کہ پوجا جاتا ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا کہ وہاں کوئی میلہ کافروں کا تھا لوگوں نے کہا نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی نذر پوری کر کیونکہ وہ نذریں پوری کرنا نہ چاہیے کہ اللہ کی معصیت میں ہوں روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحیح نذر جو اللہ کے واسطے ہو مکان کے مقرر کرنے سے

بتعیین المکان معصیة و شرکا.

معصیت و شرک ہو جاتی ہے۔

قالوا ایها الاعمی کیف تقول وتذکر قوله صلی الله علیه واله وسلم اوف بنذرک وقد جاء بطریق اخصان امراة قالت یا رسول الله انی نذرت ان اضرب علی راسک الدف قال اوف بنذرک قالت نذرت ان اذبح بمکان کذا وکذا ایذبح فیه اهل الجاهلیة قال هل کان بذلک وثن من اوثان الجاهلیة تعبد قالت لا قال هل کان فیه عید من اعیادهم قالت لا قال اوفی بنذرک.

کہا علمائے اسلام نے اے اندھے تو کیونکر کہتا ہے کہ نذر صحیح مکان کے تقرر کرنے سے گناہ و شرک ہو جاتی ہے باوجودیکہ خود ذکر کرتا جاتا ہے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اپنی نذر پوری کر اور تحقیق دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میں نے نذر کی ہے کہ آپ کے سر شریف پر دف بجاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کر اس نے کہا میں نے نذر کی ہے کہ فلانے مکان میں جہاں اگلے کافر ذبح کیا کرتے تھے وہاں جانور ذبح کروں آپ نے پوچھا کہ وہاں کوئی بت ہے کافروں کا کہ پوجا کیا جاتا ہے۔ عورت نے کہا نہیں فرمایا کہ وہاں کوئی کافروں کا میلہ ہے عورت نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اپنی نذر پوری کر۔

قال النجدی عن قیس ابن سعد قال اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت یا رسول الله انت احق ان یسجد لک فقال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له فقلت لا فقال لا تفعلوا اخرجه ابوداؤد انظروا اعتذار النبی صلی الله علیه واله وسلم بمنع السجود لکونه رمة فی قبره.

کہا نجدی نے قیس بن سعد نے کہا کہ میں شہر حیرہ میں گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بہت لائق اسکے ہیں کہ سجدہ کیا جاوے آپکو فرمایا مجھکو کیا دیکھتا تو اگر میری قبر پر گذرے کیا سجدہ کرے اسکو میں نے کہا نہیں فرمایا مت کرو روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے۔ دیکھو عذر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کی منع سے اپنی مٹی ہو جانے کی قبر میں۔

**فائدہ** - صاحب تقویۃ الایمان نے اس مطلب کو اس طرح ادا کیا یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں[1]۔

[1] انصاف و دیانت کے نام پر بتائیے کہ یہ حدیث شریف کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ ایسی جسارت سے خدا کی پناہ ۱۲ شرف قادری۔



قالوا ایها الملعون کیف عبرت عن لفظ قبری بکونه رمة فی قبره و افتریت علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وکیف اجترئت علیه الم تسمع ما قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ونبی الله حی یرزق.

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون کیونکر تو نے میری قبر کے معنی کہے کہ میں مٹی ہو جانے والا ہوں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا کیا اور کیونکر جرأت کی اس پر کیا تو نے نہیں سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ نے حرام کیا زمین پر یہ کہ کھاوے پیغمبروں کے بدنوں کو اور پیغمبر اللہ کے زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں۔

قال النجدی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عباد الله وکل نسائکم اماء الله ولا یقل العبد لسیده مولائی فان مولاکم الله انظروا کیف نهی النبی من ان یقول احد لمملوک احد انه عبده فکیف حال المشرکین الکاذبین الذین یسمون ابناءهم عبد الرسول و عبد النبی.

کہا نجدی نے ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز نہ کہے کوئی تم میں سے میرا عبد میرے بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور عورتیں تمہاری اللہ کی بندی ہیں۔ اور غلام اپنے مالک کو نہ کہے میرا مولا کہ مولا سب کا اللہ ہی ہے۔ نجدی نے کہا دیکھو کیسے منع کیا پیغمبر نے اس بات سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اُس کا عبد ہے۔ سو سمجھ کیا حال ہے جھوٹے مشرکوں کا کہ اپنے بیٹوں کا عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھتے ہیں۔

قالوا کیف تفتری علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وتقول نهی من ان یقول احد لمملوک احد انه عبده اما تعرف الفرق بین ما قلت وبین ما قال النبی صلی الله علیه واله وسلم لا یقولن احدکم عبدی فانه من باب تعلیم التهذیب لا من التحریم والتشریک

کہا علمائے اسلام نے اے نجدی کیسا افترا کرتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کہتا ہے کہ منع کیا پیغمبر نے اس سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اُس کا بندہ ہے کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس میں جو تو نے پیغمبر پر افترا کیا اور اس میں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں کا عبدی نہ کہے یعنی میرا بندہ یہ اُس میں کہاں ہے کہ کوئی کسی کے مملوک کو نہ کہے کہ اس کا بندہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تہذیب اخلاق کی

الا تعلم ان اطلاق العبد والامة شایع فی الکتاب والسنة یا ایها الملعون لا تعلم معانی الالفاظ ولا المحاورات ولا الحقیقة والمجاز وتقول ما تقول اسمع قد سمی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم محب الدرهم والدینار عبد الدرهم وعبد الدینار ویقال لمن احسن علیه احد انه عبده التسمیة الانسان عبد الاحسان ویقال للمحکوم ان عبد عصاه ایها الشقی کیف سمیت فی خطبة صحیفتك هذه اباك بالمولی وکیف خرجت من الشرك۔

کہ مالک اپنے غلام کو یوں نہ کہا کرے میرا غلام میرا غلام میری باندی میری باندی کہ یہ بد خلقی ہے نہ یہ کہ حرام و شرک ہے کیا تو نہیں جانتا کہ عبد و امۃ کا استعمال کتاب و سنت میں بھرا ہوا ہے۔ اے ملعون نہ تو لفظوں کے معنی جانتا ہے نہ محاورے نہ حقیقت و مجاز اور جو چاہتا ہے بکتا ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درہم و دینار کے دوست کو عبد الدرہم عبد الدینار نام رکھا اور جس پر کوئی احسان کرتا ہے اسکو محاورے میں کہتے ہیں اُس کا بندہ ہے کیا تو نے نہیں سنا مشہور ہے کہ آدمی بندہ احسان کا ہے اور محکوم کو کہتے ہیں کہ اُس کے عصا کا بندہ ہے۔ اے شقی اس رسالہ کے خطبہ میں اپنے باپ کو کس طرح تو نے مولیٰ کہا اور تو شرک سے کس طرح بچا۔

قال النجدی عن مطرف بن عبد الله قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید هو الله فقلنا افضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطان۔

کہا نجدی نے مطرف نے نقل کیا کہ میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر کے پاس آیا ہم نے کہا کہ تم سردار ہو ہمارے فرمایا سردار اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہو ہمارے بزرگی میں اور بڑے ہو مرتبے میں فرمایا کہ یہ کہو یا اس کا تھوڑا اور شیطان تم سے تمسخر نہ کرے۔

فائدہ۔ مولوی اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں اس حدیث کے بعد ظاہراً اس ضرورت سے کہ اُن کے پیر بنائے ہوئے سید احمد صاحب مشہور تھے، لکھا ہے کہ:

"سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں، ایک تو یہ کہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو ان معنی کر اللہ کے سوائے کوئی سردار نہیں ہے دوسری یہ کہ اوروں سے امتیاز رکھتا ہو



ان معنی کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا ہر عالم اپنے شاگردوں کا۔ یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کا۔ اگرچہ سید احمد صاحب کا سید ہونا بن گیا مگر سارے اور جھوٹے دعوے اس توجیہ سے بگڑ گئے۔ کیا عبد کے دو معنی نہیں ہیں۔ اگر سچے ہیں تو کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ایک معنی کر درست اور ایک معنی کر نادرست۔

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین میں شیخ احمد قشاشی کے حال میں لکھا ہے۔

"شیخ احمد قشاشی وے پسر محمد بن یونس القشاشی الملقب بہ عبد النبی ابن الشیخ احمد الدجانی است و دجانہ بہ تخفیف جیم قریہ الیست از قریٰ بیت المقدس شیخ احمد دجانی از آنجا است بسیار بزرگ بود شیخ عبد الوہاب در طبقات ترجمہ وے نوشتہ کہ شیخ یونس را عبد النبی ازاں گویند کہ مردمان را امر دگرفتی تا در مسجد نشینند و بر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ فرستند۔"

قالوا هذا راجع الی الخصوص فان اطلاق السید علی غیر الله فی القرآن والحدیث کثیر۔

کہا علمائے اسلام نے یہ رجوع کرتا ہے طرف خصوص کے یعنی ایک معنی خاص کر منع فرمایا۔ اس قوم خاص کو منع فرمایا کیونکہ سوا اللہ کو سید بولنا قرآن حدیث میں بہت ہے۔

قال النجدی عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان البیت الذی فیه الصور لا تدخله الملائکة۔ رواه البخاری۔

کہا نجدی نے عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ جس گھر میں صورتیں ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں جاتے۔ (بخاری)

قالوا من جهة الحرمة لا من جهة الشرك فان الملك لا یدخل بیتا فیه کلب

کہا علمائے اسلام نے یہ حرام ہونے کی جہت سے ہے نہ شرک کی راہ سے کیونکہ فرشتہ اُس گھر میں بھی نہیں جاتا جس میں کتا ہوتا ہے۔

قال النجدی عن عمر قال قال رسول الله لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم ............

کہا نجدی نے عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ حد سے مت بڑھاؤ مجھ کو جیسا بڑھایا نصاریٰ نے عیسےٰ ابن مریم کو

فانما انا عبده ورسوله اخرجه البخاری ومسلم وعن انس قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی انزلنی الله تعالیٰ انا محمد بن عبد الله وعبده ورسوله ثبت بهذا الحدیث منع مدح محمد بغیر لفظ عبد الله ورسوله فکیف مشرکو زماننا یبالغون فی مدحه نظماً ونثراً بل ادون من محمد ولا یبالون الشرک

نہیں ہوں میں مگر اللہ کا بندہ اور اس کا رسول بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا اور انس سے ہے کہ کہا پیغمبر نے میں نہیں چاہتا کہ بلند کرو تم مجھ کو میرے اس مرتبہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو دیا ہے۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول۔ نجدی نے کہا ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ محمد کی مدح سوائے لفظ عبد اللہ اور رسول اللہ کے منع ہے۔ پھر کیا حال ہے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا کہ محمد کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں نظم و نثر میں بلکہ محمد سے کم لوگوں کی اور شرک سے نہیں ڈرتے۔

قالوا ایها الغوی هل رأیت احدا قال لمحمد صلی الله علیه وآله وسلم من مادحه انه ابن الله حتی سمیتهم مشرکین والنهی انما هو عن الرفع فوق منزلته وکل ما قیل فی مدحه صلی الله علیه وآله وسلم لا یؤدی من منزلته شیئا فکیف الرفع لکن لا تعرف ایها الملعون منزلته صلی الله علیه وآله وسلم ولا معنی اللفظین اللذین حکمت بالقصر علیهما اعنی عبده ورسوله ولو عرفت لما جعلت مدحه شرکا شیئ من معنی عبده ما قال الله تعالیٰ ان عبادی لیس لك علیهم سلطٰن وقال الله تعالیٰ

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ تو نے دیکھا کہ کسی نے مدح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن اللہ کہا کہ تو نے مداحوں کو مشرک کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرتبے سے اوپر بڑھانے کو منع فرمایا ہے اور جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہا گیا ہے آپ کے مرتبے کا بیان کچھ ادا نہیں ہوا مرتبے سے بڑھانے کا تو کیا ذکر رہے اے ملعون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ نہیں جانتا اور اُن دونوں لفظوں کے جن پر تو نے حکم قصر کرنے کا کیا یعنی عبدہٗ و رسولہٗ اُن کے معنے بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا تو مدح کو شرک نہ کہتا۔ عبدہ کے معنی سے تھوڑا اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا شیطان سے کہ تجھ کو میرے بندوں پر غلبہ نہیں ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے نفس مطمئنہ



فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ومرتبة الرسالة تشتمل سائر کمالات الانسان حتی خلافة الرحمٰن۔

کہ داخل ہو میرے بندوں میں حاصل یہ کہ خصوصیت اللہ کے بندہ ہونے کی بہت بڑا مرتبہ ہے عام بندہ ہونے سے جدا سب ادنیٰ کافر مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور وہ جو خاص اللہ کا بندہ ہوتا ہے وہ اور کچھ ہے کہ عوام میں نہیں ہے اور مرتبہ رسالت کا سارے کمالات انسان کو شامل ہے یہاں تک کہ اللہ کی خلافت کو۔

قال النجدی هذا آخر ما اوردنا فی باب الشرک ههنا وفیه کفایة ومن شاء زیادة تفصیل فلیرجع الی کتابنا الکبیر والفصول ورسائل مفردة فی مسئلة لاهل ملتنا من الموحدین وکل ما ذکرنا من افراد الاقسام الاربعة شرک اکبر یجب النهی عنه والقتال علیه حلا وحرما کما قاتل محمد اهل مکة فان مشرکی زمانه کانوا اخف شرکا من مؤمنی هذا الزمان لان اولئك کانوا یخلصون لله فی الشدائد وهؤلاء یدعون نبیهم ومشایخهم فی الشدائد ولا تغتر بشیوع اقسام الشرک فی الحجاز فان اصل الشرک کان فی آبائهم فرجعوا الی دین آبائهم کما نص علیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی حدیث مسلم عن عائشة واما سائر المعاصی فیجب فیها اجراء الحدود والتعزیرات کما ورد فی الشرع خلا البدعات فانها تبع للشرک الاکبر

کہا نجدی نے یہ آخر اُس کا ہے کہ ہم لائے باب شرک میں اس جگہ اور اس میں کفایت ہے اور جو چاہیے زیادہ تفصیل سو دیکھے ہماری بڑی کتاب توحید کو اور کتب فصول التوحید کو اور ایک ایک مسئلہ میں جو جدا جدا رسالے ہیں ہماری ملت کے موحدین کے اور جو ہم نے ذکر کیا چاروں قسم شرک کے فردوں کا سب شرک اکبر ہے منع کرنا اُس سے واجب ہے اور قتال کرنا اُس پر حل و حرم میں جیسے قتال کیا محمد نے اہل مکہ سے کیونکہ محمد کے زمانے کے مشرک شرک میں ہلکے تھے اس زمانے کے مومنوں سے کہ وہ سختیوں میں اللہ سے اخلاص کرتے تھے اور یہ لوگ سختیوں میں اپنے پیغمبروں اور پیروں کو پکارتے ہیں اور حجاز میں جو شرک کے اقسام پھیل رہے ہیں اس سے دھوکا نہ کھایا چاہیے کیونکہ اصل شرک اُنکے باپوں میں تھا سو انہوں نے اپنے دین کی طرف رجوع کیا جیسا کہ پیغمبر نے صاف کہدیا ہے مسلم کی حدیث میں عائشہ سے اور باقی گناہوں میں حد اور تعزیر جاری کرنا واجب ہے جیسا شرع میں آیا ہے سوائے بدعتوں کے کہ وہ شرک کے تابع ہیں اور اس باب کے پیچھے .....

ويتلو هذا الباب باب البدعة ـ

قالوا تم النظر الى الباب الاول وحان العصر وقامت الصلوة فقاموا والنقش لاحمد الباعلوي واللفظ اكثره للشيخ عبد الرسول وعقيل بن يحيي العلوي والبعض للشيخ عبد الملك وحسين المغربي ولما فرغوا من الصلوة رجعوا ورجعوا الى النظر الى الباب الثاني فاذا طائفة من مظلومي الطائف دخلوا المسجد الحرام وانتشر ما جرى عليهم من ايدي الكفرة واشتهر انهم لاحقون من اهل الحرم وعامدون لقتلهم فاضطرب الناس كانها قامت الساعة فاجتمع العلماء حول المنبر وصعد الخطيب ابو حامد عليه وقرأ عليهم الصحيفة الملعونة النجدية وما نقشت من الفاظ العلماء في ردها وقال ايها العلماء والقضاة والمفاتي سمعتم مقالهم و علمتم عقائدهم فما تقولون فيهم فاجمع كافة العلماء والقضاة والمفاتي على المذاهب الاربعة من اهل مكة المشرفة وسائر بلاد الاسلام الذين جاؤا للحج و كانوا جالسين منتظرين لدخول البيت عاشر المحرم وحكموا بكفرهم وبانه يجب

آتی ہے باب بدعت کی۔

تمام ہوئی نظر پہلے باب میں اور عصر کا وقت آگیا اور نماز قائم ہوئی سب کھڑے ہوگئے اور خط احمد باعلوی کا ہے اور عبارت اکثر شیخ عبد الرسول اور عقیل بن یحیی علوی کی ہے اور کچھ شیخ عبد الملک اور حسین مغربی کی جب نماز سے فارغ ہوئے پھرے اور دوسرے باب کی طرف متوجہ ہوئے کہ ایک گروہ طائف کا ظلم رسیدہ مسجد الحرام میں آگیا اور جو ان پر کافروں کے ہاتھ سے گذرا ظاہر ہوگیا اور مشہور ہوا کہ وہ اب آتے ہیں اور اہل حرم کے لوٹ وقتل کا ارادہ رکھتے ہیں سب آدمی مضطرب ہوگئے گویا کہ قیامت آگئی سب عالم اکٹھے ہوتے منبر کے گرد اور خطیب ابو حامد منبر پر چڑھے اور نجدیہ کا رسالہ سب کو سنایا اور جو ہیں نے علمار مکہ کی عبارت اس کے رد میں لکھی تھی پڑھی اور کہا اے عالمو اور قاضیو اور مفتیو تم نے سنیں ان کی باتیں اور ان کے عقائد معلوم کئے ان کے حق میں کیا کہتے ہو سب عالموں اور قاضیوں اور مفتیوں نے چاروں مذہب کے اہل مکہ سے اور سب اسلام کے شہروں سے جو حج کو آئے تھے اور داخلہ کے انتظار میں مکہ میں تھے اجماع کیا اور حکم کیا ان کے کفر کا اور یہ کہ



على امير مكة الخروج لدفعهم عن الحرم ويجب على المسلمين معاونته ومشاركته فمن تخلف بلا عذر يكون آثما ومن قاتلهم يصير مجاهدا أو من قتل من ايديهم يكون شهيدا فانعقد الاجماع بلا خلاف على كلمة واحدة وكتب الفتوى وختم بختوامهم كلهم فصلوا المغرب فذهبوا بها بعد الصلوة الى الشريف امير مكة المعظمة واتفق كل من بمكة على قتالهم واتباع امير مكة في الجهاد عليهم والخروج بكرة من حد الحرم الى جهتهم واشتغل كل من في استعداده اللهم انصرنا على القوم الكافرين ه اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ـ

کہ امیر مکہ پر واجب ہے ان کا دور کرنا حرم سے اور مسلمانوں پر واجب ہے امیر کی مدد اور شرکت سے جو بے عذر رہ جائیگا گنہگار ہوگا جو اُن سے لڑیگا وہ غازی ہوگا اور جو اُنکے ہاتھ سے مارا جائیگا شہید ہوگا پس اجماع منعقد ہوا بلا خلاف اس ایک بات پر اور فتوی لکھا گیا اور سب کی مہریں ہوگئیں نماز مغرب کی پڑھ کر اس فتوی کو شریف کے پاس لے گئے اور جو مسلمان مکہ میں تھے سب اُن سے لڑنے پر متفق ہوئے اور اتفاق کیا کہ اُن پر جہاد میں امیر مکہ کے تابع ہیں اور صبح کو حد حرم سے نکل گئے اُنکے طرف کو اور ہر ایک سامان تیار کرنے میں مشغول ہوا۔ اے اللہ نصرت دے ہمکو قوم کافر پر اور آخر دعوٰی ہمارا یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں کہ پالنے والا سب عالم کا ہے۔

# خاتمہ نجدیہ کے مکائد میں

جزئی مکائد نجدیہ کے بے شمار ہیں مگر اصل کلی سب مکائد کی کہ وہی بنا ہے اس مذہب کی مغالطہ دہی اور فریب و تحریف لفظی و معنوی ہے آیات و احادیث و روایات میں مولوی اسمٰعیل نے آیات و احادیث نقل کرکے تحریف معنوی کو ایسا نجدی کے موافق برتا کہ کسی نے سارے بدمذہبوں میں سے ایسا نہیں کیا تھا کہ اول سے آخر تک ایک آیت کو اسکے معنی صحیح پر موافق تفسیر ماثور کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین سے نہ چھوڑا۔ الا ماشاء اللہ اور ہر جگہ ایسے فائدہ و استنباط لکھے کہ اس آیت و حدیث سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے بلکہ بعضی جگہ جو خود ترجمہ کیا وہی

ترجمہ اُس کے فائدہ کو بیفائدہ ٹھہراتا ہے کہ یہ بات دوسری بات سے خوب ظاہر ہوگئی کہ وہ پیرو ہوتے اُس کتاب توحید کے کہ چاروں مذہبوں کے عالموں نے عرب میں اجماع کیا اس کے رَد پر اور بھی اسی باب سے ظاہر ہے کہ مولوی اسمٰعیل مخالف ہیں اپنے استادوں کے یعنے مولوی عبدالعزیز و مولوی رفیع الدین وغیرہ کے کہ مولوی اسمٰعیل کے طریقہ پر یعنی تقویۃ الایمان کی رُو سے وہ سب تا صحابہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں اور عمدہ لوگوں نے شاہ صاحب کے خاندان سے جیسے مولوی موسیٰ صاحب مرحوم اور مولوی مخصوص اللہ صاحب مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے اور مولوی رشیدالدین خان صاحب شاگرد رشید اور مولوی فضل حق صاحب وغیرہ کافۂ معتمدین و مستندین نے مولوی اسمٰعیل کے رُو برو تکفیر و تضلیل کی اور متعدد تحریریں کیں اور اُن سے کچھ جواب بن نہ آیا۔

جب مولوی اسحٰق اس طریق کے امام بنے طریق اسمٰعیلیہ سے بہت تنزل کیا یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل نے مطلقاً شرک و کفر لکھا مولوی اسحٰق نے اُن میں سے کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ لکھا کسی میں تفصیل کے واسطے تالیف و التیام کے اور بھی اس سبب سے کہ بسبب جانشینی شاہ صاحب کے پہلا طریقہ صریح اُسکے خلاف تھا۔ ایک مرتبہ مخالفت کا ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے کہ سبب ہے وحشت عام خلقت کا ایسی مصلحتوں سے آہستہ آہستہ تنزل کیا اور قوت علم و فہم بھی چنداں نہ رکھتے تھے۔ مگر ایک بات میں مولوی اسمٰعیل سے بھی بڑھ گئے۔ مولوی اسمٰعیل صرف تحریف معنوی کے امیر المحرفین تھے۔ مولوی اسحٰق تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں کے بادشاہ ہوگئے اور تحریف لفظی کی جتنی قسمیں ہیں، ایک نہ چھوڑی کہ اس کے اقسام بھی ہیں کہیں عبارت میں سے کچھ دُور کرنا کہیں بڑھا دینا کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کرنا یعنی کسی کتاب میں ایک بات نقل کر کے رَد کی ہے سو حوالہ دینا اُسی بات پر مردود کا کہ فلانی کتاب میں یوں لکھا ہے۔ کہیں نام لے دینا کتاب کا کہ اس میں یوں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سو یہ سب قسمیں اُن کے کلام میں موجود۔ اور بھی ایک کتاب میں کچھ لکھا دوسرے میں کچھ، کہا بساط دو کتابیں تصنیف کیں، مائۃ المسائل اور اربعین المسائل



اور اُن دونوں میں اختلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ کچھ دوسری جگہ کچھ اور کیوں نہ ہو نہ دیانت ہے کہ ایسے بد کاموں سے روکے نہ علم ہے کہ تحقیق ہو سکے، اور جاہلوں کا بہکانا مقدم اب ہر ہر قسم کی تحریف و تصریف کی ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے۔

**پہلی مثال** تحریف معنوی کی پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ شرک در شرع شریک گردانیدن غیر خدا بخدا در الوہیت یا در استحقاق عبادت است فی شرح عقاید للنسفی الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام۔ دیکھو کہ آپ ہی اپنے دعوے پر سند لائے، حال آنکہ وہ اُس کے صاف مخالف ہے سند میں استحقاق عبادت معنی الوہیۃ کے ہیں اور یہ دعویٰ میں قسیم و مقابل الوہیۃ کے یہ کمال جرأت ہے یا منتہائے جہالت۔

**دوسری مثال** عبارت بیچ میں سے کم کر ڈالنے کی تئیسویں سوال کے جواب میں نقل کی عبارت مرقاۃ کی، انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوٰۃ فیھا استنانا بسنۃ الیھود و یدل علیہ قولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعن اللہ الیھود و النصاریٰ الذین اتخذوا قبور انبیائھم و صالحیھم مساجد انتھٰی اور اصل عبارت مرقات میں یوں ہے۔

قال ابن الملک انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوٰۃ فیھا استنانا بسنۃ الیھود انتھٰی وقید علیھا یفید ان اتخاذ المساجد بجنبھا لا باس بہ و یدل علیہ قولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعن اللہ الیھود و النصاریٰ الذین اتخذوا قبور انبیائھم و صالحیھم مساجد۔ دیکھو کہ فقرہ جو مضر تھا اپنے دعوے کو اور اصل جواب تھا سوال کا اسکو بیچ میں سے اڑا دیا اور انتہٰی لکھ دیا۔

**تیسری مثال** عبارت بیچ میں بڑھا دینے کی بائیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے فمن شاء فلینظر الی ترجمۃ الشیخ و عبارتہ ھکذا و اما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیاء صلوات اللہ علیہم منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا

گو بیند نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشته اند بآن بعضے از ایشان و ظاہر است کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند و نیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند و حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل بہ روحانیت بندہ مقرب درگاہ وے او گو بید خداوندا بہ برکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردے ورا بر آوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب مکرم را کہ اے بندہ خدا و اے ولی وے شفاعت کن و مراد بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار است تعالیٰ شانہ انتہی

حاصل یہ کہ شیخ نے ترجمہ میں اس بحث کو اول باب زیارۃ القبور میں لکھ کر وعدہ کیا تفصیل کا کتاب الجہاد میں۔ اور کتاب الجہاد میں خوب مفصل لکھا۔ صاحب مائتہ المسائل نے کچھ عبارت اول اور کچھ عبارت آخر کی لے کر بیچ میں ایک فقرہ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ وہ فقرہ یہ ہے "وظاہر آن ست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند" یہ فقرہ دونوں مقاموں میں نہیں ہے اور مردود ہونا قول اسحاقی کا کلام شیخ سے بخوبی ظاہر ہے۔

## چوتھی مثال

قول مردود پر اکتفا کرنے کی سترہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ وفی شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری ذہب بعض العلما الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلما والصالحین انتہی۔ حال یہ ہے کہ مرقات میں یہ عبارت احیاء سے منقول ہے اور اس کے آگے بلا فصل مذکور ہے۔

وما تبین لی ان الامر لیس کذلک بل الزیارۃ مامور بہا بخبر کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا والحدیث انما ورد نہیا عن الشد لغیر الثلثۃ من المساجد لتماثلہا بل لابلد الا فیہا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد اخر واما المشاہد فلا تتساوی لان برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ ثم لیت شعری ہل یمنع ہذا القائل من شد الرحل لقبور الانبیاء والاولیاء



وفی معناہم فلا یبعد ان یکون ذالک من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء فی الحیوٰۃ من المقاصد انتہی۔

## پانچویں مثال

نہ ہونا نقل کا اصل میں اربعین کے پانچویں سوال کے جواب میں لکھا۔ دفن کردن آنہو ہا در زمین مستحب است۔ کذا فی الطیبی شرح المشکوٰۃ۔ حال یہ کہ کہتے ہیں کہ طیبی میں یہ مذکور نہیں ہے۔

## چھٹی مثال

دونوں کتابوں میں اختلاف کی مائتہ مسائل میں بائیسویں سوال کے جواب میں استمداد کو مختلف فیہ لکھا غیر انبیا میں اربعین کے چالیسویں سوال کے جواب میں لکھا۔ "حق آن ست کہ انکار فقہا عام است از آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست۔

## ساتویں مثال

ایک کتاب میں اختلاف کی مائتہ مسائل میں تیئیسویں سوال کے جواب میں گورستان میں مسجد بنانے کے حرام ہونے کی دلیل لائے والمتخذین علیہا المساجد اور آپ ہی انتالیسویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں — "در ترجمہ شیخ عبدالحق تحت این حدیث مرقوم است ولعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسانے را کہ میگیرند قبور را مسجد یعنی سجدہ بردن گان بجانب قبور بقصد تعظیم چنانکہ گذشت"

یہ چند باتیں بطور نمونہ لکھدیں ہیں اُنکا شمار ہے کہ اور جگہ بتفصیل بیان ہو چکا ہے۔

---

تمت

---

## ملنے کا پتہ

مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری فردوس ٹیلرز مریدکے (شیخوپورہ)

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال۔ جہلم۔

رضوی کتب خانہ نزد جلال الدین ہسپتال۔ اردو بازار لاہور۔

# مکتوب گرامی فاضل یگانہ حضرت مولٰینا حکیم برکات احمد ٹونکی

## قدس سرہ العزیز حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمیع اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ یہ فقیر ابتداء میں علماء دیوبند کے بدعقیدگی کا حال سن کر بالکل مخالف تھا مگر عرصہ تین سال کا ہوتا ہے جبکہ جناب مولوی مرتضے حسن صاحب دیوبند سے کلکتہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد کے متعلق چند سوالات کئے جوابات سے ان کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مطابق پایا اور خود بھی دیوبند جا کر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی طرح مجھ پر انکی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوتی اس لئے میں قریب تین سال سے ان کی تعریف وتوصیف کرتا رہا۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے کہ پھر علماء دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور علمائے دیوبند کی تصنیفات بھی لیتے آئے، مجھ کو تشریح کے ساتھ پڑھ کر سُنایا جس کے سننے اور دیکھنے سے شک پیدا ہوگیا کہ علماء دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بالکل حق پر ہیں اور جو ان کے عقائد کی نسبت کہا جاتا ہے، صریحاً بہتان ہے، پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کلی نہیں ہوا تھا کہ اتفاقاً ایک دن ہم اور جناب منشی محمد لعل خان صاحب و جناب حاجی یوسف زینل علی رضا صاحب و جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری انجمن قاسم المعارف وجناب احمد حسین صاحب آنولے والے جناب حاجی اسمٰعیل صاحب پنٹہ والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی احمد الدین صاحب دہلوی وصاحب خانہ موجود تھے۔ ان کل حضرات کے سامنے مناظرہ کی بات چھڑی اور یہ قرار پایا کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ منصف ٹھہرائیں۔ تجویز کرنا چاہیے۔ اس پر جناب حاجی یوسف صاحب نے یہ فرمایا کہ مولانا برکات احمد صاحب ٹونکی کیسے ہیں۔ فوراً جناب مولانا مولوی احمد الدین صاحب دہلوی نے یہ فرمایا جزاک اللہ وہ نہائت عالم باعمل، متقی، صوفی حنفی ہیں۔ آپ کے علم وفضل میں بھلا کس کو کلام ہے بلکہ اور ایک معتمد علماء دیوبند سے بھی دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ان کی تصدیق کی اس



کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے کی غرض سے جناب مولانا برکات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا کہ میں اُردو زبان سے پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلادیں کہ علماء دیوبند کے عقاید کیسے ہیں جس کا جواب انہوں نے یہ عنایت فرمایا جو درج ذیل ہے۔ اب ناظرین اس کی عبارت سے خود انصاف کرلیں گے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں ظاہر کروں گا۔

العبد المذنب فقیر الی اللہ احمد یوسی المنوفیؒ
امام مسجد ناخدا سندیہ پٹی کلکتہ

## نقل مکتوب!

تمام خوبیوں کا مستحق اللہ ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے۔ اور درود وسلام ہو تمام رسولوں کے سردار پر اور اُن کے آل واصحاب اور ازواج پر۔ حمد ونعت کے بعد، آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ علماء دیوبند کے پرسش احوال کے متعلق وارد ہوا چونکہ آپ کو مجھ پر وثوق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے۔ کہ میں ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں۔ تو میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے اور اُسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علماء اہلِ سنت وجماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہ قدس سرہٗ کے پیرو ہیں۔ انہیں کے مذہب پر فتوٰی دیتے اور انہیں کے اصول وفروع پر فرعیات میں عمل کرتے ہیں لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اُس کے آثار کے متبع۔ اور علماء دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا اور اُس میں تعصب رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں اُس کے اقوال کے صحیح کرنے میں اور اُس نے (اللہ اُسے معاف کرے) بعضے ایسے عقائد گڑھے جو عقائد اہل سنت وجماعت سے نہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں۔ کہ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا ہونا ممکن ہے مثلاً اللہ تعالےٰ کا جھوٹا ہونا تو اُس نے جائز مانا۔ کہ

ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی بات بولے نہ بطریق نقل و حکایت کے اسلئے کہ یہ محال نہیں کیونکہ تمامی قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل فرمایا ہے بلکہ اُس نے جائز مانا کہ اللہ تعالیٰ ایسی خبر دے جو واقع میں جھوٹی ہو۔ اور اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو بندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئیگا اور یہ اسکی بات فحش غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا جائز ہو اور یہ ممکن ذاتی ہو تو اُس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے باوجودیکہ پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے باطل ہونا اللہ کے اس قول من اصدق من اللہ قیلا وغیرہ کا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اہلِ سنت و جماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بالذات ہے اور جو محال لذاتہ ہو وہ کبھی ممکن بالذات ہو نہیں سکتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا یا خوبی ہے یا برائی۔ اگر اچھی صفت ہے تو ضرور ہے کہ اللہ بالفعل جھوٹا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جملہ صفات کمالیہ والا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کیلئے ذاتِ باری علتِ تامہ ہے تو پناہ بخدا بالفعل جھوٹا ہوگا۔ اور اگر بُری بات ہے تو وہ محال بالذات ہے۔ ممکن ہو نہیں سکتا۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ زیادتی ایک ایسی چیز ہے جو برابری کے بعد ہوگی تو اگر بندہ کی قدرت تمامی مقدوراتِ الٰہی پر ہو اور زیادتی یہ کہ وُہ کذب پر بھی قادر ہے جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں۔ تو یقیناً زیادتی لازم آئیگی اور جب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ زیادتی ہو نہیں سکتی جبتک کہ برابری نہ ہو اور جب برابری نہیں تو زیادتی کہاں اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے اور جبکہ اس قائل نے اس عقیدہ کو گڑھا اُس سے پچھلے علماء دیوبند و سہارنپور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اتباع کیا اور یہ سب لوگ اُس کے قول کو صحیح کرنے پر جھک پڑے اور اس بارے میں رسائل لکھے جیسے



**محمود حسن** دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام جہد المقل رکھا اور لکھا جو کچھ کہ لکھا اور اُن کے اگلے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اُس میں بحث سے پرہیز کرتے تھے لیکن اُن کے پچھلے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت شغب کیا اور تلبیس و تدلیس میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور حضور پُرنور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں اس قسم کی تفریط کی جس سے مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں سو اگر اس کی خبر چاہتے ہو تو اُن کی کتابیں دیکھو اور بعض اُن سے وہ جو اس قائل اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ میں لکھا جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا اور اُس میں تمامی انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کمی کی ہے۔ اور اُن کی شان میں وہ بات کہی جو اس لائق نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان والا میں کہی جائے اور اُس کے ہمعصروں خصوصاً ہمارے استاذ الاستاد خاتم الحکماء والمتکلمین جناب مولانا محمد **فضل حق** صاحب خیرآبادی نے بہت ہی بلیغ رد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بہتر جزا دے اور بعض اُن میں سے وصفِ خاتمیتِ محمدی کے اشتراک کا ممکن ہونا ہے تو اُس نے مثل نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصفِ خاتمیت میں جائز مانے ہیں اور اس کا بھی رد علامہ موصوف نے کیا ہے جو چھپ گیا ہے اور وہ ایک مستقل اور بڑی کتاب ہے۔ اور بعض اُن میں سے یہ کہ اُس نے مسئلہ شفاعت میں ایک نئی بات نکالی اور امر شفاعت میں وہ کہا جو عقائد اہل سنت و جماعت سے کوسوں دُور ہے۔ اگر تجھے اطلاع منظور ہے تو اُس کیلئے فریقین کی کتاب دیکھ اور یہ لوگ جو اس زمانہ میں موجود ہیں وہ ہلاک ہو گئے اُس کی پیروی میں اور یہ لوگ اُس کے قائل ہوتے جو اُس نے کہا اور ہر روز مناظروں میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ خلاصہ یہ کہ ادب کی رسی اس کی گردنوں میں نہیں اور نہ یہ لوگ آدابِ شرعیہ کے ساتھ متمسک ہیں۔ بڑی بات ہے جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہیں وہ جھوٹ ہی بولتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ یہ سب لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں اور یہ وہی کہتے ہیں جو اُس نے کہا اور آپ لوگ اُس کے افعال و اقوال سے واقف ہیں اور اس کا رد کیا ہے شیخ دحلان مکی نے اپنے رسالہ میں جو چھپکر شائع بھی ہو گیا ہے۔ محصل یہ ہے کہ یہ لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں اور اُن کی عادت

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء عظام کے حق میں اُن کی شان کے لائق و ادب کے نہیں اور اُن کا دعوےٰ شرک و بدعت سے بچنا ہے۔ اور دعویٰ اُن کا اچھا ہے لیکن اُنہوں نے یہ سمجھا کہ شرک انبیاء اور اولیاء کی تعظیم اور اُن کے قبور پر حاضر ہونا اور اُن کے آثار کے ساتھ برکت لینا اور اُن تک شد رحال کرنا اور اُن کے ساتھ توسل کرنا ہے اور بہت تبرّی کرتے ہیں اس بات سے کہ انبیاء و اولیاء کے لئے وہ بات ثابت ہو جس سے اُن کی تعظیم نکلتی ہے اور اُن کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا شرک ہے اور اُنہوں نے اپنا نام محمدی اور موحد رکھا ہے باوجودیکہ باری تعالیٰ کا قبائح اور عیوب اور برائیوں والا ہونا ممکن جانتے ہیں۔ اللہ کی شان برتر ہے۔ اس سے جو ظالم لوگ کہتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت و معراج کو بدعت ضلالت جانتے ہیں یہ وہ ہے جو مجھے اُن کے اقوال و افعال سے معلوم ہے۔ اُسے میرے دوست میں اُنہیں نہیں دوست رکھتا ہوں۔ نہ اُن کے عقائد کو دوست رکھتا ہوں۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ لوگ اس عقیدے میں حق پر ہیں۔ نہ سلف صالح کے طریقہ پر اور اُن کے عقیدے جو میں نے ذکر کئے یہ باطل عقیدے ہیں۔ ہمارے مشائخ کرام کے عقیدوں کے خلاف ہے اور میں اُسے پسند نہیں کرتا کہ میں اُن سے اُلجھوں اور اُن سے مناظرہ کروں۔ کیونکہ اس زمانہ میں مناظرہ گالی گلوچ کرنا اور ایک دوسرے کو کافر بنانا ہے اور اسی طرح میں اُن سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب مخصوص بذات الٰہی مانتے ہیں اور بہت ہی زیادتی کرتے ہیں۔ اولیاء کرام کی شان میں اور سجدہ کرنے میں اور طواف کرنے میں اور مزاروں کو بوسہ دینے میں اور وہ باتیں کرتے ہیں جو خلاف سنت ہیں اور ملاہی اور مزامیر سننے میں مشغول ہوتے ہیں اور عرسوں میں بدمذہبوں اور اہل ہواء کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ہاں صرف قبروں پر موافق سنت حاضر ہونا اور اُنکے ساتھ برکت ڈھونڈھنا اور اللہ سے دعا میں اُن کا وسیلہ پکڑنا میں اُسے جائز سمجھتا اور برکت لیتا اور توسل کرتا ہوں۔ اور میں دوست رکھتا ہوں اور خدا سے تمنا ہے کہ مجھے اُن کے طریقہ پر زندہ رکھے اور اُن کی محبت میں مارے اور اُن کے دوستوں کے گروہ میں اُٹھائے اور میرا خاتمہ اور



انجام بخیر کرے۔ اُن کی برکت سے۔ یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے۔ ع

وللناس فیما یعشقون مذاهب

اور تم پر سلام۔ امیدوار دعاء برکات احمد البہاری العظیم آبادی وطناً و الٹونکی نزیلاً والحنفی مذہباً والچشتی الصابری مشرباً والخیرآبادی تلمیذاً عفا اللہ عنہ و ۳۔ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ ہجری۔

المشتہر

منشی محمد لعل خان عفی اللہ عنہ نمبر ۶۵ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

## اکابر علماء کی آراء

حضرات! بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے میرا فرض ہے کہ میں اپنے اُن بھولے بھالے بھائیوں کو اُس فریب دہی کے جال سے آگاہ کر دوں جو اُن کیلئے ایک چالاک صیاد نے نمائشی دانے ڈال کر بچھا رکھا ہے جس میں پھنس کر عذاب آخرت کا سزاوار ہونا لابدی ہے جس میں اُلجھ کر راحت ابدی سے محروم رہنا لازمی ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ ایسے شخص کو کیا کہا جائے جس کی قابلیت کا اظہار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی ہو۔ جس کی معلومات کا انحصار آنجناب پاک کی بُرائیاں ہو۔ جس کے قلم کا زور حضور سرور کائنات کے اعتراضات پر ختم ہو۔ جس کے خیالات میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم معاذ اللہ شیطان کے علم سے گھٹا ہو۔ مسلمانو تم کو لازم ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اور جس گروہ میں ایسے افراد ہوں اُس کے سایہ سے بچو۔ ایسے لوگوں کی لمبی چوڑی دھواں دھار تقریر یا تحریر پر نہ آو میری تحریر کا منشا کوئی خاص عناد اس گروہ سے نہیں ہے۔ میرے ان چند سطور کا مقصد کوئی ذاتی عداوت اس جماعت سے نہیں ہے۔ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اور آئندہ لکھونگا۔ اس سے غرض ہمیشہ یہی ہوگی کہ عوام الناس سیدھے سادھے مسلمان ان کے دام سے بچتے رہیں۔ اب میں آگے چل کر اُس اشتہار کی نقل کرتا ہوں جو علماء فرنگی محل لکھنؤ نے اس

اس جماعت کے بارے میں شائع کیا ہے اور اُس خط کی بھی نقل کرتا ہوں جو مکہ معظمہ سے جناب مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے بنام منشی حاجی محمد لعل خان صاحب ارسال فرمایا ہے۔ اور جس میں اس گروہ کی صاف صاف لفظوں میں اُنہوں نے تکفیر کی ہے۔ علاوہ اس کے میرے پاس بہت سے سارٹیفکٹ حضرات دیوبند کے نام ایسے موجود ہیں جن میں علمائے ہند اور عرب نے ان کا سارا کچا چٹھا کر دیا ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اُن کو وقتاً فوقتاً شائع کر کے عوام پر ظاہر کر دونگا۔ کہ یہ حضرات فریب اور مکاری میں کس قدر دست گاہ رکھتے ہیں۔

## نقل مضمون

## اند اشتہار علمائے فرنگی محل لکھنو

ان کے بعد مرتبہ اُن وہابیوں کا ہے جو غیر مقلد ہیں۔ یہ ائمہ کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے بغض و کینہ رکھتے ہیں اور اُن کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ انہیں کے قریب وہ وہابی ہیں جو تقلید تو کرتے ہیں مگر عقائد میں وہابیہ کے موافق ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ خدا کے جھوٹ بولنے کے قائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ مانتے ہیں۔ آپ کے ذکر میلاد کو کنہیا کے جنم سے مشابہت دیتے ہیں۔ قیام تعظیمی کرنے والے کو مشرک جانتے ہیں۔ جماعت ثانیہ کو ہر حال میں بُرا سمجھتے ہیں۔ زیارت قبور اور استمداد اولیاء اللہ کو شرک مانتے ہیں۔ اُنکے اعراس کو بدعت تصور کرتے ہیں۔ گیارہویں اور بارہویں کے فواتح اُن کے نزدیک رام لیلا ہندوؤں کے میلے کے حکم میں ہوتے ہیں۔ اور بہت سی باتیں ہیں جو وہ عقائد خلاف سلف اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ظاہر میں اتباع سنت کے مدعی اور بدعت کے دور کرنے والے اپنے کو بتاتے ہیں۔ اور پند و نصائح بھی موافق عقل و نقل کے کرتے ہیں۔ عوام الناس انکے کہنے میں انکی ظاہری اتباع شریعت دیکھ کے جلدی آجاتے ہیں اور سلف کے طریقہ کو جس میں ہر قسم کی خیر و برکت ہے،



چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بہت ڈرتے رہنا چاہیئے اور جو کتابیں اُردو کی اُن کی تصنیف سے ہیں اُن کے مطالعہ سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ قاعدہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو بات خلاف علمائے قدیم دیکھیں یا سُنیں وہ بدون دریافت کئے قبول نہ کریں کہ وہ اکثر گمراہی کا باعث ہوتا ہے۔

## نقل خط جناب مولوی مشتاق احمد صاحب ابن مولینا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اہل دیوبند کے بارے میں دریافت فرمایا ہے اُس کے بارے میں میرا اور حضرت والد صاحب مرحوم و مغفور کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ کہے یا حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات کے علم سے تشبیہ دیوے یا میلاد شریف کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیوے کافر ہے۔ خواہ اہل دیوبند ہوں یا غیر اہل دیوبند کسی کی تخصیص نہیں۔ اگر اہل دیوبند ایسا کریں تو وہ بھی اس حکم سے علیحدہ نہیں ہیں جیسے خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت سے زیادتی علم شیطان کی حضرت کے علم سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یا حفظ الایمان میں حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے ایسے ہی ایک فتوی میلاد کے بارے میں میں نے دیکھا تھا۔ اس وقت مفتی کا نام محفوظ نہیں۔ اس میں میلاد کے قیام کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ مفتی نے دی تھی۔ علاوہ ازیں جو بات کفر کی ہو اُس کو اسلام کی بات میں شمار کرنا اور اُس پر مسلمانوں کو ترغیب عمل کی دلانا صریح کفر ہے۔ اب سُنئے اسمٰعیل شہید دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ نماز میں خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدرجہا بدتر ہے۔ گاؤ و خر کے خیال سے نماز میں مستغرق ہونے سے پس جب حضرت کا خیال نماز میں گائے اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے تو پھر نماز کیسے ہماری ہو سکتی ہے کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے اور قرآن پاک کی کونسی ایسی آیت ہے جو حضرت پر

نازل نہ ہوتی ہوتا کہ اُس کی تلاوت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر اُتارا گیا تو قرآن پاک کے ہر ہر کلمہ و الفاظ سے حضرت کا خیال ضرور ہوگا۔ اور یہ خیال اسمٰعیل کے نزدیک گدھے اور گائے کے خیال سے بدتر رہا جُبرلیہے اور اُس کو ایمان کہنا اور اُس پر مسلمانوں کو ترغیب دلانا کفر نہیں تو کیا اسلام ہو سکتا ہے۔ اور جمیع علمائے دیوبند نے تقویۃ الایمان پر ترغیب عمل کی دلائی۔ اور اُس کی عمدہ و قابل عمل ہونے پر مُہر و دستخط کی ہے۔ غرض کہاں تک اُن کی خرافات و ہذلیات کو لکھوں۔

دار مکہ معظمہ مشتاق احمد مدرس مدرسہ صولتیہ ۱۵۔ رجب ۱۳۳۲ھ

اَب آخر میں حضرات دیوبند سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائیں۔ زمانہ روشن ہے راستی کی ایک چمک بجلی کی طرح اُن کے تمام خرمن مکر کو جلا کر خاک سیاہ کردے گی۔ اور وہ وقت آچکا ہے کہ مقراضِ حقیقت اُن کی تحریر کے لمبے چوڑے اُلجھے ہوئے جال کے پُرزے پُرزے اُڑا دیگی سچائی کی ہوا جگہ سے جنبش کر چکی ہے۔ قریب ہے کہ اُن کے فریب کا دامن اُلٹ جائیگا۔ انکشاف حقیقت سے دنیا کی آنکھیں پُرنور ہو جائیں گی۔ تعجب ہے کہ حضرات دیوبند فرماتے ہیں کہ ہماری تحریر عوام کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ممکن ہے کہ علمائے فرنگی محل لکھنؤ جو ہندوستان کے سربرآوردہ اہلِ علم ہیں اُن کی سمجھ نے بھی قصور کیا ہوا اور انہوں نے اس طرح اپنے اشتہار میں لکھ مارا علاوہ اس کے میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرات دیوبند کیسی پوربین اُردو لکھتے ہیں جو بجز اُن کے کوئی ہندوستانی سمجھ نہیں سکتا۔ حضرات دیوبند اس کا فیصلہ آپ ہی کردیں جب آپ کی تحریر کسی کی سمجھ میں نہ آئیگی تو کوئی اُس پر عمل کیسے کریگا۔ مذہبی تحقیقات کا اظہار آپ ایسی ولایتی اُردو میں کیوں کریں جس کے حل کرنے میں اقلیدس کی رُوح بھی گھبرا اُٹھے۔ کامل انجینیر وہی ہے جو ایسا سیدھا راستہ بنائے جس میں چلنے والے کو راہبر کی ضرورت نہ ہو تحریر کا منشا ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اُسکو ایسا سمجھ جائے کہ شبہہ باقی نہ رہے



تقریر کی غرض ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ سننے والا مطلب سے پوری طرح واقف ہو جائے مگر حضراتِ دیوبند آپ کی تحریر اور تقریر دونوں اس قاعدے کے خلاف ہیں نہایت افسوس ہے کہ آپ اپنے ناموں کو علماء کی فہرست میں درج کرتے ہیں اور دو سطر اُردو ایسی بھی نہیں لکھ سکتے جو عوام کی سمجھ میں کامل طور سے آجائے۔

المشتہر محمد یعقوب چھتری والے ۲۶ رام موہن گھوس لین۔

## مکتوب گرامی راس الفضلا رئیس الحکما مولانا حکیم سید برکات احمد صاحب ٹونکی قدس سرہ العزیز

امّا بعد۔ اصحاب دیوبند کے بعض عقائد جو اہل سنت والجماعت کے مخالف ہیں وہ یہ ہیں۔ معاذ اللہ خداوند تعالی جھوٹ بول سکتا ہے (۲) اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے (۳) اور سب انبیا علیہم السلام معاذ اللہ منہ اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں (۴) اور شیطان کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے شیطان کا علم محیط نص سے ثابت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم محیط نص سے ثابت نہیں (۵) مولود شریف اور ذکر ولادت گو جمیع بدعات سے خالی ہو جائز نہیں۔ اور یا رسول اللہ کہنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اسی طرح اور بھی ان کے عقائد فاسدہ ہیں۔ تین عقیدے اول کے مولوی اسمٰعیل صاحب نے "تقویۃ الایمان" اور ایضاح الحق میں لکھے ہیں۔ اور چوتھا مسئلہ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں درج کیا ہے۔ پانچواں مسئلہ مولوی رشید احمد صاحب نے فتاوٰی رشیدیہ میں لکھا ہے۔ یا رسول اللہ کہنے کو یہ لوگ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ حالانکہ مطلقاً منع نہیں تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ بصیغۂ ندا و خطاب وارد ہے اور ترمذی کے کتاب الدعوات میں موجود کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعمٰی کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ الخ ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے

سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بطفیل تیرے نبی محمد مجسم رحمۃ کے، اے محمد بیشک میں متوجہ ہوتا ہوں بذریعہ آپ کے اپنے رب کے حضور میں اپنی حاجت برآئی کے لئے۔ جس میں صاف لفظ یا محمد موجود ہے پھر کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص السلام علیک یا رسول اللہ بایں خیال پڑھے کہ ملائکہ اس صلوٰۃ کو دُوبرو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیش کرتے ہیں تو کیونکر ناجائز ہوگا۔ غرض جس شخص کے یہ عقائد ہوں اُسے مطلقاً توبہ کرائی جاوے۔ اور تاوقتیکہ ان عقائد سے تائب نہ ہو۔ اُس کے پیچھے نماز ناجائز ہوگی۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے عقیدہ والے سے اختلاط نہ رکھیں اور اُس کے بیان کئے ہوئے مسائل پر عمل نہ کریں، تاوقتیکہ کسی حنفی المذہب عالم متوسط العقائد سے دریافت نہ کرلیں۔

اور مسئلہ علم غیب پر۔ اس طرح عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ عالم الغیب و الشہادہ اللہ تعالےٰ ہے اور علم غیب بالذات مختص ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہے اور اُس نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو علم اتنی مغیبات کا عطا فرمایا ہے کہ احاطۂ بشری سے خارج ہے۔ علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ (جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا) اور علم لوح و قلم اور علم جنت و نار اور علم قیامت کہ یہ سب مغیبات ہیں۔ علم ان کا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ مگر یہ سب علوم اللہ کے علم کے سامنے وہ نسبت بھی نہیں رکھتے کہ جو قطرہ بہ نسبت دریا کے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم متناہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم علم غیب ہے اور یہ علم علم بالمغیبات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم بالذات ہے اور یہ علم بالعرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے اور یہ علم حادث ہے۔ غرض شرع میں علم الغیب مختص ساتھ اللہ جل جلالہٗ کے ہے اور خاصۂ پروردگار عالم ہے اور شرع اسکی رخصت نہیں دیتی کہ علم الغیب با ضافۃ بجز خداوند تعالےٰ کے اور کسی علم میں استعمال کیا جاوے اسی وجہ سے بہتر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو علم بالمغیبات کہا جاوے۔ اسی طرح غیب بالعرض کہا جاوے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو علم بالمغیبات ہے معلومات اللہ اور معلومات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مساوی نہیں ہے بعد علم اللہ کے، علم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مرتبہ ہے، نہ جیسا کہ دیوبندی خیال کرتے ہیں کہ علم شیطان کا علم نبی اکرم



صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زائد ہے اور نبی کریم کو علم پس دیوار نہیں ہے۔ العیاذ باللہ منہ۔ سب مسلمانوں کو یہ عقیدہ علم غیب میں رکھنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نقل مہر (برکات احمد) ۔ برکات احمد حنفی مذہباً خیر آبادی تلمذاً میر نگری، بہاری وطناً الٹونکی نزیلاً

المشتہر۔ عبدالرحمٰن مارواڑی نمبر ۱۵ کراس اسٹریٹ کلکتہ۔

## نقل عبارات جناب عالم باعمل صوفی بے بدل حافظ قاری مولانا رضا علی صاحب حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً۔ سوال۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی و مولوی اسحٰق دہلوی در عقائد چگونہ اند و حال تصانیف ایشان یعنی تقویۃ الایمان و مسائل اربعین و مائۃ مسائل و صراط المستقیم و تنویر العینین و ایضاح الحق و غیرہا چگونہ است موافق عقائد اہلسنت اند یا خلاف آن بینوا توجروا۔ جواب۔ احوال مولوی اسحٰق دہلوی مشہور بالمہاجر یہ ہے کہ اُنکی مائۃ مسائل و مسائل اربعین جو تالیف ہوئی ہے اس میں اول تو آپس میں جابجا تخالف ہے اور اکثر مسائل اُن دونوں کے خلاف عقائد اہل سنت و جماعت ہیں چنانچہ رد مسائل اربعین میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید بن ابو سعید المجددی النقشبندی المظہری نے لکھا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ نام اُس کا "تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین" ہے۔ مدینہ شریف میں میں نے اس کو پایا ہے، حضرت صاحب موصوف سے مجھ کو ملی ہے اور رد مائۃ مسائل بہت لوگوں نے لکھی ہے چنانچہ ایک رد شاہجہان آباد میں ہوئی ہے اور مطبوع بھی ہوتی ہے اور ایک کتاب مسمی بتصحیح المسائل[1] رد مائۃ مسائل میں چھپی ہے۔ اور مولوی مخصوص اللہ صاحب پسر مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ انہوں نے بھی رد انکے مسائل اور عقاید کی لکھی ہے اور رد تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی لکھی ہے اور نام اس کا "معید الایمان" رکھا ہے مجھ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب کی دہلی میں ملاقات ہوئی میں نے پوچھا کہ درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ اُسکو ہم لوگوں نے بہت سمجھایا، نہیں مانا اور جتنا ہندوستان میں فتنہ

---

[1] یہ کتاب مولانا فضل رسول بدایونی کی تصنیف اور عمدہ کتاب ہے ۱۲

پھیلا ہے اُسی کی ذات سے پھیلا ہے۔ انتھی اور کتاب "تحقیق الحقیقت" کہ اس کا نام تاریخی ہے۔ احوال میں مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق دہلوی کی تالیف ہوئی ہے اور مطبوع مطبع محبوبی ہے اس کے صفحہ (۱۳) میں یہ لکھا ہے۔ مولوی مخصوص اللہ نے کہ اس کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ عبرانی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور مفسد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں کا اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے چھٹ گیا تھا مانند قول مشہور۔ ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

ایسے ہی زندیق ہو گئے۔ انتہیٰ۔ اور اسی "تحقیق الحقیقت" کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کلام مولوی مخصوص اللہ کا کہ بڑے عم بزرگوار میرے اعنی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس نابینائی سے معذور ہو گئے تھے اسکو یعنی تقویۃ الایمان کو سنا فرمایا کہ اگر میں بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ کا سا اس کا بھی رد لکھتا انتہی۔ اور بھی مائۃ مسائل اور مسائل اربعین میں بہت سی باتیں خلاف عقائد اہلسنت کے لکھے ہیں اور اکثر علماء کے دستخط اور مہر اوپر اغلاط اور تحریفات مسائل اربعین کے ہوئی ہیں۔ صفحہ ۲۳۔ تحقیق الحقیقت میں اسامی اُن علما کے موجود ہیں۔ اعنی مفتی صدر الدین صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی حضرت احمد سعید صاحب مجددی نقشبندی و حکیم امام الدین خان صاحب و مولوی سید محمد صاحب مدرس اول و مولوی دیدار بخش صاحب و مولوی کریم اللہ صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب و قاضی محمد علی صاحب و مولوی احمد الدین صاحب و مولوی فرید الدین صاحب و مولوی محمد عمر صاحب و مولوی عبد الرحمٰن صاحب و غیرہم اور در باب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے حضرت پیر مرشد میرے حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے بھی رد تقویۃ الایمان لکھی ہے اور مولوی صدر الدین صاحب نے بھی لکھا ہے "منتہی المقال" اور علماء بریلی نے بھی لکھا ہے اور رد تقویۃ الایمان کا مسمّٰی بہ "تصحیح الایمان" اور علماء رامپور نے متعدد رد تقویۃ الایمان لکھی ہے اور علماء لکھنؤ و حیدر آباد و مدراس نے بھی رد لکھی ہے چنانچہ صفحہ ۱۱۔ تحقیق الحقیقت میں مذکور ہے اور مولوی سلطان

---

۱ یعنی امتیاز وغیرہ ان سے اللہ نے چھین لیا تھا اور اس علم کو اللہ نے اُنکے سینہ سے اٹھا لیا۔ ۲ ان اکثر ان علماء سے مجھے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ اور مولوی خرم علی صاحب کا رسالہ نصیحۃ المسلمین پر عمل کرنا بھی گمراہی ہے۔



کنگی نے رد تقویۃ الایمان لکھی نام اس کا "تنبیہ الغرور" اور حاجی مولوی سید حکیم فخر الدین الہ آبادی نے بھی بالفعل چند عرصہ ہوا کہ رد تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ "ازالۃ الشکوک" لکھا ہے اور مولوی فضل حق خیر آبادی نے مولوی اسمٰعیل کو کافر لکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جو اُن کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے اس واسطے کہ یہ شخص بڑا بے ادب ہے۔ در باب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تقویۃ الایمان میں لکھا جو کچھ لکھا انتہیٰ۔

اور مولوی مملوک علی صاحب نانوتوی نے رد تقویۃ الایمان لکھا ہے اور نام اُس کا تفویۃ الایمان ساتھ فا کے یعنی فوت کرنے والا ایمان کا۔ لکھا ہے اس واسطے کہ وقت تالیف کے مؤلف تقویۃ الایمان کی قلم سے مسودہ میں تفویۃ الایمان ساتھ فا کے لکھی گئی وہذا النقل مشہور و مرقوم فی الرسائل و حضرت پیر مرشد صاحب سے میں نے در باب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پوچھا۔ مدینہ شریف میں فرمایا کہ اُن کو میں نے اور تمام علمائے دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا۔ انہوں نے اقرار کیا کہ تقویۃ الایمان میں اصلاح دے دونگا اور مقام ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر و مرشد کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بد اعتقادی اور فساد دین محمدی ہندوستان میں ہوا مولوی اسمٰعیل کی ذات سے ہوا۔ اور علمائے حرمین نے اُن کے کفر پر اور عبد الوہاب نجدی کے کفر پر فتوے لکھے ہیں جو اکثر مطبوع ہو گئے ہیں۔ تھوڑی سی تحفہ محمدیہ شرح رد فرقہ مرتدیہ میں مطبوع بنگلور اور بمبئی میں آخر میں مندرج ہیں۔ اور بہت عقائد اُن کے باطلہ لکھے ہیں اور لکھا ہے اُس میں اور اور کتب میں کہ عقائد مولوی اسمٰعیل دہلوی برابر کتاب التوحید نجدی کے ہے اور تقویۃ الایمان ان کی لائق النعل بالنعل کتاب التوحید نجدی ہے۔ اور فقیر کاتب حروف کا تجربہ ہے کہ جہاں تقویۃ الایمان کا چرچا پھیلا بس جوتی پیزار چلی۔ خدا جانے کس وقت منحوس میں تالیف ہوئی ہے اور نشان وہابیہ کا اعتقاد تقویۃ الایمان اور صراط المستقیم اور تنویر العینین مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مسائل اربعین[۱] اور مائۃ مسائل مولوی اسحٰق دہلوی ہے اُس کے سبب سے کارستانیاں اُن کی معلوم ہوتی ہیں اور تحقیق الحقیقت وغیرہ میں بہت احوال ان دونوں صاحبوں کے مندرج ہیں۔

اجابه الحقیر الفقیر محمد رضا علی البنارسی الحنفی القادری النقشبندی المجددی والاحمدی العمری کان اللہ لہٗ واصلح حالہٗ واحسن مآلہٗ۔

اللّٰھم صلّ علٰی سیدنا محمدٍ وعلٰی اٰلِ سیدنا محمدٍ وبارك وسلم علیه ۱۳۰۸ھ

المشتہر محمد حل خان عفی عنہ ۱۷ راج موہن اسٹریٹ کلکتہ۔

# خاتمۃ الطبع

" سیف الجبار " از سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ العزیز نجدی عقائد و مظالم کی معتمد علیہ تاریخ ہے کیونکہ مصنف نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا قریبی زمانہ پایا تھا اور بعض باتیں تو ان کی چشم دید ہیں۔ جابجا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی قدست اسرارہم کے اقوال پیش کرنے کی وجہ سے مسلک اہل سنت وجماعت کی صداقت کے بارے میں کسی کو شبہ نہیں رہ سکتا۔

یہ کتاب پہلی بار غالباً حضرت مصنف قدس سرہٗ کے زمانے میں شائع ہوئی تھی بار دوم رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ میں حسب فرمائش حضرت مولانا محب الرسول شاہ محمد عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ شائع ہوئی۔ بار سوم ۱۳۳۰ھ میں جناب غلام احمد صاحب شوق فریدی سنبلی نے آگرہ سے شائع کی۔ بار چہارم ۱۳۳۰ھ میں مولانا منشی محمد لعل خان قدس سرہٗ نے کلکتہ سے شائع کی۔ بار پنجم (سن طباعت ندارد) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے بریلی سے شائع کی۔ بار ششم کئی اضافوں کے ساتھ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ میں "مکتبہ رضویہ" کی طرف سے پیش کی جارہی ہے۔ اشاعت سے مقصد صرف اظہار حق ہے۔ امید ہے کہ اہل انصاف پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ اشاعت العلوم چکوال

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچینت گڑھ انجن شیڈ لاہور (مغربی پاکستان)



# جامعہ امدادیہ مظہریہ (بندیال) کا اجمالی تعارف

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے     کہ در وے بود قیل و قال محمد

حضرت فقیہ العصر استاذ العلماء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی علیہ الرحمۃ نصف صدی سے کچھ کم عرصہ تک بندیال میں سعر گاہ تحقیق کی منزل بنے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد بظاہر رشد وہدایت کا وہ مینار گر گیا جس کی ضیاء بار شعاعوں سے سحور ہو کر یمین ویسار سے علم کے متوالے دوڑے دوڑے آتے۔

حضرت قبلہ فقیہ العصر استاذ العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیچھے دو صغیر سن صاحبزادگان مولانا محمد عبدالحق صاحب و مولانا فضل الحق صاحب کو چھوڑا تھا جن کو ابھی علوم کی تکمیل اور تربیت نظر کی ضرورت تھی۔ ارض بندیال سے علم وفضل کی بہار کا یہ وداع کوئی ایسا معمولی واقعہ نہ تھا کہ دستور کائنات میں فرق نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بندیال کے دلوں میں کوئی بات ڈال دی۔ اور وہ لوگ علم ومعرفت کی اس حسین محفل کو پھر آباد کرنے پر تل گئے اور صاحبزادگان اور دیگر طلباء کی تعلیم کے لئے دار العلوم جامعہ امدادیہ مظہریہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور استاذ العلماء بندیالوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید مولانا محمد سعید صاحب (ٹمن ملتانی) کے ہاتھوں جامعہ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد مولانا عبدالغفور صاحب حفیظ بانڈی والے اور مولانا علی محمد صاحب پدھر اڑوی نے بھی تدریسی خدمات کو جاری رکھا۔ کچھ عرصہ میں معقولات کے امام مولانا محمد الدین صاحب بدھوی علیہ الرحمۃ کی خدمات حاصل کی گئیں مگر دینی خدمات کی وہ بے غرض تنویریں جن سے اہل بندیال مانوس تھے ابھی تک بندیال کی فضا کو حاصل نہ ہوئی تھیں۔ آخر ڈھونڈنے والوں کی نگاہیں عصر حاضر کے سب سے بڑے فاضل مدرس استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد صاحب چشتی مد ظلہم تلمیذ ارشد حضرت استاذ العلماء علیہ الرحمۃ کو ڈھونڈ لائیں۔ مولانا کی تشریف آوری کے بعد ہر طرف سے تشنگان علم ومعرفت پروانہ وار ٹوٹ پڑے۔ اور عظمت رفتہ کی یاد ایک بار پھر تازہ ہو گئی جن کی شعاعوں سے ان کے قلوب حضرت استاذ العلماء کے دور میں منور ہو چکے تھے۔

رضوانٌ من اللہ اکبر

# التحقیقات

مصنفہ

حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب

بانی جامعہ نعیمیہ مرادآباد



قیمت

50 P.

ملنے کا پتہ: انجمن فروغِ ملت۔ باری۔ ضلع مرادآباد۔ یوپی

وہابیت کی تمام طاقتوں کا نچوڑ اور ان کی مجموعی جد وجہد کا نتیجہ رسالہ "التلبیسات لدفع التصدیقات" ہے جو المہند کے نام سے مشہور ہے اسمیں بڑے سے لیکر چھوٹے تک تمام وہابیہ نے عیاری کی قابلیتیں ختم کردیں اور وہابیت کے معائب پر بہت پُر فریب پردے ڈالنے کی کوششیں کیں اور تحریرات حرمین کے نام سے خلقِ خدا کو مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے ان تمام عیاریوں کو بے پردہ و بیحجاب کرنے کیلئے حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم حاجی محمد نعیم الدین صاحب بانی جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے رسالہ مبارکہ

# التحقیقات لدفع التلبیسات

تحریر فرماکر تلبیسات وہابیہ کی حقیقت کو عُریاں کردیا اور اُن تمام مغالطوں کا پردہ فاش کردیا جن سے ناواقف لوگوں کے دھوکا کھانیکا احتمال تھا اس نفیس تحقیقات کو محترم جناب منشی عبدالوارث صاحب رضوی اور محترم جناب حافظ قاری عبدالغفور صاحب رضوی نے شائع کیا۔

انجمن فروغِ ملت بلاری ضلع مرادآباد۔ یو۔ پی

مطبوعہ ناظم پریس رامپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

# اِستفتار

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

بخدمتِ بابرکت حضرت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت جناب فخر الاماثل صدر الافاضل استاذ العلماء رئیس الفقہاء اکرم المفسرین امام المناظرین سیدنا ومولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم حاجی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مد اللہ ظلالہٗ وافضالہٗ ودام برکاتہٗ وفیوضاتہٗ۔

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے ملت اہلسنت وجماعت اِن امورِ ذیل میں کہ

(۱) مخالفین اور وہابیہ دیوبندیہ نے جو یہ شورش اٹھائی ہے کہ اعلیحضرت حکیم امت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ وشیخ الاسلام والمسلمین سیدنا مولانا شاہ مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب محدث بریلوی رضی اللہ تعالےٰ

کا عمل کس پر ہے؟ دیوبندی عقائد والوں کو تو بڑا ناز ہے کہ ہم لوگ حق پر ہیں۔ اور بریلوی عقائد والے مفتری اور کاذب۔ کہ ان کے یہاں کفر کا کارخانہ ہے۔ جس کو چاہتے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں کفر کا فتوی دیکر دوزخ میں ڈال دیتے ہیں تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

(۴) مسلمان کلمہ گو اگرچہ نماز روزہ حج وغیرہ بجالاتا ہو۔ مگر خدا و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی یا ادنیٰ سی توہین کرنے والا ہو تو آیا ایسا شخص مسلمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ مفصلاً جواب نمبروار بحوالۂ کتاب عام فہم صورت میں عنایت فرمایئے اور عربی عبارت آیت وحدیث جہاں پر آوے مع ترجمہ بزبان اردو تحریر فرمایا جاوے تاکہ بخوبی سمجھ میں آجاوے۔ بینوا بالکتاب توجروا الیوم الحساب ۔

المستفتی۔ محمد عبد الحمید سُنی حنفی خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ موضع رنگپور شریف ڈاکخانہ جلال پور۔ ضلع فیض آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الجواب بعون الوہاب۔ نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم ؕ

(۱) وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے علمائے اسلام کو کافر کہا۔ کذب محض وافترائے خالص ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اُن مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن

وحدیث اور تمام اُمت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰحضرت نے کُفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا۔ نصوص نقل فرمائیں۔ جن کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے۔ اُن امور کا کفر ہونا اور اُنکے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں۔

"جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی"۔

رہی یہ بات کہ جو اعلیٰحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اسکو وہ کافر جانتے ہیں یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریات دین میں جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر۔ جو توحید مانے۔ رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو۔ وہ کافر۔ توحید و رسالت دونوں کو تسلیم کرے۔ قرآن کا منکر ہو۔ تو کافر۔ غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے۔ کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔ حدیث جبرئیل میں ہے: قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔ یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں اور روزِ آخرت کو مانے۔ اور اس کی تقدیر خیر و شر پر ایمان لائے

تو جو ان امور میں ہمارا ہم عقیدہ ہے۔ مؤمن ہے اور جو ان میں سے ایک میں بھی ہم عقیدہ نہیں اس کو حقیقتِ ایمان ہی حاصل نہیں مومن نہیں۔ کافر ہے۔ واللہ سبحانہٗ تعالےٰ اعلم۔

(۲) یہ قطعاً غلط ہے کہ حسام الحرمین میں وہابیہ کی عبارات میں قطع و برید کر کے کفری معنی پیدا کئے گئے ہوں۔ عبارتیں بلفظہا نقل کی گئی ہیں انھیں پر فتویٰ لیا گیا ہے۔ اُن ہی کو علمائے حرمین طیبین نے کفر فرمایا ہے۔ البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب میں تھیں تو اُن کو اختصار کے لئے یکجا کر کے لکھدیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک عبارت وہ کفری معنی رکھتی ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی جدید معنی پیدا نہیں کئے گئے۔ یہ محض افترا ہے اور ہر شخص حسام الحرمین کے نقول کو اصل کتابوں سے ملا کر اطمینان کر سکتا ہے۔

البتہ وہابیہ کی کتاب التلبیسات لدفع التصدیقات یقیناً اسم بامسمیٰ ہے اس میں تلبیس کی گئی ہے اور چالاکیوں سے کام لیا گیا ہے علماءِ مکہ مکرمہ کو طرح طرح کے دھوکے دیئے ہیں۔ اپنا مذہب کچھ کا کچھ بتایا ہے عقیدے برخلاف اپنی تصانیف کے ظاہر کئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند فریب کاریاں اس کی نقل کی جاتی ہیں۔

ا۔ وہابی ہندوستان میں کس کو کہا جاتا ہے؟ اس کی تفصیل میں لکھا ہے:

"بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو" (التلبیسات صفحہ ۳)

دیکھئے کتنا بڑا دھوکا ہے۔ ہندوستان میں سود کے حرام کہنے والے کو کون وہابی کہتا ہے۔ سود کو تمام علمائے اہلِ سُنّت حرام فرماتے ہیں۔ وہابی کے یہ معنی بتانا کتنا بڑا خدع و مکر ہے ؛

ملاحظہ روضۂ طاہرہ کی زیارت کے متعلق لکھا۔ کہ " اعلےٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سببِ حصولِ درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب۔ گو شدّ رحال اور بذلِ جان و مال سے نصیب ہو"؛ (التلبیسات) صفحہ ۴ ؛

صفحہ ۴ میں زیارت شریف کی نیت سے سفر کرنا وہابیہ کا قول بتایا۔ دیکھئے کیسے خالص سُنّی بن رہے ہیں۔ گویا وہابی اُن کے سوا کوئی اور ہے اب ذرا تقویۃ الایمان دیکھیے۔ کہ وہاں سلسلۂ شرکیات میں لکھا ہے :۔

" اُس کے گھر کی طرف، اور دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا " (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱) مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۴۴)

دوسری جگہ لکھا ہے " اور کسی کی قبر یا چلّہ پر۔ یا کسی کے تھان پر جانا دور سے قصد کرنا "؛ (تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۴۵) ؛

اِس میں صاف بتایا کہ کسی کے گھر یا کسی کی قبر کی طرف سفر کرنا شرک ہے اور تقویۃ الایمان کے مصنف اسمٰعیل کی تعریف اسی التلبیسات کے صفحہ ۲ میں مرقوم ہے جب وہ ان کا پیشوا ہے۔ اس کی کتاب پر ساری جماعت کا ایمان اور اسمیں بقصدِ زیارت سفر کو شرک کہا۔ اسی سفر کو اس التلبیسات

میں قربت و واجب کہنا۔ اور اس کے لئے جان و مال کا خرچ روا رکھنے کا اظہار کرنا کتنا بڑا کید اور کیسا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہے کہ وہابیہ کے دین میں تقیہ بھی درست ہے کہ اپنے مذہب کو چھپاکر کچھ کا کچھ ظاہر کر دیا۔

۳ تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے لکھا:

"کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مُردہ جانتے ہیں معاذ اللہ۔ مگر التلبیسات میں ظاہر کیا کہ حضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی ہے بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ (التلبیسات صفحہ ۷) دیکھئے کیسا کھرا شُتّر بن رہا ہے۔

۴ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴ میں ہے:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں اولیا و انبیاء کی نسبت لکھا "کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے۔ نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں"۔

اور التلبیسات میں اولیاء کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ "ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا بیشک صحیح ہے"۔

(التلبیسات صفحہ ۱۱)

۵۔ التلبیسات صفحہ ۱۲ میں عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین کو خارجی بتایا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں اور اہلِ سنّت و علمائے اہلِ سنّت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔ مگر فتاویٰ رشیدیہ میں عبدالوہاب کو اچھا بتایا ہے۔ چنانچہ فتاوٰے رشیدیہ جلد اول ص۸ میں ہے:۔

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مذہب اُن کا حنبلی تھا"

جلد ۳ صفحہ ۹۷ میں لکھا:۔

"محمد عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا"

عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں سُنّی بننے کے لئے ظاہر کیا کہ ہم اسکو خارجی جانتے ہیں۔ کیا مکّاری ہے۔

۶۔ ختم نبوت کے متعلق التلبیسات میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ:۔

"آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں۔ اور ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حدِ تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور نیز اجماع امت سے۔ سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے

خلاف کہے۔ کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اسلئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا"۔

(التلبیسات صفحہ ۱۴ و ۱۵)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم آخر انبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ آیت اور احادیث متواترہ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا اور اپنے آپ کو خالص سُنّی ظاہر کیا۔ اور تحذیر النّاس دیکھئے تو اس میں صفحہ ۲ پر یہ لکھا ہے:

"عوام کے خیال میں تو رسول کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پہ روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔

۶ التّلبیسات میں تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا:۔ "البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالے کے لئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدث سے منزّہ و عالی ہے"۔

(التّلبیسات صفحہ ۱۳)۔

مگر واقعہ میں وہابیہ کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اور وہ اللہ تعالے کو جہت

ومکان سے منزہ جاننے کے عقیدہ کو بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایضاح الحق صفحہ ۳۵ و ۳۶ میں لکھا ہے :۔

"تنزیہ او تعالےٰ از زمان ومکان وجہت وماہیت و ترکیب عقلی وبحث عینیت وزیادت صفات وتاویل متشابہات واثبات رویت بلاجہت ومحاذات واثبات جوہر فرد وابطال ہیولےٰ وصورت نفوس وعقول یا بالعکس وکلام در مسئلہ تقدیر وکلام وقول بصدور عالم واشمال آں از مباحث فن کلام والہیات و فلاسفہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقتہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ شمارد"

یہ عیاری ہے کہ کچھ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کرتے ہیں اس کے خلاف ‡

۵۔ التلبیسات صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے :۔

" جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے "

یہاں تو یہ ظاہر کیا۔ اور پردہ اٹھا کر دیکھئے کہ حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدہ پر دائرۂ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے۔

چنانچہ ملاحظہ کیجئے تقویۃ الایمان صفحہ ۴۸ میں لکھا ہے :۔

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے"۔

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں جنہوں نے التلبیسات میں مذکورہ بالا عبارت لکھی۔ وہ براہین قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں :-

"اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔ وہ خود نص کے موافق ہی کہتا ہے"۔

اس مکاری کی کیا انتہا ہے۔ جو عقیدہ بار بار چھاپ چکے التلبیسات میں اس کا کیسا صریح انکار کر دیا :

۹۔ التلبیسات صفحہ ۱۸ میں ہے :

"ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جنکو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ وحکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ واسرار الخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے۔ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول۔ اور بیشک آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالے کا فضل عظیم ہے"۔

اس عبارت مذکورہ کو ملاحظہ کیجیے۔ کیا مسلمان بنے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی وسعت اور حضور کا تمام خلق سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں

اور عقیدہ دیکھئے۔ تو نہایت پاک کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور انجام کا بھی علم نہیں۔ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے :-

"جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا۔ خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں۔ خواہ آخرت میں۔ سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو۔ نہ ولی کو۔ نہ اپنا حال۔ نہ دوسرے کا"

اور براہین قاطعہ صفحہ ۴۶ میں لکھا :-

"اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"

حقیقت عقیدہ تو یہ ہے۔ اور دھوکا دینے کے لئے التلبیسات میں وہ ظاہر کیا :

مذا التلبیسات صفحہ ۱۹ میں لکھا :-

"اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوٰے دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے"

یہاں تو یہ لکھا اور براہین قاطعہ میں خود ہی شیطان لعین کے لئے وسعت علم کو ثابت کیا اور حضور کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا اس کے قائل خود جناب ہی ہیں براہین قاطعہ صفحہ ۴۷ میں

لکھتے ہیں :-

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

دیکھئے عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں اس کا صاف انکار ہے۔ اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کو کافر بتایا ہے۔ کیا عیاری ہے۔

۱۱ التلبیسات صفحہ ۲۴ میں ہے :-

"جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے۔ یا کہے۔ وہ قطعاً کافر ہے"

علمائے حرمین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب دیکھئے کہ ایسا سمجھنے اور کہنے والا ہے کون جس کو کفر کہہ رہے ہیں۔ وہ فعل کس کا ہے۔

ملاحظہ کیجئے۔ حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷، ۸ میں ہے :-

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"

دیکھئے۔ وہ کفری قول جس کے قائل کو التلبیسات میں کافر کہہ رہے ہیں

خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب کا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری عیاری یہ ہے کہ اس تلبیسات میں اشرف علی کی عبارت پیش کی ہے، تو اس میں قطع و برید کر لی کہ حفظ الایمان میں تو "علم غیب کا حکم کیا جانا" لکھا۔ اور التلبیسات میں "علم غیب کا اطلاق" لکھا ہے، کہاں حکم کرنا۔ کہاں محض اطلاق، اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی تو التلبیسات میں اس کو کیوں بدلا؟ دوسرے لفظوں سے بیان کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں بچایا۔ قول کچھ تھا اور علمائے عرب کو کچھ دکھایا۔

۱۲ مجلس مبارک میلاد شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

التلبیسات صفحہ ۲۴:۔

"حاشا۔ ہم تو کیا۔ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیّئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو۔ یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو"۔

دیکھئے۔ یہاں مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب بنایا جاتا ہے اور

اس کو بدعتِ سیئہ کہنے سے حاشا کہکر انکار کیا جاتا ہے۔ بڑا فریب ہے کیونکہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ دیکھئے ذیل کے حوالے (فتاوے رشیدیہ جلد ا صفحہ ۵۰ میں ہے۔

"سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے۔ یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود یا عرس کرتے تھے۔ یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں"

اسی فتاوے رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۴۵ میں ہے:-

"مسئلہ:- محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور روایات غیر موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے"

اسی جلد (یعنی فتاوے رشیدیہ جلد دوم) جلد کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے:-

"انعقادِ مجلسِ مولود بہرحال ناجائز ہے"

اسی فتاوے رشیدیہ کے جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے:-

"کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا

عرس اور مولود درست نہیں "۔

انصاف کیجئے کہ حقیقت میں مذہب تو یہ ہے کہ کوئی مولود شریف کسی طرح درست نہیں اور التلبیسات میں ظاہر اس کے خلاف کیا۔ یہ ہیں کیادیاں، تمام کتاب ایسی ہی مکاریوں سے لبریز ہے۔ چند بطور نمونہ یہاں لکھی گئی ہیں۔

اب دوسرا انداز فریب ملاحظہ فرمایئے۔ خود سوالات لکھے اور خود اُن کے جواب دیئے اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں کرائیں۔ جوابوں میں وہ فریب کاریاں کیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ اب اس مجموعۂ فریب کو حرمین شریفین لیکر پہنچے تاکہ وہاں کے علماء کو دھوکہ دیں۔ اور اُن سے کسی طرح تصدیق کرالیں۔ تو کہنے کو ہو جائے کہ حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین نے جن بدنگامیوں پر کفر کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے ہی ان کا اسلام تسلیم کرلیا۔ مگر اللہ تعالیٰ ربانی علماء کا محافظ ہے۔ مکاروں کا کید نہ چلا۔ اور حرمین طیبین کے علماءِ اعلام کی تصدیقیں حاصل نہ ہوئیں اگرچہ بعید نہ تھا کہ وہ حضرات ان پرفریب جوابوں سے دھوکہ کھاتے جن میں فریب کاروں نے اپنے آپکو پکا سنی ظاہر کیا تھا مگر الحمد للہ کہ حرمین طیبین کے علماء کرام اس دامِ فریب میں نہ آئے۔

# علماءِ حرمین کی تصدیق کا حال

علمائے حرمین طیبین کی تصدیقات تو حسام الحرمین میں دیکھئے۔ تلبیسات کی جعلی کارروائی محض فریب کاری ہے۔ عنوان میں تو لکھا:۔

هٰذه خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة

اور اس کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید بابصیل کی ایک تحریر ہے ،
اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں کہ براہین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس
و فتوائے گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا گیا۔ وہ غلط ہے۔ نہ یہ
تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفری نہیں۔ تصدیق کس بات
کی ہے۔ اور اس تحریر سے دیوبندیوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے التلبیات
میں جو انھوں نے اپنے آپ کو "سُنّی" ظاہر کیا۔ اور عبدالوہاب نجدی کو وہابی
و خارجی بتایا۔ مولود شریف کو جائز کہا۔ اس کی مولانا نے تصدیق
فرما دی۔ تو یہ سُنّیت کی تائید ہوئی۔ وہابیہ کی حیا داری کہ وہ اس تحریر
کو اپنی تائید میں پیش کریں ؛

علاوہ بریں جو تحریر انھوں نے لکھی تھی بعینہٖ درج کرنا تھی۔ اس کا
خلاصہ کیوں کیا گیا۔ وہ کیا مضمون مخالف تھا جس کو چھپانے کے لیے
ان تحریروں میں کاٹ چھانٹ کی۔ اور اس التلبیسات میں خود اقرار ہے
چنانچہ صفحہ ۵۰ کے اول میں لکھا ہے :-

"یہ علماءِ مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کی تصدیقات کا خلاصہ ہے"

جن علماء کی تحریر اپنی برأت کے ثبوت کے لئے پیش کیجاتی ہے۔ اس میں
قطع و بُرید کیوں کی گئی۔ اس سے اہل فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریر اُن کے
موافق نہ تھی۔ جو باتیں خلاف اور صریح خلاف تھیں۔ وہ نکال دیں۔ یہ
حال دیانت کا ہے۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی ہے تاکہ

لوگ سمجھ لیں کہ یہ بھی کوئی عرب اور علمائے مکہ میں سے ہوں گے۔ مگر آخر میں جہاں دستخط ہیں۔ وہاں بندہ احمد رشید خاں نواب لکھا ہے (دیکھو التلبیسات صفحہ ۵۳)

یہ نواب اور خاں بتا رہا ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں۔ اسی لئے اول میں اُن کے نام کے ساتھ نواب اور خاں نہیں لکھا گیا۔

تیسری تصدیق شیخ محب الدین کی ہے جن کو مہاجر لکھا ہے لفظ مہاجر سے ظاہر ہے کہ وہ عرب اور علمائے مکہ میں سے نہیں۔ ان کی تحریر کو علماءِ مکہ کی تحریر قرار دینا دُنیا کو فریب دینا ہے یہ جرأت ہے کہ ہندوستانیوں کی تحریریں علماءِ مکہ کے نام سے پیش کر کے دنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے اس کو بھی علمائے مکہ کے سلسلے میں داخل کیا ہے۔ ہندی و افغانی علماء مکہ میں گنے۔ اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے ایسے تو جتنے حاجی ہندوستان سے گئے تھے۔ سب کے نشان، انگوٹھے لے کر علمائے مکہ میں شمار کر دیتے۔ تو کوئی کیا کرتا؟

## ایک اور بڑا مکر

اسی سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی شیخ علی بن حسین مدرس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ یہ حضرات بیشک علمائے مکہ سے ہیں۔ مگر ان کے نام سے جو

تحریریں التلبیسات میں درج ہیں وہ جعلی ہیں۔ چنانچہ خود التلبیسات صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ:۔

جناب مفتی مالکیہ اور اُن کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کردی تھی۔ مخالفین کی سعی کیوجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویتِ کلمات لے لیا۔ اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے اس کی نقل کرلی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تحریر وہابیہ کے پاس موجود نہیں۔ پھر ان کے نام سے تحریر چھاپنا کس قدر بیباکی اور مخادعت ہے۔ فرض کرو۔ یہ سچے ہی سہی۔ اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہ ہوئی اس کو آپ کے سر تھوپنا کتنا بڑا مکر ہے اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے حق کو چھپایا تو وہ اس قابل ہی کب رہے کہ ان کی تحریر قابلِ اعتبار ہو۔ غرض کسی سے اُن کی تحریر چھاپنا اور اُن کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔

التلبیسات میں علمائے مکہ کے نام سے صرف اتنی ہی تحریریں درج ہیں ان میں قطع و برید بھی ہے۔ ہندیوں اور افغانیوں کو مکی بنایا گیا ہے جعلی تحریریں بھی ہیں ایک بھی تحریر قابلِ اعتماد نہیں۔ کُل کا کُل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تمام علمائے کرام مکہ مکرمہ اُن کے کفر پر متفق تھے اور کسی طرح سے انکی فریب کاری نہ چل سکی۔ اس لئے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندوستانیوں اور افغانیوں کو علمائے مکہ ظاہر کرکے اُن

سے کچھ لکھا لیا۔ ایسا نہ کرتے تو تائیدِ باطل کے لئے اور کچھ کر ہی کیا سکتے تھے۔

## علمائے مدینہ کی تصدیقات کا حال

علمائے مدینہ کے نام سے التلبیسات میں عجب چال کھیلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقاموں کی تھوڑی عبارتیں نقل کرکے اس پر جن چوبیس پچیس صاحبوں کے دستخط تھے سب نقل کر دیئے۔ وہ دستخط التلبیسات پر نہ تھے۔ برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر التلبیسات میں سب نقل کر دیئے تاکہ عوام دھوکا کھائیں کہ مدینہ طیبہ کے اسقدر علماء اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ التلبیسات کے صفحہ ۶۰ میں اس کا اقرار بھی کیا ہے برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا جسکو لوگ دیکھتے کہ وہ کیا فرماتے ہیں تین مقاموں کی کچھ عبارتیں لکھ ڈالیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے اہلِ عقل سمجھ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کو بالکل نظر انداز کر دینا ضرور کسی مطلب سے ہے۔ اگر وہ موافق ہوتا تو اس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

## مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر

علمائے مدینہ کی تحریرات کے سلسلے میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر ہے اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جن پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے درست ہیں یا کفر نہیں ہیں۔ یا ان کے

مصنف مومن رہے ۔ کافر نہ ہوئے بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے اور ان کی ناک کاٹ دی ہے کہ مولود شریف اور قیام وقت ذکر ولادت کو جائز و مستحب اور شرعاً محمود اور اکابر علماء کا قرناً بعد قرن معمول اور مسلمانوں کا شعار بتایا ہے (دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۱ و ۶۲) اور اس سے بڑھکر حضور کی روح مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری کو امر ممکن اور اس کے معتقد کو غیر خاطی بتایا ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور وہابی دین پر خاک ڈالنے کیلئے یہ بھی لکھدیا ہے کہ حضور باذنہٖ تعالیٰ جہان میں جیسا چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۲) یہ وہابیہ کا ردّ اور ان کے دین کا ابطال ہے اس نے تقویۃ الایمان کو جہنم رسید کر دیا۔ اس کے علاوہ التلبیسات کی نقل کی ہوئی اور تحریرات بھی وہابیہ کے کھلم کھلا رد ہیں۔ یہ ایک نہایت مختصر نقشہ التلبیسات کا پیش کیا گیا جس سے ہر عاقل منصف اس دجالی کتاب کی فریب کاری پر نفرت کریگا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ حسام الحرمین حق و صحیح اور التلبیسات کذب و زور و باطل و مردود ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ

وَالْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ

رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

اَجْمَعِیْنَ

تمت

# تعارف علماءِ دیوبند

تصنیفِ لطیف

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری

چاند کتاب محل ڈسکہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور — کراچی ○ پاکستان

| | |
|---|---|
| نام کتاب | تعارف علماء دیو بند |
| مصنف | مجدد مسلک اہلسنّت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ |
| تاریخ اشاعت | فروری 2007ء |
| ناشر | ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور |
| تعداد | دو ہزار |
| کمپیوٹر کوڈ | 1Z 116 |
| قیمت | -/60 روپے |

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2212011-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

به مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(زعلامہ اقبال)


مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

# انتساب

بحضور

امامِ اہلِ سُنّت

مجددِ دین وملّت، اعلیٰ حضرت

عظیم البرکت، علاّمہ مولانا

## شاہ احمد رضا خان

صاحب (بریلوی)

قدس اللہ سرہ ونوّر اللہ مرقدہٗ

بتوسط

مکین دیار رحمۃ للعالمین

نائب اعلیٰ حضرت صاحبُ الفضیلۃ والارشاد

قبلہ مولانا

## ضیاءُ الدّین احمد القادری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
اپنے کیے پہ موت پشیماں ہے آج بھی

خادم اہل سنّت

بندہ!

محمد شفیع اوکاڑوی غفرلہٗ

# فہرست


| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| عرض ناشر | ۶ |
| نگاہِ اوّلیں | ۸ |
| تصویر کا پہلا رُخ | ۱۱ |
| مولوی رشید گنگوہی مُربّی خلائق ہیں | ۱۱ |
| گنگوہی کی مسیحائی | ۱۲ |
| گنگوہی کے بندے | ۱۴ |
| عبد بمعنی بندہ عابد یا غلام | ۱۵ |
| گنگوہی، خدا یا رسول کا ثانی | ۱۶ |
| مکہ میں گنگوہ کی یاد | ۱۸ |
| گنگوہی کی قبر مثل طور | ۱۹ |
| گنگوہی حاجت روا اور مشکل کشا | ۱۹ |
| گنگوہی کا حکم خدا کے حکم سے بڑا | ۲۰ |
| وائے غلامی تمنائے مسلمانی | ۲۰ |
| انبیاء سے تشبیہ | ۲۲ |
| گنگوہی حضور کی نظیر تھے۔ | ۲۲ |
| گنگوہی نور مجسم تھے | ۲۳ |
| گنگوہی آفتاب ہیں | ۲۴ |

| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| گنگوہی صدیق و فاروق ہیں | ۲۳ |
| گنگوہی صدیق و شہید و صالح ہیں | ۲۴ |
| گنگوہی جنید و شبلی اور غوث اعظم ہیں | ۲۴ |
| گنگوہی شیخ اکبر اور محی الدین گیلانی ہیں | ۲۴ |
| گنگوہی کے آگے اولیاء کی گردنیں خم ہیں۔ | ۲۵ |
| امام بخاری و غزالی، خواجہ حسن بصری وغیرہ گنگوہی کے دم سے زندہ تھے۔ | ۲۵ |
| نص قرآنی سے گنگوہی ہدایت کے پرنالے تھے۔ | ۲۵ |
| مولوی اشرف علی تھانوی کے مُرید کے خواب اور بیداری کا واقعہ (اشرف علی رسول اللہ) | ۲۶ |
| دیوبندی حضرات سے سوال | ۲۹ |
| ایک اور کشف (حضرت عائشہ کی توہین) | ۳۰ |
| ایک اور خواب (اردو کلام) | ۳۲ |
| ایک اور خواب (حضور باورچی) | ۳۲ |

| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| چند اور خواب | ۳۳ |
| خواب (حضور بصورت اشرف علی) | ۳۳ |
| خواب " " " | ۳۳ |
| خواب " " " | ۳۴ |
| خواب " " " | ۳۴ |
| خواب (اشرف علی کی نماز جنازہ حضور نے پڑھی) | ۳۵ |
| خواب (حضور مقتدی) | ۳۶ |
| مریدنی خاتون کا خواب (حضور عورت سے بغل گیر ہوئے) | ۳۷ |
| رحمۃ للعالمین صرف حضور نہیں | ۳۹ |
| حضور سے برابری | ۴۰ |
| شہیدانِ کربلا کے مرثیہ کا جلانا ضروری ہے۔ | ۴۱ |
| دیوبندیوں کے نزدیک ان کے علماء کا مقام | ۴۱ |
| عقیدہ کے متعلق اصول | ۴۴ |
| حضور کی توہین کفر ہے | ۴۴ |
| کفر کے حکم کا دارو مدار ظاہر پر ہے | ۴۵ |

| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| توہین و تنقیص علم رسالت | ۴۶ |
| شیطان کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے | ۴۷ |
| حضور کے علم کے لئے نص قطعی نہیں ہے | ۴۷ |
| دیوبندی کفر | ۴۹ |
| حضور کا سا علم جانوروں پاگلوں کو بھی ہے۔ | ۵۰ |
| عبارت کفریہ اور علمائے دیوبند | ۵۱ |
| نتیجہ | ۵۳ |
| ایک اور توجیہہ | ۵۳ |
| اصل عبارت اور فوٹو | ۵۵ |
| ایک مغالطہ | ۵۶ |
| مخلصین کا مشورہ | ۵۷ |
| بدلی ہوئی عبارت | ۵۹ |
| لطیفہ | ۶۱ |
| حضور کے علم کی نفی | ۶۲ |
| توہین و تنقیص علم رسالت | ۶۵ |
| " " " مقام مصطفیٰ | ۶۶ |
| گاؤں کا زمیندار | ۶۶ |

| عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|
| انبیاء ذرّۂ ناچیز سے کمتر | ۶۷ |
| نبی چمار سے بھی ذلیل | ۶۷ |
| بڑا بھائی | ۶۸ |
| بھائی | ۶۹ |
| حضور بے حواس ہو گئے | ۷۰ |
| محمد یا علی کسی چیز کا مختار نہیں | ۷۱ |
| جو اللہ کی شان میں کسی کو ملائے وُہ مشرک ہے | ۷۵ |
| تلک عشرۃ کاملہ | ۷۶ |
| غیب کی بات کی رسول کو کیا خبر | ۷۸ |
| انبیاء و اولیاء ناکارہ | ۸۰ |
| پکارنا، نذر و نیاز وغیرہ شرک ہیں۔ | ۸۲ |
| منتیں ماننا و نذر نیاز کرنی | ۸۳ |
| حضور شفیع ہیں | ۸۷ |
| اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو | ۹۱ |
| نماز میں حضور کا خیال | ۹۳ |
| حضور آخری نبی ہیں | ۹۴ |
| آخری نبی ہونے پر کوئی فضیلت نہیں | ۹۶ |
| کسی اور نبی کے آنے سے ختم نبوت متاثر نہیں ہوتی | ۹۸ |

| عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|
| علامہ کاظمی کی عبارت | ۱۰۱ |
| فتوے | ۱۰۲ |
| نانوتوی کا شعر اور فتوے | ۱۰۳ |
| نوٹ | ۱۰۵ |
| اللہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا کیسا ہے؟ | ۱۰۶ |
| جوابات | ۱۰۷ |
| مولوی اسمٰعیل دہلوی فتووں کی روشنی میں | ۱۰۸ |
| لطیفہ | ۱۱۰ |
| ملائکہ اور رسول کو طاغوت کہنا | ۱۱۱ |
| تھانوی صاحب کا ترجمہ اور فائدے | ۱۱۲ |
| من دون اللہ سے مُراد بت ہیں | ۱۱۴ |
| اللہ کو بندے کے افعال کا پہلے سے علم نہیں ہوتا۔ | ۱۱۵ |
| حضور پر بہتان | ۱۱۶ |
| عذابِ الٰہی سے نجات پانا رسول کا کمال ہے | ۱۱۷ |
| ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی کا فتویٰ | ۱۱۷ |
| سوال و جواب بحوالہ المہند | ۱۱۸ |

| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| نجدی کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی کی عبارت | ۱۱۹ |
| عبدالوہاب نجدی کے عقیدے | ۱۲۰ |
| صحابہ کو کافر کہنے والا اہلسنّت سے خارج نہیں | ۱۲۲ |
| مولوی اسمٰعیل کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے | ۱۲۳ |
| حلال وحرام | ۱۲۴ |
| مجلس مولود ناجائز ہے | ۱۲۴ |
| کوئی عرس اور مولود دُرست نہیں | ۱۲۵ |
| محفلِ میلاد میں شریک ہونا ناجائز ہے | ۱۲۵ |
| کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا بدعت ضلالت ہے | ۱۲۵ |
| رجبی شریف کو ختم قرآن، وعظ، شیرینی وغیرہ حضور کو ایصالِ ثواب ۲۷، رجب کا روزہ سب بدعت ہے | ۱۲۶ |
| ذکر شہادتِ امام حسین، سبیل وغیرہ نادُرست اور حرام ہے | ۱۲۶ |
| فاتحہ پڑھنا کھانے پر بدعت ہے | ۱۲۷ |
| سیوم دہم چہلم ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ | ۱۲۷ |
| عیدین میں گلے ملنا بدعت ہے | ۱۲۸ |
| فتووں کا خلاصہ | ۱۲۸ |
| حلال وطیب کیا ہے | ۱۳۰ |
| ہندوؤں کے تہواروں کا کھانا مسلمان کو کھانا دُرست ہے | ۱۳۰ |
| ہندو کے سودی روپیہ کی پیاؤ کا مسلمان کو پانی پینا درست ہے۔ | ۱۳۰ |
| کوّا کھانا ثواب ہے | ۱۳۱ |
| کوّے کا گوشت حلال ہے | ۱۳۲ |
| پاکستانی شراب پیو | ۱۳۲ |
| اختتام | ۱۳۳ |
| طرفہ تماشہ | ۱۳۴ |
| لمحہ فکریہ | ۱۳۷ |

# عرضِ حال

مجدّدِ مسلکِ اہلِ سُنّت خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نوّر اللہ مرقدہٗ نے پچپن برس کی ظاہری زندگی میں صدیوں کا سفر کیا ہے۔ اُن کی ریاضتوں، درس و تدریس، خطابات، مناظرے، مباحثے، تصنیف و تالیف، اصلاحی تبلیغی مشاغل اور علمی و تحقیقی کام کا جائزہ لیجیے تو یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مولانا نے اپنی مختصر زندگی میں صدیوں کا کام کیا ہے۔ دُنیا کے ہر بڑے آدمی کا یہی وتیرہ رہا ہے۔ وہ اپنے لیے کم دوسروں کے لیے زندگی زیادہ گزارتا ہے۔ مولانا کے حصّے میں جتنے شب و روز آئے تھے وُہ انھوں نے غلامانِ رسُول ؐ کی نذر کر دیتے تھے۔ انھوں نے عاشقی کی زندگی گزاری تھی۔ ساری زندگی وُہ اپنے رسولؐ کا ذکر کرتے رہے۔ اور یہ ذکرِ حبیبؐ کا فیض تھا کہ چہار سمت مولانا کے طلب گار تھے۔ چار دانگ عالَم میں اُن کی سرمستی کی دُھوم تھی۔ ہر سُو اُن کی آواز گونجتی تھی۔ وُہ اپنے رسولؐ کے نغمے سناتے تھے اور لوگوں کو دیوانہ کرتے تھے۔

وہ تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوّت، تحریکِ نظامِ مصطفٰی کے ہراول دستے میں نمایاں طور پر شامل تھے۔ اٹھارہ ہزار سے زائد اجتماعات سے خطاب اُن کا ایک مثالی امتیاز ہے۔ سیکڑوں موضوعات پر تقاریر کے علاوہ دینی اور علمی مسائل پر اُن کی تصنیفات اَن گنت ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بار بار ان کتب و رسائل کی اشاعت ہوئی۔ اندازِ خطابت اُن کا جتنا دِل کش تھا۔ اندازِ تحریر بھی اتنا ہی رَواں شگفتہ اور دل نشیں تھا۔

زیرِ نظر کتاب "تعارف علمائے دیوبند" اُن کی تصانیف میں مشہور ہے حضرت مولانا

نے اس میں معتبر اور مستند دلائل و براہین کے حوالے سے حقائق بیان کیے ہیں۔ وُہ ہرگز فرقہ واریت کے قائل نہیں تھے۔ اُن کو اِس بات کا بہت قلق رہتا کہ مسلمان کہلانے والے صرف ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو وجہِ نزاع کیوں بناتے ہیں؟ وُہ تو چاہتے تھے کہ ہر کلمہ گو عاشقِ رسولؐ ہو جائے۔

رقابت گو بُری شے ہے مگر یہ حسرت ہے زمانہ مبتلائے سیّدِ ابرار ہو جائے

اس کتاب میں حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے ذاتی اختلافات سے قطع نظر اصلاحِ عقائد و اعمال کے لیے اپنی شبانہ روز کی بہترین تحقیق پیش کی ہے، تاکہ کتاب کے مندرجات سے حقیقت واضح ہو جائے اور شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے۔

کتاب کا پہلا ایڈیشن کب کا ختم ہو چکا تھا۔ مولانا کی زندگی میں دوسرے ایڈیشن کی تیاری کی جا رہی تھی۔ انھوں نے دوسرے ایڈیشن کے لیے کچھ اضافے بھی کیے تھے اور عنوانات و حوالہ جات تک کام کیا تھا کہ اُن کا بلاوا آ گیا۔ پھر تو سب کچھ منتشر ہو گیا۔ دوسرے ایڈیشن میں پھر دیر ہوتی رہی۔ اِدھر احباب کا اصرار شدید تھا چناں چہ یہ دُوسرا ایڈیشن من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اضافہ بھی شامل کر دیا جائے گا۔

نورانی کتب خانہ، گزشتہ تقریبًا پچیس برس سے حضرت خطیبِ پاکستان کی کتابوں کی اشاعت کر رہا ہے یہ کوئی کاروباری ادارہ نہیں۔ دین کی خدمت اس کا شعار ہے۔ اَب تمام کتب اِدارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور کے تعاون سے اشاعت پذیر ہو رہی ہیں۔ خدا انھیں اور توفیق دے اور حضرت قبلہ مولانا مرحوم و مغفور کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے فیضان کو جاری و ساری رکھے۔

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مخلص: ایچ۔ کے۔ نورانی

# نگاہ اوّلیں

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

برادرانِ اسلام کی خدمت میں نہایت خلوص کے ساتھ گذارش ہے کہ اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک ٹھنڈے دل سے غور کے ساتھ ضرور پڑھیں تعصب طرفداری اور شخصیت پرستی سے الگ ہو کر ایمانداری اور حق پرستی سے کام لیں اور حق و باطل میں فیصلہ کریں۔ انشاء اللہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہو جائے گی۔

اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ عوام و خواص کو معلوم ہو جائے کہ حلوے مانڈے کا چکر نہیں اور نہ ہی ضد یا ہٹ دھرمی ہے بلکہ اصل حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ علماء اہل سنت، علماء دیوبند سے کیوں اختلاف رکھتے ہیں اور یہ اختلاف اصولی ہے یا فروعی؟

مجھے قوی اُمید ہے کہ جن مسلمانوں کے دلوں میں حضور سیّد عالم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی سچی عقیدت و محبّت ہے اور وہ آپ کے مرتبہ و مقام، اور آپ کی عزت و عظمت کو جانتے اور سمجھتے ہیں، وہ اصل حقیقت کو سمجھ جائیں گے واللہ الھادی الی سبیل الرشاد اس رسالہ میں تصویر کے ۲ دو رُخ پیش کئے گئے ہیں پہلے رُخ میں یہ بتایا گیا ہے کہ علماء دیوبند کو

خود اپنے علماء اور بزرگوں سے کتنی عقیدت و محبّت ہے۔ ان کی شان میں کس قدر مبالغہ آرائی کی گئی ہے اور اُن کو کس طرح حد سے بڑھایا گیا اور کیا کیا مقام اُن کو دیا گیا ہے۔ دوسرے رُخ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان ہی علماء دیوبند نے حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شان میں کیا کیا گستاخیاں، بے ادبیاں کی ہیں اور کس قدر آپ کی توہین و تنقیص کی ہے معاذ اللہ

تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر ناظرین حضرات کا خود ضمیر ہی اُن کو بتا دے گا کہ علماء دیوبند اسلامی نقطۂ نظر سے کون ہیں اور کس حکم میں داخل ہیں۔

مجھے کسی سے ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے الحب للہ وللرسول والبغض للہ وللرسول کے تحت غیرتِ ایمانی کا سچا اور صحیح مظاہرہ کیا ہے۔

اس رسالہ میں خود علماء دیوبند کی معتبر کتب کی عبارات درج کی گئی ہیں، اور جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں اور مارکیٹ میں بھی دستیاب ہیں، ہر شخص تسلی کر سکتا ہے۔

## بہت ضروری

اللہ کے پلّے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو لینا ہے لے لیں گے محمد کے دَر سے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

یہ یا اس قسم کے ایسے اشعار جو عقیدہ و ایمان کی رُو سے سراسر غلط ہیں، اُن کی نسبت علماء اہل سنّت (بریلوی) کی طرف کی جاتی ہے۔ حالانکہ علماء اہل سنّت نے بارہا ان کی تردید کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ بتاؤ یہ اشعار کس عالمِ اہل سنّت نے کہے ہیں۔ اور کس کتاب میں ہیں؟ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ باوجود اس کے پھر بھی ان

بے سند اشعار کی نسبت ان کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک طرف تو یہ بے سند اور غلط اشعار ہیں جن کا سہارا لے کر علماء اہل سنت کو بدنام کیا جاتا ہے اور دوسری طرف وہ اشعار جو آئندہ صفحات میں نقل کئے گئے ہیں، نہایت مستند اور علماء دیوبند کے شیخ المشائخ، امام المحدثین، زبدۃ المفسرین، شیخ الہند علامۂ فروع و اصول، جامع معقول و منقول حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے ارشاد فرمائے ہیں اور یہ اس مرثیہ سے نقل کئے گئے ہیں جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر لکھا اور وہ جب سے اب تک باقاعدہ چھپ رہا ہے اور فروخت ہو رہا ہے ؎

اے چشمِ شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

بندہ
محمد شفیع اوکاڑوی غفرلہٗ

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَہٗ

# تصویر کا پہلا رُخ

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں۔ چنانچہ

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

خُدا ان کا مُربّی وہ مُربّی تھے خلائق کے

مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی مرثیہ ص۱۲

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربیٔ خلائق لکھا ہے جو ربُّ العالمین کے ہم معنی ہے۔ کیونکہ ربُّ العالمین میں دو لفظ ہیں۔ رب اور عالمین، اسی طرح مربیِّ خلائق میں دو لفظ ہیں۔ مربی اور خلائق۔ مربی رب کے معنی میں ہے، کیونکہ رب کے معنی ہیں تربیت کنندہ و پرورش کنندہ۔ اور مربی کے معنی بھی تربیّت کنندہ ہیں۔ اگرچہ اُردو میں سرپرست کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس وقت جبکہ خلائق اور عالمین کی طرف اضافت نہ ہو اور یہاں خلائق کی طرف اضافت ہے۔ لہٰذا وہی حقیقی معنی تربیّت کنندہ یعنی پرورش کرنے والا ہوتے۔ اور خلائق عالمین کے معنی میں ہے۔ کیونکہ خلائق جمع خلق بمعنی مخلوق کی ہے۔ عالمین جمع عالم کی ہے اور اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں۔ یعنی جو چیز عالم ہے وہ خلق ہے اور جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ معلوم ہوا کہ مربیِّ خلائق رب العالمین کے

ہم معنی ہے۔ ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی مُربیِّ خلائق یعنی ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی مسیحائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے بہت بڑھ گئے چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

مرثیہ صفحہ ۳۲

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے ابنِ مریم حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی دکھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے ابنِ مریم تم نے تو صرف ایک کام کیا کہ مُردے زندہ کئے اور ہمارے رشید احمد نے دو کام کئے مُردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہیں دیا، مُردوں کو زندہ کرنے میں تو تمہارے ساتھ برابری ہے مگر زندوں کو مرنے نہ دیا اس میں وہ تم سے آگے بڑھ گئے۔ اگر دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی مسیحائی سے بڑھ کر نہ جانتے تو یہ نہ کہتے

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

مرثیہ کے اس کفری قول پر پردہ ڈالنے کے لئے دیوبندیوں نے بڑا زور لگایا اور کہہ دیا کہ موت وحیات کا استعمال گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے لہٰذا شعر کا مطلب یہ ہے کہ

"گنگوہی صاحب نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچالیا اور دوسرے مصرعہ میں یہ تمنّا کی ہے کہ حضرت مسیح ابنِ مریم گنگوہی صاحب

کے اس فیض کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں۔"

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یہ دیوبندی وہابیوں کی خوش عقیدگی ہے کہ بالکل بے تکی اڑا رہے ہیں۔ بیشک موت وحیات کا استعمال مجازاً ہدایت وگمراہی میں ہُوا ہے۔ مگر ہر جگہ موت وحیات سے گمراہی وہدایت مُراد نہیں ہوتی اور جہاں موت وحیات سے گمراہی وہدایت مراد لیا گیا ہے وہاں ضرور قرینہ موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ مجازی معنی مراد لینے کے لئے قرینہ شرط ہے اور اس شعر میں معنیٰ مجازی پر قرینہ تو کجا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا تقابل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا وصف مُردے زندہ کرنا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنیٰ میں ہے۔ اس لئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا تقابل ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لئے جائیں گے لہٰذا شعر میں ہدایت وگمراہی مراد لینا خود گمراہی و دھوکہ بازی ہے، بلکہ وہی مارنا و جِلانا مراد ہے۔ اور گنگوہی صاحب اس میں حضرت مسیح سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے زندوں کو مرنے سے بچا لیا، اگرچہ خود مر گئے اور اگر قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے ہر قاعدہ سے بے قید ہو کر ہدایت وگمراہی ہی مراد لی جائے تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جائے گی، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی کھلی توہین ہے۔ کیونکہ دوسرا مصرعہ

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

پکار کر کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السّلام سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السّلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا ؎

اس مسیحائی سے خوش ہوں ذری ابن مریم

دیوبندی وہابی انبیاء علیھم السّلام کی توہین کرتے ہیں اور جب مواخذہ کیا جاتا

ہے تو پرنسہ ڈالتے ہیں اُن کی رکت تاویلیں کرتے ہیں ۔ سب محاورے اور قاعدے بھول جاتے ہیں ۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کرکے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے ، اردو میں بھی مستعمل ہے کہ تعریف کے موقعہ پر جب بولا جاتا ہے کہ "ذرا اس کو دیکھیں" تو تقابل علی وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کرکے دکھایا جارہا ہے اس سے یہ بڑھا ہُوا ہے ۔

جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں کہا گیا ہے ؎

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا
اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آکر

جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم پر فوقیت ظاہر ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں ؎

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے ۔ معاذ اللہ ۔

۴ ۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں چنانچہ

دیوبند کے صدر مدرس وشیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں ۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

مرثیہ صفحہ ۱۱

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں

کو یوسف ثانی کہا ہے۔ دیوبندی بڑی حیرانی اور پریشانی کے بعد اس شعر کی توجیہہ یوں کرتے ہیں۔

کہ "عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ اور یوسف ثانی سے مراد حسین وجمیل ہے۔ لہذا شعر کا مطلب یہ ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کالے کالے خدام بھی حسین وجمیل نظر آتے تھے" جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آ کر کہہ دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ مطلب تو اس بات پر موقوف ہے کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی وہابی مذہب میں عبد کے معنی صرف عابد ہی کے ہیں غلام اور خادم کے نہیں۔ ورنہ عبد النبی اور عبد المصطفیٰ نام رکھنا جائز ہوگا جو دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک شرک وکفر ہے۔ دیکھو بہشتی زیور اور تقویۃ الایمان۔

دیوبندیو! جب تمہارے نزدیک عبد الرسول وعبد النبی نام رکھنا یقیناً شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تمہاری کتابیں پکار رہی ہیں کہ عبد کے معنی تمہارے مذہب میں بندۂ عابد کے ہیں۔

اور اگر تمہارے مذہب میں عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں تو عبد النبی و عبد المصطفیٰ نام رکھنا شرک کیسے ہوا؟ کیا تمہارے مذہب میں نبی کا غلام اور خادم بننا شرک ہے۔ یہی تمہارا دین ہے، اسی پر مسلمانی کا دعویٰ ہے کہ نبی اکرم کا غلام اور خادم بننا شرک وکفر ہے؟

یقیناً تمہارے مذہب میں عبد کے معنی بندۂ عابد کے ہیں تو شعر کا مطلب تمہارے مذہب کے مطابق یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندے

اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین وجمیل بندہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ثانی ہیں۔

ماشاء اللہ چشم بد دُور! واقعی وہابیوں دیوبندیوں کے چہروں پر حسن وجمال کا جو منظر ہوتا ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔

مقامِ غور ہے کہ رشید احمد گنگوہی کے تو کالے کالے بندے یوسف ثانی ہو جائیں اور آقائے دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی وپیارے بندے مشرک ہو جائیں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور گنگوہی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔

۴۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعلُ ہبل شاید

اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی مرثیہ صہ ۹

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانیٔ اسلام کا ثانی لکھا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اُن کی موت کے وقت اُعلُ ہبل کے نعرے بلند ہوئے اور یہ بات بہت ہی قابلِ غور ہے کہ یہاں ثانی مماثل کے معنی میں ہے دوم کے معنی میں نہیں کیونکہ یہاں تعریف ہو رہی ہے اور تعریف کے مقام پر جب ثانی اور لاثانی بولا جاتا ہے تو وہاں مماثلت ہی مُراد ہوتی ہے۔ اور دیوبندی مذہب میں بانیٔ اسلام خدا تعالیٰ ہے۔ دیکھو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کانپور کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ بانیٔ اسلام خدائے تعالیٰ ہے اور تقویۃ الایمان کے صفحہ ۴۷ پر ہے۔

"یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے اُن کا جو جی چاہتا تھا اپنی

طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔"

ان عبارتوں میں صاف صاف تصریح ہے کہ بانیٔ اسلام خدا تعالیٰ ہے حضور نہیں ہیں۔ تقویۃ الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور تھانوی صاحب کو مانتے ہوئے دیوبندیوں کو ماننا پڑے گا کہ بانیٔ اسلام خدا ہے ورنہ تقویۃ الایمان کا منکر اور تھانوی صاحب سے منحرف ہونا پڑے گا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی خدا کے مثل ہیں اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑ کر تھانوی صاحب سے انحراف کر کے بانیٔ اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیں تو گنگوہی جی کم از کم دوسرے رسول ہوئے یا مثلِ رسول ہوئے۔ اور یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اُعلُ ھُبل اُعلُ ھُبل کے نعرے بلند ہوئے یہ سفید جھوٹ ہے۔ دُنیا جانتی ہے کہ اب نہ ھُبل ہے نہ اس کے پجاری۔ مصطفائی ہدایت کے انوار نے ھبل اور ھبل پرستوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب دیوبندیوں کے دماغوں ہی میں اُعل و ھبل کی یاد ہو تو ہو دُنیا میں کوئی اس کے پکارنے والا نہیں۔

لہٰذا شعر کا مطلب دیوبندی مذہب کے مطابق یہی ہُوا کہ جب بانیٔ اسلام کا ثانی یعنی مثلِ خدا یا دُوسرا خدا یا مثلِ رسول یا دوسرا رسول اس دُنیا سے اٹھ گیا تو پھر شرکیہ نعرے اُعلُ ھُبل بلند ہوئے۔ معاذ اللہ۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی مدح سرائی میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو اُن کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مربیٔ خلائق بنایا۔ بانیٔ اسلام (خدا) کا ثانی کہا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسفِ ثانی کہا۔ اسی دھن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانۂ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے۔ یہ عظمت و

فضیلت بھلا گنگوہی صاحب کے گھر کے لئے ثابت نہ ہوئی تو بات ہی کیا ہوئی اور جب وہ مربیٔ خلائق و بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی ضرور کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ دو چار ہاتھ بڑھ کر رہے گا کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہلِ ظاہر مسلمان باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جامِ معرفتِ گنگوہی پی چکے ہیں ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر بھی یہی چیخ و پکار ہے کہ ہائے گنگوہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہ کدھر ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ گنگوہ کی عظمت و بندگی عارفانِ گنگوہ کی نظر میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن فرماتے ہیں۔

۵۔ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی مرثیہ ص۱۳

مسلمان اس حقیقت کو واضح طور پر جانتے ہیں کہ بیت اللہ کی حاضری کے وقت توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں مگر عارفانِ گنگوہ یعنی دیوبندیوں کی نظر میں کعبہ معظمہ تو جچتا ہی نہیں ان کی تسکین کا وہاں سامان ہی نہیں وہ تو وہاں جاکر بھی گنگوہ کی ہی دھن میں ہیں اور چلّا چلّا کر پکار رہے ہیں خدارا بتاؤ گنگوہ کدھر ہے؟ ہائے ہائے گنگوہ۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا بیت اللہ شریف کی حاضری کا حق اسی طرح ادا ہوتا ہے؟ کس قدر بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کو بیت اللہ شریف پہنچ کر مدینہ منوّرہ کا خیال بھی نہ آئے اگر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت ہوتی تو گنگوہ کی بجائے مدینہ منوّرہ کا نام لیتے لیکن

ہر کسے شایانِ ایں درگاہ نیست

۶۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کی قبر مثلِ طور ہے

مسئلہ سے ناواقف ہوں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ان کے مدرسۂ دیوبند کے صدر مدرس بھی ناواقف تھے اس قاعدہ کی رُو سے شعر میں عموم ہے، یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلۂ حاجات اور ہر مشکل کے مشکل کشا گنگوہی صاحب ہی ہیں۔

دیوبندیو! تمہارا مذہب تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی غیر سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے (دیکھو تقویۃ الایمان و فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ)

اب خدا کے لئے انصاف کر کے بتاؤ کہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے تو ان کو اپنی ساری حاجتوں کا حاجت رَوا مان کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوئے یا نہیں اور تمام دیوبندی ان کو اپنا پیشوا مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور اپنے آپ کو اور مولوی محمود الحسن صاحب کو شرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا۔ بولو اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو یا گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو؟

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

۸ - دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کا حکم خدا کے حکم سے بڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم — مرثیہ ص ۳۱

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے فرمایا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہر حکم قضائے مبرم کی تلوار ہے۔ یاد رہے کہ قضائے الٰہی کی دو قسمیں ہیں ایک قضائے مُبرم دوسری قضائے معلّق۔ قضائے مبرم وہ حکم الٰہی ہے جو کسی کے ٹالے نہ ٹلے اور کسی دُعا و التجا وغیرہ سے رد نہ ہو۔ اور قضائے معلّق وہ حکم الٰہی ہے

اور خود گنگوہی صاحب خدا ہیں اور مولوی محمود الحسن صاحب شیخ الہند کو بھی بجز گنگوہی کے کعبہ معظمہ نظر میں نہیں آتا۔

ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی مرثیہ ۱۲

مولوی محمود الحسن صاحب نے جب اپنے پیر کو مربی خلائق مانا اور بانی اسلام کا ثانی کہا۔ ان کی قبر کو طور سے تشبیہ دے کر خود ارنی کہنے والے موسیٰ بنے تو ان کو خدا بنایا تو اب ضروری تھا کہ اپنی تمام حاجتیں مولوی رشید احمد سے ہی طلب کریں۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

۷۔ حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی مرثیہ ۷

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا حاجت روا اور ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتاتے ہیں۔ حاجتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ دینی ہوں یا دنیاوی۔ کھلی ہوں یا چھپی جسمانی ہوں یا روحانی سب کا مشکل کشا اور قبلہ حاجات انہی کو کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ شعر میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے بلکہ انتہا درجہ کی تعمیم ہے۔ حوائج جمع ہے اور وہ بھی منتہی الجموع اس کی اضافت دین اور دنیا دونوں جہان کی طرف ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ دونوں جہاں کی جمیع حاجتیں خواہ روحانی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی کھلی ہوں یا چھپی سب کے دینے والے اور پورا کرنے والے گنگوہی صاحب ہی ہیں۔ کیونکہ معانی کا مسئلہ ہے کہ جمع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے اگر آج کل کے بعض دیوبندی اس

کہ کسی امر پر اس کی تعلیق ہو وہ حکم الٰہی دُعا وغیرہ سے رُک جاتا ہے یعنی حکم الٰہی دو قسم کا ہے ایک دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دُوسرا نہیں رکتا اور جو حکم الٰہی دُعا وغیرہ سے نہیں رکتا اس کا نام قضائے مبرم ہے اور دیوبندیوں کے شیخ الہند فرماتے ہیں کہ خدا کا وہ حکم جو قضائے مبرم ہے جو دُعا و التجا وغیرہ سے نہیں رکتا رشید احمد گنگوہی کا حکم اسکی بھی تلوار ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کسی امر پر خدا کا حکم یوں ہو کہ یہ امر ہوگا اور رشید احمد گنگوہی کا حکم یوں ہو جائے کہ یہ امر نہیں ہوگا تو اللہ کے اس حکم کو جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلتا۔ رشید احمد گنگوہی کا حکم اس کی بھی تلوار ہے یعنی اس کو ٹال اور کاٹ سکتا ہے۔

فائدہ! واقعی کوئی حکم نہیں ٹلا اور ٹلتا کیسے مربیّ خلائق تھے۔ بانیٔ اسلام کے ثانی تھے کوئی مذاق تھے اور عقیدت مند لوگوں نے کسی حکم کو ٹلنے بھی نہ دیا اس سے زیادہ عقیدت مندی اور کیا ہوگی کہ جب مولوی رشید احمد گنگوہی نے کوّے کھانے کا حکم دیا تو علماء دیوبند نے یہ سمجھ کر کہ مُربیٔ خلائق کا حکم ہے آنکھ بند کر کے تسلیم کر لیا اور کوّے کھانے لگے۔

۹۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کی غلامی کا داغ مسلمانی کا تمغہ ہے۔

چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغِ غلامی جس کا تمغئے مُسلمانی مرثیہ ص۶

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا ہے۔ تو جس کو ان کی غلامی کا داغ لگ گیا وہ مسلمان ہوا اور جس کو غلامی کا داغ نہیں لگا وہ مسلمانی کے تمغہ سے محروم رہا۔ لہٰذا دیوبندی یا تو ساری دنیا کے مسلمانوں کو گنگوہی صاحب کا غلام مانتے ہوں گے یا مسلمانی کے تمغے سے محروم جانتے ہیں۔

۱۰۔ مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہِ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی! مرثیہ ص۱

اس شعر کے مصرع اوّل میں نور فرماتیے مسیحائے زماں پہنچا فلک پر یعنی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے اسی طرح گنگوہی صاحب جو مسیحائے زماں تھے وہ بھی سب کو چھوڑ کر فلک پر پہنچ گئے۔ دوسرے مصرع میں ان کو ماہِ کنعانی یعنی یوسف علیہ السلام بنا کر چاہ لحد میں چھپا دیا۔ گویا پہلے مصرع میں مسیحا بنا کر فلک پر پہنچا دیا اور دوسرے مصرعہ میں حضرت یوسف بنا کے لحد کے کنوئیں میں بھی چھپا دیا۔

۱۱۔ وفاتِ سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی مرثیہ ص۶

یعنی گنگوہی صاحب اللہ کے محبوب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر تھے تو ان کی رحلت بھی آپ کی وفات کا نقشہ تھی اور اس سے بھی زیادہ صراحت ملاحظہ فرمائیے کہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے گنگوہی صاحب کی وفات کے بعد ان کی سوانح لکھی جس کا نام ہے تذکرۃ الرشید۔ اس کے صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں کہ اثنائے کتابت میں ایک صاحب دل دیندار شخص کا جن کی صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی بسبیل ڈاک لفافہ پہنچا کہ میں نے خواب دیکھا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح لکھی جارہی ہے یعنی گنگوہی صاحب کی سوانح کو صاف طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح قرار دے دیا۔ گنگوہی صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کا نظیر ٹھہرایا۔ ان کی وفات کو آپ کی وفات کا نقشہ بنایا۔ ان کی سوانح کو آپ کی سوانح قرار دیا۔ بتائیے قادیانی کیوں نہ ترقی کریں۔ جب کہ ان کو مرزا کی ظلی بروزی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایسے دلائل مل جاتے ہیں۔

۱۲۔ چھپائے جامۂ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نورِ مجسّم کے کفن میں وہ ہی عریانی  مرثیہ صہ ۱۶

یعنی جس طرح فانوس روشن شمع کی روشنی کو نہیں چھپا سکتا بلکہ فانوس کے باوجود بھی شمع کی روشنی بدستور رہتی ہے۔ اسی طرح گنگوہی صاحب جو نورِ مجسّم تھے ان کا نور بھی کفن کے باوجود بھی روشن اور عریاں تھا۔ اس شعر میں صاف طور پر گنگوہی صاحب کو نورِ مجسّم کہا ہے حالانکہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مجسّم ہونے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔

۱۳۔ ضرورت قابلیّت کی تو ہر حالت میں ہے لیکن
قریب و دور یکساں مہر کی ہے نور افشانی  مرثیہ صہ ۱۶

یعنی گنگوہی صاحب آفتاب ہیں اور اُن کی نور افشانی دور و نزدیک یکساں ہے یعنی ہر جگہ ہے مگر قابلیت کی ضرورت ہے جس سے اس آفتاب کے نور کو ہر جگہ دور و نزدیک دیکھ سکے۔

۱۴۔ وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجّد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی  مرثیہ صہ ۱۶

صدیق اور فاروق حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے وہ مخصوص آسمانی القاب ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو عطا فرمائے اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تہجّد کی نماز میں شہید ہوئے تھے۔ اور دیوبند کے صدر مدرس اور شیخ الہند نے یہ مخصوص القاب اور حضرت علی کی شہادت کا رتبہ گنگوہی صاحب کو دے دیا کہ شہادت نے تہجّد میں اُن کی قدم بوسی کی۔

۱۵۔ شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اُس کی نادانی  مرثیہ صہ ۱۵

یعنی گنگوہی صاحب اللہ کے حکم سے صدیق وشہید اور صالح تھے۔ مربیٔ خلائق بانیٔ اسلام کے ثانی۔ نورِ مجسّم اُن کی وفات سرورِ عالم کی وفات کا نقشہ تھی وغیرہ وغیرہ تو پہلے آچکا۔ خدائی کے درجے اور نبوت کے درجے کے بعد صدیق و فاروق بھی ہو گئے اب تین درجے جو نبوّت کے بعد ہیں والصدّیقین والشہداء والصالحین وُہ بھی اس شعر میں آگئے تو ایسے درجے و مرتبے والے کو جو زندہ نہ مانے گا وہ بے شک نادان ہوگا۔ افسوس صد افسوس کہ گنگوہی صاحب کی حیات کا منکر تو نادان اور حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا منکر، ان لوگوں کے نزدیک ولی اللہ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (معاذ اللہ)

۱۶۔ ہو سینہ جس کا مصباح نبوت کے لئے مشکوٰۃ
بجز مہدی نیابی ایں چنیں ہادیٔ حقانی — مرثیہ صـ۱۳

یعنی گنگوہی صاحب کا سینہ چراغ نبوّت کے لئے طاق تھا۔ ایسا ہادیٔ حقانی سوائے امام مہدی کے میسّر نہیں آسکتا۔

۱۷۔ جنید و شبلیٔ ثانی ابو مسعود انصاری
رشیدِ ملّت و دیں غوثِ اعظم قطب ربّانی — مرثیہ صـ۵

یعنی گنگوہی صاحب حضرت جنید بغدادی۔ حضرت ابو بکر شبلی حضرت ابو مسعود انصاری کے ثانی اور غوثِ اعظم قطب ربّانی تھے۔

۱۸۔ محی الدّین اکبر جاتے ہیں دارِ فنا سے بس
اُٹھے اُف دیر ویراں سے محی الدّین گیلانی — مرثیہ صـ۱۹

اس شعر میں گنگوہی صاحب کو شیخ اکبر محی الدّین اور حضرت غوثِ اعظم محی الدّین گیلانی کہہ کر کہا گیا ہے کہ وہ دنیا سے اُٹھ گئے۔

۱۹۔ رقابِ اولیا کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہبازِ طریقت تھے محی الدین جیلانی مرثیہ ص۱۱

اس شعر میں یہ صراحت ہے کہ جس طرح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور تمام اولیائے وقت نے اپنی گردنیں خم کی تھیں اسی طرح گنگوہی صاحب چونکہ محی الدین جیلانی تھے تو ان کے آگے بھی اولیاء کی گردنیں کیوں نہ خم ہوتیں (حد ہو گئی جھوٹ کی)

۲۰۔ فقط اک آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب زندہ
بخاری و غزالی، بصری و شبلی و شیبانی مرثیہ ص۱۷

یعنی حضرت امام بخاری۔ امام غزالی۔ حضرت خواجہ حسن بصری۔ حضرت شبلی امام محمد شیبانی رضی اللہ عنہم فقط اک گنگوہی صاحب کے دم سے زندہ نظر آتے تھے اور جب گنگوہی صاحب کا دم نکل گیا تو اب یہ حضرات بھی زندہ نظر نہیں آتے گویا ساتھ اُن کا دم بھی نکل گیا۔

۲۱۔ نہ آئے مہدی موعود اور تم بھی چلے یاں سے
کرے گا گلشنِ اسلام کی کون اب نگہبانی مرثیہ ص۱۷

یعنی امام مہدی بھی نہیں آئے اور گنگوہی صاحب تم بھی چلے جا رہے ہو تو اب گلشنِ اسلام کی نگہبانی کون کرے گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب تک امام مہدی دنیا میں نہیں آتے۔ دُنیا میں اب گلشنِ اسلام کی نگہبانی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

۲۲۔ ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاگہ ہوا گمراہ
وہ میزابِ ہدایت تھے کہیں کیا نصِّ قرآنی مرثیہ ص۱۲

بس فیصلہ ہو گیا کہ جس نے گنگوہی صاحب کے آستانے کو چھوڑ کر کسی اور جگہ ہدایت ڈھونڈی وہ گمراہ ہو گیا۔ کیونکہ گنگوہی صاحب نصِّ قرآنی سے ہدایت کے پرنالے تھے مطلب صاف ظاہر ہے کہ کسی اور جگہ ہدایت تو ہے نہیں کہ تلاش کی جائے

اور جس نے تلاش کی اس کو سوائے گمراہی کے کچھ نہ ملا۔ ہدایت تو جبھی ملتی کہ کہیں ہوتی اور وہ تو کسی اور جگہ ہے ہی نہیں۔ وہ تو صرف گنگوہی صاحب کے پاس تھی۔ وہی ہدایت کے پیر تا ے تھے تو جب یہ پیر تا الٰہی نہ رہا تو اب ہدایت کے آنے اور ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! مرثیہ کے بائیس شعر مختصر سی تشریح کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ ویسے تو سارا مرثیہ ہی کچھ ایسا ہے مگر ان اشعار سے آپ کو ضرور اندازہ ہو گیا کہ کوئی مرتبہ ایسا نہیں ہے جو گنگوہی صاحب کو نہ دیا گیا ہو۔ حالانکہ اہل سنت جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور واقعی اوصاف حسنہ بیان کرتے ہیں تو یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جی یہ سنی لوگ تو آپ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں۔ افسوس! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ بیان ہوں تو حد سے بڑھ جانے کا فتویٰ، مگر اپنے ایک مولوی کا مرثیہ لکھا تو سب حدیں ہی ختم۔ ایسا مبالغہ بلکہ قطعاً خلاف واقع باتیں لکھ ڈالیں یہ مولوی پرستی اور تنقیص رسول نہیں تو اور کیا ہے۔ آگے ملاحظہ ہو ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

## مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کے خواب اور بیداری کا واقعہ

۳۴۔ مرید نے اپنا خواب تھانوی صاحب کو تحریر کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں (یعنی لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ) اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں، دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار

زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دونوں بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی اشرف علی
تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے
میں میری یہ حالت ہو گئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا
اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی
طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور
بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا
ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات
کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی
نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی
کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی
یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب
نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا
ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت
سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں"
انتہی بلفظہ۔ (رسالہ الامداد ص ۳۵ مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ)

تھانوی صاحب کا جواب:

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ
متبع سنت ہے۔

قارئین حضرات! آپ نے مرید کا خواب اور پیر کا جواب ملاحظہ فرما لیا۔
خصوصاً خط کشیدہ الفاظ کو دیکھتے ہوئے خود فرمائیے کہ کسی مومن سے سوتے جاگتے
کبھی کلمہ شریف میں ایسی غلطی یا بھول نہیں ہوتی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بلکہ کسی اور کا نام لے۔ نام لینا تو کیا بلکہ اس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا تو جس کے منہ سے خواب میں باوجود علم اور کوشش کے صحیح کلمہ شریف نہ نکلا۔ موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا؟ کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ النوم اخ الموت کما فی الحدیث اور یہ بھی احادیث میں آیا ہے کہ موت کے وقت شیطان مرنے والے کے سامنے آتا ہے اور کلمہ شریف میں اپنا نام لینے کا اشارہ کرتا ہے اور اس خواب میں مولوی اشرف علی صاحب اس کے سامنے ہیں اور وہ پھر بھی کلمہ میں ان کا نام لے رہا ہے اللہ کی [illegible] پھر وہ خواب سے بیدار ہو کر بیداری میں جانتے ہوئے بھی اس کے تدا[illegible] کے خیال سے درود شریف پڑھتا ہے تو بھی اس کی زبان سے حضور صلی اللہ [illegible] وسلم کا نام مبارک نہیں نکلتا بلکہ بیتابانہ کہہ کر وہ اشرف علی کا نام لیتا ہے اور بہانہ یہ کرتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں اندازہ کیجیے کہ اس مرید پر کس قدر شیطان کا اثر ہو گیا اور اس کا دل کتنا تاریک ہو گیا تھا کہ وہ بیداری میں بھی جانتے بوجھتے ہوئے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ کسی غیر نبی اور غیر رسول کو نبی اور رسول اللہ کہنا صریح کفر ہے اور اس کفر پر وہ بے اختیار اور مجبور ہو گیا۔ اور پھر یہ کس قدر لرزا دینے والی بات ہے کہ مرید کو تو یہ احساس بھی ہے کہ وہ غلطی پر ہے اگرچہ بے اختیاری کا بہانہ کرتا ہے مگر پیر اس کو اور پختہ اور مستحکم کرتا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اطمینان رکھو گھبرانے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی مرید کے دل میں جو خطرہ تھا اس کو دور نہیں کیا بلکہ خوب جما دیا اور پھر اس کو شائع بھی کر دیا حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ اس کو لکھتے کہ توبہ و استغفار کرو۔ یہ کفریہ کلمے تمہاری زبان سے شیطانی اثر کی وجہ سے جاری ہوتے ہیں۔ مجھے ان سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ خبردار! ایسی بات پھر نہ ہونے پائے۔ اس میں ایمان کی ہلاکت ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے اہل اللہ کے حالات پڑھے اور سنے ہیں کہ جب مرید سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہونے لگتی ہے جس سے اس کے ایمان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے تو کامل پیر روحانی تصرف کر کے اس کو ہلاکتِ ایمان سے بچا لیتا ہے اور یہاں یہ حالت ہوئی کہ پیر کے آنے سے پہلے تو وہ خواب میں ہی کلمہ کفر کہہ رہا تھا اور پیر کے آنے کے بعد وہ بیداری میں بھی کلمہ کفر کہنے لگ گیا اور پھر اس کا سارا دن ایسے ہی کچھ خیال میں گزرتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

## دیوبندی حضرات سے سوال:

ایک شخص خواب میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس کو اس بات کا علم ہے کہ طلاق دینا بُرا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس سے غلطی ہوئی تو اس کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے تاکہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر وہ چاہتا ہے کہ اس غلطی کے تدارک میں وہ بیوی سے محبت کی باتیں کرے لیکن پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ میں نے اس کو طلاق دی حالانکہ اب وہ بیدار ہے۔ خواب میں نہیں ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان قابو میں نہیں۔ تو کیا اُس شخص کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

اگر ہو گی اور ضرور ہو گی تو عجیب بات ہے کہ طلاق واقع ہونے میں تو یہ عذر مقبول نہ ہو اور مولوی اشرف علی کو اپنا نبی اور رسول اللہ کہنے میں عذر مقبول ہو جائے۔

یاد رکھیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بڑا نازک ہے ؎ با مصطفیٰ ہوشیار باش۔ علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ کلمہ کفر میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان میں گستاخی کے معاملے میں کسی کی نادانی وجہالت، زبان کا بہکنا اور بے قابو ہوجانا۔ کسی قلق اور نشہ کی وجہ سے لاچار و مضطر ہوجانا۔ قلت نگہداشت یا بے پرواہی اور بے باکی یا نیت وارادۂ گستاخی نہ ہونا وغیرہ کے اعذار مقبول نہیں ایسا شخص کافر اور گستاخ قرار دیا جائے گا (شفا شریف)

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

دیوبندی حضرات نے اس واقعۂ مرید اور جواب کو صحیح اور درُست ثابت کرنے میں بہت سے صفحات سیاہ کئے ہیں لیکن اس کو غلطی تسلیم نہیں کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب "ردِّ سیف یمانی" مصنفہ علامہ شاہ محمد اجمل صاحب علیہ الرحمۃ

## ایک اور کشف

۲۴۔ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہُوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے

(رسالہ الامداد۔ صفحہ ۳۵ھ)

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ کتنی بڑی توہین اور گستاخی ہے، اہل بیت نبوت ام المؤمنین محبوبۂ سید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی۔ ان کی وہ شانِ رفیع ہے کہ دنیا بھر کی مائیں اُن کے قدمِ پاک پر نثار۔ کوئی جاہل سے جاہل اور بے غیرت سے بے غیرت آدمی تمام مومنوں کی ماں

کے گھر تشریف لانے کو جورو ملنے سے تعبیر نہیں کر سکتا اور پھر اس ذہن کی ذہنیت کا بھی اندازہ کر لیجئے کہ پچاس برس سے زائد عمر میں بھی معًا کس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی۔

**۲۵۔** لیجئے اور سنیئے۔ از طرف شفیق احمد خادم حضور عالی۔ خواب لکھتا ہوں جس کا حضور عالی سے وعدہ کر آیا تھا۔ احقر نے خواب میں دیکھا کہ ماہِ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور عالی کے درِ دولت میں تشریف فرما ہیں۔ تراویح میں حضورِ انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے درِ دولت میں صفوف کے بچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام میں پھر رہی ہیں۔ اس کے بعد احقر کی آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الرؤیا ص ۵۲)

ذاکر صالح کا کشف تو یہ تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ تھانوی صاحب کے گھر آنے والی ہیں اور اس خادمِ تھانوی کے خواب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر پہنچا دیا۔ نامعلوم اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہیں، اس لئے کہ خواب میں تو کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں ہے جس سے معلوم ہو۔ پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی صاحبہ کو ایسی جگہ تنہا کیسے بھیج دیا جہاں صفوف اور پردے کا انتظام بھی نہ تھا کہ مائی صاحبہ کو خود پھر کر یہ اہتمام کرنا پڑا۔ اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے جو اس خواب کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ کیا تھانوی صاحب نماز تراویح اپنے درِ دولت پر پڑھایا کرتے تھے یا مسجد میں؟ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خادم نے یہ خواب پہلے تھانوی صاحب کو خود سنایا اور پھر تھانوی صاحب نے اس سے وعدہ لیا کہ اس کو لکھ کر بھیجنا چنانچہ اس نے وعدے کے مطابق لکھ کر بھیج دیا اور اس کو شائع کر دیا گیا یہ تحقیق ہی نہیں کی کہ ایسا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے

یا نہیں؟ ان کو تحقیق سے کیا ان کو اپنی تعریف سے مطلب تھا اگرچہ مائی صاحبہ کی توہین لازم آجائے۔

## ایک اور خواب

۲۶۔ ایک صالح فخرِ عالم علیہ السّلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سُبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ ص۲۶)

قارئین حضرات! اس عبارت کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ پہلے تو ہمیں اُردو زبان نہیں آتی تھی جب سے مدرسۂ دیوبند کے مولویوں سے ہمارا معاملہ یعنی تعلق ہوا ہمیں یہ زبان آگئی یعنی اُن سے سیکھ لی۔ معاذ اللہ۔ اور اس من گھڑت خواب کو مدرسۂ دیوبند کی عظمت کی سند بنایا کہ کہا سُبحان اللہ! اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

نامعلوم دیوبند کے مولوی روضۂ انور پر جا کر حضور کو اُردو پڑھاتے رہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیوبند تشریف لا کر اُن سے اُردو سیکھتے رہے؟ معاذ اللہ

## ایک اور خواب

۲۷۔ ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ حاجی امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ (تذکرۃ الرّشید جلد اوّل ص۴۶)

قارئین حضرات! غور فرمائیں کہ اس خواب کے لکھنے اور شائع کرنے کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ علماء دیوبند کا مقام اتنا بلند ہے کہ وہ خاتون اس قابل نہیں تھی کہ دیوبند کے مولویوں کا کھانا پکائے بلکہ ان کا کھانا پکانے کے قابل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ حضور کو باورچی بنا دیا۔

## چند اور خواب

جس کتاب سے یہ خواب نقل کئے جا رہے ہیں اُس کا نام ہے "اصدق الرؤیا" حصہ دوم یعنی سب سے زیادہ سچی خوابیں۔ تو اب چند خوابیں دیکھئے جو دیوبندی حضرات کے نزدیک سب سے زیادہ سچی خوابیں ہیں۔

۲۸۔ مولوی نذیر احمد کیرانوی اپنا خواب تحریر کرتے ہیں۔

حضور آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہٖ و اتباعہٖ اجمعین کو خواب میں حضرت مولانا تھانوی مدظلہٗ کی صورت میں دیکھا اور حضور سیاہ اچکن بٹنوں والی زیب تن فرمائے ہوئے تھے جیسا کہ مولانا تھانوی گاہے گاہے سیاہ اچکن پہنتے ہیں۔ (اصدق الرؤیا ص ۲/۲)

## خواب

۲۹۔ جنابا آج چند روز ہوئے کہ اس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ آپ گویا ایک نہر کے کنارے سے جا رہے تھے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت کے مشابہ ہیں۔ (ص ۱/۲)

## خواب

۳۰۔ مبارک پور میں جب میں تھا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صورت

میں دیکھا فقط زیارت ہوئی، کوئی بات چیت کی دولت نہیں نصیب ہوئی۔ مولوی وصی اللہ صاحب اعظم گڑھی (اصدق الرویا ص ۱۵/۲)

## خواب

۳۱۔ ملاجیون طالب علم مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون نے تین خواب دیکھے اور وہ کہتا ہے کہ:

اور تینوں خواب میں میں نے حضور کو آپ کی شکل میں دیکھا اور پھر میں اور آدمیوں سے کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔

(اصدق الرویا ص ۲۵/۲)

## خواب

۳۲۔ ایک اور صاحب اپنا خواب لکھ کر کہتے ہیں:

اس خواب سے پہلے تین مرتبہ ۳ خواب دیکھے اور تینوں مرتبہ ہمارے مولانا اشرف علی صاحب کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ میں نے تینوں مرتبہ مصافحہ کیا مگر حضور بولے نہیں۔ (اصدق الرویا ص ۳۷)

بتائیے! ان خوابوں کے شائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ غالباً یہی کہ تھانوی صاحب در پردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ معاذ اللہ۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھانوی صاحب کی شکل میں متشکل ہو کر اس لئے نظر آتے تھے کہ ہم گویا تھانوی ہی ہیں؟ معاذ اللہ۔ اصل میں مریدوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا مقصود ہے کہ تھانوی صاحب کو دیکھنا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھنا ہے۔ چنانچہ آگے اور اس کی صراحت ملاحظہ فرمائیے:

۳۳۔ نور محمد مدیر رسالہ "صراط مستقیم" حیدر آباد دکن اپنا خواب تحریر کرتے ہیں:

حضور (اشرف علی تھانوی) سفر میں ہیں اور کسی جگہ قیام ہے جو ہمارے

قیام گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ عادت یہ ہے کہ روزانہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حسبِ معمول کسی وقت کی نشست میں مفاوضات فیضانیہ سے مستفید ہوتے ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ مختلف ملکوں کے لوگ توشہ وسامان سفر اپنے کاندھوں پر لئے ہوئے مختلف جہان سے آرہے ہیں ان میں خصوصًا بلوچستان کے لوگ زیادہ ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ مولانا صاحب یعنی حضور کا نام مبارک لے کر کہتے ہیں تشریف لائے ہیں اس لئے ہم لوگ سفر کرکے حاضر ہوئے ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ نہیں ہیں درحقیقت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی ومالی دیہاتی وقومی ہیں اور اس وقت تک جتنے روز مجالس میں حضوری ہوئی ہے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں تھیں۔

(اصدق الرویا صہ)

خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمایئے خصوصًا ان الفاظ میں کہ آپ نہیں ہیں درحقیقت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" اب تو بالکل واضح ہوگیا کہ تھانوی صاحب حقیقت میں تھانوی صاحب نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ۔

نیز اس خواب میں تبلیغی جماعت کی ٹولیوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس خواب سے وہ اس فریب میں آجائیں کہ جہاں اُن کی مجلس ہوتی ہے وہاں حضور تشریف لاتے ہیں اور انکی مجلس حضور ہی کی مجلس ہوتی ہے چنانچہ خواب کے آخری جملے اس کی شہادت ہیں۔ ان کی مجالس میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور اُن کی مجالس حضور ہی کی مجالس ہوں اور اگر اہل سنت یہ کہہ دیں کہ حضور کسی خاص محفل میلاد میں تشریف فرما ہوجاتے ہیں تو پھر انہی حضرات کی طرف سے شرک کا فتویٰ۔

۳۴۔ محمود حسین از مدرسہ شاہی مراد آباد کا خواب:

آج کئی دن گذر گئے کمترین نے ایک خواب حضور (اشرف علی تھانوی) کے

متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھے کہہ رہا ہے کہ مولانا کا انتقال ہوگیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے کے لئے جا رہا ہوں اب وہ شخص گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف پر جاکر آواز دی کہ مولانا کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خبر سُن کر فوراً قبر مبارک سے اُٹھے اور آپ کے جنازہ کے لئے چلے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا (اصدق الرویا ص۱۰)

**۳۵۔ شہاب الدّین کشمیری گیٹ دہلی کا خواب:**

یہ خواب نظر آیا کہ ایک اُونچی کرسی کی سی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے کسی شخص نے کہا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے احقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا اور احقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا رومال بچھا دیا۔ اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ آں حضرت اس طرف متوجہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک سب سفید تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مُبارک احقر کو یاد نہ رہا اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ (اشرف علی تھانوی) پڑھا رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا۔ اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ (اصدق الرویا ص۲۳/۲)

ان دونوں خوابوں میں غور فرمائیے۔ پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کی نماز جنازہ پڑھی۔ ظاہر ہے کہ تھانوی صاحب کی نمازِ جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی

بنے اور دوسرے خواب سے صراحتہً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی صاحب امام ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی۔ ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی اقتدار کرتے ہیں۔ معاذ اللہ

**۳۶۔** ایک مُریدنی خاتون کا خواب بھی ملاحظہ ہو وہ کہتی ہے:

ایک جنگل ہے میں بیٹھی ہوں ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے ایک میں اور دو تین آدمی ہیں ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اللہ کے انتظار میں اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی تھوڑی دیر میں حضرت تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا حضرت بولے کہ تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں صورت شکل بالکل مولانا اشرف علی صاحب کیسی ہے اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (صدق الرؤیا ۲۳/۲)

مُریدنی کے اس خواب خصوصاً خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمایئے پہلے تو کہا میں ہوں ایک تخت ہے۔ پھر کہا ایک میں اور دو تین آدمی ہیں نامعلوم یہ دو تین آدمی ایک دم کہاں سے آ گئے؟ چلئے ہو سکتا ہے کہ شاید پہلے نظر نہ آتے ہوں یا غیب سے ایک دم نمودار ہو گئے ہوں مگر اس کے بعد کے شرمناک الفاظ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر نہ تو ان دو تین آدمیوں سے سلام کلام کیا آتے ہی ایک غیر عورت سے بغل گیر ہو گئے اور اتنا زور سے اس کو دبایا کہ سارا تخت ہل گیا وہ بھی دو تین آدمیوں کے سامنے بتایئے کوئی بزرگ یا عالم تشریف لائیں۔ اور اُن کے انتظار میں دو تین آدمی اور ایک عورت از راہِ عقیدت مندی کھڑے ہوں اور وہ بزرگ یا عالم آتے ہی اس عورت سے چمٹ جائیں اور ...

دبائیں اور مل جل کریں کہ سارا تخت ہلا کر رکھ دیں نہ ان آدمیوں سے سلام نہ کلام تو ان آدمیوں پر اس کا کیا اثر ہوگا اور پھر اس بات کو شائع کر دیں تو پڑھنے والوں کی نظر میں اس بزرگ یا عالم کی حیثیت کیا ہوگی؟ ایک بزرگ اور عالم کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب اور شرمناک تصوّر کی جائے گی چہ جائیکہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت؟ العیاذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو غیر عورتوں سے مصافحہ بھی نہیں فرماتے تھے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ تو خواب ہے۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو خواب میں ملتے ہیں تو وہ بلاشبہ آپ ہی ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسی حرکت نہیں فرما سکتے۔ ہاں اس خاتون نے آخر میں جو کہا ہے کہ صورت و شکل بالکل مولانا اشرف علی صاحب کی سی ہے تو اس سے مسئلہ کچھ حل ہو جاتا ہے اور یہ جو اس خاتون نے کہا کہ حضرت نے فرمایا تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں تو یہ بھی خوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری ظاہری حیات میں کسی صحابی یا صحابیہ کو اس طرح پل صراط پر چلنے کی عادت نہیں ڈالی نامعلوم اس خاتون کے لئے یہ طریقہ کیوں اختیار فرمایا؟ اور پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ عادت تو اس کام کی ڈالی جاتی ہے جو ہمیشہ کرنا ہوتا ہے پُل صراط پر تو ایک ہی مرتبہ چلنا ہے۔ شاید اس مُریدنی کو بار بار گزرنا ہوگا۔ بلاشبہ جو کوئی ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہیں فرمائی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

**۳۷۔ محبوبانِ خدا کی شان میں گستاخی و ہمسری و برابری کرنا وہابیہ دیوبندیہ** کا شیوہ ہے۔ ہمسری و برابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام خصوصًا سید الانبیاء حبیب کبریا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت میں حصہ بانٹنے سا تھیں ... کے لئے تیار ہیں۔ ہر خصوصیّت کا انکار کر کے اس میں خود شرکت

کرتے ہیں۔ چنانچہ

# مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں

لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۲)

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفت رحمۃ للعالمین کا انکار ہے۔ صاف کہہ دیا ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ اور اس میں خود شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

ہر وہ شخص جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعویٰ، دلیل، تفریع، لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ یہ دعویٰ ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے۔ یہ تفریع ہے۔

یہ کلام صراحۃً پکار رہا ہے کہ رحمۃ للعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں بلکہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔ رہی بتاویل کی قید یہ گنگوہی صاحب نے عام لوگوں کو پھنسانے کے لئے ایک آڑ بنائی ہے۔ ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو صفت خاصہ ہی اڑانا ہے۔

اب دیوبندیوں سے پوچھو کہ علماء ربانیین اُن کے نزدیک کون ہیں۔ کیا بریلوی ہیں؟ یا غیر مقلد ہیں۔ یا شیعہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ بریلویوں کو وہ بدعتی کہتے ہیں۔ غیر مقلدین اور شیعوں کو گمراہ کہتے ہیں اور اپنے آپ کو علماء حق اور علماء ربانیین کہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہوا کہ ہمیں بھی رحمۃ للعالمین کہو مگر تاویل یہ کر لو کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے مولوی چھوٹے رحمۃ للعالمین۔

جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ مُسلمانو! خوب غور سے سن لو کہ دیوبندیوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اولیاء خصوصاً جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام خصوصیتیں اُڑا دو اور انکار کر دو کیونکہ جب تک خصوصیت کا انکار نہیں کرو گے۔ اس وقت تک برابری اور ہمسری نہ ہوسکے گی ہمسری اور برابری کرنے کے لئے اور مخصوص صفت رحمۃ للعالمین میں شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ دوسرے پر اگر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں اور کسی صفت میں اعلیٰ ہونا اسی بات کی دلیل ہے کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں۔ اگرچہ وہ ادنیٰ ہیں۔ تو نتیجہ یہی نکلا کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے مُلاں چھوٹے رحمۃ للعالمین۔

۳۸۔ چنانچہ گنگوہی صاحب نے جب یہ فتویٰ دیا تو ان کے متعلق مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے یہ لکھا۔

کمینۂ غلامان خلیل احمد اپنے ملجا و ماویٰ میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین غیاث المریدین غوث المسترشدین نائب رسول رب العالمین قطب زمانہ، مجتہد عصرہ دادانہ حضرت مولائی و مرشدی مولانا مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۴۹ ج ۱)

دیکھیے اس میں گنگوہی صاحب کو میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین لکھا جس کا معنی

ہے۔ سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پرنالے۔ آخر میں لکھا۔ دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین۔ یعنی اللہ ان کی برکتوں کے سائے سارے جہانوں پر ہمیشہ رکھے۔ ان دونوں عبارتوں کا معنی یہ ہُوا رحمۃ للعالمین۔ برکات للعالمین۔ جیساکہ نائب رسول رب العالمین کہا تو جس طرح یہاں العالمین ہے اسی طرح دونوں عبارتوں میں العالمین ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا رب ہے اُس کی ربوبیت سے کوئی چیز خارج نہیں اسی طرح گنگوہی صاحب سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ٹھہرے۔

**۳۹**۔ دیوبندی مولوی کے نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم کے مرثیہ کا جلانا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم ص ۱۰۳

حضرت امام حسین علیہ السّلام کے مرثیہ کے لئے تو علماء دیوبند کا یہ فتویٰ کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا، چھپوایا، شائع کیا سارے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کا جلانا اور زمین میں دفن کرنا تو درکنار کسی نے اُس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا۔ آخر یہ گنگوہی کی عقیدت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوبندیو! جب شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا اور دفن کر دینا ضروری ہوا تو گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپوا کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

**۴۰**۔ دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اپنے علماء و مشائخ کا مقام۔

(۱)۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ کا توکل میں صبر و قناعت میں ریاضت و عبادت میں تقویٰ و طہارت میں مجاہدہ میں استقامت میں استغنا میں حب فی اللہ و بغض فی اللہ میں جس طرح کوئی مثل نہیں اسی طرح تبحر علمی میں وسعتِ نظر میں

نفقہ میں تحدیث میں عدالت وثقاہت میں حفظ واتقان میں فہم وفراست میں اور روایت ودرایت میں بھی کوئی نظیر نہ تھا۔ (تذکرۃ الرشید صہ ۳/۱)

۲۔ نیز مرثیہ کے پہلے صفحہ پر ہے۔ مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد یعنی سارے عالم کے مخدوم ہیں اور سارا عالم اُن کی اطاعت کرتا ہے۔

۳۔ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید صہ ۱۱۳/۱)

۴۔ خوش نصیب وہی ہے جو اپنے شیخ کی جوتیوں کے طفیل میں دین حاصل کرے۔ (تذکرۃ الرشید صہ ۷)

۵۔ گنگوہی صاحب کے متعلق لکھا "مجسم نور اور سرتاپا کمال" صہ ۳/۱ اور دوسرے مقام پر لکھا "سرتاپا نور" (تذکرۃ الرشید صہ ۶۲/۱)

۶۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق لکھا۔ حاجی صاحب بے شک چاند ہیں کہ اُن کے نور سے ہزارہا آدمی مستنیر ہوتے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے۔

(امداد المشتاق صہ ۱۲۹)

۷۔ مرشدوں کی محبت عین اللہ ورسول کی محبت ہے کہ اُن کے نائب ہیں۔

(امداد المشتاق صہ ۲۷/۱)

۸۔ پیر کی مدح خدا اور رسول ہی کی مدح ہے۔ (امداد المشتاق صہ ۱۱۶)

قارئین حضرات! آپ نے ان چالیس ۴۰ حوالوں میں دیوبندی حضرات کی اپنے علماء ومشائخ کے ساتھ عقیدت ومحبت جذبات وخیالات۔ انتہائی غلو ومبالغہ اور حد سے بڑھانے کی جھلکیاں گزشتہ صفحات میں دیکھیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے اور یہ حوالے اور خیالات عوام اور جاہل مریدوں کے نہیں بلکہ ان کے اکابر علماء کے ہیں یا اُن کے مصدقہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو مُربی

خلائق بنایا۔ ان کی مسیحائی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر بتایا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا۔ بانیٔ اسلام کا ثانی بنایا۔ گنگوہی کے مکان کی اتنی عظمت بڑھائی کہ اہل عرفان بیت اللہ شریف میں بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتے پھرتے تھے۔ ان کی قبر کو طور سے تشبیہہ دے کر ان کو خدا ٹھہرایا اور ارنی کہنے والے موسیٰ بنے۔ ان کو جمیع حاجاتِ جسمانی و روحانی کا حاجت روا کہا۔ ان کے حکم کو قضائے مبرم کی تلوار کہا۔ ان کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ ان کو مسیحائے زماں یعنی حضرت عیسیٰ بنا کر فلک پر پہنچایا اور ماہِ کنعانی یعنی حضرت یوسف بنا کر چاہِ لحد میں چھپایا ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر اور ان کی وفات کو آپ کی وفات کا نقشہ قرار دیا۔ انکی سوانح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح قرار دیا۔ نورِ مجسم۔ سرتاپا نور۔ سرتاپا کمال اور تمام اوصافِ حسنہ علمی و عملی میں بے مثل و بے نظیر ٹھہرایا۔ ان کو تمام عالمین پر اللہ تعالےٰ کی رحمت و برکات قرار دیا۔ آفتاب نور بنایا۔ صدیق و فاروق شہید و صالح اور مرنے کے بعد بھی زندہ کہا اور اُن کی حیات کے منکر کو نادان ٹھہرایا۔ ان کے سینے کو چراغِ نبوت کا طاق کہا۔ حضرت جنید۔ شبلی۔ ابو مسعود۔ غوثِ اعظم محی الدین جیلانی اور شیخ اکبر کا ثانی کہا۔ اولیاء کی گردنوں کو ان کے سامنے خم بتایا۔ مریدوں اور طالبوں کا بڑا فریاد رس یعنی غوث اعظم و غیاث وغیرہ بنایا۔ اُنہی کے دم سے بڑے بڑے ائمہ اسلام کا زندہ نظر آنا ٹھہرایا۔ انہی کو گلشن اسلام کا نگہبان قرار دیا اور جب تک امام مہدی نہیں آتے۔ اس وقت تک گلشن کو نگہبان ٹھہرایا۔ ان کو میزاب ہدایت قرار دیا، اور جس نے ان کے سوا کسی اور جگہ سے ہدایت ڈھونڈی اس کو گمراہ بتایا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو خواب و بیداری میں رسول اللہ اور نبی کہا گیا جس پر کوئی باز پرس تک نہ کی گئی اور اُن کے گھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُردو زبان کے سیکھنے میں اپنا شاگرد بنایا۔ حضور کو علمائے

دیوبند کا کھانا پکانے والا کہا گیا، حضور کو تھانوی کی شکل و صورت میں بتایا اور ایک غیر عورت سے بغلگیر کردایا۔ تھانوی صاحب کو اور ان کا جنازہ پڑھانے والے کو حضور کا امام اور حضور کو ان کا مقتدی بنایا۔ اپنے مولویوں اور پیروں کے متعلق خوش اعتقادی کا یوں مظاہرہ کیا کہ دین انکی جوتیوں کے طفیل میں حاصل کرنے والا خوش نصیب ہے ان کی محبّت اور مدح کو عین اللہ و رسول کی محبت اور مدح قرار دیا اور تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے کو نجاتِ آخرت کا سبب قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔ اِدھر تو یہ عالم ہے اب تصویر کا دُوسرا رُخ دیکھئے کہ سرورِ انبیا حبیب کبریا باعث ارض و سما رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین عالم ما کان و ما یکون صاحب قاب قوسین وسیلتنا فی الدّارین صاحب لواء الحمد و مقام المحمُود سیّد الوجود نبیّنا و حبیبنا و شفیعنا احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و بارک و سلّم کے متعلق ان لوگوں کے خیالات کیا ہیں؟ اس باب کو پڑھنے سے پہلے عقیدہ کے متعلق ایک ضروری اُصول ملاحظہ فرمالیجیے؛

## عقیدہ کے متعلق اُصول

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں (براہین قاطعہ صا۵ مُصنّفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدّقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ عقیدہ محض قیاس سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کفر ہے

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علیٰ ان شاتم النبی صلی

اللہ علیہ وسلّم والمستنقص لہ کافر ومن شك فی کفرہ وعذابہ کفر (اکفار الملحدین مؤلّفہ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی ص۵۱)

محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء اُمّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے۔

## کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد و نیّت پر نہیں

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود و النیات ولا نظر لقرائن حالہ (اکفار الملحدین ص۴۳)

کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد و نیت اور قرائن حال پر نہیں۔ نیز اسی اکفار الملحدین کے ص۸۶ پر ہے۔

وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر

علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کی شان میں جُرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور صلیّ اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین آمیز کلمات کہنا کفر ہے اور اس بارے میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا یعنی یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کلمۂ توہین کہنے والے کی نیت توہین کی ہے یا نہیں۔ اگر الفاظ عرف ومحاورہ میں صریح توہین آمیز ہیں تو یقیناً اس کو کافر کہا جائے گا اور اس میں کوئی تاویل قابلِ قبول نہ ہوگی۔ اگر باوجود صراحت کے کوئی تاویل کرے گا تو وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد خود بمنزلہ کفر ہے۔

قال حبیب بن ربیع ان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل (اکفار الملحدین ص۴۳) حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔ یہی علماء دیوبند کے مقتداء فرماتے ہیں التاویل الفاسد کالکفر (اکفار ص۶۲) کہ تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔

بلاشبہ یہی حق ہے ورنہ کفر و الحاد اور توہین و تنقیص کا دروازہ کھل جائے گا اور ہر دریدہ دہن اور بے ادب گستاخ جو چاہے گا کہتا پھرے گا جب گرفت ہو گی تو صاف کہہ دے گا کہ میری نیت توہین کی نہ تھی اور کوئی تاویل کر دے گا۔ یاد رکھیے جس طرح لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی ایسے ہی نیت کا عذر بھی اس میں قابل قبول نہ ہو گا۔ مثلاً کوئی شخص کسی بزرگ سے کہے گا کہ آپ بڑے ولد الحرام ہیں یعنی حرام کے بچے ہیں اور پھر تاویل یہ کرے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں بلکہ محترم کے ہیں جیسے المسجد الحرام۔ لہٰذا ولد الحرام سے مُراد ولد محترم ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ بڑے محترم کے بچے ہیں تو کیا کوئی اہل انصاف کسی بزرگ کے حق میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو جائز قرار دے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ اس لفظ کو بر بنائے عرف و محاورہ اہل زبان کلمۂ توہین ہی قرار دے گا۔

لہٰذا قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ وُہ علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت اس اُصول کو پیش نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ ان عبارات میں توہین ہے یا نہیں۔

## توہین و تنقیص علمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ علماء دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ملک الموت اور شیطان کا علم زیادہ ہے اور ملک الموت اور شیطان کے علم کی زیادتی نصوص قطعیہ یعنی

قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لئے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن وحدیث سے) ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو ردّ کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ مصنّفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ومصدّقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص۵۱)

اس عبارت میں ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تو شرک کہا مگر اسی شرک کو ملک الموت اور شیطان کے لئے نص سے ثابت مانا۔ چنانچہ الفاظ عبارت میں غور فرمائیے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی یعنی شیطان اور ملک الموت کے وسعت علم کے لئے تو نص ہے جس سے وہ ثابت ہے اور اس نص سے مُراد بھی نص قطعی ہے بلکہ نصوص قطعیہ ہیں چنانچہ براہین قاطعہ کے اسی صفحہ پر اس عبارت سے چند سطر پہلے لکھا ہے۔ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی۔ اس کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے یعنی فخر عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی نہیں اگر نص ہوتی تو مانا جاتا چونکہ نص نہیں لہٰذا حضور کیلئے یہ علم ماننا شرک ہے کتنی صراحت ہے کہ جس وسعتِ علم کو شیطان اور ملک الموت کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسی وسعتِ علم کا حضور کیلئے بوجہ نص نہ ہونے کے انکار کیا اور اس کو شرک بتایا اور شرک بھی وہ جس میں ایمان کا کوئی حصّہ نہیں کیسی جہالت کی بات ہے اس لئے کہ یہ بات مسلمّہ ہے کہ شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی۔

جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہ جس کے لئے بھی ثابت کی جائے گی شرک ہی ہوگی۔ کیونکہ کوئی خدا کا شریک نہیں ہو سکتا اور اس عبارت میں جس علم کا حضور کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا خود اسی علم کو شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت مانا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عداوت۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرک ہے وہ شیطان مردود کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث کی نصوص قطعیہ سے۔ معاذ اللہ۔

اس عبارت کے ۲ دو سطر کے بعد لکھا پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ ص۵۲)

ان دونوں عبارتوں میں کتنی صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان اور ملک الموت کے علم سے کم ہے۔ یہ دونوں عبارتیں صریح کفر ہیں اور ان عبارات پر علماء عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ جب فتویٰ لگا تو علماء دیوبند نے فوراً رخ بدلا اور اس فتوے کو غلط ثابت کرنے اور اپنے آپ کو کفر سے بچانے کے لئے کوشش کی مگر اس کوشش سے ان کا کفر اور پکا ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھا:

ہمیشہ سے میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(لبسط البنان ص۷ سیف یمانی ص۸)

مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی نے لکھا:

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ

تعالےٰ نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیئے۔ (سیف یمانی ص۸)

خود براہین قاطعہ کے مؤلف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا:

میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ (الختم علی لسان الخصم ص۶ قطع الوتین ص۱)

یہی انبیٹھوی صاحب المہند میں جس پر تمام دیوبندی کنبہ کی تصدیقیں ہیں، لکھتے ہیں: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے (المہند ص۲۷)

قارئین حضرات! علماء دیوبند کے پلٹا کھانے کے بعد کی ان چار عبارتوں کو دیکھیے اور دیوبندی حضرات سے سوال کیجیے کہ تمہارے نزدیک اوپر والی دو عبارتیں درست ہیں یا نیچے والی چار عبارتیں؟ اگر اوپر والی دو عبارتوں کو درست کہو تو نیچے والی چار عبارتوں کے قائل کافر و مشرک قرار پاتے ہیں اور اگر نیچے والی چار عبارتوں کو درست کہو تو اوپر کی دو عبارتوں کے قائل کافر مرتد اور ملعون قرار پاتے ہیں اور اگر دونوں کو درست کہو تو نیچے اور اوپر والے سب ہی کافر مرتد اور مشرک و ملعون ٹھہرتے ہیں۔ دیکھئے اوپر والوں نے کہا تھا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی نہیں اور عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے تو نیچے والوں کو فتویٰ لگنے کے بعد کہاں سے نص قطعی ہاتھ میں آگئی کہ یہ کہا کہ ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ جمیع کمالات علمیہ وعملیہ میں ساری مخلوقات سے افضل اور برتر ہیں اوپر والوں نے کہا تھا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ زیادہ فتویٰ لگنے کے بعد نیچے والوں نے کہا ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (کسے باشد) کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے بہرصورت

نیچے اوپر والوں نے خود ہی اپنے حق میں کفر کی رجسٹری کر دی اب کسی طرح یہ کفر اٹھایا نہیں جا سکتا ؎

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب و داماں کا

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

۲۔ دیوبندیوں تبلیغیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ تھانوی صاحب کی عبارت یہ ہے:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ چار سطر کے بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

(حفظ الایمان ص ۷، ۸)

اس ناپاک عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہر ہے، یہ عبارت کوئی جرمنی، چینی یا جاپانی زبان میں نہیں ہے جس کا مطلب و مراد سمجھنے میں کوئی دشواری ہو بلکہ صاف و صریح معمولی اردو ہے اور ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد بآسانی خوب سمجھتا ہے کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب دوسری قسم کل غیب کو تو حضور کے لئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے لئے غیر متناہی

کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہو گئی تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے اسی کو لے کر کہا۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے یعنی کوئی تخصیص نہیں اس میں صاف صاف تخصیص کی نفی ہے۔ جب تخصیص نہ رہی تو آپ کی صفت خاصہ کمالیہ نہ رہی اسی لئے کہا ایسا علم غیب جیسا کہ حضور کو ہے تو زید و عمرو یعنی عام آدمیوں کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی تمام نابالغ بچوں اور پاگلوں کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی تمام حیوانوں اور تمام چوپایوں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر حضور کی سخت توہین کی گئی ہے اور حضور کی توہین کفر ہے۔ اسی لئے عرب و عجم کے سینکڑوں علماء کرام نے اس ناپاک عبارت کو کفریہ عبارت قرار دیا اور اس کے قائل کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا (تفصیل کے لئے دیکھو کتاب الصوارم الہندیہ و دیوبندی مذہب) جب اس عبارت پر کفر کا فتویٰ لگا تو تھانوی صاحب اور ان کی پارٹی نے اس عبارت کی مختلف توجیہیں کرنی شروع کر دیں اور سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح اس کفریہ عبارت کو درست اور ایمانی عبارت ثابت کر دیں لیکن نتیجہ بالکل اس کے برعکس نکلا مثلاً مولوی مرتضیٰ احسن صاحب دربھنگی نے حفظ الایمان کی اس عبارت پر ایک کتاب لکھی توضیح البیان فی حفظ الایمان اس کے صفحہ ۸ پر لکھا۔ واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اسکے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہیں مانند یا مثل کے معنی میں نہیں ہے۔

اسی کتاب کے ص۱۷ پر لکھا عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی اس قدر اور

اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی ؟ یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" معنی میں اتنا اور اس قدر کے ہے تشبیہ کے معنی میں نہیں۔ مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی نے بھی دربھنگی صاحب کی ہمنوائی کرتے ہوئے فرمایا حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی "ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص۳۲)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۴ پر لکھا حفظ الایمان کی عبارت میں بھی جیسے کہ میں بدلائل قاہرہ ثابت کر چکا ہوں وہ (یعنی لفظ ایسا) بغیر تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ پر ہے " ایسا تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے"

اسی کتاب کے صفحہ ۳۵ پر ہے۔ اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

**نوٹ!** مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اسی عبارت پر بریلی شریف میں مناظرہ ہوا تھا اس میں مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کا یہ فرمانا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" جو ہے وہ تشبیہ کے لئے ہے۔ مولوی منظور احمد صاحب کا یہ کہنا تھا کہ لفظ "ایسا" اتنا یا اس قدر کے معنی میں ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے مولوی منظور احمد صاحب نے کہا کہ اگر اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

قارئین محترم! مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی اور مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی کی توجیہی عبارات کا حاصل اور نتیجہ یہ ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں

ہے ہاں اگر تشبیہ کے لئے ہوتا تو ضرور توہینِ علمِ نبوّت ہوتی جو موجبِ کفر ہے۔ اب صدرِ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی ثم مدنی کی سنیئے، فرماتے ہیں:

حضرت مولانا تھانوی عبارت میں لفظ "ایسا" فرما رہے ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ (الشہاب الثاقب ص۱۰۲)

اسی کتاب میں آگے فرماتے ہیں اس سے بھی اگر قطع نظر کرلیں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے (ص۱۰۲)

یعنی اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے اگر اتنا یا اس قدر ہوتا تو البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں (یعنی بچوں اور پاگلوں اور جانوروں) کے برابر کر دیا۔ معاذ اللہ

**نتیجہ** تو نتیجہ اور حاصل یہ نکلا کہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اور مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی کی توجیہہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی تاویل و توجیہہ کے مطابق مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی منظور احمد کافر ہوتے ہیں اور آج کے دیوبندی ان سب کو اپنا پیشوا اور مقتدا مان کر کیا ہوئے؟ جواب ظاہر ہے۔

**ایک اور توجیہہ** حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا علم غیب سے حضور کا علم مُراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب مُراد ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ توجیہہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ خود عبارت یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شروع میں ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ... حضور ... علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی ... ہی کا ... صاحب نے

زید سے دریافت کیا تو کس کے علمِ غیب کو حضور ہی کے، اور کہا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے کس کا علم پوچھا ہے؟ ظاہر ہے کہ حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے اور حضور ہی کے علمِ غیب کی دو قسمیں کیں بعض غیب یا کل غیب کل غیب تو خود ہی بعد میں نقلاً و عقلاً باطل کر دیا۔ تو کل غیب کس کے لئے باطل کیا حضور ہی کے لئے۔ اب رہ گیا بعض غیب تو بعض کس کا علم رہا حضور ہی کا رہا اسی کے متعلق تھانوی صاحب نے کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے اس عبارت میں کس کی تخصیص کی نفی کی ہے۔ حضور ہی کی جب تخصیص نہ رہی تو مشارکت و مشابہت لازم آگئی۔ اسی لئے کہا ایسا علم غیب جیسا کہ حضور کو ہے تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اب لفظ ایسا علم غیب سے مراد کسی اور کا علم غیب ہرگز نہیں ہو سکتا حضور ہی کا علم غیب مُراد ہوا اور اسی کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہہ دی۔ تو یہ توجیہہ بھی غلط ثابت ہوئی کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور کا علم غیب نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب ہے۔ اور اگر لفظ ایسا تشبیہہ کے لئے نہ بھی ہو بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہو تو بھی یہ عبارت کفریہ ہی ہو گی چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہر اُردو جاننے والا سمجھتا ہے کہ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہین ہے اس لئے کہ اب اس کا مطلب یہ ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب اتنا اور اس قدر ہے جتنا بچوں، پاگلوں اور جانوروں کا ہے۔ معاذ اللہ بلاشبہ یہ عبارت کفریہ ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے۔

تھانوی صاحب کے معتقدین کہتے ہیں کہ اس عبارت میں صریح توہین تو کیا توہین

کا شائبہ تک نہیں ہے تم سمجھے نہیں ہو وہ حکیم الامّت تھے اُن کی بات سمجھنا کوئی معمولی بات ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ اگر واقعی آپ لوگوں کے نزدیک یہ عبارت گستاخانہ نہیں اور اس میں توہین کا شائبہ تک نہیں تو ازراہِ دیانت اصل عبارت اور اس کے فوٹو میں نہایت ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

## اصل عبارت

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

## فوٹو

پھر [illegible] بابرکات پر علم کا [illegible] کیا جانا اگر [illegible] دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تھانوی صاحب کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ایرے غیرے بلکہ ہر نابالغ بچے اور ہر پاگل بلکہ تمام حیوانوں یعنی گھوڑوں اور گدھوں وغیرہ اور ہر چارپائے یعنی کتوں بلّوں سوروں وغیرہ کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے۔

اب تھانوی صاحب کے معتقدین بتائیں کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب اور ان کے علم کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور واقعی ہے تو تھانوی صاحب کی بالکل بعینہٖ اسی قسم کی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علم شریف کی توہین ہے یا نہیں؟ اور آپ کی توہین کفر ہے یا نہیں؟

اگر توہین نہیں ہے تو یہی عبارت تھانوی صاحب کے متعلق چھپوا کر شائع کر

دیں۔ مگر حاشا وکلا تھانوی صاحب کے معتقدین ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کریں گے تو تھانوی صاحب کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی الفاظ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت بڑی گستاخی کیوں نہیں؟ کیا یہ تھانوی صاحب کے ساتھ عقیدت اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کی کھلی ہوئی دلیل نہیں کہ جو الفاظ تھانوی صاحب نے حضور کے لئے ستعمال کیئے ہیں بعینہ وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لئے استعمال کرنا گستاخی ہے کیا تھانوی صاحب کی شان حضور کی شان سے بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ

## ایک مُغالطہ

دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ تھانوی صاحب نے تو لفظ عالم الغیب کے اطلاق کے متعلق کہا ہے کہ اگر زید بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتا ہے تو بعض علم غیب اگرچہ تھوڑا سا ہو تو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور ہر دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے تو پھر زید سب کو عالم الغیب کہے؟

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو بہت سے علوم غیبیہ عطا فرمائے اور آپ بعطائے الٰہی غیب کے عالم ہیں اور آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی متحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے جیسے بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم والے ہیں مہربان ہیں مگر آپ کو لفظی خصوصیت کی بنا پر "رحمٰن" کہنا جائز نہیں یا جیسا کہ آپ بلاشبہ عزیز وجلیل ہیں مگر آپ کو محمد عَزَّوَجَلَّ کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ مگر دیوبندی حضرات تعصب اور ضد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر حفظ الایمان کی عبارت کے الفاظ دیکھیں پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو۔ تھانوی صاحب

تو عالم الغیب کیا آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا بھی صحیح نہیں مانتے اسی لئے کہا اگر بقول زید صحیح ہو یعنی ہم تو صحیح نہیں مانتے اگر زید کے قول کے مطابق صحیح ہو تو معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں۔ کیا حفظ الایمان کی عبارت میں علم غیب کا حکم کیا جانا ہے یا عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا ہے۔ عبارت میں حکم کا لفظ ہے یا اطلاق عالم الغیب کا؟ پھر یہ کہنا کہ عالم الغیب کے اطلاق کے متعلق کہا ہے غلط ہے یا نہیں؟

## مخلصین کا مشورہ

حفظ الایمان کی اس ناپاک اور ایمان سوز عبارت کے متعلق خود تھانوی صاحب کے بعض مخلص مریدین نے بذریعہ خط تھانوی صاحب کی خدمت میں التجا کی کہ اس عبارت میں مناسب ترمیم کر دی جائے جس سے توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شائبہ نہ رہے۔ چنانچہ ان کے خط میں سے کچھ عبارت بعینہٖ نقل کی جاتی ہے

ایسے الفاظ جن میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے جس میں مخلصین حامئین جنابِ والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ دیا بالفاظہٖ باقی رکھنا ضروری ہے۔ (تغیر العنوان ص۱)

خط کی اس عبارت سے صاف طور پر یہ واضح ہے کہ خود تھانوی صاحب کے مریدین اور حامئین کو حسبِ ذیل باتوں کا اعتراف ہے۔

۱۔ کہ اس عبارت میں علومِ غیبیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مجانین و بہائم

سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ۲۔ اس میں سخت بے ادبی ہے۔ ۳۔ لہٰذا اس سے رجوع کر لینا چاہیے؟ ۴۔ اس عبارت پر بحث و مناظرہ میں ہم مخلصین و حامیین، مخالفین و معترضین کو کوئی حق بجانب یعنی صحیح جواب نہیں دے پاتے اور ہمیں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ ۵۔ یہ کوئی آسمانی اور الہامی عبارت تو ہے نہیں جس کا انہی الفاظ کے ساتھ باقی رکھنا ضروری ہے۔

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ خود تھانوی صاحب ہی کے مخلصین و حامیین نے ان کو کیسا عاجزانہ و مخلصانہ اور کتنا مفید مشورہ دیا تھا جس کے مان لینے سے خود تھانوی صاحب کفر سے اور ان کے مخلصین و حامیین اس دشواری اور تکلیف سے نجات پا جاتے جو سُنّیوں کی گرفت کے وقت ان کو ہوتی ہے لیکن تھانوی صاحب نے اس خیال سے کہ اگر اس مشورہ پر عبارت بدل دی تو عبارت کے کفریہ ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہے گا اور اس سے ہماری شان مجددیت میں فرق آجائے گا ان کے اس مشورے کو قبول نہ کیا لیکن پھر ان کے چند خیر خواہوں نے عرض کیا جناب! آپ کی اس عبارت کے درست اور حق ہونے میں اصلاً کوئی شبہ نہیں۔ نہ اس میں کوئی بے ادبی ہے نہ اس میں کوئی تشبیہ ہے بڑی ایمان افروز عبارت ہے واہ واہ سبحان اللہ! لیکن حضور والا! لوگ چونکہ بدفہم ہیں اور وہ حضور کی بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے آپ اس میں ترمیم فرمادیں۔ تھانوی صاحب نے فرمایا جزاکم اللہ بہت اچھا کیا تم نے پھر آنجناب نے عبارت کو بدلا لیکن یہ کہہ کر کہ وہ پہلی عبارت بھی بالکل حق اور درست ہے۔ گویا بات وہیں کی وہیں رہی۔

اے کاش! تھانوی صاحب اس عبارت کو بدلتے وقت پہلی عبارت کے غلط ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کر لیتے تو نہ آپس میں مناظروں اور مجادلوں کی نوبت آتی اور نہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا دامن تار تار ہوتا۔ بڑے بڑے لوگوں سے بھی

غلطیاں ہوجاتی ہیں انسان کے توخمیر میں ہی خطاونسیان ہے اور یہ مقام بھی ضد اور ہٹ دھرمی کا نہیں تھا سرور انبیاء حبیب کبریا باعث ارض وسما حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت وعظمت کے تحفظ اور اپنے ایمان وکفر کا سوال تھا مگر بدنصیبی کا کیا علاج

ع اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں۔

## بدلی ہوئی عبارت

تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کو حسب ذیل الفاظ میں بدلا۔

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔ (تغییر العنوان ص۳)

پہلی عبارت جس کو بدلنے کے باوجود تھانوی صاحب حق اور درست مانتے ہیں، اس کے کفریہ ہونے پر کافی بحث ہوچکی ہے اب بدلی ہوئی عبارت ہدیۂ قارئین ہے۔ اس میں انہوں نے "ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔ کے بجائے یوں کردیا کہ "مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب مطلق بعض علوم غیبیہ کا حصول انبیاء تو کیا غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی مانتے ہیں دوسری جگہ یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں

"علم غیب جو بلا واسطہ (یعنی ذاتی) ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو (یعنی بذریعہ وحی وغیرہ) وہ مخلوق کے لئے ہوسکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں"۔ (بسط البنان ص۲)

اس عبارت میں بھی انہوں نے علم غیب جو بواسطہ یعنی بذریعہ وحی وغیرہ عطا ہو کو مخلوق کے لئے صریح طور پر مانا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

لیکن یہ تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب مخلوق کے لئے علم غیب بلکہ علوم غیبیہ عطائی کے صریح طور پر قائل ہیں۔

لیکن اب ذرا انہی کے مسلک کے علماء کے ارشادات کی روشنی میں تھانوی صاحب کے متعلق فیصلہ کیجئے کہ وہ کون ٹھہرتے ہیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ:

○ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰/۱ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۲/۳)

○ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۰/۳)

○ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۱/۲)

امام الوہابیہ دیوبندیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

○ کسی انبیاء اولیاء امام وشہیدوں کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے (ورنہ مشرک ہو جائے گا) تقویۃ الایمان ص ۲۵

جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۶)

مولوی قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

اور جب آپ کو ہی علم غیب نہیں جو کمالات بشری کے منتہا اور خاتم ہیں تو مخلوقات میں کون رہ جاتا ہے جس کے لئے یہ کمال ثابت کیا جائے۔

(علم غیب ص ۱۵)

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ تھانوی صاحب تو فرماتے ہیں کہ مطلق

بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی معلوم ہیں اور وہ علم غیب جو بواسطہ ہو وہ مجازی کے لئے ہو سکتا ہے اور گنگوہی صاحب اور دہلوی صاحب اور دیوبند کے مہتمم صاحب فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے کسی تاویل سے بھی علم غیب ثابت کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا صریح شرک ہے اور اللہ کے سوا کسی کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے گا وہ بڑا جھوٹا اور مشرک ہے نتیجہ یہ نکلا کہ تھانوی صاحب عبارت بدل کر بھی نہ بچ سکے بلکہ انہوں ہی کے ارشادات سے مشرک اور بڑے جھوٹے ثابت ہو گئے ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

۳۔ لطیفہ ا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں

پس اس میں ہر چہار مذہب کے جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ (مسئلہ در علم غیب ص۱۲)

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی زیر آیت ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب کے تحت رقمطراز ہیں:

خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے (ص۹۵)

مولوی قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے غیب پر مطلع ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں (علم غیب ص۳۳)

یہی قاری صاحب چند سطر آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے رسول کو غیب پر مطلع کر دیا ہے (علم غیب ص۳۵)

قارئین! غور فرمائیے۔ بڑے میاں تو فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں اور دو چھوٹے میاں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع ہیں اب ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا یہ اُن کے ماننے والے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں وَاللّٰہُ لَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ)

اس عبارت میں براہین قاطعہ کے مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی نفی میں دو روایتیں پیش کی ہیں پہلی روایت کا مفہوم اس کے نزدیک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ ہوگا۔ دوسری روایت کی نسبت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر کے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ معاذ اللہ۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے یہ عرض ہے کہ ثابت ہوا کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو اپنی عاقبت اور نہ دوسرں کی عاقبت کا علم ہے بلکہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ العیاذ باللہ، دیوبندیو! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ آیت نہیں اتری عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۱۰/۱۷) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ○ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ

اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۱۱/۲) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ
دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ
مُّقِيْمٌ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ
عَظِيْمٌ ○ (۹/۱) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً
فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۙ (۱۰/۱۵) لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (۲۶/۹) اور

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات نہیں ہیں کہ ہم دُنیا میں آخری ہیں لیکن قیامت کے دن اوّل ہوں گے۔ میں قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا۔ سارے نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ میں اگلوں پچھلوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں گا۔ لوگ جب خاموش ہوں گے تو میں خطیب ہوں گا۔ جب محبوس ہوں گے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ جب مایوس ہوں گے [illegible] خوش خبری دینے والا ہوں گا۔ اس دن عزت و کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی [illegible] جنتی حلّہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا اور میرے سوا کوئی [illegible] اس جگہ کھڑا ہو۔ اور میں ہی پہلا وہ ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور زنجیر ہلا[illegible] گا تو اللہ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقرا[illegible]مومنین ہوں گے۔ بہشت میں سب سے اونچا درجہ میرے لئے ہو گا۔ میں قیامت کے دن [illegible] سے نبیوں کا امام خطیب اور شفیع ہوں گا۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شانِ رسالت کے منکرو! اپنا و تمہارے بڑے مولوی خلیل احمد نے جو فرمانِ رسُول کا مفہوم سمجھا اس پر ایمان و یقین اور عقیدہ رکھتے ہوئے تم کتنی آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ٹھہرتے ہو؟ آؤ ہم اہل سُنّت سے سنو کہ فرمانِ اقدس کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ لا ادری کے معنی صرف یہ ہیں کہ میں بغیر تعلیم خداوندی کے محض اٹکل وقیاس سے نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ کیونکہ ادری درایت سے ہے اور درایت کے معنی ہیں اٹکل وقیاس سے جاننا۔ فرمایا لا ادری میں اٹکل یا قیاس سے نہیں جانتا یعنی میرا علم قیاسی یا اٹکل پچو نہیں بلکہ میں تعلیم الٰہی سے جانتا ہوں۔

رہی دوسری روایت اس کے معاملے میں تو تمہارے بڑے مولوی نے بددیانتی کی انتہا کردی کہ اس کو حضرت شیخ کی طرف نسبت کردیا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت شیخ نے تو اس کا رد کرنے کے لئے اس کو بطور اشکال نقل فرما کر آگے اس کا رد فرمایا ہے کہ یہ روایت بے اصل اور غلط ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اینجا اشکال می آرند کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس این دیوار است جوابش آنست کہ این سخن اصلی ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است۔ (مدارج النبوت ص ۹/۱)

یعنی اس جگہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور نہیں جانتا ہوں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بے اصل ہے اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

قارئین حضرات! غور فرمائیے کہ جس بے بنیاد اور غلط روایت کو حضرت شیخ نے رد کرنے کے لئے لکھا اس کو خود شیخ کی روایت کہنا کتنی جہالت اور ظلم ہے اور ایسی بے اصل اور غلط روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال علم کا انکار کرنا حضور

کے ساتھ عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟ ع

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست صلی اللہ علیہ وسلم

# توہین و تنقیص عمل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی کمالات کے متعلق مختصر بحث گزر چکی کہ آپ کے علم شریف کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح بتایا گیا اور شیطان لعین کے علم سے کم کہا گیا۔ اب عملی فضیلت و کمال کے متعلق ملاحظہ ہو مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

۱۔ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس صفحہ ۵)

تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے علم نبی کو گھٹایا اور نانوتوی صاحب نے عمل میں گھٹا دیا لہٰذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئیں۔

دیوبندی حضرات اس عبارت کے متعلق کہتے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ بظاہر کا استعمال ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل بظاہر نبی کے عمل کے برابر یا بڑھ جاتا ہے حقیقت میں نہیں۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ [illegible] انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں [illegible] انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت و امتیاز کو صرف علوم میں منحصر کیا [illegible] امت سے کوئی امتیاز نہیں [illegible] علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں [illegible] کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک انبیاء

علیہم السّلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے۔ باقی رہا عمل اس میں انبیاء اُمّت سے ممتاز نہیں ہوتے اس میں بسا اوقات بظاہر اُمّتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

حالانکہ اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جو درجہ و مرتبہ ہے وہ اُمّتی کی لاکھوں نمازوں کا نہیں ہوسکتا۔

حضور سیّد عالم کی تو بہت ہی بڑی شان ہے حضور کے صحابہ کے عمل کی یہ شان ہے کہ وہ تھوڑے سے جَو راہِ خدا میں دیں اور کوئی دوسرا اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی دے کر ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔

## توہین و تنقیص مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

امام الوہابیہ والدیابنہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی کتاب ہے "تقویۃ الایمان" اس کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی رقمطراز ہیں:

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱)

دیوبندیوں کے نزدیک جس کتاب کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے اس کتاب کی چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

## گاؤں کا زمیندار

۶۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امّت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۶۱)

کیا ٹھکانا ہے پیغمبروں کے مرتبے کا۔ اتنا بلند، اتنا برتر اور اتنا اونچا ہے کہ

قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے جاملا (استغفر اللہ)

## ذرہ ناچیز سے کمتر

۷۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیا اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۵۴)

اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اس کا کون بدبخت منکر ہے لیکن عبارت میں یہ جملہ کہ سب انبیا و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ ذرہ ناچیز اس قدر کمتر نہیں جتنے انبیا و اولیاء کمتر ہیں معاذ اللہ

## چمار سے بھی ذلیل

۸۔ ہر مخلوق بڑا (نبی) ہو یا چھوٹا (غیر نبی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۴)

اس عبارت میں بھی جملہ "چمار سے بھی ذلیل ہے" کس قدر گستاخانہ اور لرزا دینے والا جملہ ہے کہ چمار اتنا ذلیل نہیں جس قدر اللہ کے نزدیک انبیا و اولیاء ذلیل ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا کہ وہ اللہ کے نزدیک وجیہہ یعنی باعزت و باوقار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کہ وہ دنیا اور آخرت میں عزت و وقار والے ہیں۔

مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ○

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ فائز المرام ہیں۔ افسوس کہ دیوبندیوں کے شہید نے ان آیات اور بے شمار احادیث جو انبیاء اولیاء کی شان میں وارد ہیں سب کا انکار کر کے ان کی شان ذرہ ناچیز سے بھی کم کر دی اور ان کو چمار سے بھی ذلیل بنا دیا۔ معاذ اللہ۔

## بڑا بھائی

**۹**۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کو چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام و امام زادے و پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے (تقویۃ الایمان ص [illegible])

اس عبارت میں غور فرمائیے تو صاف مطلب یہ واضح ہے کہ انبیاء و اولیاء اور امام وغیرہ سب انسان ہی ہیں اور ہمارے بھائی [illegible] اللہ نے بڑائی یعنی فضیلت دی تو وہ بڑے بھائی ہو گئے اور ان کی [illegible] انبیاء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں [illegible] بڑے بھائی کی سی اور آپ کی تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی [illegible]

جب علماء [illegible] اس عبارت [illegible] اور گستاخ و بے ادب [illegible]

لیے کہا کہ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔" (المہند ص ۲۲)

اگر واقعی دیوبندیوں کا عقیدہ "المہند" کی عبارت کے مطابق ہے تو اس عقیدے کی رو سے ان کے شہید صاحب دائرہ ایمان سے خارج ہیں اور اب اگر دیوبندی ان کو دائرہ ایمان سے خارج نہ مانیں تو خود دائرہ ایمان سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔

## بھائی

۱۰۔ اگر کسی شخص نے نبی یا آدم ہونے کے سبب سے اپنا بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا؟ (براہین قاطعہ ص ۳)

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی [illegible] کی تصدیق مولوی رشید احمد گنگوہی نے کی ہے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنا بھائی کہے تو بالکل ٹھیک ہے یہ نص کے خلاف نہیں ہے۔

اس کے جواب میں ایک سنی عالم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحبان بوجہ اولاد آدم ہونے کے [illegible] بندروں، [illegible] اور [illegible] کے بھائی ہیں تو بالکل ٹھیک ہے نص کے خلاف نہیں تو کیا دیوبندی حضرات اس پر خوش ہوں گے اور اسکو تسلیم کر لیں گے؟ اور اس کو [illegible] حضرات کے [illegible] نہیں کہہ سکتے [illegible] کہ ایسے تو [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے دھڑک [illegible] جائیں اور خوش ہو کر [illegible] ان کے بزرگوں کے حق میں استعمال [illegible] ان لوگوں نے کہہ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ان کے مولویوں کے برابر بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا ہوتی ہو تو ان کو اچھی نہیں لگتی فوراً اٹھ کر چل دیں گے اور جہاں اُن کے مولویوں کی تعریف ہو رہی ہو وہاں بڑے خوش ہوں گے اور اٹھنے کا نام نہیں لیں گے۔ ہمارا اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند کردے تو اس کے عمر بھر کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلے کپڑوں کو اہانتاً میلے کہہ دے اسی وقت کافر ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ابداً احرام ہے۔ کیا بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ سے نکاح حرام ہے؟ کیا بڑے کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سے ساری عمر کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں؟ کیا بھائی کے کپڑوں کو اہانتاً میلا کہنے سے کافر ہو جاتا ہے؟ ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

## بے حواس ہو گئے

۱۱۔ سُبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلعم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی سی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے

(تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵)

توبہ توبہ۔ قارئین حضرات غور فرمائیں کہ اس عبارت میں کس قدر گرے ہوئے الفاظ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کئے ہیں حالانکہ آپ کی عظمت و شان وہ ہے کہ معراج کی رات عین ذاتِ خداوندی کے سامنے بھی بے حواس اور بیہوش نہ ہوئے بلکہ آنکھ بھی نہ جھپکی تو ایک جنگلی کے سامنے کس طرح بے حواس ہو سکتے ہیں ۔

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوہ صفات  تو عین ذات می نگری در تبسمی

۱۲۔اسی طرح ایک جگہ لکھا کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"
(تقویۃ الایمان ص۴۱)

کس قدر گستاخانہ عبارت ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں نہ بالذات اور نہ بالعطا اختیار کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلقاً اختیار کا انکار ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے "جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے" ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالم میں کسی کے لئے اختیار اور تصرف ماننا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۷)

اس کا جواب آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ خود انہیں سے اور انہیں کے گھرانے سے پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں "فقر و فاقہ کی یہ حالت اس پر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ مقدور رکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص۱۹۲)

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:
آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور فہیم ہوں گے تو انشاء اللہ ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دیں۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں" (ادلۂ کاملہ ص۹)

اور بانیٔ دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:
اور اسی وجہ سے اس (اللہ) کو مالکِ حقیقی سمجھنا چاہیے۔ دوسرے رتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیت سمجھیے کیونکہ اول تو رسول اللہ محققین کے نزدیک وسیلۂ تمام فیوض اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لئے ہیں۔ (آبِ حیات ۱۸۶)

۷۴

حضرت علی کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہوں کو بادشاہی اور امیروں کو امیری ان کے دخل یعنی فیض وکرم سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ پر لکھا۔

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرّف عالم مثال وشہادت می باشند وایں کبار اُولی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَار رامی رسد کہ تمامی کائنات رابسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

یعنی اس بلند منصب کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرّف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت وعلم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

بولو وہابیو، دیوبندیو! تمہارا امام اپنے ہی قول سے مشرک ہوا یا نہیں؟ کہ ان کا تصرف تام واختیار کامل مان رہا ہے اور یہ جملہ کہ ان کو حق ہے کہ وہ کہیں کہ فرش سے عرش تک ہماری حکومت ہے بلکہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ایک لفظ جان وہابیت ودیوبندیت پر سخت آفت ومصیبت ہے جنکی حکومت ہوتی ہے۔ ان کو اختیار حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۳۔ یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے اللہ ورسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہو گی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان ص۵۶)

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوہ صفات — تو عین ذات می نگری در تبسمی

۱۲۔ اسی طرح ایک جگہ لکھا کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان ص۴۱)

کس قدر گستاخانہ عبارت ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں نیز بالذات اور بالعطا اختیار کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلقًا اختیار کا انکار ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے "جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے" ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالم میں کسی کے لئے اختیار اور تصرف ماننا شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان ص۲۷)

اس کا جواب آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ خود انہیں سے اور انہیں کے گھرانے سے پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں "فقر وفاقہ کی یہ حالت اس پر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ مقدور رکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص۱۹۳)

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:

آپ اصل ہیں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور فہیم ہوں گے تو شاید تمام اس بات کو آشکارا بھی کر دیں۔ القصہ آپ اصل ہیں مالک ہیں۔" (ادلۂ کاملہ ص۹)

اور بانیٔ دار العلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

اور اس وجہ سے اس (اللہ) کو مالکِ حقیقی سمجھنا چاہیے۔ دوسرے رتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیت سمجھئے کیونکہ اوّل تو رسول اللہ محققین کے نزدیک وسیلہ تمام فیوض اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لئے ہیں۔ (آب حیات ۱۸۶)

اسی صفحہ پر ہے:

کیونکہ بحکم وساطت عروض وجود روحانی ارواح مومنین جب مملوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئیں تو ثمرات ان کے یعنی حرکات ارادیہ اپنے آپ مملوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گی۔

چند سطر کے بعد فرماتے ہیں۔

چونکہ اموال مملوک مثل اموال مالک کے مملوک ہوتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین و مومنات میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار معلوم ہوتا ہے۔

اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ (گلزار معرفت)

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی زیر آیت وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی دی تو "وہ جو چاہتے تھے تصرف کرتے تھے (ص۳۱۳) اور حضرت سکندر ذوالقرنین کے بارے میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی ذوالقرنین کو ان لوگوں پر ہم نے دونوں بات کی قدرت دی جیسا کہ ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت ملتی ہے چاہے خلق کو ستا کر بدنام ہو چاہے عدل و انصاف اور نیکی اختیار کرکے اپنا ذکر خیر جاری رکھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ کافر تھے ہم نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل کر دے یا پہلے اسلام کی طرف دعوت دے (ص۳۹۲) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو فرمایا یعنی کسی کو بخشش دو یا نہ دو تم مختار ہو (ص۵۹۱)

وہابیوں اور دیوبندیوں کے امام تو فرما رہے ہیں کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں اور جو یہ مانے کہ وہ عالم میں تصرف کر سکتے ہیں وہ مشرک ہے اور مقتدی کنبہ کہہ رہا ہے

کہ اللہ کے بعد آپ سارے عالم کے مالک ہیں اور تمام مومنین و مومنات کی روحوں کے اور روحوں کی حرکات ارادیہ کے بھی مالک ہیں اور مالک کو اپنے مملوک کی ہر چیز پر ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہوتا ہے اور پیر و مرشدِ دیوبندیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے امّت کا پورا جہاز ہی آپ کے اختیار میں دے دیا ہے، اب آپ چاہیں ڈبائیں یا تراتیں آپ مختار ہیں اور عثمانی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ دُنیا کے ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت اور اختیار ملتا ہے جو چاہے کرے چنانچہ حضرت یوسف حضرت ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہم السلام صاحبان قدرت و اختیار و تصرف تھے۔ چنانچہ آج بھی بادشاہوں اور حاکموں کو اپنی اپنی مملکت میں اختیار حاصل ہے جس طرح چاہیں تصرف کریں اور کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے گرو کے فرمان کے مطابق پچھلے سب مشرک ہوئے اور جوان کو مشرک نہ مانیں وہ بھی مشرک ہوئے۔

... اللہ ... شد۔ اگر یہ مقولہ صحیح ہے تو اس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے اسی امام الوہابیہ ... نے اپنی دوسری تصنیف صراطِ مستقیم کے صفحہ ... امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ... متعلق لکھا:

قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، غوثیت اور ابدالیت وغیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ مبارک سے لے کر دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطے سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔

قائین حضرات ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ ایک جگہ تو یہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور دوسری جگہ یہ کہ قطب۔ غوث۔ ابدال بنانا سب

حضرت علی کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہوں کو بادشاہی اور امیروں کو امیری ان کے دخل یعنی فیض وکرم سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ پر لکھا۔

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرّف عالم مثال وشہادت می باشند وایں کبار اُولی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَار رامی رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

یعنی اس بلند منصب کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرّف کرنے کا اختیارِ کامل رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت وعلم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

بولو وہابیو، دیوبندیو! تمہارا امام اپنے ہی قول سے مشرک ہوا یا نہیں ؟ کہ ان کا تصرف تام واختیار کامل مان رہا ہے اور یہ جملہ کہ ان کو حق ہے کہ وہ کہیں کہ فرش سے عرش تک ہماری حکومت ہے بلکہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ایک لفظ جان وہابیت ودیوبندیت پر سخت آفت ومصیبت ہے جنکی حکومت ہوتی ہے۔ ان کو اختیار حاصل ہوتا ہے یا نہیں ؟

۱۴۳۔ یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے اللہ ورسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہو گی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان ص۵۶)

اس عبارت کی تین خط کشیدہ باتوں پر مختصر تبصرہ ہدیۂ قارئین ہے۔

اول! جو اللہ کی شان ہے اس میں کسی کو نہ ملائے خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو اگر ملائے گا تو مشرک ہوگا اس سلسلے میں چند آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔

۱ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ‎ ۱۰/۱۶ ‎ غنی کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

۲ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ‎ ۱۰/۱۳ ‎ اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

۳ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ‎ ۲۲/۳ ‎ اور وہ (اللہ) مومنوں پر بڑا مہربان ہے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ‎ ۱۱/۵ ‎ (اور وہ رسول) مومنوں پر بڑا مشفق اور مہربان ہے۔

۴ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا ‎ ۶/۱۲ ‎ سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

۵ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ‎ ۲۸/۲ ‎ اور عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسول کیلئے اور مومنوں کے لئے ہے۔

۶ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ‎ ۹/۱۵ ‎ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی

۷ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ‎ ۱۰/۱۰ ‎ اور وہ حرام نہیں مانتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا۔

۸ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ‎ ۱۱/۱ ‎ عنقریب دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول تمہارے عملوں کو

۹ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ — جبکہ فیصلہ کردے اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا۔ ۲۲/۲

۱۰ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ — اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ ۲۶/۱۳

## تلک عشرۃ کاملہ

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں۔ سردست دس آیات قرآنی پیش خدمت ہیں۔ اب پوچھو نام اور یا یہ والد یا بنہ سے کہ غنی کرنا۔ (۲) اپنے فضل سے دینا۔ (۳) مومن پر رحیم ہونا (۴) امداد کا ہونا (۵) عزیز ہونا (۶) مطاع ہونا (۷) شارع ہونا (۸) لوگوں کے اعمال دیکھنا۔ (۹) فیصلہ کرنا (۱۰) اللہ پر تقدیم نہ کرنا۔ یہ اللہ کی شانیں ہیں یا نہیں؟ اور اللہ نے ان میں خود اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملایا ہے یا نہیں؟ تو اس کے مطابق تو قرآن پاک بھی شرک سے پاک نہ ہوا اور نہ قرآن پاک پر ایمان رکھنے والے شرک سے بچے۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوم: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ العیاذ باللہ۔ کس قدر گستاخانہ انداز ہے جس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ یہ نہ کہو جو چاہے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوّل تو یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ منقطع ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف۔ دوم حضور نے منع فرمایا شرک نہیں کہا اس نے شرکیات میں داخل کر دیا۔

سوم! اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اس حدیث کا اصل مطلب پیش کرنے سے پہلے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پیش کرتے ہیں فرمایا لا تقولوا ما شاء اللہ و شاء فلان و لکن

قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان (مشکوٰۃ شریف ص۴۰۸) نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلاں نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمال ادب کی تعلیم دے رہے ہیں کہ ماشاء اللہ وشاء فلان واؤ جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثم شاء فلان کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی مقدم ہے اور مشیت عبد تابع ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کس قدر ظلم اور جہالت ہے۔ اب دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہے یا نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائشۃ لو شئت لسارت معی جبال الذھب اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۱) فرمایا انی رایت الجنۃ فتناولت منھا عنقودا ولو اخذتہ لاکلتم منہ ما بقیت الدنیا۔ بیشک میں نے جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ (گچھا) پکڑا اگر میں وہ خوشہ لے لیتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے (مشکوٰۃ شریف ص۱۳۹) یعنی اگر چاہتا تو توڑ لیتا اس کا اختیار تھا مگر نہیں توڑا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ما اری ربک الا یسارع فی ھواک یا رسول اللہ! میں تو یہی دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے (بخاری) یعنی آپ جو چاہتے ہیں اللہ بہت جلدی آپ کی چاہت کے مطابق کر دیتا ہے۔ دوسری جگہ سے دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ جب بیت المقدس تھا آپ کی خواہش تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ ابراہیمی ہو جائے چنانچہ حضور بار بار وحی الٰہی کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے تو ارشاد باری ہوا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں پسند کرتے ہیں چنانچہ اسی وقت

آپ کی پسند اور چاہت کے مطابق اللہ تعالےٰ نے کردیا۔ فرمایا فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام تو ابھی پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ سبحان اللہ کیا شانِ محبوبیت ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ آپ نے درختوں کو بلایا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ڈوبا ہوا سورج واپس آیا ؎

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم تیری انگلی اُٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

ہزاروں معجزات ظہور میں آئے اور جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہی ہو گیا۔ حکم بن عاص آپ کی مجلس میں آتا۔ آپ کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کا سانگ لگایا کرتا۔ ایک دن آپ نے اس کو فرما دیا۔ كُنْ كَذَالِكَ ایسا ہی ہو جا بس آپ کی زبان سے کلمہ کن نکلنا تھا کہ وہ ویسا ہی ہو گیا اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔ ایک شخص وحی لکھتا تھا وُہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرما دیا ان الارض لاتقبلہ بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔ جب وہ مر گیا تو اس کو دفن کیا گیا مگر زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی مرتبہ اس کو دفن کیا مگر جب بھی دفن کر کے واپس ہوتے تو قبر باہر پھینک دیتی۔ زمین نے قبول نہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ وُہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا اگل سڑ گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا لا ولو قلت نعم لوجبت نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔ بیشمار دلائل ہیں مگر لا یستوی الاعمیٰ والبصیر۔

سوم۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ معاذ اللہ۔ ذرا اس جملہ کو دیکھئے۔ رسول کو کیا خبر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا سینہ بغض و عداوتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا ہے۔ عقیدت و محبت اور ادب و احترام سے یکسر خالی ہے بے ادب بے نصیب۔ اس سلسلے میں اسی بے ادب کے گھرانے کی چند عبارات پر

اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ اس پر پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ تھانوی صاحب کی عبارات گزر چکی ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے اور تھانوی صاحب کے امام دہلوی صاحب کہتے ہیں۔ رسول کو کیا خبر یعنی تھانوی صاحب تو ایرہ غیرہ اور ہر نابالغ بچے اور ہر پاگل اور تمام چوپایوں اور حیوانوں کے لئے بھی بعض علوم غیبیہ مان رہے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ رسول کو کیا خبر۔ اب ان کے ماننے والے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے (شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۵ امداد المشتاق صفحہ ۷۶)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وُہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں (تحذیر الناس صفحہ ۴)

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں:

یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ (حاشیہ قرآن کریم زیر آیت وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ)

لیجئے فیصلہ کیجئے۔ گرُو جی تو یہ فرما رہے ہیں رسول کو کیا خبر۔ اور گرو جی کے ماننے والے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم اوّلین و آخرین کے جامع اور ہر قسم کے

غیوب کی خبر دینے والے ہیں ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے غیوب جمع غیب کی ہے اور اس پر الفاظ ہر قسم کے اور آگے ماضی و مستقبل سے متعلق ہوں تو حاصل یہ ہوا کہ ماکان ومایکون کے ہر قسم کے غیبوں کی نسبت تقویۃ تو اگر رسول کو کوئی خبر ہی نہیں تو پھر وہ ہر قسم کے غیوب کی خبر کیسے دے سکتے ہیں جن کو خود خبر نہ ہو وہ دوسرے کو کیا خبر دے گا۔ مولوی محمد اسماعیل کو ماننے والو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کو عین اسلام اور ایمان جاننے والو اب بتاؤ

اگر تقویۃ الایمان عین اسلام اور ایمان ہے، تو پھر اس کے خلاف علمائے دیوبند اور ان کے پیر و مرشد کی عبارات ضرور کفر ہوں گی اور اگر ان کی عبارات اسلام اور ایمان کے مطابق ہیں تو پھر تقویۃ الایمان کی عبارات کفر ہوں گی۔ فیصلہ تم پر ہے۔

۱۴۔ یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے۔ چونکہ اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولانِ الٰہی کو پکارتے ہیں یعنی یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث وغیرہ کہتے ہیں تو اس عبارت میں ان کو تو عاجز اور ناکارے اور اللہ تعالیٰ کو بڑا شخص کہا ہے معاذ اللہ۔ اور پکارنا بے انصافی قرار دیا ہے۔

انبیاء و اولیاء کو عاجز اور ناکارہ کہنا کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بڑا شخص کہنا سب لوگ جانتے ہیں کہ لفظ شخص کا استعمال عام طور پر انسان اور آدمی کے لئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی شخص نہیں کہتا تو اس بے ادب نے اللہ تعالیٰ کو بھی بڑا آدمی بنا دیا یہ سب انبیاء و اولیاء کی بے ادبی کا ہی نتیجہ ہوتا ہے جو ان کی عظمت و شان نہیں جانتا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و شان کو کیا جان سکے گا۔

اس سلسلے میں بھی گروجی کے ماننے والوں کا پکارنا پیش کیا جاتا ہے تاکہ گروجی کے فرمان کے مطابق اُن کے ماننے والے بے انصاف یعنی ظالم قرار پائیں۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا پکارنا:

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ مجھ پہ کیسا پکار
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بےکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی صـ۶)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی پکار:

یاشفیع العباد خُذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے۔ آپ مشکلات میں میری آخری اُمیدگاہ ہیں۔

لیس لی ملجاء سواک اغث مسنی الضر سیدی وسندی

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں۔ اے میرے آقا میری فریاد سنئے۔ میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ (نشر الطیب)

حاجی امداد اللہ صاحب کی فریاد:

یا محمد مصطفٰے فریاد ہے اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالۂ امداد غریب صـ۲۲)

۱۵- یہی پکارنا[1] اور منتیں[2] ماننی اور نذر نیاز[3] کرنی اور ان کو اپنا وکیل[4] اور سفارشی[5] سمجھنا یہی ان مشرکین عرب کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷) استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

قارئین حضرات! اس عبارت کو دیکھئے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین عرب کا کفر و شرک پانچ باتیں تھیں وہ اپنے بتوں کو پکارتے تھے انکی منتیں مانتے تھے۔ اُن کی نذر و نیاز کرتے تھے ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتے تھے۔ سو جو کوئی یہ معاملہ انبیا و اولیا سے کرے گو کہ اُن کو اللہ کے برابر نہ جانے معبود نہ مانے بلکہ اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہے گو یا وہ دوسرا ابو جہل ہے۔ ظالم نے انتہا کر دی ظلم و ستم کی۔ عرب کے مشرکین اپنے بتوں کو معبود مانتے تھے اور معبود مان کر یہ سب کچھ اُن کے لئے کرتے تھے اور کسی کو معبود سمجھ کر اس کو پکارنا اس کی نذر و نیاز وغیرہ کرنا بلاشبہ شرک ہے مگر حاشا و کلا کوئی مسلمان انبیاء و اولیاء کو معبود نہیں مانتا اور معبود سمجھ کر اُن کو نہیں پکارتا اور ان کی نذر و نیاز نہیں کرتا پھر اس بنیادی فرق کو جس پر ایمان و کفر کا مدار ہے۔ نظر انداز کر کے مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ ملا دینا اور انبیا و اولیاء کو بتوں کے ساتھ ملا دینا کتنا بڑا ظلم ہے اور فرمان باری تعالیٰ ہے وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اور ظالموں کے واسطے درد ناک عذاب تیار ہے۔

علاوہ ازیں کجا پتھروں کی مورتیاں اور کجا انبیا و اولیا۔ پتھر کی مورتیوں کو اللہ تعالیٰ نے کوئی قدرت کوئی طاقت کوئی اختیار نہیں دیا۔ ان کو ہمارا وکیل اور سفارشی نہیں بنایا مگر انبیا و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بڑی قدرتیں۔ بڑی طاقتیں اور اختیارات عطا فرمائے ہیں اور ان کو ہمارا وسیلہ وکیل اور سفارشی بنایا ہے۔

اب ان پانچوں کے متعلق بھی گروجی کے ماننے والوں کے ہی حوالے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ان کے ماننے والے خود انہی کے قول کے مطابق ابو جہل جیسے مشرک ہیں۔ پہلی بات پکارنا۔ اس سلسلے میں نانوتوی صاحب۔ تھانوی صاحب حضرت حاجی صاحب کا پکارنا گزر چکا ہے گروجی کے قول کے مطابق یہ تینوں حضرات تو ابو جہل کے برابر مشرک قرار پا چکے ہیں لیکن ایک ضرب اور باقی ہے جو بہت زیادہ

سخت ہے وہ بھی لگا ہی دوں۔ جناب گروجی کے جدامجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی گروجی کے فتوے سے نہیں بچے، ملاحظہ ہو۔

وصلے علیك اللّٰه ویاخیر خلقه

ویاخیر مامول ویاخیر واهب

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو۔ اے بہترین امیدگاہ اور بہترین عطا فرمانے والے:

ویاخیر من یرجی لکشف رزیته

ومن جوده فاق جود السحائب

اور اے وہ بہترین جن سے سختی و مصیبت کے دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے

اور اے وہ کہ جن کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وانت مجیر من هجوم ملمة

اذا انشبت فی القلوب شر المخالب

اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جبکہ بدترین مصیبتیں آپڑیں

(انفاس العارفین ص ۲۲)

منتیں[۲] ماننا اور نذر[۳] و نیاز کرنی۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ حضرت مخدوم اللہ دیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسنہ میں تشریف لے گئے۔ رات کا ایک حصہ گزر گیا تو آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر رک گئے اور باقی سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے ساتھی رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اس وقت ایک

عورت سر پر طبق رکھے ہوئے جس میں چاول اور مٹھائی تھی، آئی

وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعتے ایں طعام پختہ بہ نشیندگانِ درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم۔ دریں وقت آمد نذر را ایفا کردم و آرزو کردم کہ کسے آں جا باشد تناول کند (انفاس العارفین ص۴۵)

اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر واپس آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیہ کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی۔ میرا شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے یہ منت پوری کی ہے۔ میری تمنّا تھی کہ کوئی وہاں موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے (چنانچہ ان سب نے کھایا)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصدِ ایصال ثواب بروح ایشاں پزند و بخورانند مضائقہ نیست جائز است واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیا را ہم خوردن جائز است۔

دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں حرج نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

(زبدۃ النصائح ص۱۳۲)

ا۔ جناب گرو جی کے چچا بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت امیر و ذریت طاہرہ او تمام امت بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود

حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ، درود، صدقات اور نذر و نیاز

وصدقت ونذر بنام ایشان رائج    ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں چنانچہ تمام
ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء    اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔
اللہ ہمیں معاملہ است۔    (تحفہ اثنا عشریہ ص۳۹۶)

یہی حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت    وہ کھانا جو حضرت امام حسن وحسین کی نیاز کے
امامین نمایند برآں فاتحہ وقل ودرود    لئے پکایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور
خواندن تبرک می شود خوردن او بسیار    درود شریف پڑھا جاتے وہ تبرک ہو جاتا ہے اس
خوب است (فتاوی عزیزیہ ص۷۵)    اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

کہ بعض یاران طریقت حضرت ایشان نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس کی تعمیر کی اور حضرت ایشان (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کے نذر کیا (امداد المشتاق ص۲۳)

مولوی صادق الیقین فرماتے ہیں جب مثنوی شریف ختم ہوگئی (حاجی امداد اللہ صاحب) نے حکم شربت بنانے کا دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز وبندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟ (امداد المشتاق ص۹۲)

یہی حاجی امداد اللہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

طریق نذر ونیاز قدیم زمانے سے جاری ہے، اس زمانے کے لوگ انکار کرتے ہیں۔    (امداد المشتاق ص۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

بزرگوں کو [illegible] اور دور [illegible] ہے اور جو [illegible]

نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب اُن کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درُست ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص۱۵۱)

دروغ گو را حافظہ نباشد کی دوسری مثال خود گرو جی اپنے ہی قول سے مثل ابوجہل ہو گئے۔ ملاحظہ فرمائیے گرو جی کے ارشادات:

اوّل طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید و بہ نیاز تمام و زاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراطِ مستقیم ص۱۱۱)

پہلے طالب کو چاہیے کہ باوضو دو زانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ و واسطہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرّع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دُعا کرکے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

پس در خوبی اینقدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص۵۵)

پس امور مروجہ میں سے اس قدر امر یعنی اموات کے لئے فواتح اور عُرسوں اور نذر و نیاز کرنے کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔

تقویۃ الایمان میں تو لکھا کہ منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی یہی ان مشرکین عرب کا کفر و شرک تھا اور یہاں اپنے چھوٹوں بڑوں کے ساتھ خود بھی یہ لکھا کہ اکابر بزرگوں کے نام کی فاتحہ پڑھے۔ اور ان بزرگوں کے وسیلہ و ساطت سے درگاہِ الٰہی میں التجا کرے اور نذر و نیازِ اموات کی خوبی میں شک و شبہ بھی نہ کرے۔

وکیل اور سفارشی سمجھنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقربانِ الٰہی بلاشبہ مومنوں کے وکیل اور سفارشی ہیں اس پر بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو شفاعتِ کبریٰ کے مالک ہیں اور الحمدللہ مومن ان کو اپنا وکیل اور شفیع سمجھتے ہیں لیکن یہ بھی حق ہے کہ وہ کافروں مشرکوں اور ظالموں کے وکیل اور سفارشی نہیں ہیں اور نہ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (۷/۱۹)

اور آپ ان (مشرکوں) پر وکیل نہیں ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا (۱۵/۶)

اور ہم نے آپ کو اُن (نہ ماننے والوں) پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿ (۱۹/۲)

کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا آپ ہوں گے اس پر وکیل۔

ان تین آیات سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں منکروں اور خواہش پرستوں کے وکیل نہیں ہیں آپ مومنوں و مسلمانوں کے وکیل ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوں گے۔

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ [illegible]

اور ظالموں کا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ [illegible]

تو انہیں کام نہ دے گی سفارشیوں کی سفارش [illegible]

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ ظالموں کافروں کا کوئی [illegible] سفارشی نہیں ہاں مومنوں کے دوست مددگار اور سفارشی ہوتے ہیں اور [illegible]

دوسری آیت سے ثابت ہوا کہ سفارشی [illegible] اولیا [illegible]

اور ملائکہ وغیرہ جو باذن اللہ شافع ہیں اُن کی سفارشیں کافروں کو نفع نہ دیں گی۔ ہاں مومنوں کو نفع دیں گی۔ اسی لئے مومن اُن کے سفارشی ہونے پر ایمان ویقین رکھتے ہیں اور ہمیں نے تو تقویۃ الایمان کے ماننے والوں پر یہ ثابت کرنا ہے کہ اس کے اقوال کی رو سے نہ تم بچتے ہو نہ تمہارے علماء اور نہ خود تقویۃ الایمان والا۔ بلکہ سب کے سب مثل ابوجہل مشرک قرار پاتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:

سب سے پہلے خود تقویۃ الایمان والے کی سنیے۔ رقم طراز ہیں:

ونیز سالک ایں سلوک را باید کہ در ادائے حقوق انبیاء و اولیا بلکہ سائر مومنین و تعظیم ایشاں کوشش بلیغ کند کہ ہمہ ایشاں ساعی و شافع رے شوند و سعی و شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر است (صراط مستقیم ص۱۳۱)

نیز اس سلوک کے سالک کو چاہیے کہ انبیا اور اولیا بلکہ تمام مومنین کے حقوق اور تعظیم کے ادا کرنے میں انتہائی کوشش کرے کہ وہ سب اس کے واسطے کوشش اور شفاعت کرنے والے ہیں اور انبیا و اولیا کی کوشش اور شفاعت تو نہایت ظاہر ہے۔

دوسرے مقام پر اہل اللہ صاحبانِ مقامِ وصل کے تین طبقے کرکے پہلے طبقے کے متعلق لکھا کہ وہ راضی برضا ہیں۔ دوسرے طبقے کے متعلق لکھتے ہیں:

و قسمے دیگر در عرض حاجات و استحلال مشکلات و طلب مرغوبات و استدفاع مکروہات وسعی در شفاعات بنا بر آنکہ ہم علامت عبودیت و اظہار حاجت کہ شعار بندگی است و بنا بر رحمت بر اہل اضطراب و الحاجمندان چالاک و سرگرم می باشند۔ (صراط مستقیم ص۱۴۲)

اور دوسرا طبقہ عرض حاجات و حل مشکلات و طلب مرغوبات و دفع مکروہات اور شفاعات میں سعی و کوشش کرنے میں بنا بر اسکہ کام علامت عبودیت و اظہار حاجت کے جو بندہ ہونے کا شعار ہے اور اہل اضطراب اور حاجت مندوں پر رحمت و شفقت کرنے کے لئے چست و چالاک اور سرگرم ہوتا ہے۔

[illegible]

عطا کی گئی ہے جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لئے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے (نشر الطیب ص۲۱۱) تیسری جگہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور سب (شفاعت کرنے والوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے اوّل میری شفاعت قبول کی جاوے گی۔ (نشر الطیب ص۲۱۱) یعنی اور بھی شفاعت کرنے والے ہوں گے مگر میں اوّل شفیع ہوں گا۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندیوں کے مربیٔ خلائق فرماتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے لیٹے تصوّر کرے اور کہے السلام علیک یارسول اللہ الخ اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کرے اور شفاعت چاہے کہے یا رسول اللہ اسئالك الشفاعة واتوسل بك الی اللہ یارسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں۔ پھر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجے اور اس میں یہ کہے جئنا کُما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویدعولنا ربنا کہ ہم آپ دونوں کے پاس حاضر ہوئے اور آپ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ بناتے ہیں تاکہ حضور ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارے لئے ہمارے رب سے دُعا کریں (زبدۃ المناسک ص۱۴۷) دیوبندیوں کے قاسم العلوم و الخیرات مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں ؎

کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو ۔۔۔ تو قاسمی بھی طریقہ ہو صوفیوں میں شمار

گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ کئے میں نے ۔۔۔ تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار

یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں ۔۔۔ کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبار

(قصائد قاسمی ص۶)

تبلیغی جماعت کے ہیڈ مولوی محمد ذکریا صاحب فرماتے ہیں:

زائرین کو چاہیے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑیں اور حضور سے شفاعت چاہیں کہ حضور کی ذاتِ اقدس ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔ (فضائل حج ص۱۵۶)

لیجیے تقویۃ الایمان والے کے ساتھ ان حضرات کو بھی شامل کر لیجیے اور سب کو مِس ابوجہل مشرک سمجھیے۔

وہابیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض غیروں پہ اپنی خبر نہیں

۱۶۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنَ (قرآن ۱۷/۲)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بے شک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔

ف۔ یعنی جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۴)

قارئین حضرات۔ آپ نے آیت قرآنی اور اس کا ترجمہ اور ترجمہ سے حاصل شدہ فائدہ جو تقویۃ الایمان کے مصنف نے لکھا ہے ملاحظہ فرمایا۔ ترجمہ کی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھیے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے۔ یہ ترجمہ کیا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا کا جو بالکل غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے۔ اس کے بعد فائدہ کی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ دیکھیے کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ نہ رسول کو مانے نہ ان کے معجزات کو۔ نہ اولیا کو مانے نہ ان کی کرامات کو نہ اللہ کی کتابوں کو نہ فرشتوں کو نہ قیامت کو نہ جنت و دوزخ کو نہ تقدیر وغیرہ کو کیونکہ یہ سب اللہ کے سوا ہیں

اور سارے رسول اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے لہذا اگر مانے گا تو حکم الٰہی کے بھی خلاف ہوگا اور سارے رسولوں کے بھی خلاف ہوگا اور جو اللہ اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرے وہ مومن نہیں۔

لطیفہ۔ جب سارے رسول اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے تو یہ تقویۃ الایمان والا بھی تو اللہ کے سوا ہے لہذا جو اس کو مانے گا اور اس کی باتوں کو حق سمجھے گا وہ بھی حکم الٰہی اور سارے رسولوں کا مخالف ہوگا۔

پوری کتاب تقویۃ الایمان کفر و شرک سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے مکمل اور مدلل رد میں لاجواب کتاب "اطیب البیان رد تقویۃ الایمان" مصنفہ صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۔ تقویۃ الایمان کے مصنف کی ایک اور سنئیے۔ اس نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں فصل قائم کی "فصل سوم در ذکر مخلات عبادت" یعنی تیسری فصل عبادت میں خلل انداز چیزوں کے بیان میں، اس فصل کے تحت خلل انداز چیزوں کا اجمالی و تفصیلی بیان کیا ہے اس میں لکھا ہے:

بمقتضائے "ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ مقصود می شود بشرک می کشد۔

(صراط مستقیم ص۹۶)

یعنی بعض ظلمتیں بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضا کے مطابق زنا کے وسوسے سے

اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے اس لئے کہ ان کا خیال تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور انسان کے دل سے چپٹ جاتا ہے۔ بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے کہ نہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور یہ تعظیم و اجلال غیر کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ اس ناپاک عبارت میں غور کیجیے! کہ زنا کے وسوسہ سے بیوی کے ساتھ صحبت کرنے کا خیال تو بہتر ہے لیکن بزرگان دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ اور خیال کرنا بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ اس میں بزرگان دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سخت توہین ہے۔ العیاذ باللہ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اس لئے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے اور نماز میں غیر کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔ چنانچہ عبارت کے یہ الفاظ پیش نظر رہیں کہ خیال آں با تعظیم و اجلال دیکھئے ان الفاظ میں خیال آں ہے کہ ان کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ آتا ہے اور بیل گدھے کے خیال میں تعظیم نہیں ہوتی بلکہ تحقیر ہوتی ہے اس لئے وہ اتنا برا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے ماننے والوں کی نماز کیسے ہوگی۔ اِس لئے کہ نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے اور اگر قرآن شریف کی ایسی آیات یا صورت پڑھیں گے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف یا اسمِ مبارک کا ذکر ہوگا تو خیال ضرور آئے گا خاص کر التحیات میں تو آپ پر سلام بھیجا جاتا ہے اور آپ کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے اور پھر آپ پر اور آپ کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس وقت تو آپ کا خیال ضرور آتا ہے

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو سلام کہا جائے۔ آپ کی رسالت کی گواہی دی جائے آپ پر درود شریف پڑھا جائے اور آپ کا خیال دل میں نہ آئے؟ اب خیال کی دو ہی صورتیں ہیں تعظیم کے ساتھ آئے گا یا تحقیر کے ساتھ؟ اگر تعظیم کے ساتھ آیا تو شرک کی طرف کھنچ گیا پھر نماز کہاں ہوئی اور اگر حقارت کے ساتھ آیا تو کفر ہوا پھر کسی نماز کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر یقیناً کفر ہے۔ اب اس کفر و شرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھے مگر مصیبت یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں التحیات پڑھنا واجب ہے اور واجب کے قصداً ترک پر نماز پوری نہیں ہوتی۔ اب بتائیے کہ ان لوگوں کی نماز کیسے ہوگی؟ یعنی التحیات پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی نہ پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی۔ جب ان کی اپنی ہی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے کب ہوگی؟

خلاصہ یہ ہوا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے اس قول کی بنا پر نماز تو کسی دیوبندی وہابی کی ہوگی ہی نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں شاید کفر و شرک سے بچ جائیں نماز ہو یا نہ ہو۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا یہ وبال ہے کہ نماز ہی سے محروم ہو گئے۔

۱۸۔ اللہ تبارک وتعالٰے نے اپنے حبیب مکرم شفیع معظم، نور مجسم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین فرمایا اور اس کے معنی معین ہیں اور وہ ہیں آخر الانبیاء اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام۔ تابعین تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین ائمہ لغت و حدیث و تفسیر اور ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے اپنی تصنیف ختم نبوت کامل کے صفحہ ۵۷ پر لغات عربیہ کے حوالے پیش کرنے کے بعد فرمایا:

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے چند اقوال ائمہ لغت اور لطور مشتے نمونہ

از خود ایسے پیش کیے گئے ہیں جن سے انشاء اللہ تعالےٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہو گا کہ از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔ اس کے بعد احادیث مبارکہ پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں (صفہ ۹۰)۔

اس کے بعد صحابہ اور تابعین اور ائمہ امت کے تفسیری اقوال پیش کرنے کے بعد حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پیش کرتے ہیں (ترجمہ جو خود انہوں نے کیا ہے وہی لکھا جاتا ہے)

خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس و ہذیان ہے اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے (ختم نبوت کامل ص۱۰۸)

قارئین حضرات! ایک دیوبندی مفتی اور معتبر عالم کے حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین، ائمہ لغت اور آئمہ حدیث و تفسیر وغیرہ اور ساری امت کے نزدیک بغیر کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین کے معنی صرف اور صرف آخری نبی ہیں اور جو کوئی بھی کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کرے اس کا کلام

بکواس ہے اور وہ بلاشبہ کافر ہے۔

اب اس کے بعد انصاف کے ساتھ شخصیت پرستی اور طرفداری سے بالاتر ہو کر مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب بانیٔ مدرسۂ دیوبند کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب گذارش یہ ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے (تحذیر الناس ص۳)

آپ سطور بالا میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین ائمہ محدثین و مفسرین اور ساری امّت کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں اور دیوبند کے بانی اس معنی کو عوام کا خیال بتا رہے ہیں اور یہاں عوام سے مراد ہیں جاہل نادان نافہم کیونکہ اُن کے مقابلے میں اہل فہم کا ذکر ہے۔ اب انصاف سے کہئیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، ائمہ حدیث و تفسیر وغیرہ سب کے سب عوام اور نافہم ٹھہرے یا نہیں؟ ضرور ٹھہرے۔ اس کے بعد جو کہا مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ یعنی اہل فہم اور دانش مندوں پر روشن ہے کہ پہلے یا بعد میں آنے میں ذاتی کچھ فضیلت نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارے نبیوں کے آخر میں تشریف لانا بالذات کچھ فضیلت نہیں رکھتا اسی لئے اسکے بعد کہا پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا خاتم النبیین فرمانا یہ مقام مدح میں معنی آخری نبی صحیح نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا حضو

کی ذاتی فضیلت اور مقامِ مدح ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی فضیلت اور مدح قرار دیا۔ ملاحظہ ہو فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مسلم شریف ص ۱۹۹)

مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے کلماتِ جامعہ عطا فرمائے گئے۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔ میرے لئے ساری زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور پاکی کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر تمام انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔

دیکھئے اس ارشادِ گرامی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کو صراحۃً اپنی فضیلت قرار دیا۔ ایک ارشادِ گرامی میں ہے:

ان مثلی ومثل الانبیاء من قبل کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھٰذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ (بخاری ومسلم)

بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی مکان بنایا ہو اور اس کو بہت آراستہ وپیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ تو لوگ اس کے گرد چکر لگاتے اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ (تاکہ تعمیر مکمل ہو جاتی) فرمایا پس وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

دیکھیے اس ارشاد میں بھی فرمایا کہ نبوت کے حسین وجمیل محل کی تکمیل میرے ساتھ

ہوئی کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں لہذا حضور ذاتِ پاک خاتم نبوت ہو کر قصر نبوت کی تکمیل کا باعث ہو بلاشبہ یہ تکمیل اور خاتم ہونا اس ذاتِ پاک کی مدح ہے ایک ارشاد گرامی یوں ہُوا:

| | |
|---|---|
| انا قائد المرسلین | میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر |
| ولا فخر وانا خاتم النبیین | نہیں اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں |
| ولا فخر وانا اول شافع | اور کوئی فخر نہیں اور پہلا شفاعت کرنے والا |
| ومشفع ولا فخر (مشکوٰۃ) | اور مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ |

یعنی قائد المرسلین۔ خاتم النبیین اور اول شافع و مشفع ہونا ہے تو بہت بڑی فضیلت فخر اور مدح کا مقام لیکن میں اس پر کوئی فخر و غرور نہیں کرتا اس لئے کہ فخر و غرور کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ محبوب نہیں رکھتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ لہٰذا میرا یہ کہنا کہ میں رسولوں کا قائد۔ نبیوں کا خاتم اور اوّل شافع و مشفع ہوں یہ فخریہ طور پر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہے۔ کیونکہ میرے رب کا فرمان ہے واما بنعمت ربك فحدث ثابت ہوا کہ جس طرح آپ کے لئے رسولوں کا قائد ہونا اول شافع و مشفع ہونا مقام فضیلت و مدح ہے اسی طرح خاتم النبیین ہونا بھی مقام فضیلت و مدح ہے لیکن دیوبند کے مدرسہ کے بانی کہتے ہیں کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت ہی نہیں اور مقام مدح میں خاتم النبیین فرمانا صحیح ہی نہیں ہے۔ آگے دیکھئے لکھتے ہیں بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے (تحذیر الناس ص۱۳)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحذیر الناس ص۲۵)

ان عبارتوں کو دیکھیئے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو (نازل ہونہیں کہا بلکہ پیدا ہو کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے پیدا نہیں ہوں گے) تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا جب حضور کے زمانہ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا خاتمیت محمدی کے منافی نہ ہوا تو حضور آخری نبی کہاں رہے۔ نیز خاتمیت ذاتی لازم ہے خاتمیت زمانی کو۔ تو جب بعد زمانہ نبوی نیا نبی تجویز کیا تو لازم باطل ہوا تو ملزوم کہاں رہا۔ کیونکہ بطلان لازم دلیل ہے بطلان ملزوم کی۔ تو اب نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ زمانی۔ سب کا خاتمہ ہو گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبارت میں لفظ ہے اگر بالفرض تو لفظ بالفرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے کسی طرح ممکن نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بالفرض پر تو ہمارا اعتراض ہی نہیں۔ ہمارا اعتراض تو اس پر ہے کہ حضور کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور آخری نبی نہیں رہیں گے۔ جیسے کوئی کہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالےٰ کے بعد بھی کوئی اور خدا ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کی توحید میں کچھ فرق نہیں آئے گا، تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں اور ہر عقل مند کہے گا کہ ضرور فرق آئے گا۔ اس لئے کہ دوسرا خدا ہونے سے خدا تعالیٰ کا ایک ہونا ختم ہو جائے گا۔ یا کوئی کہے اگر بالفرض کوئی مسلمان اللہ تعالےٰ کے الٰہ یعنی معبود ہونے کے بعد بھی کسی اور کو الٰہ (معبود) مانے تو اس کے عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ تو بتائیے آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اُس کا عقیدۂ توحید ختم ہو جائے گا اور وہ مشرک قرار پائے گا۔ یا کوئی کہے کہ اگر بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں تو اس کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ اگر

بالفرض کوئی مسلمان زنا کرے تو اس کی پاک دامنی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو بتائیے آئیگا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ اسی طرح اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں بھی ضرور فرق آئے گا تو ہمارا اعتراض اس پر ہے کہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو جو لوگ بالفرض کا سہارا لے کر نانوتوی صاحب کی ان عبارات کو صحیح اور بے غبار ثابت کرنا چاہتے ہیں ان سے صرف اتنی گذارش ہے کہ ذیل کی ان چار عبارتوں پر دُہ اپنے موجودہ اکابر علماء سے دستخط کرا دیں کہ یہ عبارات بالکل صحیح ہیں اور واقعی کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ان کے ساتھ بھی لفظ بالفرض ہے۔ انشاءاللہ حق واضح ہو جائے گا۔

۱۔ اگر بالفرض اللہ تعالٰی کے بعد بھی کوئی اور خدا ہو جائے تو اللہ تعالٰی کی توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۲۔ اگر بالفرض کوئی مسلمان اللہ تعالٰی کے الٰہ ہونے کے بعد بھی کسی اور کو الٰہ مانے تو اس کے عقیدۂ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۳۔ اگر بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں تو اس کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۴۔ اگر بالفرض کوئی مسلمان زنا کرے تو اس کی پاک دامنی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

بات اصل میں یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات نے میدان تو ہموار کیا تھا اپنے لئے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں مگر دعویٰ کر دیا مرزا قادیانی نے یہی وجہ ہے کہ قادیانی جب بھی کوئی پمفلٹ وغیرہ شائع کیا کرتے تھے تو اپنی تائید میں وہ ان حضرات کے حوالے پیش کرتے اور ان کی وجہ سے قادنیوں کو بڑی ترقی ہوئی۔ چنانچہ مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی کو رسالہ لکھنا پڑا "حضرت مولانا محمد قاسم صاحب پر مرزائیوں کا بہتان وافتراء" جس کو جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا

اب جو یہ حضرات قادیانیوں کے پیچھے زیادہ پڑے رہتے ہیں تو اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ میدان تو ہموار کیا تھا انھوں نے اپنے لئے اور کود پڑا مرزا قادیانی تو یہ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو کیوں کودا اور تو نے ہمارا حق کیوں چھینا۔ دوسری یہ کہ لوگ یہ نہ جان لیں کہ ختم نبوت کی مخالفت کی ابتدا ہم سے ہوئی بلکہ ہم ہر وقت ختم نبوت کا نعرہ بلند کرتے رہیں تاکہ پردہ پڑ جائے اور لوگوں پر یہ تاثر قائم ہو جائے کہ اگر ہم ختم نبوّت کے مخالف ہوتے تو ہم اس سلسلے میں اتنی محنت۔ کوشش اور تبلیغ و اشاعت وغیرہ کیوں کرتے ہ بلاشبہ سیّدی وسندی واستاذی غزالیٔ دوراں علامۂ زماں استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی نے بالکل حق فرمایا کہ

عرب وعجم کے علماء اہل سنت نے جو علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر تکفیر فرمائی اگر آپ سچ پوچھیں تو مفتیان دیوبند کے نزدیک بھی وہ تکفیر حق ہے اور علماء دیوبند اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان عبارات میں کفر صریح موجود ہے لیکن محض اس لئے کہ وُہ ان کے اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں کی عبارات ہیں تکفیر نہیں کرتے اور اگر مفتیان دیوبند سے انہی کے پیشواؤں کی کسی ایسی عبارت کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا جائے جس کے متعلق انھیں یہ علم نہ ہو کہ یہ ہمارے بڑوں کی عبارت ہے تو وہ اس عبارت کے لکھنے والے پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرما دیتے ہیں پھر جب انہیں بتایا جائے کہ جس عبارت پر آپ نے کفر کا فتویٰ دیا یہ آپ کے فلاں دیوبندی مقتدا۔ کا قول ہے تو پھر بجز ذلت آمیز سکوت کے کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں بر سر دست ہم ایک تازہ مثال ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک دیوبندی العقیدہ مولوی صاحب نے جو مودودیت کا شکار ہو چکے ہیں مودودی صاحب کو دیوبندیوں کے عائد کردہ الزامات توہین سے بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی ایک عبارت ان کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دیوبند بھیجی اور اس پر فتویٰ طلب کیا مگر یہ نہ بتایا کہ یہ عبارت کس کی ہے تو دیوبند کے مفتی صاحب نے

اس عبارت پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا۔

ملاحظہ فرمائیے :۔ اشتہار بعنوان " دار العلوم دیوبند کے مفتی کا مولانا محمد قاسم نانوتوی کو فتویٰ کفر" یہ فتویٰ دیوبندیوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح پھنس کر رہ گیا مولوی محمد قاسم صاحب بانیٔ دار العلوم دیوبند کی عبارت (جس کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا گیا) یہ ہے:

۱۹۔ دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں، بالجملہ علی العموم کذب کو منافیٔ شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

فتویٰ ۴۸۶ الجواب:

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ نہیں اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں فقط۔ واللہ اعلم سید احمد سعید نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے۔ اس سے قطع تعلق کریں۔ مسعود احمد عفی اللہ عنہ۔ مہر دار الافتاء فی دیوبند الہند

المشتہر : محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ اسلامی لودھراں۔ ضلع ملتان

قارئین کرام غور فرمائیں کہ دیوبند سے مولوی قاسم صاحب پر یہ فتویٰ کفر منگوا کر اشتہار میں چھاپنے والا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور اکابر علماء دیوبند کا معتقد اور ان کو اپنا مقتدا و پیشوا ماننے والا ہے مگر مودودی ہونے کی وجہ سے اس نے مودودی صاحب کے مخالفین علماء دیوبند کو نیچا دکھانے کے لئے اور مودودی صاحب پر علماء دیوبند کے صادر کئے ہوئے فتووں کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ چال چلی۔ اگرچہ مشتہر دیوبندی العقیدہ ہونے کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند پر مفتی دیوبند کے اس فتویٰ کفر کو صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن ہمارے قارئین کرام پر اس فتویٰ کو پڑھ کر یہ حقیقت

بخوبی واضح ہوگئی ہوگی کہ مفتیان دیوبند کی نظر میں علماء دیوبند کی عبارات کفریہ یقیناً کفریہ ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے مقتدا اور پیشوا ہیں اس لئے ان کی عبارات کے سامنے خدا اور رسول کے احکام کی کچھ وقعت نہیں۔ اہلِ سنت پر پیر پرستی کا الزام لگانے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی پیر پرستی ہو سکتی ہے کہ خدا تعالےٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے پیروں اور پیشواؤں کو بڑھا دیا جائے۔ اہل انصاف کے نزدیک فی زمانہ یہی لوگ آیۂ کریمہ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے صحیح مصداق ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے احبار و رھبان (عالموں اور درویشوں) کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک بات کوئی دوسرا کہے تو اسے کافر بنا ڈالیں اور وہی بات ان کے علماء اور پیشوا کہیں تو پکے مومن رہیں۔ العیاذ باللہ والی اللہ المشتکی (الحق المبین ص۲۴)

مثال نمبر۲۔ سوال ۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلاد خواں نے مندرجہ ذیل شعر محفل مولود میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا شعر

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ ترا اس کی نعش
تو پھر خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

ف: یہ شعر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا ہے دیکھو قصائد قاسمی ص۱ مگر مذکورہ طریقہ سے پوچھا گیا۔ اب علماء دیوبند کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

## الجواب

۱۔ یہ شعر پڑھنا حرام اور کفر ہے اگر یہ سمجھ کر پڑھے کہ اس کا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا اور اگر یہ علم نہ ہو تو اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے۔ یہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے۔ اس کو تا بہ مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔

احمد حسن ۱۵ ؍ شوال ۱۳۵۹ھ سنبھل

۲۔اس شعر کا مفہوم کفر ہے لکھنے والا (یعنی شاعر) اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے۔ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ظہور الدین سنبھل

۳۔کسی بیہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے بیوقوف اور بیہودہ لوگ ہی ایسے مضمون سے محظوظ ہوتے ہیں۔اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی کو اس کے سننے سے بھی احتیاط چاہیے۔ فقط۔سعید احمد سنبھل

۴۔اس شعر کا نعت میں پڑھنا اور لکھنا دونوں کفر ہے۔وارث علی عفی عنہ سنبھلی۔

۵۔تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں

محمد ابراہیم عفی عنہ مدرستہ الشرع سنبھل

۶۔شعر مذکور اگرچہ نعت میں ہے لیکن حد شریعت سے باہر ہے ایسا شعر نہ کہنے والے کو کہنا اور نہ پڑھنے والے کو پڑھنا جائز ہے۔یہ غلو اور قبیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

۷۔ نمبر ۱۲۱۔الف نمبر فتویٰ

مذکورہ شعر اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے۔شعر میں حد درجہ کا غلو ہے۔جو اسلامی اصول کے کسی طرح مناسب نہیں ہے شاعر کافر اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ شعر کا پہلا مصرع شرط ہے (جو معنی میں اگر کے ہے اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے۔شرط کا وجود محال ہے اس لئے دوسرا مصرع بطور جزا کے ہے اس کا مترتب ہونا بھی محال ہے۔مگر شعر نعت رسول سے بہت گرا ہوا اور رکیک ہے۔ایسے غلو سے شاعر کو بچنا فرض اور ضروری ہے ایسے اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے۔یہ صحیح ہے قرآن کے حکم مطابق ابلیس جنت میں نہیں جائے گا۔مگر اس کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے اس میں محال کو فرض کر رکھا ہے جب تک توجیہہ اس کے کلام کی ہو سکتی ہے اس وقت

تک اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں۔ ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہیے۔ واللہ علم

کتبہ سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم، دیوبند ۱۳ ۲/۳ ھ جمعہ۔

نمبر ۱۲۹ فتویٰ۔ شاعر کا مقصد بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے اور وہ فرط عقیدت میں سگ کوچہ نبی کو بھی ابلیس سے بھی برتر ثابت کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد ابلیس کو جنتی کہنا نہیں ہے جو ان نصوص کا انکار بھی نہیں اور نہ ابلیس کے جنتی ہونے کا مدعی ہے۔ اس لئے شاعر کو کافر نہ کہا جائے گا۔ البتہ اس شعر سے چونکہ اس قسم کا ایہام ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ دوسرا فریق کہتا ہے اور ایہام کفر سے بھی بچنا واجب ہے اس لئے اس شعر کو ہرگز نہ پڑھا جائے اور توبہ کی جائے مگر دوسرے لوگوں کو بھی اس کے کافر کہنے میں احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ التزام کفر اور لزوم کفر میں فرق ہے اور جب کسی قول میں احتمال ادنیٰ کفر بھی ہو سکتا ہے اگرچہ تبادیل ہو قائل کو کافر نہ کہا جائے گا۔

واللہ اعلم سعید احمد غفرلہ۔ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور ۱۵ صفر ۱۳۷۰ھ

**نوٹ** : ایک ہی سوال کے جواب میں قارئین نے بھانت بھانت کی بولی ملاحظہ فرمالی۔ یہ وہ اونٹ ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ کوئی تو مولوی قاسم نانوتوی کو جاہل اور بیہودہ کہہ رہا ہے کوئی کافر اور فاسق۔ کوئی التزام کفر اور لزوم کفر کی بحث میں الجھا ہے غرضیکہ ان کے یہاں فتویٰ نویسی کا کوئی معیار ہی نہیں اور یہ سارے فتوے اس بنیاد پر ہیں کہ کسی کو بھی اس کی خبر نہیں کہ تیر کے نشانے پر کون ہیں۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ بانی دار العلوم دیوبند کا شعر ہے تو پھر اس شعر میں نعت نبی کے وہ وہ گوشے نکالے جاتے کہ عالمگیری و شامی کے بجائے دیوان غالب و ذوق کے صفحات الٹے جاتے اور اردو شاعری میں اس شعر کو ایک نئے مفہوم کا اضافہ کہا جاتا۔ یہ بھی ایک رہی کفر کے فتوے خود دیوبند سے دیئے جائیں اور بدنام بریلی کو کیا جائے۔ آج بلند بانگ نعروں سے یہ کہا جاتا ہے کہ "کافر کو کافر نہ کہو" حالانکہ یہ کہہ کر خود آں بدولت نے کافر کہہ دیا یعنی کافر تو ہے مگر کافر

مت کہو۔ خون کے آنسو مصنفہ علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی ص

مثال نمبر۲۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی کتاب ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ھ صفحہ ۳۵-۳۶ میں لکھا ہے۔

تنزیہ او تعالےٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔ ملخصًا۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالےٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننے اور اس کا دیدار بلاکیف ماننے کا عقیدہ بدعت و ضلالت ہے۔ حالانکہ تمام ائمہ کرام اور پیشوایان اسلام کا یہی عقیدہ ہے تو مولوی اسمٰعیل کے قول کے مطابق وہ سب کے سب معاذ اللہ بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

چنانچہ ایک صاحب نے یہی عبارت بغیر نام، کتاب لکھ کر علماء وہابیہ دیوبندیہ سے سوال کیا تو انہوں نے بے دھڑک کفر کے فتوے دے دیئے۔ سوال و جوابات ملاحظہ ہوں:

سوال: کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عزاسمہٗ کو زمان اور مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے بینوا توجروا۔

(دیکھئے یہ وہی قول ہے جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا مگر سوال میں اس کا نام نہ لیا بلکہ ایک شخص کہا اب گرم جوش فتوے دیکھئے)

## الجواب

۱۔ یہ شخص عقائد اہل سنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ۔ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ

زمان اور مکان وجہت سے پاک ہے اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔

رشید احمد ۱۳۰۱

۲۔ الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ

۳۔ اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جاوے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آوے گا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل لا یزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شیئ قال تعالیٰ کل شیئ ھالک الا وجھہ وقال تعالیٰ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بددین و ملحد ہے۔ اس کی صحبت سے اہل اسلام کو احتراز لازم ہے۔

قال فی شرح العقائد النسفیہ ولا یتمکن فی مکان ولا یجری علیہ زمان ولا یشبھہ شیئ الی ان قال فیری لا فی مکان ولا علی جھۃ مقابلۃ واتصال شعاع او ثبوت مسافۃ بین الرائی وبین اللہ تعالیٰ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ وتوکل علی العزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند

۴۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اوّل مدرسہ دیوبند

۵۔ الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ

۶۔ الجواب صحیح ۔ غلام رسول ۔ عفی عنہ

۷۔ زمان ومکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث وخواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہٗ ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے (آگے عبارت لکھی ہے) اللہ جل شانہٗ کا دیدار بے جہت بے محاذ عقلاً ونقلاً دونوں طرح ثابت ہے۔ چنانچہ شرح عقائد میں موجود ہے (آگے عبارت لکھی ہے) پس معلوم ہوا کہ جو شخص دیدار الٰہی کا منکر اور اس کے لئے ترکیب عقلی ثابت کرنے والا ہے وہ ہرگز اہل سنت میں سے نہیں۔ اس کو اختیار ہے کہ دوسروں کو بدعتی بناوے اور یہ بدعت کہہ دینا اس کا ایسے موقع پر غالباً اپنی مخترعات کی اشاعت کے لئے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ المسکین محمد عبد الحق عفی عنہ

۸۔ الجواب صواب ۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

۹۔ ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ

| |
|---|
| ۱۳۱۵ |
| ثناء اللہ المحمود |

قارئین حضرات! فتوے ملاحظہ فرمائے آپ نے؟

کہ وہ شخص اہل سنت کے عقائد سے جاہل۔ بے بہرہ ہے۔ یہ اعتقاد اور مقولہ جو سوال میں درج ہے کفر ہے وہ ملحد۔ بددین زندیق ہے وہ ہرگز اہل سنت میں سے نہیں، دین سے ناواقف ہے وغیرہ۔

اب ان مفتیوں سے کہیے کہ جناب وہ شخص جس پر آپ نے یہ فتوے صادر کئے ہیں وہ آپ کا شہید مولوی اسمٰعیل دہلوی ہی ہے۔ ابھی ابھی دیکھیے الٹے پاؤں پلٹ جائیں گے۔ واضح طور پر ثابت ہوا کہ ان حضرات کی نگاہ میں جو قدر مولوی اسمٰعیل کی ہے وہ اللہ تبارک وتعالےٰ کی نہیں اللہ تعالےٰ کی شان الوہیت میں چاہے کتنا ہی بٹہ لگے مگر مولوی اسمٰعیل کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔ یہ ہے ان کا ایمان ان کو مولوی اسمٰعیل

اللہ تعالےٰ واحد قہار سے زیادہ عزیز ہے۔ اب بھی آپ اسکے ماننے والوں سے درج ذیل سوالات کر کے آزما سکتے ہیں۔

۱۔ کیا مولوی اسمٰعیل عقائد اہل سنّت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ حالانکہ آپ کے مفتی صاحبان خود ہی حکم لگا چکے ہیں۔

۲۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے اور مولوی اسمٰعیل نے اسی کو حقیقی بدعت کہا تو اس نے سلف صالحین اور ائمہ دین کو حقیقی بدعتی بنایا یا نہیں؟

۳۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہی احادیثِ صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا مولوی اسمٰعیل آپ کے مفتی صاحبان ہی کے فتوے سے قرآن و حدیث کا منکر ہوا یا نہیں؟ اور جو منکر قرآن و حدیث کو اپنا امام مانیں وہ کون ہوئے؟

۴۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے اور وہ مقولہ اور اعتقاد مولوی اسمٰعیل کا ہے تو بتائیے یہ حکم شریعت اور قانون اسلام اس پر بھی جاری ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ تمہارا امام ہے۔ نیز جو کفریہ قول کرنے والے کو اپنا امام مانیں وہ کون ہوئے؟

۵۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا۔ اس قول کی بنا پر اللہ تعالےٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا تو مولوی اسمٰعیل نے اللہ تعالیٰ کو محتاج اور صفات حادث کے ساتھ متصف ٹھہرایا یا نہیں؟ اور جو اللہ تعالیٰ کو محتاج وغیرہ ٹھہرائے وہ کون ہوا؟ اور اُس کے ماننے والے کون ہوئے؟

۶۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہ عقیدہ اہل حق اور اہلِ ایمان کا ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے اسی عقیدہ کو حقیقی بدعت کہا۔ تو جو اہل حق اور اہل ایمان کے عقیدہ کو حقیقی

بدعت کہے وہ اہلِ حق اور اہل ایمان کا دشمن ہے یا نہیں ؟

۷۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے ۔ مخالف اس عقیدہ کا بددین و ملحد ہے ۔ کہیے آپ کے مفتی صاحبان کے فتوے سے مولوی اسمٰعیل ملحد، بددین اور زندیق ہوا یا نہیں ؟ اور ملحد۔ بددین اور زندیق کو اپنا امام ماننے والے کون ہوئے ؟

۸۔ غیر مقلدین کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بہت ہلکا فتویٰ لگایا کہ دین سے ناواقف ہے تو غیر مقلدو! بتاؤ کہ جو دین سے ناواقف ہو اس کو کم ازکم جاہل تو کہو گے یا نہیں ؟

**لطیفہ!** مولوی اسمٰعیل کی عبارت پر پہلا فتویٰ جو درج ہے وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے ۔ نیز یہی سلف صالحین اور ائمہ دین کا مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے ۔ اس فتوے کی رو سے مولوی اسمٰعیل صاحب کافر اور سلف صالحین اور ائمہ دین کے مذہب اور کلام اللہ شریف کی آیاتِ صریحہ اور احادیث صحیحہ کے منکر ٹھہرے اور جو قرآن کی آیاتِ صریحہ کا منکر ہو وہ بلاشبہ کافر ہے ۔ تو گنگوہی صاحب کے فتوے سے مولوی اسمٰعیل صاحب کافر قرار پائے ۔ اور انہی گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے خود کافر ہے ۔ عبارت یہ ہے (مولوی اسمٰعیل) ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے ۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۱۶/۳)

نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں کافر ٹھہرے ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ مثال نمبر ۳ کی پوری بحث و تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ (دیوبندی مولویوں کا ایمان) شائع کردہ حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب شافعی قادری رضوی مدظلہ ۔ لائل پوری)

۲۰۔ مولوی غلام خاں صاحب جو آج کل غلام اللہ خاں صاحب کہلاتے ہیں کے استاد مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی آیت کریمہ

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
اور طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللّٰہ فھو الطاغوت۔ اس معنی موجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے[1]۔

(بلغۃ الحیران فی ربط آیاتِ القرآن)

اس لرزا دینے والی ناپاک عبارت جس میں فرشتوں اور رسولوں کی انتہائی توہین ہے کی تشریح کرنے سے پہلے قارئین حضرات کی خدمت میں پوری آیت مع ترجمہ پیش کی جاتی ہے۔

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ

سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں اور خوب جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو تاریکیوں سے نکال کر یا بچا کر نور کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں وہ ان کو نور سے نکال کر یا بچا کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے

---

[1] یا مراد خاص شیطان ہے یہ بھی ایک شق ہے اس سے فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنے کے جائز ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ غایت مافی الباب یہ کہ رسولوں اور فرشتوں کو بھی طاغوت کہنا جائز ہے اور شیطان کو بھی۔ (ماخوذ)

فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ع والے ہیں یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ (ترجمہ تھانوی صاحب)
پارہ ۳ رکوع ۲

دیوبندی حضرات کے بہت بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے:

۱۔ کفر کا معنیٰ بداعتقادی اور ایمان کا معنی خوش اعتقادی۔ ثابت ہوا کہ ایمان نام ہے خوش اعتقادی کا اور کفر نام ہے بداعتقادی کا۔ لہٰذا بدعقیدہ کافر ہے اور خوش عقیدہ مومن ہے۔

۲۔ طاغوت کا معنی شیطان ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ساتھی اور طاغوت کافروں کے ساتھی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا کام ہے ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا اور طاغوت کا کام ہے نور سے نکال کر ظلمتوں کی طرف لے جانا۔ تو اگر معاذ اللہ فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز ہو تو یہ جائز اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ طاغوت ہوں اور اگر وُہ طاغوت ہوں تو پھر وُہ اللہ تعالےٰ کے مخالف بلکہ دشمن اور کافروں کے ساتھی اور نور سے نکال کر ظلمتوں کی طرف لے جانے والے قرار پائیں گے۔ العیاذ باللہ۔ اور پھر ان کے ساتھ کفر کرنا یعنی بداعتقاد ہونا لازم وضروری ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے الخ

حالانکہ ان پر ایمان لانا لازم وضروری ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ یعنی رسول اور تمام مومنین یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔
(پارہ ۳ رکوع ۸)

ثابت ہوا کہ فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا گویا ان کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شیطان بنانا ہے تو خدارا انصاف سے کہیے کہ یہ فرشتوں اور رسولوں کی کتنی بڑی توہین

گستاخی اور ظلم ہے۔ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

نیز لفظ "طاغوت" ایک ایسا لفظ ہے جس کی نسبت اللہ کے معصوم اور نورانی بندے ملائکہ اور رسولوں کی طرف کرنا ایک جاہل مسلمان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا چہ جائیکہ کوئی عالم دین کہلانے والا ایسی جسارت کا مرتکب ہو۔ کیونکہ لفظ "طاغوت" طغیان سے مشتق ہے اور مبالغہ کے لئے آتا ہے۔ طغیان کے اصل معنی ہیں ظلم اور معاصی میں حد سے گزر جانا۔ تو طاغوت کے معنی ہوں گے ظلم و سرکشی اور معاصی میں حد سے گزرنے والا۔ تو یہ صفت بلاشبہ شیطان کی صفت تو ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم اور مقدس فرشتے اور رسول علیہم السلام تو اس ناپاک صفت سے بالکل پاک ہیں۔ سچ پوچھیے تو یہ ان مقدس اور نورانی حضرات کے لئے ایک گالی ہے۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ اس انتہائی گستاخی کے مرتکب کا نام سرِ ورق پر یوں لکھا ہوا ہے۔

از زبدۃ المفسرین۔ عمدۃ المحدثین۔ رئیس الفقہا۔ الصوفی الصافی مولانا حسین علی عم فیضہٗ وغیرہ۔

تو غور کیجیے کہ جب دیوبندیوں کے زبدۃ المفسرین اور عمدۃ المحدثین اور رئیس الفقہا کی گستاخی و بے ادبی اور بے سمجھی میں یہ حالت ہے تو اُن کے جہلا کا کیا حال ہوگا؟

اب رہا یہ سوال کہ کلما عبد من دون اللہ فہو الطاغوت جس کے معنی بموجب اس نے فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز لکھا ہے۔ اس کا معنی اور صحیح مفہوم کیا ہے؟ تو اُس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عبارت کلما عبد من دون اللہ فہو الطاغوت کا معنی یہ ہے کہ "اللہ کے سوا ہر وہ جس کی عبادت کی گئی وہ طاغوت ہے"۔ تو اس زبدۃ المفسرین کے خیال کے مطابق چونکہ کفار و مشرکین نے فرشتوں اور رسولوں کو بھی معبود بنایا اور انکی عبادت بھی کی گئی لہٰذا وہ بھی طاغوت ہوئے (معاذ اللہ)

اصل میں "من دون اللہ" کو نہ سمجھنا ہی ان کی بے ادبی اور بدنصیبی کا باعث ہوا ہے گویا من دون اللہ ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ "من دون اللہ" سے مُراد بت ہیں اور کفار و مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور کرتے ہیں جیسا کہ آج کل عیسائیوں کے گرجوں میں ہی جا کر دیکھ لیجئے کہ انہوں نے بُت بنائے ہوئے ہیں اور کسی بُت کا نام انہوں نے معاذ اللہ عیسٰی (علیہ السلام) اور کسی بُت کا نام مریم (علیہا السلام) اور کسی بُت کا نام جبریل (علیہ السلام) رکھا ہوا ہے اور ان کی وُہ پوجا کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ ان بتوں سے ان مقدس حضرات کو کیا تعلّق اور کیا نسبت۔ اگر کسی بُت کا نام عیسٰی رکھ دیا جائے تو کیا وُہ بُت حضرت عیسٰی علیہ السلام بن جائے گا؟ جیسے کہ اگر کوئی مشرک یا مسلمان کسی بت کا نام "اللہ" رکھ کر اس کی پوجا کیا کرے تو کیا وُہ بت معاذ اللہ اللہ ہو جائے گا اور اس کی پوجا اللہ کی پوجا ہو گی۔ ہرگز نہیں بلکہ بُت کی پوجا ہو گی جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ | تم نہیں پوجتے ہو اللہ کے سوا مگر چند ناموں |
| اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ | کو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ |
| وَاٰبَآؤُكُمْ (۱۲/۱۵) | لئے ہیں۔ |

ثابت ہُوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں۔ نبی ولی یا فرشتے نہیں۔ اگرچہ نام کچھ بھی ہو یہی وجہ ہے کہ عبارت کل ما عبد میں ما کا لفظ ہے جو غیر ذوی العقول کے لئے ہے۔ اور ذوی العقول کے لئے من آتا ہے اور بُت بلاشبہ غیر ذوی العقول ہیں اور فرشتے اور رسول علیہم السلام تو کامل العقل ہوتے ہیں، اگر اس عبارت میں وہ مراد ہوتے تو ما عبد کی بجائے من عبد ہوتا۔

نیز اگر ما عبد من دون اللہ میں ملائکہ اور رسل کو شامل کیا جائے تو وُہ معاذ اللہ جہنم کا ایندھن قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ | بیشک (اے مشرکو) تم اور جن کی تم عبادت |
| دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۱۷/۱ | کرتے ہو اللہ کے سوا (سب) جہنم کا ایندھن |

ہیں۔

ماننا پڑے گا کہ ماعبد من دون اللّٰہ سے مُرادبت ہی ہیں جن کی کفارو مشرکین عبادت کرتے تھے۔ اور وہ بُت اور ان کے پجاری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے کما قال اللّٰہ تعالیٰ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ نیز فرمایا قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۹/۱۹ چنانچہ ان آیات کی تفسیر میں خود دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں یعنی بت اور بُت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرادیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو الزام دیں گے اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنھیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے:

الحمد للہ ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہوگیا اور ہمارے قارئین پر واضح ہوگیا۔ ماعبد من دون اللّٰہ سے مراد بُت ہیں اور ان میں ملائکہ اور رسولوں کو شامل کر کے ان کو طاغوت کہنا ان کی انتہائی توہین اور پرلے درجے کی گستاخی ہے۔

۲۱۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ کو انکے کاموں کا علم ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہو: اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات

قرآنیہ جیسا کہ و یعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔ (تفسیر بلغۃ الحیران ص۱۵۷)

حالانکہ اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے دیکھئے شرح فقہ اکبر ص۲۰۱

من اعتقد ان الله لا یعلم الاشیاء قبل وقوعها فهو کافر وان عد قائله من اهل البدعة یعنی جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

اور یہ کہنا کہ انہوں نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے درست نہیں اس لئے کہ جب انھوں نے قرآن کی آیات اور احادیث کو اس مذہب پر منطبق مان لیا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہو یا کسی اور کا۔ کیونکہ قرآن و حدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔

**۲۲۔** انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے:

اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہو گی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا (بلغۃ الحیران ص۲۶۷)

معاذ اللہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا افترا اور بہتان ہے کہ آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عدت گذرنے سے پہلے نکاح کر لیا۔ حالانکہ تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ انہوں نے عدت گزاری اور عدت گزرنے کے بعد نکاح ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گذرنے سے پہلے نکاح کا پیغام تک نہیں بھیجا۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے۔

لما انقضت عدة زینب قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لزید فاذکرها علی (صحیح مسلم شریف ص۴۶۰)

یعنی جب (حضرت) زینب (رضی اللہ عنہا) کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) زید سے فرمایا کہ تم میری طرف سے زینب کو پیغامِ نکاح دو۔ لہٰذا یہ کہنا کہ حضور نے بلا عدت نکاح کر لیا حضور پر بہت بڑا افترا ہے اور یہ آپ کی سخت توہین اور بدترین گستاخی ہے۔ نیز یہ کہنا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قبل الدخول طلاق دی گئی اور ان پر عدت لازم نہ تھی یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ خلوت صحیحہ سے بھی عدت لازم ہو جاتی ہے۔ دخول ہو یا نہ ہو اور حضرت زینب تقریباً ایک سال تک حضرت زید سے ہم صحبت رہی ہیں۔

**۲۳۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے:**

اور رسولوں کا کمال عذابِ الٰہی سے نجات پالینی ہے (بلغۃ الحیران ص ۲۴۴)

جب رسولوں کا کمال صرف عذابِ الٰہی سے نجات پالینا ہی ہوا تو جو غیر رسول ہیں وہ تو عذابِ الٰہی سے کبھی نجات نہیں پاسکیں گے کیونکہ ان کو تو رسالت کا کمال حاصل نہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تفسیر بلغۃ الحیران کی مذکورہ بالا عبارات پر خود علماء دیوبند وغیرہ نے بھی گمراہی اور کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو اشتہار "تفسیر بلغۃ الحیران علماء دیوبند کی نظر میں"۔

شائع کردہ دار العلوم رحمانیہ۔ ہری پور ہزارہ

**۲۴۔ ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ:**

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ مزاج میں شدّت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ)

قارئین حضرات! ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب خود علماء دیوبند کی عبارات ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق ملاحظہ

فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ -

علماء دیوبند کے عقائد کی کتاب "المہند" صفحہ ۱۲ میں ہے:

**۲۵**۔ بارھواں سوال۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی شوکت توڑ دی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں ہے کہ ان کے عقائد عمدہ تھے اور المہند کی عبارت میں ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور ان کے عقیدہ کے خلاف اہل سنت تھے اسی لئے ان کے نزدیک اہل سنت اور علماء اہلِ سنت کا قتل مباح تھا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک

تمام اہل سنت کو مشرک سمجھنا اور ان کا قتل جائز اور حلال جاننا یہ عمدہ عقیدہ ہے نیز گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ وُہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں اور دیگر سب علماء دیوبند کہتے ہیں کہ وہ خارجی اور باغی تھے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک خارجی اور باغی اچھے ہوتے ہیں۔

**۲۶**۔ اور سنیئے: مولوی حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:۔ صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اُس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

(الشہاب الثاقب ص۴۲)

گنگوہی صاحب کہتے ہیں: اُن کے عقائد عمدہ تھے وہ اور اُن کے مقتدی اچھے ہیں اور مولوی حسین احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس کے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ تھے۔ وہ اہل سنت کے قتل کو باعث ثواب و رحمت اور ان کے اموال کو مال غنیمت اور حلال سمجھتا تھا۔ اس نے اہل حرمین اور اہل حجاز کو سخت تکالیف پہنچائیں۔ یہاں تک کہ ان کو ہجرت کرنی پڑی۔ سلف صالحین اور ان کے متبعین کا بے ادب اور نہایت گستاخ تھا ہزاروں مسلمانوں کا قاتل اور ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق تھا۔

اب اگر گنگوہی صاحب سچے ہیں تو یہ دوسرے جھوٹے اور اگر یہ سچے ہیں تو گنگوہی

صاحب جھوٹے فیصلہ ماننے والوں پر ہے۔

۲۷۔ گنگوہی صاحب کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور دیوبند کے صَدر مدرس مولوی حسین احمد صاحب نے نمبروار بطور نمونہ ان کے چند عقیدے لکھے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

۱۔ محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص۴۳)

۲۔ نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وُہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں ص۴۵)

۳۔ زیارتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوریٔ آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضۂ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعتِ حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے لاتشد الرجال الا الیٰ ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں ص۴۵)

۴۔ شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں..... ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ اُن کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دُعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے

والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (ص۴۷)

۵۔ وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ ص۵۹

۶۔ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہوگئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے

(الشہاب الثاقب ص۶۲)

۷۔ مثلاً اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استوا ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے (ص۶۴)

۸۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزا اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ (ص۶۵)

۹۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً

یا اشرف الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بوقت

حوادث۔ (ص۶۶)

۱۰۔ وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار وحقائق وغیرہ سے ذاتِ سرورِ کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ (ص۶۷)

۱۱۔ وہابیہ نفس ذکرِ ولادت حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح وبدعت کہتے ہیں۔ (ص۶۷)

قارئین حضرات! یہ گیارہ عقیدے بطورِ نمونہ ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے اتباع کے خود دیوبند کے صدر مدرس مولوی حسین احمد صاحب نے لکھے ہیں جو گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ عقیدے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے، خبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفر و شرک اور بدعت ہوتے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

۲۸۔ گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے والا اہلِ سنّت وجماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

جو شخص صحابۂ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۴۱/۲)

غور فرمائیے کہ صحابۂ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک سب آ گئے۔ حالانکہ فقہا اور ائمۂ اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسا شخص اہلِ سنت سے خارج ہے بلکہ حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرّا کرنے والا بلا شبہ کافر ہے مگر گنگوہی صاحب کے

نزدیک کسی بھی صحابی کو کافر کہنے والا کافر تو کیا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ ان کے بعض عقیدت مندان کی ناجائز طرفداری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہوگا کی جگہ نہ ہوگا لکھ دیا ہے۔ مگر یہ محض غلط ہے اس لئے کہ فتاویٰ رشیدیہ کئی بار چھپا ہے مختلف مطبعوں میں طبع ہوا ہے اگر کاتب کی غلطی ہوتی تو ایک چھاپہ میں ہوتی دو میں ہوتی ہر کتاب اور ہر چھاپہ میں یہی عبارت ہے حالانکہ پہلی بار چھپنے پر ہی اس پر مواخذہ شروع ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس عبارت میں ہے کہ وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہل سنت سے خارج نہیں ہوتا۔ رہا یہ کہ انہوں نے ملعون کہا ہے تو یہ ملعون کہنا بھی سنت جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ نہیں کیونکہ قرآن پاک میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے اور حدیث شریف میں تارک سنت پر لعنت وارد ہے تو کیا جھوٹا اور تارک سنت، اہل سنت وجماعت سے خارج ہے؟[1]

دوسرا رُخ دیکھئے! انہی گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے (ص ۱۶/۳) دوسرے مقام پر ہے:

علماء کی توہین وتحقیر کو چونکہ علمائے نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم کے اور دین کے ہو (ص ۵/۳)

---

[1] خود گنگوہی صاحب نے اپنے فتوے میں اس کی تصریح کردی ہے، ملاحظہ ہو

شیعہ کے دفن وکفن کی بابت استفسار فرمایا ہے سو جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو اس کی نعش کو ویسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر داب دینا چاہیے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کی تجہیز وتکفین حسبِ قاعدہ ہونی چاہیئے۔ اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵/۲)

غور فرمائیے! گنگوہی صاحب کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہنے والا اور علماً کی توہین اور تحقیر کرنے والا تو کافر ہے مگر صحابہ کرام کو کافر کہنے والا کافر تو کیا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ فیا للعجب۔

ثابت ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اپنے علمار کی جتنی قدر ہے صحابۂ کرام کی اتنی قدر نہیں ہے۔

## حلال وحرام

**۲۹**۔ سوال: انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۰/۲)

غور فرمائیے! سائل سوال کر رہا ہے کہ مجلس میلاد شریف جس میں قیام بھی نہ ہو یعنی کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام نہ پڑھا جائے اور روایات بھی صحیح بیان کی جائیں تو ایسی مجلس میلاد درست ہے یا نہیں؟ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں مجلس میلاد ہر حال میں ناجائز ہے اور وجہ اس کی تداعی ہے۔ اس گنگوہی فتویٰ پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ مجلس میلاد شریف کو تو تداعی کی وجہ سے ناجائز قرار دے دیا اور خود دیوبندیوں کے مدرسوں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں اور جگہ جگہ تبلیغی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں ان میں تداعی اہتمامات قیودات مجلس میلاد سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ تاریخ۔ وقت کا تقرر۔ مقام کا تعین۔ اشتہار۔ بذریعہ اخبارات اعلان۔ بذریعہ خطوط وغیرہ مولویوں کو بلانا۔ فرش بچھانا۔ اسٹیج سجانا۔ پنڈال سجانا۔ روشنی وغیرہ یہ تداعی و اہتمامات و قیودات کس زور شور کے ہیں مگر یہاں کراہت کا فتویٰ بھی نہیں اور میلاد شریف کے لئے حکم مارشل لاء نافذ ہے کہ بدعت ہے حرام ہے ناجائز ہے۔ معاذ اللہ۔

پھر لطف یہ کہ مجالس میلاد شریف میں شرکت بھی کی جاتی ہے۔ دیوبندی مولویو! جب مجلس میلاد شریف ناجائز اور حرام ہے تو اس میں کیوں شریک ہوتے ہو کیوں نذرانے وصول کرتے ہو؟ کیا تمہارے بڑے بڑے مولوی ہر سال کراچی اور پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں میلاد کے جلسوں میں شریک نہیں ہوتے۔ تقاریر نہیں کرتے؟ ضرور شریک ہوتے اور تقریریں کرتے ہیں! بندہ کے پاس بطور ثبوت سینکڑوں اخباری تراشے اور فوٹو موجود ہیں۔ یہ مذہب ہے یا شکم پروری۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو پھانسنے کی ترکیب؟

**سوال:** جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب:** کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴/۲)

۳۱۔ **مسئلہ:** محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

**الجواب:** ناجائز ہے۔ بسبب اور وجوہ کے۔ فقط: رشید احمد

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۵/۲)

۳۲۔ **مسئلہ:** فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

**الجواب:** فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۰/۲)

۳۳۔ **سوال ۱:** رجب کے مہینے میں تبارک الذی چالیس دفعہ پڑھ کر مُردے کی رُوح کو ثواب پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ **سوال ۲** جو کہ مدینہ شریف

میں رجبی ہوتی ہے سو وہاں کی طرح یہاں پر ہندوستان میں بھی بہت سے لوگ ۲۶ رجب ۲۷ کی شب کو محفل مولود یا ختم قرآن شریف یا فقط وعظ یا کچھ کھانا پکا کر یا کچھ شیرینی تقسیم تقسیم کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح مبارک کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ۲۷ تاریخ کو روزہ رکھنا کیسا ہے؟

**الجواب:** ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم۔ براہین قاطعہ۔ اور اربعین میں درج ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۳/۳)

**۳۴۔ سوال:** محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

**الجواب:** محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ[1] ہو یا سبیل[2] لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل[3] اور شربت میں دینا یا دودھ[4] پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳/۳)

**۳۵۔ مسئلہ** کتاب ترجمہ سر الشہادتین (مولفہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) یا دیگر کتب شہادت خاص رات کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان پر؟

**الجواب:** ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے۔ حسب مشابہت مجالس روافض کے۔ فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۳/۲)

**۳۶۔ مسئلہ** کھانا سامنے رکھ کر اس پر پنج آیت پڑھنا کیسا ہے جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا درست ہے اس لئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب سلمہٗ نے اپنے فتاویٰ میں جائز لکھا ہے بکر کہتا ہے کہ حاجی صاحب موصوف اگرچہ میرے پیر و مرشد ہیں یعنی میرے پیر طریقت ہیں پیر شریعت نہیں ہیں کہ

میں ان کے کہنے پر عمل کروں۔ یہ کہنا بکر کا کیسا ہے اور طریقت اور شریعت ایک ہیں یا دو ہیں۔ لہٰذا ان مسئلوں کو زیب قلم فرما کر مزین بمہر فرمادیں۔

**الجواب:** یہ سب امور بدعت ہیں۔ مسائل اربعین دیکھ لو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴/۲)

**۳۷۔ سوال:** طعام المیت یمیت القلب وطعام المریض القلب حدیث ہے یا قول طعام ایصال ثواب مثل یازدہم غوث الاعظم یا برسی و ششماہی وغیرہ کہ ہندوستان میں رائج ہے یا بلا قیود یوم وغیرہ طعام ایصال ثواب کے واسطے تیار کیا جاوے تو اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ تحریمًا یا تنزیہًا یا جائز خصوصًا ذاکرین شاغلین کے حق میں کیا حکم ہے۔

**الجواب:** یہ قول ہے اور یازدہم (یعنی گیارھویں) کا طعام بھی ایسا ہی ہے سب صدقہ ہے اور سب کا کھانا موجب اماتتِ قلب ہے (یعنی دل کے مُردہ ہونے کا موجب ہے) فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۴/۲)

**۳۸۔** اور سیوم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹/۱)

**۳۹۔** سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعت و ماخوذ از کفار ہنود است و آنکہ طعام رو برد نہادہ چیزے می خوانند ایں طریقہ ہنود است ترک چنیں رسوم واجب است کہ من تشبہ بقوم فھو منھم الخ (فتاویٰ اشرفیہ ص ۵۸/۲)

یعنی سوم دہم و چہلم وغیرہ سب بدعات اور کفار ہنود سے اخذ کی ہوئی رسمیں ہیں کہ وہ کھانا روبرو رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں یہ طریقہ ہندوؤں کا ہے ان رُسوم کا چھوڑنا واجب ہے کہ (فرمایا) جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

**۴۰۔ مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عیدین میں معانقہ

کرنا اور بغلگیر ہونا کیسا ہے؟

**الجواب:** عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴ ج ۲)

قارئین حضرات! آپ نے مذکورہ بالا فتوے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ عبارات کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ تشریح کی چنداں ضرورت نہیں خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کے مرجع خلائق جناب گنگوہی صاحب کے نزدیک محفل میلاد شریف جس میں صحیح روایات بیان ہوں اور کوئی خلاف شرع بات نہ ہو اور جس میں صرف قرآن خوانی ہو اور شیرینی تقسیم ہو اور کوئی بات نہ ہو۔ کھانے یا شیرینی پر فاتحہ پڑھنا، شب معراج میں محفل میلاد شریف ختم قرآن شریف۔ وعظ۔ کھانا یا شیرینی برائے ایصال ثواب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کرنا۔ ۲۷ رجب کو روزہ رکھنا۔ ایام محرم شریف میں ذکر شہادت امامین کریمین صحیح روایات کے ساتھ کرنا۔ سبیل لگانا۔ شربت دودھ بچوں وغیرہ کو پلانا اور عیدین میں گلے ملنا سب ناجائز۔ حرام۔ بدعت اور گمراہی ہے۔ نیز گیارھویں شریف کے کھانے کا دلوں کے مُردہ ہونے کا باعث ہونا اور میت کا سوئم۔ دہم اور چہلم سب بدعت اور کافروں ہندؤں کی رسمیں ہیں۔ وہ کھانا سامنے رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا مسلمان جو سامنے کھانا رکھ کر اس پر درود و فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس میں ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے تو ان کی مشابہت اختیار کرنے والے انہی میں سے ہوں گے۔ حالانکہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ہندو کفار کھانا سامنے رکھ کر اس پر کبھی درود و فاتحہ نہیں پڑھتے۔ وہ درود و فاتحہ کو مانتے ہی نہیں اور نہ ان کو درود و فاتحہ خوانی آتی ہے وہ پڑھیں گے کیا۔ پھر ان کے ساتھ مشابہت کیسی درود و فاتحہ پڑھنے کو ہندوؤں کے کافرانہ کلام گیتا وغیرہ سے تشبیہ دینا کس قدر ناانصافی اور ظلم ہے۔ کلام میں تو تشبیہ نہ ہوئی البتہ کھانا آگے رکھنے میں ضرور تشبیہ ہے اور دنیا میں جتنے بھی کھانے والے ہیں کفار، مشرکین، جانور، چوپائے، درندے، چرندے، پرندے سب کھانے کی چیزوں کو آگے ہی رکھتے ہیں اور کھاتے ہیں تو دیوبندیوں کو ان سب کی

مشابہت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ کھانا کبھی آگے نہ رکھا کریں بلکہ پیچھے رکھ لیا کریں اور نہ اس پر کوئی چیز یعنی بسم اللہ وغیرہ پڑھا کریں کیونکہ ان کے حکیم الامت کے فتوے کی عبارت یہ ہے "وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند ایں طریقہ ہنود است" کہ وہ کھانا آگے رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں یہ طریقہ ہندوؤں کا ہے تو کھانا رکھ کر کوئی چیز پڑھنا اس میں تو بسم اللہ شریف کا پڑھنا بھی آجاتا ہے۔ کیونکہ بسم اللہ شریف بھی کوئی چیز ہے یا دیوبندیوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں؟ معاذ اللہ۔ دیوبندیو! اگر کھانے پر قرآن کریم کی آیات کے پڑھنے کو ہندوؤں کے کلام گیتا وغیرہ سے تشبیہ دینے لگو گے تو پھر یہ بتاؤ کہ ہندو بھی گنگا جمنا کا پانی بطور تبرک عقیدت ومحبت سے لاتے ہیں۔ اور مسلمان بھی زمزم شریف لاتے ہیں پانی میں تو بہت فرق ہے بطور تبرک عقیدت ومحبت سے لانے میں تو تشبیہ ہے۔ ہندو بھی پتھروں کو چومتے ہیں اور مسلمان بھی حجر اسود کو چومتے ہیں پتھر کی مورتیوں اور حجر اسود میں تو بہت فرق ہے۔ چومنے میں تو تشبیہ ہے۔ کفار ملک گیری وغیرہ کی ہوس میں برائے جنگ میدان میں آتے ہیں۔ مسلمان راہ خدا میں کلمۂ حق کو بلند کرنے کے لئے برائے جنگ میدان میں آتے ہیں۔ دونوں کی نیتوں اور مقاصد میں تو بڑا فرق ہے مگر میدان میں آنے اور جنگ کرنے میں تو تشبیہ ہے۔

ظالمو! امور خیر کو ناجائز وحرام کرنے اور عوام کو روکنے کے لئے بہانے بناتے ہو تشبیہ کی تہمتیں تراشتے ہو۔ کیا ہندو کفار وغیرہ بہت سے کار خیر نہیں کرتے؟ اور کیا کسی کار خیر کے کرنے سے وہ ان کا شعار ہو جائے گا؟ اور جو مسلمان بھی وہ کار خیر کرے گا وہ حرام کا مرتکب ہوگا۔ شعار کا کوئی معیار بھی ہے یا نہیں؟ کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ مختص ہو ان کی مذہبی علامت ہو تو کیا میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے نیاز فاتحہ وغیرہ کرنا یہ مسلمانوں کی مذہبی علامت ہے یا ہندوؤں کی۔ درود وفاتحہ خوانی مسلمانوں کے ساتھ مختص ہے یا ہندوؤں کے ساتھ۔ کھانا سامنے رکھنا تو صرف مالی عبادات اور بدنی عبادات کو جمع کرنا ہے۔ کیونکہ دونوں کا ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ بہر صورت

ان فتووں کے مطابق مذکورہ بالا امور کے کرنے والے سب مسلمان بدعتی۔ گمراہ۔ ناجائز اور حرام کاموں کے کرنے والے اور مُردہ دل ٹھہرے اور میّت کا سوئم، دہم اور چہلم کرنے والے سب مسلمان ہندوؤں۔ کافروں میں سے ہونے والے قرار پائے العیاذ باللہ

اب سنیئے کہ انہی اکابر علماء دیوبند کے نزدیک جائز اور حلال وطیب کیا ہے

۴۱۔ مسئلہ۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد وحاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳/۲)

۴۲۔ سوال۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں۔ سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۴/۲)

قارئین حضرات۔ خوب غور فرمائیے! یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جن کے نزدیک محرم کی سبیل کا پانی۔ شربت اور دُودھ وغیرہ سب حرام ہے اور گیارھویں شریف کا کھانا دلوں کو مُردہ کرتا ہے لیکن ہولی، دیوالی کا ہر کھانا جائز اور درست ہے۔ شاید وہ دیوبندی حضرات کے دلوں کو زندہ کرتا ہوگا۔ نیز ہندو جو مشرک ہے اور مشرک پلید ہے [انما المشرکون نجس] اور سود جو صریح حرام ہے تو پلید ہندو صریح حرام کا روپیہ خرچ کر کے سبیل لگائے تو اس کا پانی پینا مسلمانوں کے لئے جائز ہے اور شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایصال ثواب کا پانی شربت دودھ وغیرہ سب حرام، یہ ہندوؤں کے ساتھ خاص تعلق، عقیدت اور حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک طرف تو تشبہ بالروافض کی آڑ لے کر حرام کہا جائے اور دوسری طرف تشبہ بالہنود سے آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کے مشرکانہ تہوار ہولی، دیوالی کے کھانوں کو حلال اور جائز قرار دیا جائے۔ جس چیز کی نسبت حضرت امام اور دیگر مقربان الٰہی کی طرف ہو جائے وہ تو نادرست اور حرام ہو جائے اور جس کی نسبت ہولی، دیوالی کی طرف اور ہندوؤں پلیدوں کی طرف ہو جائے وہ دُرست اور جائز و حلال ہی رہے۔

یہ کانگریسی مُلاّ میں تم کو بتاؤں کیا ہیں

گاندھی کی پالیسی کے عربی میں ترجمہ ہیں (اکبر الہ آبادی)

۴۳۔ مسئلہ: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا؟ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا۔ فقط رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۰/۲)

۴۴۔ مسئلہ: چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے اگر پاک ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۰/۲)

لیجیے گنگوہی صاحب نے کوّا جو مردار اور نجاست کھاتا ہے اس کا کھانا ثواب قرار دے دیا اور چوہڑے چمار کے گھر روٹی بھی حلال کر دی۔ جیسا منہ ویسی غذا جن لوگوں کے دلوں کو سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا کھانا مردہ کرے اور جن کے لئے محرم کا شربت حرام ہو ان کے لئے کوّا اور چوہڑے چمار کے گھروں کی روٹیاں ہی مناسب ہیں تاکہ ان کے قلوب زندہ رہیں۔ دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ خوب کوّے کھایا کریں اور اپنے علماء کی دعوت بھی کوّے پکا کر ہی کیا کریں کیونکہ مرغ تو صرف مباح ہے جس کے کھانے پر نہ ثواب ہے نہ عذاب لیکن کوّے کھانے پر تو ثواب بھی ہے یعنی ہم خرما و ہم ثواب دونوں باتیں حاصل ہوں گی۔ چنانچہ چند دیوبندی حضرات

نے پچھلے دنوں اس پر عمل بھی کیا۔ ملاحظہ ہو:

**۴۵۔ کوّے کا گوشت حلال ہے۔**

سلاں والی (۲۹ راگست محمد اکبر نامہ نگار) یہاں جمعیۃ العلماء اسلام ہزاروی گروپ سے تعلق رکھنے والے مقتدر علماء کرام نے کوّے کے گوشت کو حلال قرار دیا اور اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے کوّوں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی تواضع بھی کی۔ یہ علماء کرام مدرسہ جامعہ حسینیہ حنفیہ میں جمع تھے جس میں جمعیۃ العلماء اسلام ہزاروی سرگودھا کے صدر حکیم شریف الدین۔ قاری فتح محمد کراچی والے۔ قاری محمد صدیق جھنگ والے اور حافظ محمد ادریس سلاں والی شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ کوّے کا گوشت حلال ہے اور کوّے کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے اپنے اس فتوے پر اس طرح عمل کیا کہ کوّے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز ہوئے۔ (روزنامہ اخبار نوائے وقت لاہور، ۲ راگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ کالم ۲)

ٹھیک ہے کارِ ثواب میں شرم کس بات کی۔ سب دیوبندیوں کو علی الاعلان کوا کھانا چاہیے نامعلوم بعض دیوبندی حضرات اس ثواب سے کیوں محروم ہیں۔

**نوٹ:** اہلِ سنّت کے نزدیک کوا کھانا حرام ہے؛

**۴۶۔ پاکستانی شراب پیو۔** (مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی کا اعلان)

میرپور خاص (۱۰ ر ستمبر۔ نمائندہ جنگ) جمعیۃ العلماء اسلام کے ناظم اور صوبائی اسمبلی کے ممبر مولوی غلام غوث ہزاروی نے ۸ ر ستمبر کی رات کو جمعیۃ العلماء اسلام میرپور خاص کے زیر اہتمام ایک جلسۂ عام کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانیوں کو اگر شراب پینی ہی ہے تو وہ غیر ملکی شراب کی بجائے ملکی شراب یعنی پاکستان میں تیار شدہ شراب استعمال کریں۔ غیر ملکی شراب کا استعمال ترک کرنے اور ملکی شراب پینے سے زرمبادلہ کی بچت ہوگی۔ موصوف نے کہا یہ بات میں اسمبلی

میں بھی کہہ چکا ہوں اور اس جلسہ عام میں بھی برملا کہتا ہوں ۔

ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت
مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک
(اقبالؒ)

بندہ! محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ
کراچی (پاکستان)

# طُرفہ تماشا

زیرِ نظر کتاب طباعت کے لئے تقریباً تیار ہی تھی کہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے "صد سالہ جشن" کی دُھوم مچی، حیرت ہوئی کہ اپنے مفادات کے لئے یار لوگ وہ کچھ بھی کر لیتے ہیں جو دوسروں کے لئے ہرگز روا نہیں جانتے، سچ ہے کہ حقیقت اپنا آپ بہرحال منوا لیتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کو بہت بڑی مذہبی درس گاہ کہا جاتا ہے۔ اس درس گاہ سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء کا ذکر کتابِ ہذا میں تفصیلاً موجود ہے۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کے عقائد و نظریات کو پوری طرح پیش کیا جا سکے۔ کتاب کے مندرجات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

اسے کیا کہیے! کہ مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک و بدعتی بنانے والی درس گاہ کے صد سالہ جشن کا افتتاح ایک عورت اور وہ بھی مشرکہ کے ہاتھوں ہوا، بھارت کی وزیر اعظم کی تقریر کے متن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپس کے سیاسی نظریات وغیرہ میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے، مزید تفصیلات معلوم کی جائیں تو بہت کچھ سامنے آئے گا۔

بُت پرستوں کی تعظیم و توقیر یا اُن کی مدح از روئے شرع کیا حکم رکھتی ہے علمائے دیوبند سے یہ پوشیدہ نہیں۔

مے بلرزد عرش از مدح شقی

علمائے دیوبند کے اس فعل کے سلسلے میں خود کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے مشہور دیوبندی عالم مولانا احتشام الحق تھانوی کا اخباری بیان اور وہ خبر جس میں یہ اعلان تھا کہ مسز اندرا گاندھی دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کرینگی، ہدیۂ قارئین ہے۔

(جنگ کراچی) نئی دہلی - ۱۹ ر مارچ (ریڈیو رپورٹ) بھارت کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی جمعہ ۲۱ ر مارچ کو دیوبند میں دارالعلوم کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کریں گی - صد سالہ تقریبات کے موقع پر بھارت کے محکمہ ڈاک نے ۳۰ پیسے کا ایک خصوصی ٹکٹ جاری کیا ہے جس پر دارالعلوم کی مرکزی عمارت کی تصویر ہے بھارتی حکومت نے دارالعلوم کی تقریبات کے لئے ۸ سو پاکستانیوں کو دیوبند آنے کی اجازت دے دی ہے، پاکستانیوں کی سہولت کے لئے ایک خصوصی ٹرین چلائی جا رہی ہے -

کراچی - ۲۲ ر مارچ (پ ر) ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے دارالعلوم دیوبند ضلع سہارن پور کے مہتمم کے نام ایک تار بھیجا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے ہزاروں فارغ التحصیل مذہبی پیشوا اور علماء مشائخ کا خالص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کرانا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ دین اسلام کی برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے بھی منافی ہے جو اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں اگر بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو مسلمانوں کے ساتھ ان کی خیرسگالی اور ہمدردی پر خراج تحسین پیش کرنا تھا جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہیں تو وہ مذہبی پیشواؤں کے خالص مذہبی اجتماع کی حیثیت کو مجروح کئے بغیر کسی دوسرے طریقے پر بھی پیش کیا جا سکتا تھا ایشیاء کی دینی درس گاہ کے اس خالص مذہبی صد سالہ اجلاس کو ملکی سالمیت کیلئے استعمال کرنا ارباب دارالعلوم کی جانب سے مقدس مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین قسم کی استخوان فروشی ہے

ہم ارباب دارالعلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس شرمناک حرکت کو مسلک دیوبند کی ترجمانی تصوّر نہ کریں بلکہ اس کی ذمہ داری تنہا دارالعلوم دیوبند کے مہتمم پر ہے جنہوں نے دارالعلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا۔"

(روزنامہ جنگ، کراچی

کراچی ۲۰ مارچ (پ ر) غازی پور کے ممتاز عالم دین شاہ محمد احمد عزمی نے مہتمم دارالعلوم دیوبند کو ایک تار ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کا افتتاح بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کے ہاتھوں کرانے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم جیسے علم کے بحر بیکراں کے یوم صد سالہ کو جشن و میلہ جیسی تقریب بنایا گیا جس کے لئے کوئی عالم دین نہ مل سکا کہ اس کے ہاتھوں افتتاح ہو سکتا۔

(روزنامہ جنگ کراچی)

(ناشر)

# لمحہ فکریہ

یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کو مکہ مکرمہ میں جو سانحہ رونما ہوا وہ دُنیا کو معلوم ہے، جو کچھ ہُوا، بہت بُرا ہوا۔ جس جگہ کے لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ "جو وہاں آگیا وہ امن میں آگیا" وہاں جس شیطنت کا مظاہرہ ہوا ہے اس نے نوّے کروڑ سے زائد مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے کہ یہ محض انکی غفلت اور عدم اتحاد کا نتیجہ ہے۔

مسلم دُنیا نے کعبۂ معظمہ پر قابض ہونے والے گروہ کو مرتدین کہا ہے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خانۂ خدا جو بہر حال معظم و مکرم ہے، کی توہین اور بے ادبی کا مرتکب مرتد قرار دیا گیا ہے، اور حدیثِ نبوی کے مطابق مردِ مومن کی عزت و حرمت عند اللہ کعبۂ معظمہ سے کہیں زیادہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ مخلوق خدا میں کوئی افضل و برتر نہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ مسلم دُنیا نے سعودی حکومت کے مخالفین اور کعبے کی بے ادبی اور اہانت کرنے والوں کو مرتدین کہا ہے، تو کیا رحمتِ عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین کرنے والے بدترین مرتدین نہیں ہیں؟

**افسوس!** کہ کعبے کے کچھ گستاخ تو اپنے انجام کو پہنچ گئے مگر گستاخانِ رسول و آل و اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کو ہر سمت کھلی آزادی ہے، ان کی تحریر و تقریر پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ ہماری ایمانی بے حسی اور بے غیرتی نہیں تو کیا ہے؟

بارہا حکام کی توجہ اس جانب دلائی گئی کہ حضور سیّدِ عالم، اہل بیتِ رسول، اصحابِ رسول اور اولیائے امتِ رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی

ناموس و تقدیس کے تحفظ کا احساس کیا جائے مگر رسمی دعدوں کے سوا کوئی قابلِ ذکر کاروائی نہیں کی گئی۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان ہستیوں سے لاپرواہی اور بے اعتنائی ہی ہماری تباہی و بربادی کا موجب ہے۔ امن و آشتی، عزّت و وقار، استحکام و سالمیت کا حصول ان ہستیوں سے کامل وابستگی میں ہی ممکن ہے۔ ان کی سیرت و تعلیمات کو رہنما بنائے اور اپنائے بغیر ہم ہرگز کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

(ناشر)

قرآن کتاب ہدایت ہے۔
مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

قرآن ہماری دنیوی اور اُخروی کامیابی کا ضامن ہے۔

قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری کی معرکۃ الآراء تفسیر

خوبصورت ترجمہ — بہترین تفسیر

# ضیاء القرآن

فہمِ قرآن کا بہترین ذریعہ ہے

ترجمہ: جس کے ہر لفظ سے اعجازِ قرآن کا حُسن نظر آتا ہے

تفسیر: اہلِ دل کے لیے درد و سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور